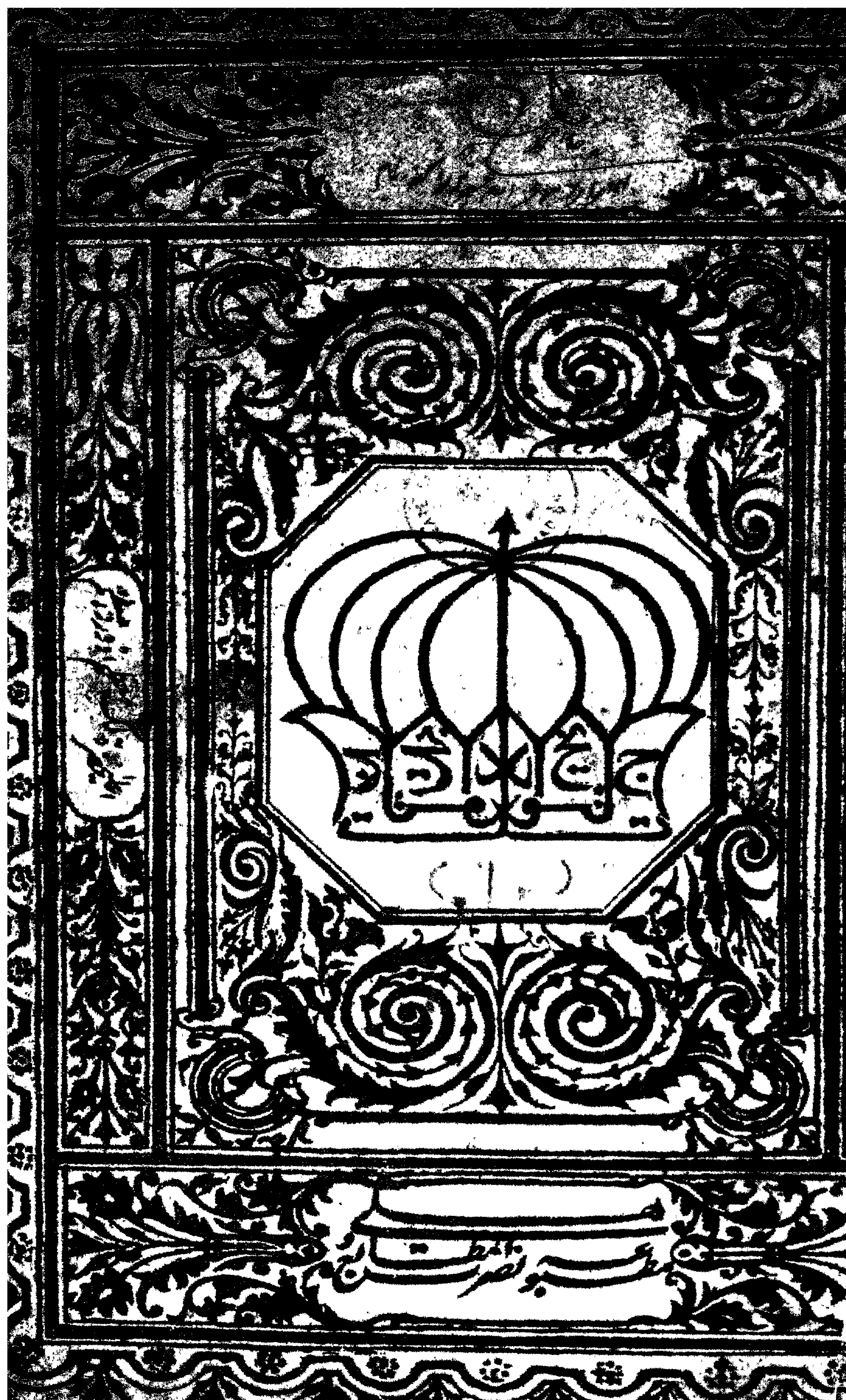


سپاسگزاری اعلیحضرت ملک معظم اڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ

رعیت پروری منظور ہے سلطان والا کو
وہ عہد اب ہے جس عہد میں مصروف راحت ہیں
گئے وہ گشت و خون کے دن رعیت میں ہے امن ایسا
ضرر دیکھا ہے جس میں جان کا پامال و عزت کا
ہے یکی پرورش منظور اپنی سلطنت بھر میں
یہاں کے جان نثاروں کی محبت حد افزوں ہے
عطا ہوتے ہیں ان کو عہدہ ہائے برتر و بالا
انہیں کی پرورش کی ملکہ وکٹوریہ نے بھی
انہیں کی بادشاہ جانے عزت جانی ہے
وفا و جاہ و منصب راحت و آرام علم ان کو
نہ آزادی کی حسرت تھی نہ یہ لطف حکومت اچھا
وہ خطرہ ہی ہے نہ داب و فروشی ہے
رعیت کے لئے ہے انتظام حفظ امن ایسا
جو تنگ و ناہموار گلیاں اس زمانے میں
آباد وقت ہوں میں ان کو ترقی نہیں پایا
نہ وہ ہر جا مدرسے جاری ہیں گنتی
شفاخانہ ہیں ایسے مفت ملتی ہے دوا جن میں
شفاخانے ہسپتالوں کا ہوا ہے انتظام اچھا
نہ امنیت کے لئے ہیں امنیا انتظام ایسے
بھلا کس کے زمانے میں ہوا تھا انتظام ایسا
ہوا ہے ریل کا وہ انتظام اس عہد والا میں
ہوا ہے ریل ہی کی وجہ سے فائدہ حاصل
نہ ملتی تھیں جو خبریں عمر بھر کو بھی وہ ممکن ہیں
ہوا ہے ڈاکخانوں کا مناسب انتظام ایسا
ہے اس سے بڑھ کے عجوبہ تار میں صرف دو لب ہے
یہ کثرت سے چھاپہ خانوں کی بھی انکے زمانے میں
یہ سب ہے قیصر ہندوستاں کے عہد کا صدقہ
ہیں جب تک چاند سورج اور ستارے چرخ پر روشن
رہے اڈورڈ ہفتم قیصر ہندوستان قائم
رہیں بانوئے عالم سلطان شاد و خوش و خرم عالم ہے

گلستان ظلم و جور اب لو ہرا ہند غلقا ہے
یہ ہے وہ عہد جس میں عدل و انصاف اچھا ہے
نہ وہ خونریزیاں ہیں اب نہ وہ آپس کا جھگڑا ہے
رعیت کے لئے اس بات کو معیوب سمجھا ہے
خصوصاً ہند پر تو خاص لطف شاہ والا ہے
انہیں کی پرورش کا دھیان آٹھوں پہر رہتا ہے
ترقی کا انہیں کے چار سو عالم میں چرچا ہے
خطاب و منصب و جاگیر و خلعت ان کو بخشا ہے
کیا ہے خیر خواہ سلطنت ان سب کو سمجھا ہے
گزشتہ عہد میں ممکن نہ تھا جو اب مہیا ہے
مگر یار مغربی افضال کا ادنی یہ صدقا ہے
نہ ہوا منہدم اب وہ بستی ہونیکا چرچا ہے
نہ اب جو رو ستم کی دہشت ہے قضا و کتخدا کا ہے
بنی سڑکیں ہیں پختہ صاف اور ہموار رستا ہے
بہت اچھی طرح سے روشنی سڑکوں پہ ہر جا ہے
غریبوں کے لئے خیرات خانوں کا سہارا ہے
برائے حفظ صحت انتظام اس طرح ہوتا ہے
زچاؤں کے لئے راحت کا سامان بیجا ہے
بہت اچھی طرح ہر فائدہ جن سے پہنچتا ہے
کہ جیسا قحط میں اب جان بچنے کا سہارا ہے
سفر کی دقتوں کو جس نے آسانی سے بدلا ہے
تجارت کو ترقی آجکل حد سے زیادہ ہے
گراں قیمت نہیں مطلق مناسب نرخ سبکا ہے
کہ لاکھوں کوس کا احوال آسانی سے ملتا ہے
کہیں عجائب اس طرز عمل کو ہم تو زیبا ہے
ہزاروں طرح کا اب فائدہ ان سے اٹھایا ہے
کہ جس کی وجہ سے خلقت نے یہ آرام پایا ہے
رواں جب تک زمین ہند و گنگ و ساحل دریا ہے
بر آئے یا الٰہی جو دلی ان کی تمنا ہے
عطا جو جلد یارب ہو عطا جو ان کے دل کا ہے

رہے اولاد بھی خوش ان کی لاکھوں سال دنیا میں
قلم کو روک اے **نصرت** زیادہ طول بیجا ہے

وجہ تالیف

چونکہ اس کتاب کی ترتیب زمانہ تاجپوشی حضرت ملک معظم سے شروع ہوئی لہذا حالات و دستورات تاجپوشی ہند و انگلینڈ کے علاوہ فرمانروایان انگلستان کا تذکرہ چھٹے اڈورڈ کی کیفیت تاجپوشی تاریخی حالات حضرت بادشاہ سلامت کے ہمعصر سلاطین یورپ کے مختصر کوائف سلاطین ماضیہ کی کیفیت انکی تاریخ تخت نشینی مدت عمر مدت سلطنت مرض موت تاریخ وفات قطعہ تاریخ وفات منظوم تعداد ولی ازواج تعداد اولاد انکے عہد کے مختصر کوائف شعرا و علما اُن کے وقت کے سلاطین انگلینڈ کا بیان آپ کے زمانے کی عالیشان عمارتیں تاریخ الوقت لکھے گئے۔ گورنمنٹ عالیہ کا حسن انتظام لحاظ جات کی تقسیم ہندوستان کے اقوام و مذہب کا مختلف زبانیں مختلف پیشہ وروں کی تصویریں مذہبی دستورات گورنمنٹ عالیہ کے رعایا کی ساتھ رعایت رعیت کی جاں نثاری ان روساء کا تذکرہ جو خطاب و اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔ روساء کی تعداد جدید انتظام سے جملہ انتظامات ایسے تھے جو بے حد واسطے دقت محنت کیگئی جن کا اظہار روسا کی مندرجہ ذیل تحریرات سے ہو رہا ہے

تحریر عالیجناب نواب محمد مسلم اللہ خان صاحب بہادر والی ریاست دوجانہ دام اقبالہم

فضیلت مآب کمالات انتساب مولوی سید نصرت علی صاحب مالک نصرۃ الاخبار دہلی جنکا اخبار صداقت آثار معروف و مشہور نزدیک و دور ہے ازبس لائق و عالی خاندان و الا دودمان ہیں اور انکی تصنیفات فیض آیات سے ملک انکا ممنون و مشکور ہے یاد نوں تاریخ ریاست ہائے ہندوستانی بکمال محنت و صدق بیانی تصنیف کر رہے ہیں اور اسکی بہت احتیاط کی ہے کہ کسی ریاست کے غلط حالات نہ لکھے جائیں اسی وجہ سے بغرض دریافت حالات ہمارے دربار میں بھی آئے ماید دولت سے کارپردازان ریاست کو واسطے خانہ پُری نقشہ مجوزہ مولوی صاحب موصوف حکم دیدیا۔

از اخبار روہیلکھنڈ گزٹ بریلی ۲۶ نومبر ۱۸۹۹ع

زمانہ کے منتخب اور مشہور عالم جناب مولانا مولوی سید نصرت علی صاحب مالک نصرۃ الاخبار دہلی جن کی لیاقت علمی و شرافت خاندانی گورنمنٹ انگلشیہ اور دیگر سلاطین و معزز والیان ریاست ہائے ہند کے نزدیک مسلّم ہے آجکل ایک قابل قدر تاریخ کے لکھنے میں سرگرم ہیں آپکا ارادہ ہے کہ اس تاریخ میں تمام دیسی والیان ملک و روساے ہند کے مفصل حالات مع فوٹو عکسی درج کریں اس ملک میں یہ ایک پہلی اور کارآمد کتاب ہوگی جس سے ریاستوں کے متعلق کل ضرورتیں رفع ہوں گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

کشم از بسم اللہ رقم حمد الٰہی را
نہم بر فرق خاقان سخن این تاج شاہی را

اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیءٍ قدیر انسان ضعیف البنیان کی کیا تاب و طاقت ہے کہ کچھ بھی حمد و ثنائے الٰہی بیان کر سکے اور فہم و ذکا کی کیا مجال ہے کہ اوس شہنشاہ حقیقی کی مخلوقات بدیع عالم ایجاد کے صنایع و بدایع کے [illegible]ات سے اُسکی کنہ حقیقت کو پا سکے وہ اتنا بڑا احکم الحاکمین ہے اور اسکی ایسی وسیع سلطنت اور لازوال حکومت ہے کہ شریک و سہیم کو جس میں ہرگز مداخلت نہیں ہو سکتی اُسکے مُلک کی وسعت و فسحت ابتدا انتہا کی کیفیت بنی نوع انسان کے عقول و افہام سوائے اسکے کہ عجز و قصور کے قائل ہوں اور ادراک کی ماہیت تک نہیں پہنچ سکتے۔ سبحان اللہ و بحمدہ کیا مالک الملک وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے جو اس قدر لاتعد و لا تحصیٰ رعایا یعنی مخلوقات پر حکمرانی کرتا ہے اور ایک ذرہ بھی جس کے بغیر حکم حرکت نہیں کر سکتا۔ لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔ ایسا رحیم و مہربان بادشاہ جو ہر ایک فرد بشر کے دلی خیالات سے واقف اور اندرونی توہمات پر حاوی ہو اور اُس کے ہر نفع و ضرر کو ہر وقت دیکھتا ہے۔ کون ہے وہی ایسا باخبر منتظم ہے کہ ہر ذی رُوح کی حقیقت اُس کے پیش نظر ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید جس کا ارشاد فیض بنیاد ہے فی الحقیقت وہی بے مثل و بے ہمتا خالق ارض و سما نضارت بخش گلشن ایجاد ہے۔ ہیجدہ ہزار عالم کا موجد جسکی وحدانیت پر اجرام علوی و اجسام سفلی شاہد حال ہیں اشجار و نباتات تک مؤید مقال ہیں۔

تامل فی نبات الارض وانظر	علیٰ آثار ما صنع الملیک
عیون من لجین شاخصات	وازھار کما الذھب السبیک
[illegible] الزبرجد شاھدات	بان اللہ لیس لہ شریک

بے منتہیٰ و بے حساب تیری ہی ذات پر ختم ہے [illegible] تخت [illegible] [illegible] تیری عظمت و جبروت۔ تیرا اسم [illegible] لائق تسبیح و تقدیس قابل تحمید و تمجید [illegible] ہے۔ تیری ہی سلطنت لازوال اور ملک [illegible] ہر صنف موجودات تیری وحدانیت پر دال ہے۔ آفتاب [illegible] نجوم و سماوات نور و ظلمات سب تیری قدرت کی نشانیاں ہیں جن کے مشاہدہ کو چشم بصیرت درکار ہے فہم بشر [illegible] محض بیکار ہے ؎ [illegible] ایسا ہی معبود ہے [illegible] شہنشاہ حقیقی کے حمد و ثنا کے بعد اُسکے وزیر یعنی اُسکے حبیب [illegible] صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت بھی ہر مخلوق پر واجب [illegible] النبیین سید المرسلین کے خطاب سے سرفراز شافع روز جزا [illegible] ممتاز ہیں جنکی شمع ہدایت سے تیرہ بختان جہل و ضلالت شاہراہ ہدایت پر پہنچے عمیم و خلق عظیم اظہر من الشمس ہے وانک لعلیٰ خلق عظیم ارشاد جناب باری [illegible] ہے جن کا توسل باعث نجات و موجب رستگاری ہے ایسا پیغمبر جلیل القدر ایسا نبی مکرم ایسا رسول شفیع امم آپکے سوا کون ہے جسکی شان میں قاب قوسین او ادنیٰ مازاغ البصر وما طغیٰ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہو کلام مجید سے قانون محکم جسے نزول پایا ہو انکی عظمت و شان کی کیا حد و نہایت ہے علم و عمل تہذیب شایستگی صلح و عافیت آپ ہی کی قانون شریعت کے افراد ہیں بلکہ جملہ صفات حسنہ و اخلاق پسندیدہ کے آپ ہما و ہادی ہیں آپ ہی فیضان و ہدایت سے گنہگاران امت طالب نجات و آزادی ہیں جسطرح حمد و ثنائے الٰہی میں عقل بشر عاجز ہے اسیطرح نعت رسالت پناہی میں بھی فکر انسان قاصر ہے آپکے درود و نعت کی عاصیان اُمت کے حق میں اکسیر سے بہتر ہے۔ آپکی محبت کا سکہ جس کے قلب پر نہ ہو وہ ٹکسال سے باہر ہے۔ کیونکر در اقدس کی گدائی ہفت اقلیم کی بادشاہی سے افضل نہ ہو کہ حاکم مطلق و شہنشاہ برحق خود آپکا معرف و مداح ہے آل اطہار کی محبت و ودا سعادت دارین حصول ہے اور اصحاب کبار کی الفت و مودت ارشاد رسول مقبول ہے ؎

چہار یار محمد کہ تاجداران اند	چو چار حرف محمد یکدگر یاراند

اگرچہ پہلے سر اودیر لیتھبرج صاحب ممبر پارلیمنٹ نے ایک انگریزی مین مرتب کی وہ نقش اول ہوچکی مگر یہ گولڈن بک تھی اور لوگ انکے بالکل اسکی نقل یا اسکا ترجمہ کرنا منظور نہین تھا مگر بعض اصحاب نے اُسے (گولڈن بک) کا بعینہ ترجمہ اردو زبان مین کیا حتے کہ نام تک اپنی کتاب کا بدل نہ سکے لفظی ترجمہ کر دیا اپنے تئین مصنف کتاب ظاہر کیا اور اُسے گولڈن بک پر اعتراضات کی بوچھار کی اُن حضرات کے دعوی باطل کو وہی لوگ مان لین گے جنکو انگریزی کتب ملاحظہ فرمانیکا اتفاق نہین ہوا ہی مگر وہ حضرات جنکو کتب انگریزی کے مطالعہ کا شغل رہتا ہی اچھی طرح سمجھ لینگے۔

اگرچہ ہمارا دس برس کا ریاض ہی اور ہمنے اتنی مدت تک محنت و جانفشانی سے اس کتاب کو مرتب کیا اور یہ انتظام ملحوظ خاطر رکھا کہ سنہ ۱۹۰۳ء تک گورنمنٹ عالیہ کی تصحیح کردہ رپورٹون کا اقتباس کیا۔ اس عرق ریزی و جانکاہی پر کسی کی تصنیف و تالیف سے مقابلہ کرنا معیوب سمجھتے ہین جسوقت ہماری کتاب منصف مزاج ناظرین کے پیش نگاہ ہوگی جو اصلی بات ہی ظاہر ہوجائیگی۔

ہمنے زبان اُردو مین اس کتاب کو ترتیب دینا چند وجوہ سے مناسب جانا۔ اول تو اُردو دیسی اور عام فہم زبان ہی دوسری جنکو ایسے باوقعت قابل قدر دوسری زبان نظر نہ آئی جسکو رعیت نواز ملکہ معظمہ نے پیرانہ سالی مین تحصیل فرماکر عزت عطا فرمائی ہو۔

اسباب ترتیب

اس کتاب کی ترتیب میرے نزدیک ضرور محال تھی مگر بعض روساے عظام کی اعانت اور سرپرستی نے میری ہمت کو ایسا بڑھا دیا کہ یہ کار اہم مجھسے انجام پاگیا۔

۱۔ ہز ہائنس سوائی مہاراجہ سر رگھوبیر سنگھ بہادر کے سی آئی ای فرمانرواے ریاست بوندی
۲۔ ہز ہائنس زبدۃ الملک نواب سر شیر محمد خان بہادر جی سی آئی ای فرمانرواے ریاست پالن پور
۳۔ ہز ہائنس نواب شیخ حسین میان بہادر فرمانرواے ریاست مانگرول۔
۴۔ ہز ہائنس نواب فخر الدولہ سر امیر الدین احمد خانصاحب بہادر کے سی آئی ای فرمانرواے لوہارو۔
۵۔ ہز ہائنس نواب محمد یعقوب علیخانصاحب بہادر فرمانرواے ریاست کوروائی۔
۶۔ ہز ہائنس نواب محمد حمید علیخانصاحب بہادر فرمانرواے ریاست حیدرگدھ باسودہ۔

نے ایسی سرپرستی فرمائی کہ مین اس کار اہم کی انجام دہی پر آمادہ ہوگیا گو اثناے ترتیب مین کئی مرتبہ ہمت نے کوتاہی کی مگر حضرات کی قدر افزائی کے خیال نے پھر میرے ارادے کو مستحکم کر دیا علی الخصوص ہز ہائنس اعلی حضرت غفران قدرت نظام دکن۔ ہز ہائنس نواب صاحب بہادر بہاولپور۔ ہز ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال۔ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر جودھپور۔ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر جی پور۔ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر سیندھیہ۔ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر بڑودہ۔ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب اودی پور۔ و ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر ریوان۔ ان گرامی مراتب والیان ملک کی قدردانی پر بعد و سر ہا اور ان روساء کا شکریہ جہان تک ادا کرون کم ہے جنھون نے کتب۔ تصاویر و خریداری سے امداد دی یہ اُنھین حضرات کا فیض امداد تھا ورنہ مجھ مین ہرگز اتنی قوت نہ تھی کہ اس دقیق کام کو اس حسن و خوبی سے انجام دیتا اور اپنے حسب منشاء کامیاب ہوتا۔

مین ذیل مین اپنے معاونین کے نام ہاے نامی و اسماے گرامی تحریر کرتا ہون تا ناظرین کو معلوم ہوجاے کہ ایسے ایسے عالی ارادہ علم دوست اور قدر افزاے اہل علم موجود ہین۔

فہرست اسماے گرامی معاونین ہر سہ قسم

(۱) جناب عالیجناب عالمیان پرنس میرزا سلیمان قدر محمد حسن علی بہادر شاہزادہ اودھ
۲۔ راجہ روپ شاہ بہادر (جلمن پور)
۳۔ رانی دیا دت کنور صاحبہ بہیرہ۔
۴۔ نواب عزیز جنگ بہادر رئیس حیدرآباد دکن۔
۵ خان بہادر سید حسن بخش صاحب گردیزی آنریری مجسٹریٹ ملتان۔
۶ خان بہادر مولوی حکیم رحمن علیخانصاحب سابق ممبر کونسل ریاست دیوان۔
۷ راجہ درگا پرشاد صاحب تعلقدار سروان وغیرہ رئیس سندیلہ۔
۸ محمد نعیم خانصاحب آنریری مجسٹریٹ کیلاسپور۔
۹ خان بہادر چودھری النصرت علیصاحب سکرٹری انجمن تعلقداران اودھ۔
۱۰ سر مہاراجہ پرتاب نرائن سنگھ صاحب بہادر کے سی آئی ای۔ والی اجودھیا
۱۱۔ آنریبل ٹھاکر رگھوبر دیال صاحب تعلقدار معز الدین پور۔
۱۲ خان بہادر نواب اسد اللہ خانصاحب بہادر وایس چیرمین میونسپل بورڈ میرٹھ
۱۳۔ سید مظفر علیخانصاحب رئیس جانسٹھ۔ مظفر نگر۔
۱۴۔ خانصاحب قاضی محمد علیصاحب مرگھی۔ بمبئی
۱۵۔ خان بہادر محمد عبد اللہ خانصاحب سی آئی ای۔ رئیس حسین پیل
۱۶۔ شرافت الدولہ مولوی سید اشرف الدین احمد خانصاحب متولی امام باڑہ ہوگلی
۱۷۔ مخدوم حسن بخش صاحب آنریری مجسٹریٹ و سجادہ نشین حضرت شاہ بہاء الحق رح
۱۸۔ مولوی عبد الرحمن صاحب مجسٹریٹ و جج ریاست ونگار
۱۹۔ قاضی محمد عبد الغفار صاحب سررشتہ دار کورٹ سرداران جودھپور۔
۲۰۔ حکیم مقرب حسین خانصاحب میونسپل کمشنر۔ میرٹھ۔
۲۱۔ منشی عبد الکریم صاحب مدرس سکرٹری انجمن احباب۔ بمبئی
۲۲۔ منشی شیام لال صاحب مصنف تاریخ بوندیلکھنڈ۔

۲۳ - قاضی عزیز الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر درجۂ اول -
۲۴ - شرافت الدولہ مولوی سید اشرف الدین صاحب بہادر کلکتہ
۲۵ - شمس العلما مولوی سید امداد امام صاحب المتمغہ قیصر ہند (نیور)
۲۶ - مولوی حاجی حافظ سید شاہ نذر الرحمن صاحب وحاجی سید نور الرحمن صاحب روساء (بھتہ)
۲۷ - محمد کاظم حسین صاحب رئیس گیا -
۲۸ - خان بہادر الہٰی بخش خانصاحب نیٹو اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ
۲۹ - راے بہادر لالہ بیجناتھ صاحب بہادر جج آگرہ -
۳۰ - خان بہادر مولوی قاضی فرزند احمد صاحب رئیس گیا -
۳۱ - نواب سکندر نواز جنگ حافظ سید احمد رضا خانصاحب بہادر باجی پور
۳۲ - مولوی ولی حیدر صاحب رئیس بھور
۳۳ - خان بہادر سید رضا حسین صاحب انسپکٹر بریلی
۳۴ - پنڈت کشن راؤ صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر -
۳۵ - چھتر پال سنگھ صاحب تعلقدار مجھگاؤن ضلع گونڈہ -
۳۶ - سید الطاف حسین صاحب - اکوسٹ جرنل جادرہ -
۳۷ - نواب حیدر علیخان - رئیس منڈار ریاست سردسے -
۳۸ - راجہ رام لعل صاحب بہادر ضلع کانگڑہ -
۳۹ - غلام صمدانی صاحب ایڈیٹر رسالہ جلوۂ محبوب - حیدرآباد دکن -
۴۰ - مولوی احمد علیخان صاحب شوخ یمین بریلوی -

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

بعض عظیم المراتب قدردانون نے اصرار فرمایا کہ مین کچھ اپنے حالات اور اخبار و پریس کی کیفیت بھی اس کتاب مین درج کرون - یہ اُن حضرات کی ذرہ نوازی تھی ورنہ مجھ مین سواے خاکساری اور کون بات ہی جسکا اس کتاب مین ذکر کیا جاے -
مگر تعمیل ارشاد بھی لازم و واجب سمجھ کر چند ذرہ نوازون کا تذکرہ مختصر تمہید کے بعد درج کتاب کئے دیتا ہون

رضینا قسمۃ الجبار فینا	لنا علم وللاعداء مال
فان المال یفنی عن قریب	وان العلم باق لا یزال

اگر خیال کیا جاے تو عزت سے مراد ہمچشمون مین اعتبار و وقار حاصل کرتا ہی خواہ وہ اپنے حسن کردار سے ملے یا کسی سرکار سے عطا ہو - یہ بات دولت دنیا سے ممکن نہین - اگرچہ اہل دنیا مال کو عزت اور دولتمند کو معزز جانتے ہین عقلا کے نزدیک یہ خیال غلط ہی دولت دنیا کو اللہ تعالے بھی اولی فرماتا ہی مال دنیا کو مدام زوال ہی اس سے کسی کو افتخار حاصل ہونا غیر ممکن ہی -

ہان وہ زوال دولت علم ہی جو ذلیل کو جلیل اور ادنی کو اعلے بنادینے پر قادر ہی علم ہی کی وجہ سے انسان مفتی قاضی مجتہد ہوجاتا ہی علم ہی کی بدولت سرکار سے عہدہ ہاے جلیلہ پاتا ہی علم ہی ادنے کو اعلے اور اولوالعزم بادشاہون سے ہمکلامی کا شرف بخشتا ہی علم ہی سے انسان خدا کو پہچانتا ہی یہ بات دولت دنیا سے حاصل نہین ہوسکتی دولت علم سے مستغنی ہوکر ہر شخص عزت ووقار سرداری پاسکتا ہی شاہان ذوالاقتدار وحکام والاتبار سے ہمکلام ہونا اعزاز کی دلیل ہی -
شکر ہی اُس خداے عزوجل کا جسنے ہمسے ذرۂ ناچیز کو دولت علم عطا فرماکر ہمارے طور کلام کو طور سخن پر جگہہ دی اور ہمارے پایۂ کلام کو اوج عطا فرماکر ہمین بادشاہان ذوالاقتدار کا ہمکلام بنایا اور اسکے بعد اپنی رعیت نواز گورنمنٹ عالیہ کے عہد معدلت مہد کی برکات کا جہان تک شکریہ ادا کرون کم ہی یہ سب اسی عہد کے برکات کا صدقہ ہی کہ سلسلہ رسل ورسائل مین اسقدر آسانی ہوگئی ہی کہ ہر شخص اپنی تصنیف وتالیف ہر دربار وامصار مین بآسانی بھیج سکتا ہی اور جوہر ذاتی حسن صفاتی کا اظہار بسہولت ممکن ہی اور اُن ارکین اراکین سلطنت کی شکرگزاری واجب ہی جو ازراہ قدردانی صاحبان علم وہنر کی عزت افزائی فرماتے ہین ان سب کے بعد مجکو اپنے ناچیز **نصرت المطابع** اور **نصرت الاخبار** کے واسطے دعاے خیر کرنا چاہیے جسکی کتب مطبوعہ مطبوع عالم ہوتی رہین اور قدردانون کی توجہ سے اب تک وہی کیفیت ہی - اگر اسکی عوض مین دولت دنیا سے مستغنی ہوتا تو جہلا کی نظرون مین ذی حرمت تو قرار پاتا مگر عقلا کی نگاہون مین قدر ومنزلت نہوتی نہ شاہان گرامی مراتب اسطرح پر عزت افزائی فرماتے چونکہ سلاطین کے قواعد منضبط سے ظاہر ہوتا ہی کہ اعزاز ومراتب کے تین درجے مقرر ہین اسمین پہلا درجہ فرزندان وعزیزان ومشایخ وفقرا وعباد وزہاد کے واسطے مخصوص ہی دوسرے درجے کا اعزاز اراکین سلطنت کو حاصل ہی تیسرے درجہ عام عملہ سلطنت کا ہی اس مدارج کے لوگون کو شرف ہمکلامی کا اعزاز حاصل نہین ہوتا - بلکہ پروانہ جات واحکام انکے نام تحریر ہوتے ہین یہی قاعدے دنیا مین امتیاز عزت کے لئے مخصوص ہین اب ہمارے منصف مزاج ناظرین اُن صحائف گرامی کو ملاحظہ فرمائین جو ہمارے رعیت نواز گورنمنٹ عالیہ اور دیگر سلاطین عالی مراتب نے ازراہ قدردانی تحریر فرماکر ہمکو عزت عطا فرمائی کہ جیسا اخبار رتن پرکاش رتلام مین منشی محمد نظام الدین صاحب - نظام - مصاحب

حضور نواب صاحب بہادر ۔ جادہ ۵ ۔ تحریر کرتے ہیں وہو ہذا ۔

بہتر استاد استعداد خداداد

جہان مین جس قدر اہل ہنر ہین
یہی اونکا ہے ارشاد گرامی
برائے ذکر خیر و یادگاری
ذریعہ قابل توصیف و تعریف
کہ تصنیفات و تالیفات عالی
ہمیشہ یادگار فیض دایم
کلام دلنشین اہل سخن کا
کہ جس درجہ ہو تحقیقات کامل
بطور تازہ و باطرز احسن
کہ تا ناواقف اوس سے نیض پائین
مگر وضع نگارش مین ہو جدت
نہین جائے سخن کچھ اسمین نہان
سپے تصنیف و تالیف زمانہ
یہ خیر محض ہے اور اصل خوبی
کہ ہو کوئی مصنف یا مولف
جو ہین منصف مزاجان خرد مند
وہ ہی قدر سخن پہچانتے ہین
رفاہ عام و نفع خلق و بہبود
جو اس صورت مین ہو سہو خطا ہے
کہ من صنف فقد استہدف عیان ہے
لہذا اگر بچشم غور دیکھو
جو بعض اغلاط واقع ہون کسی سے
کہ اون کے حق مین کہکر رحمۃ اللہ
کسی نے خوب یہ مضمون لکھا ہے
وہ ہی ہے مستحق تحسین تمامی
سخن جسکا ہو مقبول و یگانہ
یہ جتنی کچھ ہین تصنیفات عالم
کہ جو ہین حیات اہل تصنیف
ہوا ہے بلکہ ایسا اکثر اوقات
کہ جب آخر ہوا دور مصنف
تو پھر تصنیف نے حاصل کیا نام

جو صاحبدل ہین ارباب نظر ہین
کہ بہر طالب عمر دوامی
سپئے نام آوری و برقراری
نہین بہتر بجز تصنیف و تالیف
سر اوراق ایام و لیالی
رہین مانند نقش سنگ قایم
نتیجہ ہے حصول علم و فن کا
جو کچھ ہو تجربے سے اپنے حاصل
کرے تالیف اسکو ماہر فن
جو واقف ہین وہ لطف خط اٹھائیں
کہ ہے مشہور تر جدت کی لذت
کہ ہین آگاہ دانایان خبار
جو کچھ ہے اہتمام کارخانہ
یہ ہے کار ثواب واجر جسکی
بجز اوسکی ہے نیت پیش مصنف
سخندان نکتہ رس پاکیزہ گوہر
سخن سنجون کا رتبہ جانتے ہین
مصنف اور مولف کا ہی مقصود
تو ہے لاریب شایان ستائش
مصنف سے یعنی آمادہ بیان ہے
کلام کاملین ماسلف کو
نہین وہ مورد الزام حاشا
گذر جاتے ہین مردان حق آگاہ
بزرگون کی خطا گیری خطا ہے
کہ دے ہو جس نے داد خوش کلامی
پسند خاطر اہل زمانہ
کتابین انکی ایسی ہین بہت کم
قبول طبع ہون از روی تعریف
دلون پر صاف آئینہ ہی یہ بات
ہوا جب منقضی عہد مولف
ہوا تالیف کا بھی شہرہ عام

جہان مردہ دل کیا بد بلا ہے
کوئی اوستاد ہو کیسا ہی قابل
مگر ہرگز نقد حسب مرضی
رہ رشک و حسد سے ہے یک عالم
بانداز و ادائے عیب بینی
جو کامل سابقین اولین تھے
ہمیشہ واقعات تازہ ابتر
رہے ہین اون سے لوگ اکثر خائف
غرض تمہید سے یہ مدعا ہے
کہ جیتے جی ہو جسکی قدر تصنیف
وحید العصر ہین کچھ ایسی اشخاص
حضور مثالی کہ ہین زبدہ دہر
سراپا افتخار اہل تصنیف
فصیح افصحان یکتائے دوران
شریف اور عاقلون مین سب سے اول
جناب مولوی نصر علی ہین
تخلص شیر اونکا ہے جہان ہیں
جو اونکے والد صاحب یقین ہیں
وہ ہین راس الرؤس اہل جوہر
جنزار کتاب آسمانی
جناب حق شناس و دانش آئین
اسی دریائے گوہر مین یہ قیصر
فیوضات جناب قبلہ گاہی
نہ کیون بے مثل ہون اہل سخن ہیں
یہ طولی ہی ان کو ہر زبان مین
اشاعت علم کی ہے انکو منظور
رواج علم کا گر ہو ارادہ
اسی باعث کیا مطبع بھی جاری
رہے باقی جہان مین حشر تک نام
کتابین طبع کین ہین ہر طرح کی
علاوہ اسکے چند اخبار دلکش
حضور مثال نصرت الاخبار دہلی
وہ پرچہ مذہبی مہر درخشان

لقب مردہ پسند ہی کا بجا ہے
حقیقت مین ہو جسکا معاین
ہو گی زندگی مین قدر اوسکی
کریگے حرف گیری اوسکی پیہم
کریگا ایک مانہ نکتہ چینی
کہ فخر اہل عالم بالیقین سے تھے
اسی صورت سے گذرے ہین ہرایک
کہ ہین اہل تواریخ اس سے واقف
وہی دنیا مین خوش قسمت بڑا ہے
کرین سب زندگی مین اسکی تعریف
کہ حاصل یہ فضیلت جنکو ہی خاص
وحید و انتخاب کشور و شہر
لیق و یادگار اہل تصنیف
بلیغ ابلغان دانائے دوران
عقیل اور کاملون سب سے اکمل
سخن کی جان اور معنے کے جی ہین
وہ ہین فرمانروا رم بیان میر
امام فن تقریرات دین ہین
وہ ہین شمس الشموس اہل جوہر
بہار گلشن معجز بیانی
ابو المنصور سید ناصر الدین
اسی گردون کے نیر ہین یہ قیصر
عیان ہین ذاتین انکی کماہی
کہ شاگرد پدر ہین علم و فن مین
تصانیف انکی ہین اکثر زبان ہین
بدل ساعی ہین اسمین تا بمقدور
ذریعہ کتب ہے مطبع سو زیادہ
کہ تا قایم ہو عمدہ یادگاری
دعا ہے جنرد سے ہر خاص و عام
نہایت علم کو دی ہے ترقی
سبھی شایع کہ جن پر خلق ہے عش عش
بگفتا ربضاحت بارد دہلی
جواب با صواب نور افشان

غرض اونکی ہر ایک تحریر و تقریر — رفاہ عام کی گویا ہے تصویر
کہ اصداف عبارات دلاویز — گہرہائے معانی سے ہین لبریز
کسی نے اسنے گر کی ہے ملاقات — سنا ہے یا کلام دلنشین بات
رہا وہ عمر بھر انکا ثناخوان — رہین منت و ممنون احسان
ہر ایک ہے شاہد حسن لیاقت — ہر ایک ہے مدح گستر حسب لیاقت
مگر اس جا نقول چند اسناد — رقم پیر کاش ہین باخاطر شاد
نظام کمترین کرتا ہی تحریر — کہ تا دیکھین جوان و کودک و پیر
یہ وہ گوہر ہین جنکو صاحب ہوش — بجان و دل کرین آویزۂ گوش

از اخبار عربی النحلہ مطبوعہ لندن یکم فروری ۱۸۷۸ء

ترجمہ مولوی سید محمد نصرت علی خان صاحب قد تحلت النحلۃ بمثال العیان فی ہذا العدد صورت رجل سید ہندی شریف الحسب قد اتصل نسبہ بمحمد رسول العرب بابی بکر وا صحابہ وقد النشأ لہ شہرت لعلومہ الراسخۃ وتوالیفہ النفیسۃ فمن امعن النظر فی حسن سماحتہ وحدت بصرہ استدل منہا علی حذاقتہ عقلہ السامی ونفوذ فکرہ الثاقب وکانت ولادتہ لسبع عشر لیلۃ خلت من شوال ۱۲۶۱ھ فیکون عمرہ الان ۳۱ سنۃ وقد تعمق فی العلوم وتخرق فی المعارف وہو فی عنفوان الشبوبیۃ وقد اشتہرت عائلتہ من عہد قدیم فی المعارف والعلوم وتولت اجدادہ علی البلاد وساست العباد واقام امراء الہند والحکام الانکلیز منہم عمالا ومنہم مباشرین ومازال اخوہ سید ناصر علی منقلدا زمام الاحکام فی الحکومۃ البریطانیۃ وقد اشتہر ایضا ابوہ سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام المناظرۃ فی المعارف والفنون وکان جدہ الشریف محمد مہدی رئیس کانپور مشہورا بالعلم والکرم وکان یتوددوا الی اہل العلم وینفق علیہم فکان الامام بخش تاریخ احد شعراء الہند ومرزا غالب استاد رجب علی بیگ سرور وغیرہما یعیشون فی ظلہ وینفقون من کرمہ وقد تفرد سید مولوی محمد نصرت علی خان صاحب بحب المطالعۃ والدرس وقد اکف وصنف نحو ۲۶ کتابا فی فنون مختلفۃ وقد تکرم علینا بجل توالیفہ منہا کتاب فی اصول اللغات الترکیۃ بالعربیۃ والہندیۃ ومنہا کتاب بالہندیۃ عنوانہ سراب عالم اسباب وغیر ذالک وقد اثنی العلماء علی توالیفہ وجعلہا الرفیع والوضیع وحازت الجزاء علیہا من الحکومۃ وقد انشاء جریدۃ تطبع ثلث جرائد بالہندیۃ والعربیۃ اسم الواحدۃ منہا نصرۃ الاخبار والثانیۃ منہا ناصر الاسلام واسم الثالثۃ منہا مہر درخشان والثانیۃ من الظرائۃ الاول وقد اطلعنا علی نسخا دات عدیدۃ ارسلہا الی ہذا العلامۃ امراء الہند وافغانستان والحکام الانکلیز وواصف باشا الصدر الاعظم سابقا یثنون بہا علی توالیفہ وجرائدہ فعلینا ان نسر ونفتخر بمثل ہذا الادیب الفاضل الذی زین جید الشرق بقلائد علومہ ولالی فنونہ وصرف ہمتہ الی احیاء علوم اجدادنا الافاضل ایدہ اللہ تعالی وازاد فی عمرہ لیبلغ مناہ من تہذیب بنی جنسہ واللہ خیر حافظا۔

از اخبار دار الخلافتہ مطبوعہ استنبول نمبر ۲۱

قصیدہ بلاغت عنوان کہ فیضمآب جناب سید نصرت علی خان صاحب کہ یکے از عمائد ہندوستان است بزبان فارسی در تہنیت جلوس میامن مانوس سلطان المعظم برشتہ نظم درآوردہ بود ارسال فرمودہ مع الافتخار رستون جریدۂ خود را بدان زینت میدہیم و چون آن ذات حمیدہ صفات از فضلاے عصر و بلغاے دہر است پس جناب فضیلت مآب مذکور را ما نیز تشکر خود بیان

از اخبار لسان الحال مطبوعہ بیروت ۲۳۔ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء

اہدی الینا حضرت المجتہد الفاضل السید محمد نصرت علی بن السید ناصر الدین محمد ابی المنصور امام فن مناظرہ الکتاب وصاحب ومحرر صحیفہ نصرۃ الاخبار التی تصدر فی دہلی من الہند نسخۃ من کتاب جدید یشیر الی اتساع دائرۃ معارفہ واطلاعہ ویسمی تعلیم بلا معلم او معلم الالسنۃ یشتمل علی قواعد الالسنۃ السبعۃ وہی الاردو والفارسی والعربی الترکی۔ الفرنسوی۔ الانکلیزی الروسی والناجری۔ وہو فی جزئین القواعد والمفردات اللغات المذکورۃ ثم یلیہا جزء یحتوی الجمل والمکالمات وہو فی ۱۸۲ صفحۃ فنثنی علے اقدام المؤلف ونرجو لہ والکتابۃ الجریدۃ زیادۃ النجاح والرواج۔

از اخبار کوکب امریکہ مطبوعہ ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۲ھ

تلقینا بمزید السرور عدۃ اعداد من ہذا الجریدۃ التی قام بنشرہا حضرۃ زمیلنا الفاضل العالم السید نصرت علی احد مشاہیر بلاد الہند وفیہا من المقالات الرنانۃ التی تنبئ بما لہ من طول الباع وسعۃ الاطلاع وحسن الاسلوب فی افادۃ القادری وارضائہ وتکرم جنابہ بارسال کتاب التعلیم بلا معلم احدمواتفاتہ العدیدۃ لتعلیم اللغات العربیۃ والترکیۃ والفارسیۃ والاردویۃ والانکلیزیۃ والروسیۃ بلا معلم وہو الکتاب مزید فی بابہ مفید الاطلاب ومستعملی ہذہ اللغات فی الاقطار الہندیۃ فنثنی علی حضرتہ ثناء خیرا ونرجو لہ مزید النجاح والتوفیق۔

نقل اخبار غیرت مطبوعہ لندن ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء

ازجانب جامع الفضائل ومجمع المعارف جناب فضیلت مآب مولوی سید محمد نصرت علی خان صاحب کہ در شعاع نصرت و مہر درخشان از دہلی تا اقصاے روم و فرنگستان لمعان و تابان شدہ اند و (معلم چہل زبان) نام کتاب کہ از تالیف جناب موصوفست ۷ عدد کتاب ازان کتاب در نزد فقیر ارسال فرمودہ اند و بندہ نیز یکقطعہ با خود گذاشتہ باقی را بخدمت سفراے دول کہ الان در لندن مقیم ہستند چون ناظم الملک وزیر مختار سلطنت سنیہ عثمانی جناب دولت مآب (مسورس پاشا) و ناظم الملک وزیر مختار دولت بہیہ ایران جناب سعادت مآب (مرزا ملکم خان) وسفیر خاقان چین در روس و فرانسیس و ایتالیا تقدیم ساختہ اسم و ہر یکے ازین ذوات تہاے موصوف دربارۂ جناب مولوی صاحب اظہار ممنونیت میفرمایند و از براے یادآوری ہر یکے تحریر خود و رسید تمسک کتاب را از ذریعۂ بندہ بطرف جناب مولوی صاحب بعضی کسان روانہ فرمودہ اند و بعضی کسان نیز در مین نزدیک بخدمت بہند روانہ

ترجمہ چٹھی صاحب چیف سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب مورخہ ۲۔ فروری منجانب حضور قیصر ہند دام اقبالہا بجواب تعزیت نامہ مرسلہ مولف

صاحب من مجھے ہدایت ہوئی ہو کہ مین آپ کو اصل چٹھی نمبری ۵۲۴ مورخہ ۱۱۔ ماہ حال اسکے ساتھ بھیجون جو گورنمنٹ آف انڈیا کی چٹھی ۶ سے باعتراف آپکے اس پیغام ہمدردی کے صادر ہوئی جو آپ نے بوجہ سانحہ دردناک رحلت جناب والاخطاب ڈیوک آف کلیرنس اینڈ اونڈیل بندگان حضور معالی جناب عظمت مآب علیا حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا اور حضور رائل ہائنس پرنس آف ویلز اور حضور پرنسس آف ویلز اور خاندان شاہی کی خدمت مین بھیجا تھا

ایچ۔ سی۔ رفسنا قایم مقام چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

ترجمہ چٹھی صاحب سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا منجانب حضور قیصر ہند بجواب تعزیت نامہ مرسلہ مولف

صاحب من مجھے ہدایت ہوئی ہو کہ مین آپ کے اس خط کی رسید کا اعتراف کرون جسمین آپ نے بالیان مطبع نصرت المطابع دہلی کی طرف سے پیغام ہمدردی بوجہ سانحہ دردناک رحلت جناب والاخطاب ڈیوک اوف کلیرنس اینڈ اونڈیل بندگان حضور معالی جناب عظمت مآب علیا حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا اور حضور رائل ہائنس پرنس آف ویلز اور حضور پرنسس اوف ویلز اور خاندان شاہی کی خدمت مین بھیجا تھا اور اطلاع کرون کہ گورنمنٹ آف انڈیا سے خواہش کی گئی ہے کہ حضور ملکہ معظمہ کیطرف سے شکریہ ہمدردی ادا کیا جاوے۔

جے۔ پی۔ ملوٹ قایم مقام سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا۔

ترجمہ چٹھی گورنمنٹ آف انڈیا بجواب تہنیت نامہ مرسلہ مولف

مورخہ ۲۴۔ اپریل ۱۸۸۲ء   نمبر ۶۹۹ جے جی فارن ڈپارٹمنٹ

صاحب من۔ مجھے حکم ملا ہو کہ حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی جان کے صدمہ سے بچنے پر جو مبارکباد آپ نے ۲ مارچ کی چٹھی مین بھیجی اُس کی رسید لکھون وہ مبارکباد حضور والیسرائے کو پیش کردی گئی اور حضور نے حکم دیا ہو کہ آپکی خیرخواہی اور عنایت کا شکریہ ادا کیا جائے۔

ترجمہ چٹھی حضرت شاہنشاہزادہ ڈیوک آف کیناٹ بہادر دام اقبالہ۔

حضور ڈیوک آف کیناٹ آپ کی قابل تعریف کوشش کے لیے کتاب مفید عام شکالنے مین ہرطرح کی کامیابی چاہتے ہین کیونکہ یقین ہو کہ اِسکی لوگون کی نظر مین بڑی قدر ہوگی جو اسکی خوبیون کو حضور سے بہتر سمجھ سکتے ہین خصوصاً جب کہ یہ کتاب ایسے پختہ عالم کی تصنیف ہے۔

نقل تحریر نواب کمانڈر انچیف صاحب بہادر افواج ہند نمبر (۲۹) بلفظہ

مشفقم۔ مولوی سید محمد نصرت علی مالک نصرت الاخبار دہلی۔

پس از شرح شوق ملاقات محبت سمات تودد آیات کہ منتہا و نزاز دائرہ بیان است

خلاصہ مدعا آنکہ محبت نامہ اخلاص طراز تو و عنوان مشتمل بر مبارک باد خاتمہ جنگ افغانستان اسمی جناب فلک رکاب گردون قباب سپہ سالار کشور ہند بہادر دام اقبالہم و اجلالہم و نیز چند قطعہ ظفر نامہ کہ لا کا رد الثناء عربی از تصنیف المحب و صول شادمانی لاکر باعث انشراح تمام و سرور انبساط مالاکلام کی ہوئی جناب معلی القاب نواب کمانڈر انچیف صاحب بہادر دام اقبالہم بملاحظہ محبت نامہ وغیرہ از بس مسرور الوقت و شاد و خرم ہوسے فی الحقیقت آپکی تحریر سے ہمدردی گورنمنٹ انگلشیہ و لیاقت علمی و عالی خاندانی از اہل اسلام عمدہ طور سے ثابت ہوتی ہو۔ اخبار جو کہ آپکے اہتمام سے شایع ہوتا ہو تمام اخبارون مین باعتبار مضمون نگاری وغیرہ مشہور و معروف ہو اسکا ثبوت خود اس اخبار کے مضامین اور نیز تحریرات اسناد ہاے رئوساے ہند وغیرہ سے ہوتا ہو جو آن محب کے نام تحریر ہین بیشک آپ اس لایق ہین کہ آپ کی عزت و تعظیم جسقدر کیجاوے آپ اُسکے مستحق ہین۔ ۲۵ جون ۱۸۷۹ء صدر مقام شملہ راقم الشوق۔ کرنیل۔ ایچ مور صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ترجمان جناب کمانڈر انچیف صاحب بہادر۔

ترجمہ چٹھی عالیجناب والاخطاب نواب گورنر جنرل بہادر والیسرائے کشور ہند دام اقبالہ دستخطی صاحب پرائیوٹ سکرٹری بہادر

از مقام شملہ   ۱۰ جون ۱۸۷۹ء

صاحب من۔ مین نے آپ کی چٹھی درباب مبارکباد خاتمہ جنگ افغانستان بحضور والیسرائے بہادر پیش کی۔ مین ایما کیا گیا ہون کہ آپ کے دلی اور خیرخواہانہ مضامین کا شکریہ ادا کرون جنکو آپ نے از راہ عنایت ظاہر کیے ہین فقط

آپ کا خیرخواہ۔ سی۔ اے۔ مکلینڈ پرائیوٹ کمشنر۔

ترجمہ چٹھی عالیجناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب

صاحب من۔ مین حسب ایماے نواب لفٹنٹ گورنر صاحب آپ کے وفادارانہ خیالات کا جو آپ نے ایڈرس مبارکباد صلح افغانستان مین ظاہر کیے ہین شکریہ ادا کرتا ہون حضور لفٹنٹ گورنر نے آپکے ایڈریس کو نہایت رغبت سے پڑھا اور خوش ہوے۔

سی۔ ای۔ ایچ۔ مارشل۔ پرائیوٹ سکرٹری

ترجمہ چٹھی عالیجناب چیف کمشنر صاحب بہادر آسام

صاحب من۔ بجواب تمھاری چٹھی مورخہ ۱۶۔ اپریل ۱۸۷۹ء جسمین آپ چیف کمشنر کی راے درباب پانچ مضامین مطبوعہ مرسولہ دریافت کرتے ہین مین کہتا ہون کہ سر اسٹوارٹ بیلی صاحب بہادر چیف کمشنر آپ کی محنت کو آپ کے شرف کا باعث تصور کرتے اور امید کرتے ہین کہ آپ کی محنت تمام کامیابی حاصل کریگی جسکی وہ مستحق ہو۔ آپ کا نہایت فرمانبردار۔ ال۔ اسسٹنٹ سکرٹری

گورنران عالیشان کی تحریرین بخیال طول درج کین صرف اسمائے گرامی لکھدیئے

حضور لارڈ لٹن صاحب بہادر	گورنر صاحب بہادر مدراس
حضور لارڈ رپن صاحب بہادر	لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب
لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر بنگال	چیف کمشنر صاحب بہادر آسام
گورنر صاحب بہادر بمبئی	سر ریچرڈ ٹیمپل صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی

سکرٹران گورنمنٹ ہند

صاحب سکرٹری محکمۂ فارن	صاحب سکرٹری محکمۂ ہوم

حکام یوروپین سول

جناب میجر کوکناری صاحب بہادر۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سفیر عوزیر با لمختار
سر رد پر لیتھبرج صاحب بہادر پریس کمشنر حال ممبر پارلیمنٹ۔
جناب میجر یورٹ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی

حکام یوروپین محکمہ جنگی

کپتان ڈین صاحب اسسٹنٹ محکمۂ جنگی۔
میجر کنلاک صاحب قایم مقام کوارٹر ماسٹر جنرل
لمسڈین صاحب سی۔ بی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مصاحب حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند
میجر جنرل واڈجیونٹ جنرل ان انڈیا۔

حکام یوروپین سررشتۂ تعلیم

صاحب دائرکٹر سررشتۂ تعلیم ممالک مغربی و شمالی۔

صاحب دائرکٹر سررشتۂ تعلیم بنگال	صاحب دائرکٹر سررشتۂ تعلیم برٹش برہما
صاحب ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم بمبئی	صاحب ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم مدراس

انعام از گورنمنٹ انگلشیہ بمولوی سید نصرت علی صاحب

بموجب حکم امروزہ قطعہ ٹرانسفر رسیپٹ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۳۔ نومبر ۱۸۷۶ء تعدادی یکصد و پنجاہ مجلد وسے کتاب سر العالم اسباب بطور انعام نزد شما فرستادہ میشود۔ المرقوم ۲۲۔ نومبر ۱۸۷۶ء۔ دستخط

ڈائرکٹر صاحب بہادر سررشتۂ تعلیم ممالک مغربی و شمالی

ترجمہ چٹھی سر لیپل گریفن صاحب بہادر ایجنٹ حضور گورنر جنرل بہادر

منمقام ریفارم کلب لنڈن ۲۰۔ مارچ ۱۸۸۲ء

صاحب من۔ آپ کا مہربانی نامہ ۱۳۔ دسمبر کا پہونچا اور جس اخلاق سے آپ نے ذکر کیا اُسکا معترف ہون اور خوش ہون کہ جو ذکر مین نے دربار کی مسند نشینی کے وقت کیا اُسے آپ جیسے شریف لئیق نے پسند کیا اگر ہندوستانی اخبار بھی یہی بات اختیار کرین جو آپ نے کر رکھی ہے اور سرکار کی غلطیاں پکڑنے کی عوض اپنے ملک کے روزمرہ معاشرت اور ترقی علم مین کوشش کرین تو ملک کو زیادہ فائدہ ہو۔ آپ کا خیر طلب۔ لیپل گریفن

ترجمہ چٹھی عالیجناب صاحب رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد

صاحب من۔ حسب الایماء رزیڈنٹ صاحب بہادر رسید صحیفہ آنصاحب مورخہ ۱۶۔ ماہ حال سے نگارم و از جانب صاحب موصوف شکریہ (ہدیہ گے سنبر) ادا میکنم کہ جناب موصوف بخوشی تمام خواہند داشت و شکریہ مضامین مطبوعہ نیز ادا میکنم جناب ممدوح بخوبی متوجہ شدہ ملاحظہ اش فرمودند و جناب موصوف را در بارہ اش اتفاق رائے ہست و آنصاحب را بدعا یاد میدارند۔ خیرخواہ سامی۔ جی۔ ڈبیو۔ ٹریور۔

دیگر تحریرات صاحبان پولٹیکل بخوف طوالت ترک کیگئین بر نام نامی اکتفا کیا

براڈفورڈ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر ریاست ہائے ہندوستانی چیف کمشنر ٹوٹنڈی صاحب بہادر پولٹیکل رزیڈنٹ گوالیار۔

لا صاحب	ایضاً	ایجنٹ	الور

انجمن ہائے علمی ہندوستان

انجمن متھرا۔ ممبران متھرا ایسوسی ایشن در اظہار اینمعنی کمال مسرور اندکہ مولوی سید نصرت علی خان صاحب یکے از روساء ہند و مالک نصرت المطابع با لئیق اند و شرافت و نجابت علاوہ کمالات و فضایل ذاتی بدرجہ غایت بسیار و تصانیف شان ملک را بسیار فائدہ رسانیدہ اند۔

دستخط پریسیڈنٹ و سکرٹری انجمن

بخوف طوالت تحریرین انجمنون کی درج نہین کین صرف نام لکھدیا

(۱) انجمن تہذیب کانپور۔ (۲) انجمن تہذیب لکھنؤ۔ (۳) انجمن شہر انبالہ۔ (۴) انجمن اسلامی دہلی۔ (۵) انجمن بنارس۔ (۶) ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ۔ (۷) انجمن حیدرآباد۔ (۸) پبلک لائبریری بریلی۔ (۹) انجمن گوجرانوالہ۔ (۱۰) انجمن اجمیر۔ (۱۱) انجمن جبلپور۔ (۱۲) دہلی سوسائٹی وغیرہ۔

نقل سپاسنامجات دستخطی عمایدہندوستان

بکمال خوشنودی اظہار کرتے ہین کہ وحید دہر فرید عصر عالی مناقب الالقاب حمید الاسم والالقاب سلطان العلماء سید محمد نصرت علی صاحب فرزند رشید جناب امام المناظرہ سید ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب۔ بڑے عالی خاندان اور خود بھی بہت بڑے ذی لیاقت ہین انگریزی اور ہندوستانی سرکارون مین انکی اور انکے خاندان کی بڑی عزت ہے وہ اخبار معیاری کیے ہین جنکی ہمارے نزدیک بڑی قدر و منزلت سمجھی جاتی ہے۔ قریب کل رؤساء ہند نے لکھا ہے کہ ہندوستان مین انکا اخبار اول درجہ کا ہے۔ بہت سی کتابین متفرق علوم مین انکی تصنیف کی ہوئی مشہور ہین انکی عزت اور قدر و منزلت کرنا ہر ایک رئیس کا مقتضائے قدر دانی ہے۔ دستخط

انتظام الدین ڈپٹی کلکٹر ضلع اٹاوہ — محمد ریاست علی سپرنٹنڈنٹ ضلع اٹاوہ

سید فرزند علی آنریری مجسٹریٹ اٹاوہ — شیخ رحیم بخش آنریری مجسٹریٹ شہر اٹاوہ

محمد تفضل حسین سپرنٹنڈنٹ مین پوری — محمد حبیب علی وکیل اٹاوہ

سید فدا حسن علی رئیس اٹاوہ والد ماجد محسن الملک سید محمد مہدی علی خان صاحب

بخیال طول عبارت واسما انکے ترک کیے گئے ان شہروں کے نام لکھے جاتے ہیں جن مقامات سے اس قسم کی تحریریں بعد ثبت دستخط صادر ہا آئی ہیں

پنجاب - دہلی - حصار - سرسہ - انبالہ - لودھیانہ - تھانیسر - جالندھر

ہوشیارپور - امرتسر - گورداسپور - گوجرانوالہ - راولپنڈی

جہلم - گجرات - منٹگمری - مظفرگڑھ - بنوں - پشاور -

ممالک مغربی و شمالی - سہارنپور - مظفرنگر - میرٹھ - علیگڈھ -

بجنور - مرادآباد - امروہہ - بدایوان - بریلی - متھرا - شاہجہانپور

آگرہ - فرخ آباد - مین پوری - مارہرہ - اٹاوہ - کانپور - فتحپور -

الہ آباد - گورکھپور - اعظم گڈھ - جون پور - مرزاپور - بنارس -

راجپوتانہ - اجمیر - ٹانگڈھ - سانبھر -

اودھ - لکھنؤ - بارہ بنکی - اوناو - رائے بریلی - سانپور - پرتابگڈھ

فیض آباد - گونڈا - سیتاپور - ہردوئی - بلگرام - کھیری -

بنگال - کٹک - بیربھوم - کلکتہ - مرشدآباد - پٹنہ - سارن -

مونگیر - ہگلی -

ممالک متوسط - ناگپور - بالاگھاٹ - جبلپور - ساگر - دموہ - سیونی

چھپارہ - ہوشنگ آباد - نرسنگ پور - بیتول - چھندواڑہ - برار

ایلچ پور - امراوتی - اکولا - بلدانہ - اودن - ایوت محل -

مدراس - گنجام - وزیگاپٹم - گوداوری - کرشنا - نیلور - مدراس

ارکاٹ - ترچناپلی - تنجور - مدورا - کڈاپا - بلاری - سالابار - بنگلور

بمبئی - احمدآباد - سورت - بھڑوچ - خاندیس - بمبئی - پونا - شولاپور

ناسک - رتناگری - ستارا - دھارواڑ - کراچی - حیدرآباد - شکارپور

برٹش برہما - رنگون - مولمین

والیان ریاستہائے ہندوستان

عالیجناب صاحبزادہ محمد عبیداللہ خان بہادر فیروز جنگ سی - ایس - آئی - نائب ریاست ٹونک و عم بزرگوار حضور نواب صاحب بہادر

مجھکو نہایت ہی خوشی سے اظہار اس معنی میں صورتہائے دلپذیر نقش بجان ہیں کہ مولوی سید نصرت علی صاحب بڑے لئیق و عالی خاندان میں اہل اسلام سے اور انکے آبا و اجداد سرکار انگلشیہ میں عہدہ ہائے جلیل القدر پر ممتاز تھے اور ہم ہندوستانی رئیسوں کی سرکار میں بھی بکمال اکرام و اعزاز ممتاز رہے ہیں اور خود مولوی صاحب نے بنفس نفیسہ اعلیٰ درجہ کی لیاقت علمی حاصل کی ہے اور تصانیف کثیرہ سے داد قابلیت دی ہے چنانچہ منجملہ انکے کتاب مفید عام اور تحفۂ احباب مشتے نمونہ از خروارے دیکھے از گذرے ہیں بماہ مارچ ۱۸۷۵ء جو بتقریب حصول دولت ملازمت اکسیر خاصیت نواب گورنر جنرل بہادر والیسرائے کشور ہندوارد دہلی ہوا تو مولوی صاحب موصوف کو اپنے خیالات میں پختہ کار اور نہایت طباع پایا اور یہ نصرت الاخبار نہایت دلچسپ مضامین سے مرصع اور رعایت اور فرحت ذرہ جزبی سے جاری کیا ہے کہ ایک عالم کے دل کو شعاع مرغوبی محبوبی سے چمکا دیا ہے - میں اپنی تمنائے دلی اس اختصار میں بیان کرتا ہوں کہ جسقدر انکے خاندان کی عزت اور تعظیم ہووے انکے لائق بلکہ الیق اور اسکے مستحق ہیں - تحریر فی التاریخ ۳ - ماہ اکتوبر ۱۸۷۵ء

از عالیجناب معلی القاب نواب احتشام الملک عالیجاہ محمد علیخان بہادر خلد مکانہ

الحمد للہ کہ صحائف اخبار روح افزا ہمدم نگار ریحانہ جمیلہ و محاسن جزیلہ مولوی سید محمد نصرت علی صاحب کہ مردم چشم دانش بر دین اند و بجا مربا شتی فضائل و نخامت را مرابع نشین مملو و مشحون یافتہ شد الحق حیرانی نفسہ سوای صاحب ممدوح ہمچو اسلاف کرام و آبای عظام خود با فراغت اعلام علوم عالیہ و نشر نوادر معلومات بیشتر و نبلاء ستوده و فضلاے یگانہ اند و والد ماجد شان جناب مولوی سید محمد ابو المنصور صاحب ماہر فن مناظرہ اہل کتاب کہ علاوہ زہد و تورع بر دوی ... و تحفظات مختلفہ کشف الالتباس علی اہل الکتاب وغیرہ چنانکہ باید فرمودہ پس ہر دو بزرگوار را فضائل ہاست روشن تر از شمس و ابین من الامس برکہ القاس نفیسہ و تصنیفات رشیقہ کہ آوازہ فضائل شان با قطار و امصار عالم برآمدہ موجب نزہت قلوب حزب اعظم اسلام است و نصرت الاخبار و نصرت الاسلام کہ در ہمگی امور بالسنہ ممتاز ترین اخبار ریاست و باہتمام شان شیوع یافتہ باعث بصیرت خاص و عام و بنا برین واجب است بر کرام انام رعایت تامہ بتوقیر و تعظیم این معدن فائق و خاندان لائق کہ مؤید من اللہ است -

از عالیجناب والا احتشام نواب محمد بسم اللہ خان صاحب بہادر فرمانروا راد ھن پور مالک قبالہ

از سرکار دولتمدار راد ھن پور بسند ذکر جمیل نوشتہ می آید کہ فضیلت مآب سید محمد نصرت علی صاحب بسیار مرد بالیاقت و عالیشان اند و بذات خود در تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ دستگاہ عظیم دارند تالیفات الیشان مجید کتاب مفید عام و تحفۂ احباب و سر العالم اسباب بر کمال فضل و بلاغت الیشان دال است و عبارت آرائے و سخن پیرائے الیشان از ملاحظہ صحائف لطائف ناصر الاخبار مہر درخشان ہویدا لیس بہر طور ریکہ اعزاز و تکریم الیشان نمودہ آید سزاوار است - فقط

محررہ تاریخ بست و سوم ماہ محرم سنہ ۱۲۹۳ ہجری -

ہمین طرح باختلاف مطالب دیگر والیان ریاست سے تحریر فرمایا ہی

بھاولپور	بروانی	باسودہ	بھرت پور	بھوپال	بوریا
ونتہ	دیولگھاٹ	دھار	حیدرآباد	جاورہ	خیرپور
کشن گڈھ	کوروائی	لوہارو	مالیرکوٹلہ	مرشدآباد	مقصودن گڈھ
مانگرول	ناہن	راجگڈھ	رتلام	رامپور	سونگڈھ
تیتر کھیڑی	اودے پور	پالن پور	سردارگڈھ	ٹونک	پٹیالہ
ٹراون کور	رادھن پور				

کابل

نقل سند سردار جلال الدین خان بن محمد اکبر خان داماد امیر شیر علی خان والی کابل

درین عرصہ کہ بسیاحت شہرہاے پنجاب اتفاق ورودم در شہر دہلی افتاد ملاحظہ نصرت المطابع دہلی اخبارہاے نصرت الاخبار و نصرت الاسلام ازان مطبع شائع میشوند بزات خود نمودم مالکش ماہر علم ادب عالی نسب والاحسب سید محمد نصرت علی صاحب را دیدم بمعائنہ اوصاف حمیدہ شان و شائستگی اہتمام اخبارات نہایت پسندیدم فی الواقع صاحب این اخبار در لیاقت خود قابل کمال قدردانی و این اخبار در ممالک ہندوستان لاثانی است

نقل شقہ اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ

دام مجد ارادت عظمی

نصائل مآبا

بر مفواے جلیل انما المؤمنون اخوۃ دریاے ذخار غیرت دینیہ و حمیت فطریہ آنجناب بجوش و خروش آمدہ مبالغیکہ براے تطییب دلہاے غزاۃ مسلمین و فدایان موحدین جمع و ارسال فرمودید تماما رسید بر مجروحان و بیماران عساکر شاہانہ تقسیم شد این ہمت بلند مرتبت کہ بفرمان واجب الامتثال تعاونوا علی البر والتقوی مبنی است نزد شوکت موفور حضرت خلافت پناہی آفرین شاباش و تحسین گشت حسب الامر عالی ازین خصوص آگاہی دادہ شکرگذاری و ممنونیت این اخلاص شعار را ہم بجامی آرم۔ چند قطعہ کتاب مستطاب متعلق بفقہ حنفی وغیرہ است بنا وی فضائل مبادی آنجناب عزت مآب فرستادہ شد از مکارم اخلاق بادر زادی امید واثق است کہ این جانب بعد ازین ہم از خاطر عاطر فراموش نکردہ پیام زندگانی و عافیت خود شنادمان فرمایند۔ ہمیشہ خداوند متعال گوہر وجود و معارف مندی در محفظہ ضیانت و حمایت مصئون و مامون کناد بجاہ النبی و آلہ الامجاد۔ ۹ شوال (صفوت)

(نقل عبارت لفافہ) در محروسہ دہلی بجناب مدیر نصرت الاخبار فضائل مآب مستغنی الالقاب سید نصرت علی صاحب مشرف باد۔

فہرست کتب فقہ عطیہ باب عالی

جزء اول فتاوی قاضی خان	۲ جلد	جلد اول وثانی الدر شرح الغرر	۲ جلد
جزء دوم فتاوی قاضی خان	۲ جلد	جلد اول فصول البدایع	۲ جلد
جزء سوم 〃	〃	جلد اول من العوضیح والتلویح	〃
شرح درۃ المختار فی تنویر الابصار	〃	ملتقی الابحر	〃
جلد اول ہدایہ	〃	ہدایۃ المرتاب فی فضائل الاصحاب	۱۰ جلد
جلد ثانی ہدایہ	〃	مجموعہ سی نسخہ	

نقل اعلیحضرت شاہنشاہ ایران خلد اللہ ملکہ

یکشنبہ ۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۱ھ از دار الخلافہ طہران بشہر دہلی

عالیجناب فیضماب فضائل انتساب سید نصرت علی صاحب مدیر روزنامہ نصرت الاخبار دام افضالہ تعالی را بنگارش این مختصر مودت نامہ مودت زحمت افزاے خاطر شریف مے شوم۔

درین آوان سعادت اختران دو جلد کتاب از تالیف شریفہ آن عالیجناب یکے موسوم بعلم الالسنہ و دیگر مسمے بکیمیا دکہ از میزان و معیار درایت و فضل و دانش مراتی صافی و مشاہد صادق دہر در مطبع خود آن عالیجناب بحلیہ طبع متحلے شدہ و براے تقدیم حضور آفتاب ظہور ہمایون بندگان صاحبقرانی روحنا فداہ ارسال داشتہ بودید باینجانب رسید و دوستدارہم در موقع مخصص ہر دو کتاب را تقدیم پیشگاہ فلک اشتباہ بندگان اعلیحضرت قوی شوکت ہمایون شاہنشاہی نمودہ پس از آنکہ از لحاظ نظر النور اقدس ہمایونی گذشت زیادہ مقبول خاطر مہر مظاہر و مطبوع طبع مبارک افتاد تعریف و توصیف دعائیانہ اظہار مرحمت و عنایت والتفات کامل نسبت بآن عالیجناب فرمودند محض مسرت و مفاخرت شما این مختصر را بنگارش نمودم۔ دوستدار شما۔ محمد حسن صنیع الدولہ وزیر انطباعات ایران و رئیس دار الترجمہ و مترجم مخصوص حضور اعلیحضرت ہمایون شاہنشاہی دولت بہیہ ایران۔

نقل تحریر ناظم الممالک وزیر مختار دولت ایران دام اقبالہ

مجموعہ معلم جہل زبان را از روے میل و بدقت کامل مطالعہ کردم ہمت و معارف مولف مستحق انواع تحسین است بجہت حفظ حقوق ملل اسلام و براے تجدید فضائل و قدرت گذشتہ ایشان بعد ازین بجز کتب و نشر علوم ہیچ راہ دیگر نخواہد بود لہذا خیرخواہان اسلام و طالبان ترقی باید امثال مولوی سید محمد نصرت علی خان صاحب را کہ بواسطہ اجتہاد و کمالات خود ہم اسباب و ہم سر مشق ترقی قوم مے شوند تبلیکات و بہ تشکرات مخصوص ہمیشہ و ہمہ جا محترم و سر بلند نگاہ دارند بتاریخ ۲۔ اگست سنہ ۱۸۸۹ع

روس

مالک دفتر نصرت المطابع دہلی۔ از دفرستادن نصرت الاخبار منت گذارم صرف یک جلد براے انجمن معلومات مشرقی کہ در سینٹ پیٹرزبرگ خواہد شد مطلوب بود۔ دستخط ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم ممالک مغربی و شمالی مادوہد

معذرت تعویق الطباع تاریخ

من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال ؞ کاریکہ خدا کرد فلک را چہ مجال
مین نے اپنی کامیابی مقاصد مین جو اسقدر جانفشانی اور سرگرمی کی وہ اس سبب سے تھی کہ یہ تاریخ دربار دہلی کے موقع پر معزز ناظرین کے مبارک ہاتھون مین پہونچ جاے اور اگر تاخیر بھی ہو تو ایک یا دو ماہ بعد علم دوست معززین کے کتب خانون مین اسکو جگہ ملے۔ اس خیال نے مجکو اسقدر موجود کر دیا تھا کہ جملہ سامان بہت ہی اچھی طرح مہیا ہو چکا تہا اور علاوہ میرے جن جن حضرات نے اس کتاب کے طریقہ انتظام کو ملاحظہ فرمایا اُنکو بھی اس امر کی قوی امید تھی کہ وقت مذکور پر یہ کتاب ضرور طبع ہو کر شائع ہو جائیگی اور اس امر کی خوشی مجکو اور اُن لوگون کو زیادہ تھی جنکو اس کتاب سے کسی قسم کا تعلق تھا۔
اہلکاران مطبع بکمال جانفشانی مصروف کار تھے شائقین سمجھ رہے تھے کہ عنقریب مطالعہ کتاب سے لطف حاصل ہو گا۔
مگر افتاد ناگہانی سے کوئی ماہر نہ تھا اور مصلحت قضا و قدر سے سب لاعلم تھے ہماری کامیابی کی امیدین عروج پر آ چکی تھین کہ یکایک زمانہ نے رنگ بدل کر تمام مسرتون کو غم و آلام سے بدل دیا چشم زدن مین جملہ سامان عیش درہم و برہم نظر آنے لگے سب امیدین خاک مین مل گئین ہر ایک شخص کو جتنی خوشی تھی اُسکا دونا ملال ہوا۔
علی الخصوص مجکو تو عشرۂ اول ماہ ذیقعدہ عشرہ ماہ محرم سے کم نہ تھا افراط الم سے ہوش و حواس بجا نہ تھے کیونکہ میرے دلکو یہ دوسرا صدمۂ جانکاہ تھا اس سے ایک سال پہلے بھی فلک تفرقہ پرداز نے اُس معظمہ کے قدمون سے مجکو چھوڑا یا تھا جسکے رنج و غم مین مین ہمہ وقت محزون و مغموم رہتا تھا وہ کون۔ میری مادر گرامی تھین جنکی وفات پر بہت سے خواتین نے تعزیت نامے میرے پاس بھیجکر اپنے ملال و رنج کا اظہار کیا تھا منجملہ اور تحریرونکے ایک تحریر گرامی جنابہ عفت مآب عصمت خطاب ملقبہ حشمت بیگم صاحبہ دام اقبالہا والدۂ ماجدۂ نوابصاحب کوروائی ذیل مین نقل کیجاتی ہے جس سے مرحومہ مغفورہ کی ریاضت و اتقا و زہد کا اظہار ہوتا ہے۔

نقلہ

ذو المجد و الشرف مولوی سید محمد نصرت علیصاحب سلمہ اللہ تعالے

بعد سلام مسنون واضح باد۔ ہم لوگون کو جیسا صدمہ آپ کی والدہ صاحبہ کے انتقال کا ہوا اللہ تعالے خوب جانتا ہے۔ وہ صاحبہ معظمہ برکت والی بی بی تھین اور اُنکے سبب انتظام خانہ داری نہایت عمدہ طور سے تھا خیر الصبر جمیل۔ مردون مین اس زمانے مین جنید و شبلی نہین رہے۔ لیکن عورات مین ابھی تک فضل الٰہی سے رابعہ اور مریم باقی ہین اور ہم مسلمانون کی بہبودی اور برکت اُنہین پر منحصر ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ انشاء اللہ تعالے آپ کے گھر سے اور یہان سے کبھی فرق نہو گا۔ ہمیشہ اپنی خیریت سے مطلع کرتے رہنا اور حضرت امام صاحب کی خدمت مین بہت بہت تسلیم
المرقوم غرۂ صفر المظفر سنہ ۱۳۱۹ ہجری
رقیمہ والدہ نوابصاحب کوروائی

قطعہ تاریخ ارتحال جناب والدہ صاحبہ معظمہ و مکرمہ از مولف

افسوس میری والدہ جب اول از صیام	دنیا سے رخصت ہو گئین ہیہات وہ نیکو اساس
نصرت نے از رہ جزع تاریخیہ مصرع لکھا	ہین جنت فردوس مین یہ سیدہ زہرہ کے پاس

سنہ ۱۳۱۹ھ

از نتیجہ فکر مولوی عبد الحق صاحب وکیل دربار ریاست کوروائی

ادخلت یا علے علیئین

یہ صدمہ جانکاہ بھولنے نہ پایا تھا کہ زمانہ ناہنجار نے دوسری مصیبت سر پر ڈالی میری نظر مین زمانہ کیونکر سیاہ نہ ہوتا جب وہ آفتاب عالمتاب سپہر علوم و فنون آنکھون سے پنہان ہوا تھا جسنے اپنی پر نور شعاعون سے ظلمتستان علم کو روشن و منور کر دیا وہ کون عالم عدیم البدل فاضل اکمل قبلہ و کعبہ ام حضرت مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام المناظرہ جنکی ذات ستودہ صفات کی روشنی زمانے کی نگاہون سے ۔ ۸ ۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۱ ہجری کو غائب ہو گئی ۔
افسوس اُس دامن پاک و برتر کا سایہ بلند پایہ میرے سر سے اُٹھ گیا جسکی برکتین بے اندازہ تھین ۔
اب ہماری آنکھین ایسی بد نصیب ہو گئین کہ ہمیشہ اُس عارف بر حق کی زیارت سے محروم رہینگی۔
حیف صد حیف وہ بزرگ قوم راہی ملک بقا ہوا جسنے اپنی طلاقت لسانی اور پر زور قلم کی روانی سے قوم کو بے انتہا فائدے پہونچاے اور قلمرو ہند مین اپنی خوش بیانی کے سکے بٹھا دیے ۔
ایسے مہربان قوم کی مفارقت ہو کچھ باعث ہے نہ زبان کو یارا ہے تقریر نہ قلم مین طاقت تحریر کہ افراط الم کا اظہار ہو ۔

حیف اندر جمع مستان ہوشیارے بود و رفت
در زمین شور نخل باردارے بود و رفت

نظم غم آگین از مولف

کیسا یہ انقلاب ہے آسمان ہوا | جس سے کہ اک نمونۂ محشر عیان ہوا
جان سب کی بیقرار ہوئی دل تپان ہوا | کسکے لیئے بلند یہ شور و فغان ہوا

ماتم مین کسکے آہ یہ سینہ پہ ہاتھ ہی
جس جا کو دیکھیئے انبوہ سا ساتھ ہی

کسکے الم مین لوگ اڑاتے ہین سر پہ خاک | صدمہ سے کسکے ہو گئے دل سبکے چاک چاک
چارو طرف ہی نوحہ کی آواز دردناک | ماتم کا کسکے غل یہ سمک سے ہی تا سماک

کون آج چشم خلق سے یون دور ہو گیا
جسکے الم سے سینے مین ناسور ہو گیا

ہی کیا سبب جو آج ہر اک سمت یاس ہی | عالم مین جسکو دیکھیئے غم سے اداس ہی
نے ہوش کو سکون نہ ثبات حواس ہی | ہی جان کو اضطرار تو دل کو ہراس ہی

یارب ہی آج کیسی مصیبت کا سامنا
دشوار ہو گیا ہی جو یون دل کا تھامنا

لیلی شب نے کھولے ہین اس غم سے اپنے بال | اور مثل قیس چرخ پہ کاہیدہ ہی ہلال
چہرہ سحر کا فق ہی یہ ہی فرط غم سے حال | رخسار مہر زرد ہوا ہی بصد ملال

دریا سے شور نوحہ و ماتم بلند ہی
پہلو مین جسکے دل ہی وہی دردمند ہی

کیسی بدل گئی چمن دہر کی ہوا | پژمردگی سے چھائی گلون پر ہی جابجا
ہر نخل ہی زمین مین الم سے گڑا ہوا | پتون سے آرہی ہی صدا وا مصیبتا

ساکت اگر ہی پھول تو غنچہ خموش ہی
کچھ نغمہ سنجیون کا نہ بلبل کو ہوش ہی

ہی کسقدر یہ ہستی موہوم بے ثبات | مقراض موت کاٹتی ہی رشتۂ حیات
ہر ذیحیات کے لیے اک روز ہی ممات | مثل حباب بحر فنا ہی یہ کائنات

ہیہات کیسے دہر مین نامی گذر گئے
جاتے ہوئے نظر بھی نہ آئے کدھر گئے

بے اعتبار یہ چمن روزگار ہی | کل گل تھا جس جگہ یہ وہین آج خار ہی
ہر شام کو خزان جو سحر کو بہار ہی | ادنی یہ حال گردش لیل و نہار ہی

شادی کے گھر جو تھے وہ عزاخانے ہو گئے
آباد جو محل تھے وہ ویرانے ہو گئے

پر آجکل زیادہ ہی دنیا مین رنج و غم | حزن و ملال کی ہو ترقی خوشی ہی کم
بل جہان یہ فکر کیا کرتے ہین بہم | کسطرح سے زیادہ نہ ہون صدمہ و الم

بیدار ہو کے طالع اسلام سو گیا
افسوس علم دین چمن خشک ہو گیا

دنیا جو سو ہر اک کی زبان پر یہ داستان | تاریک کسطرح سے نہ ہو جائے کل جہان
پر روشنی زمانے سے کیونکر نہ ہو روان | جب آفتاب علم ہو زیر زمین نہان

پھر ظلمت ملال کا کیونکر نہ جوش ہو
جب شمع دین ہوا سے قضا سے خموش ہو

شمع دین حق مین ضیا جنکی ذات سے | مرأت علم کو تھی جلا جنکی ذات سے
تھی جہل کے مرض کی دوا جنکی ذات سے | اسلام کی تھی نشو و نما جنکی ذات سے

افسوس انھون نے عالم فانی کو چھوڑ کر
پردہ کیا زمانے سے منھ اپنا موڑ کر

وہ کون راز حق تھی زمانے مین جنکی بات | علم مناظرہ کے امام نکو صفات
دنیا مین تھے جو راہبر جادۂ نجات | تھی وجہ خیر و دافع شر جنکی پاک ذات

برکت اٹھی زمانے سے انکے قدم کے ساتھ
علم مناظرہ بھی گیا انکے دم کے ساتھ

دہلی نو کیا وہ ہند مین رکن عظیم تھے | ہر قوم و ہر فریق مین بیحد فخیم تھے
ہر فن مین کامل اور عقیل و فہیم تھے | اور اس پہ منکسر تھے نہایت حلیم تھے

آگاہ تھے اصول سے جملہ فریق کے
لوگ انکے معتقد تھے غرض ہر طریق کے

تھے علم باطنی سے بھی ماہر وہ خوش صفات | حلال مشکلات طریقت تھی انکی ذات
تھی خیر اور فلاح پہ مبنی ہر ایک بات | دنکو نہ دن سمجھتے تھے اور رات کو نہ رات

آٹھون پہر کھلا ہوا دربار عام تھا
دنرات انکو فیض رسانی سے کام تھا

از بسکہ تھے فصیح و بلیغ اور خوش کلام | تصنیف کا تھا سلسلہ جاری علی الدوام
بس مشغلہ یہ صبح سے رہتا تھا تا بشام | ہوتا تھا فیضیاب اک انسے خاص و عام

گر عمر بھر سوانح عمری لکھا کرون
ممکن نہین کہ ایک بھی ہو سے ادا کرون

ہی دائمی حیات مین وہ فائز المرام | دنیا کی زندگی مین رہا ہو جو نیکنام
خلقت کو جسکی ذات سے پہونچا ہو فیض عام | مر کر بھی ہی وہ زندہ جاوید لاکلام

والد مین میرے وصف یہ سب تھے بھرے ہوئے
اشجار خشک علم تھے ان سے ہرے ہوئے

تھے صاحب مراتب والا وہ ذیحشم | ظل ہما تھا سایۂ دامن سے انکے کم
ہین میرے دلکو بس یہی رنج و ملال و غم | اب ڈھونڈنے کو پاؤن مین کسطرح وہ قدم

کسطرح مجکو اب یہ سعادت نصیب ہو
کسطرح مجکو انکی زیارت نصیب ہو

نظرون مین میرے سارا زمانہ سیاہ ہی | آنکھون مین اشک دلمین تڑپ لب پہ آہ ہی
تصویر انکے نور کی پیش نگاہ ہی | جو کچھ گذر رہی ہی خدا ہی گواہ ہی

دلکے ملال رنج کو کیونکر عیان کرون
جو حال ہی مرا اسے اب کیا بیان کرون

افسوس مجکو داغ یتیمی ہوا نصیب | عیش و نشاط دور ہوئے اور غم قریب
فرط ملال سے ہی مرا حال کچھ عجیب | میرے مرض کا خاک مداوا کرے طبیب

تیغ الم سے دل مرا صد چاک ہو گیا
بھڑکی جو آگ دل کی جگر خاک ہو گیا

ای حضرت حزین نہین اس غم کی انتہا | اب ساری عمر کے لیے رونا ہمین پڑا
تنہا ہمین نہین فقط اس غم مین مبتلا | جاری ازل سے تا بہ ابد ہی یہ سلسلا

ہان صبر کے احاطہ سے باہر نجائیے
مرحوم کی دعا کے لیئے ہاتھ اٹھائیے

ہزار افسوس اُس مقبول بارگاہ لم یزلی نے دنیا سے پردہ کیا جسکے کمالات اظہر من الشمس و ابین من الامس ہین میرے بیان کی محتاج نہین مقبولیت کا اظہار قوم کی معززین کے غم و الم سے ظاہر ہی جیسا کہ حضرات نے از راہ ہمدردی تعزیت نامے تحریر فرمائے جو اس مین درج ہین۔ ان تعزیت نامون کو ملاحظہ فرما کر ناظرین یہ خیال نہ فرمائین کہ قدر مردم بعد مردن نہین آپ کی حیات مین بھی آپ کے اعجاز و کرامات فصیح اللسانی کے بہت حضرات مداح رہے جیسے خان بہادر مولوی حکیم رحمان علیصاحب ممبر کونسل ریاست ریوان اپنی مصنفہ (رسالہ تذکرہ مشاہیر علماے ہند) مین تحریر فرماتے ہین کہ:۔ "مولوی سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام المناظرہ ابن سید محمد علی ابن سید فاروق علی از علماے اعلام ہندوستان در فن مناظرہ مذہبی دستگاہی کامل دارد و برا ماتش در فن مناظرہ علماے وقت متفق اند باقسیسان نصارے بارہا در مناظرہ غالب آمدہ دے از اولاد سید عبد الغفور قاضی سکت پور کہ وطن قدیمش قصبہ سید آباد عرف دائی پور مضاف قنوج است پدرش سید محمد علی میر منشی رزیڈنسی ناگپور بود ہمدران جا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور متولد شدہ اکتساب علوم از والد ماجد و جد امجد خود نمودہ توریت و انجیل با تفسیر عبرانی و یونانی از علماے اہل کتاب خواندہ بسیارے کتب بجواب علماے اہل کتاب تالیف فرمودہ گاہے ملازمت کسے نکردہ مگر چندے مصاحبت نواب جہانگیر محمد خان رئیس بھوپال اختیار کردہ داشت اکنون عمر شریفش شصت و چہار سال رسیدہ تفسیر قرآن مجید بزبان فارسی مینویسد و بہ آیہ کریمہ با حادیث صحیحہ مطابق مے نماید و شہادت از توریت و انجیل می آرد در حقیقت کار بسیت اہم۔ سید موصوف الصدر بدختر مولوی محمد سندی نزیل کانپور کہ بعلم و فضل خود شہرۂ آفاق بود کدخدا شدہ فرزند نامی و گرامی دارد"

(دیگر از مولوی محمد ادریس صاحب دام سلمہ تذکرہ علماے حال)

مولوی سید ناصر الدین صاحب دہلوی۔ ابن سید محمد علیصاحب ولادت آپ کی بمقام ناگپور ہوئی جملہ علوم رسمیہ اپنے والد ماجد اور جد امجد سے تحصیل فرمایا اور توریت و انجیل با تفسیر عبرانی و یونانی علماے اہل کتاب سے حاصل کی ہی۔ آپ کو اہل کتاب سے مناظرہ کرنے مین ایسا ملکہ ہو گیا ہی کہ نظیر آپ کا ظاہر نہین ہی اسی سن مین آپ ایک تفسیر نہایت صحیح بزبان فارسی تالیف فرما رہے ہین اُس سے بھی غرض اثبات و حقیقت مذہب اسلام

نقل تحریرات علما و مشایخ وغیرہ باقرار امامت جناب ما مصنف

اب ہم بوجہ عدم گنجایش مختصر طور پر بعض اسما ان مقدمون کے بحذف عبارات دستخطی درج ذیل کرتے ہین اور بطور نمونہ انہین سے ایک دو مختصر عبارت یہان نقل بھی کئے دیتے ہین اور مفصل رسالہ عین الیقین مین ملاحظہ ہو سکتا ہے۔

جناب تقدس مآب مولوی سید ناصر الدین **محمد ابو المنصور** صاحب سلمہ اللہ الوہاب امام فن مناظرہ قدوہ جمہور اشاعرہ کی خدمت بابرکت مین ہمکو عرصہ کے چند روز بعد سے نیاز حاصل ہے اور ہم سوقت انکو اعلاے کلمہ حق اور تائید دین متین در تردید عقائد باطلہ و رکذیب مشرکین مین سرگرم اور جادہ شرع مبین اور مسلک قویم حق و یقین پر ثابت قدم اور راسخ دم پاتے ہین فی الواقع مناظرہ مذہبی اور مباحثہ دینی مین حضرت موصوف کو ید طولی حاصل ہے والسلام علی من اتبع الہدی — احقر الاطباء حکیم اصغر حسین

ہمارے علماء اسلام نے جو مولوی سید ابو المنصور صاحب مجدہ کو لقب امام المناظرین کے ساتھ ملقب کیا ہے بہت درست و بجا ہے مین بھی انکو اس فن مین امام ہی جانتا ہون فی الحقیقت انکو اسلام مین بڑا غیرت مند پایا اللہ تعالی انکو اپنی حفظ صحت و امان مین رکھے اور اپنی محبت و اخلاص عطا فرمائے۔

سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱ — محدث دہلوی
شریف حسین ۶۲ — ز شہرت سید کونین — محدث دہلوی
کرم اللہ است — شفیع محمد خلق — فقیہہ و مشہور واعظ
دارد امید شفاعت ز محمد یعقوب — مشہور واعظ

محمد عبد الجبار خان — دستخط شمس العلما مولوی سید امیر احمد
ابو سعید محمد حسین ۲۹ — دستخط شمس العلما مولوی سید امیر احمد
عبد الحکیم — علم شد از فیض حکیم — مشہور واعظ
محمد شاہ ۱۲۸۵ — ز درد جہان — مصنف کتاب اظہار الحق

عبد محمد — مشہور واعظ دہلوی
بس حفیظ اللہ حسبنا اللہ — مشہور واعظ
محمد عبد اللہ ۱۲۹۱ — مصنف الکتاب تحفۃ العقد
محمد عاصم ۱۲۹۱ چہ در فرید — سجادہ نشین آخر

دستخط جناب حاجی محمد قاسم صاحب بانی و مہتمم مدرسہ دیوبند
دستخط مولوی عبد الرب مشہور واعظ

محمد ضیاء اللہ خان ۱۲۸۵ — مولوی محمد فخر الحسن
سید میر حسن — ۱۲۸۱ — سجادہ نشین
۱۲۸۴ — مشہور واعظ مصنف رسالہ
احمد حسن ۱۲۸۹ — مصنف

منجملہ صدہا قصائد و قطعات ایک قصیدہ جناب مولوی احمد حسن صاحب متخلص بہ رسوا کے دیوان مین دیکھا انھون نے جناب مغفور کی شان مین تصنیف فرمایا تھا یہ دیوان حسب الحکم نواب فخر الدولہ علاء الدین احمد خان بہادر فرمانرواے ریاست لوہارو مطبع منشی نول کشور مین چھپا ہے۔

قصیدہ در مدح جناب ہدایت مآب امام المناظرہ مولانا وبالفضل اولنا مولوی سید ابو المنصور صاحب لازالت شموس

سپیدہ دم کہ بود موج نہر نور   ز غیب شاہد مشتق گفت [illegible]

بساز عجز و نیایش که راست آهنگ ست   ادا کنند ملائک ترانهای سرور
بلحن حضرت داؤد جن و انس تمام   بصد نیاز سرایند نغمهای زبور
بجای مژدهٔ نصرت رعدهٔ افلاک   شنیدم آیهٔ نصر من الله از لب حور
بگفتم اینهمه سامان شادمانی چیست   چه وقت فتح اندر این به باشد ای مسرور
درین زمانه که بازوی آسمان بست   درین زمانه که ریزد ز چرخ گرد فتور
درین زمانه که ذلت ظهور ها دارد   درین زمانه که عزت بگوشهٔ مستور
درین زمانه که پوشید شاهد اسلام   لباس کهنه که بادا بدل بحلقهٔ نور
اگرچه مصلحتے ہم بود درین لیکن   نظر بظاهر اسباب نیست جای سرور
چه جای زمزمهٔ عشرت ست بی هنگام   چه وقت نغمه سرائی ست ای مجسم نور
جلوس حضرت عبد الحمید میمون باد   ولی کجا برود ریخ مرگ شاه غیور
بباغ دهر برومند باد قیصر حال   بقصر خلد بمانا د قیصر مغفور
اگرچه وقوع چنین آفت ست در عالم   مصیبتے که بیانش نمیشود مسطور
ز خستہ حالی اسلامیان نه ای آگاه   وگرنه نوحه بدی بر لبت نه نغمهٔ صور
بخلق بدعت فاحش چنان گرفت رواج   که وحشت ست جهان را ازسنت ماثور
چنان بشرک جلی گشته مبتلا مردم   ز رحمت صمدی صد هزار فرسخ دور
ز حق بعید و بباطل قریب ما مردم   ز رحمت صمدی صد هزار فرسخ دور
بُرا ز خود اند تهی از پرستش یزدان   ولے زنند بصد ذوق نعرهٔ منصور
کنند دعوی توحید مشرکان بغلط   ملول گشت بلوح قلوبشان مسطور
چو این شکایت من در رسید در گوشش   بگفت غم مخور اینک رسید وقت سرور
برو به بین که برافراشت خالق الافلاک   برای نصرت اسلام رایت منصور
ظهور کرد امام فن مناظر ها   جناب ناصر دین مولوی ابو المنصور
چو این نوید شنیدم ز پای برجستم   قلم گرفته نوشتم قصیدهٔ پرنور

مطلع

به شان و شوکت والا بخلق کرد ظهور   جناب سید والا نسب ابو المنصور
معین و ناصر دین نبی که بالاجماع   امام صحبت اهل کتاب شد مشهور
یگانهٔ عالم توریت و هم اناجیل ست   چنانکه ماهر کامل ز زمزمهای زبور
درین علوم مسیحیان سند نداد ندش   نفاذ یافت درین فن بنام او منشور
گمان مبر که خصوصیتش درین فن ہست   که هست عالم اسلام و فاضل مشهور
بسا کتب بجواب مسیحیان نوشت   شدند جمله قسیسان به بحث او مجبور
نیاز نامه که تا چند سال میگردید   بهند بهر جواب از مصنف مغرور
چنان نوشت جوابش که کرد منسوخ   برفت جمله درقهای او بباد نشور
شکست تار صولش به نحو داودی   عماد دین چو بر آورد نغمهٔ طنبور
جواب نسخهٔ دجال گفت استیصال   بنوک کلک زبحثش فگند نخل غرور
بلطف عام ببخشیدش از کرم انعام   نمود آئینه اش چون رجب علی از دور
جواب مسٹر عبد الله اتهم ز انصاف   نوشت و کرد بعالم به حرز جان مشهور
کتاب دولت فاروقیش بعلم سمر   بس ست شاهد عادل بنزد اهل شعور
کنم چه وصف شریعت نوید جاویدش   زبان خامه مین گشت معترف بقصور
بسعی نشر نگارند ناشران شب و روز   ستایشش نشود ختم با مرور دهور
جوابهای لطیف اندر آن مجموع   برای اسولکار ند تا بیوم نشور
کسیکه دید بعین الیقین باور کرد   که فضل اوست مسلم بنزد اهل شعور
ببین که خود علمای کرام بالاجماع   امام فن تو دانندش از پی جمهور
ولی بدانکه خطابش عطیهٔ علماست   یقین شناس که این هست فضل رب غفور
ازانکه هست توقف بعهد مهدی دین   نمود مصلح دینش خدا که هست غیور
ازانکه ناصر دین ست حامی اسلام   بود حسود و لعینش بدو جهان مقهور
کنون به حسب که اشعار چند برخوانم   بصدق نیت و اخلاص دل ببزم حضور

مطلع

شها ببا طنم از حاضران بزم حضور   بصورت ارچه من از مجلس تو ام مهجور
شها منم که بجان و اله مدیح توام   کنم بخلوت و جلوت ثنای تو مذکور
مرا بذات شریفت محبت دینی ست   اگر بحسن صفات تو عاشقم معذور
محب سنت محب رسول مقبولش   عدوی تست بدرگاه کبریا مقهور
کسے چو گفت امام فن مناظره کیست   بگفتم از ته دل سیدی ابو المنصور
تبارک الله چه طرز کلام تست جدید   ندید چرخ کهن اینچنین ز بدو شعور
تو شهنهای تو در جلوه اندرین شها   بسا کتب که نماندند در جهان مشهور
بران کتب که تو گفتی بفضل یزدانی   بلوح قلب بکلک قبول شد مسطور
توئی که آمده رای منیر تو بجهان   چو مهر کاشف ظلمات از رخ پرنور
برآسمان هدایت توئی چو مهر منیر   حسود تست بعینه بطرز موش کور
سواد نامهٔ پر نور تو چنان بیند   کسیکه هست دلش تیره چون شب دیجور
کنون به است که دست دعا برافرازم   بصد نیاز بدرگاه پاک رب غفور
شکست و فتح نصیب تا سلاطین را   به تو بر خصام بمانی مظفر و منصور
بدست ترک فلک تا حسام مسلول ست   قلم بدست تو مانا دبر براهین دستور
بدهر تا غم و شادی ست توامان شاها   محب جاه تو بادا بدر جهان مسرور
به غیظهای حسد دائما مشبک باد   دل حسود تو چون آشیانهٔ زنبور
برای سوختن قلب دشمنت گردد   بدل بسوزش آتش برودت کافور
طفیل احمد مختار و داعیت رسوا   بظل لطف تو مانا در جهان مسرور
سپاس یزد منان که این قصیدهٔ من   سپاس نامه لقب یافت از همه جمهور

اُن کاموں کا مختصر اظہار جو حضرت مرحوم نے بغرض فائدہ عام انجام دیئے۔

جہاد

(۳) جہاد کے مسئلہ پر ہندوستان مین بڑی بحثین ہوئی ہین آپ نے اپنی تصانیف مین اس کی بابت قول فیصل لکھا ہے جس سے گورنمنٹ اور رعایا دونون کو عمدہ فائدہ پہونچا کتاب **نوید جاوید** مین آپ ارقام فرماتے ہین کہ کوشش کرکے زبان سے سمجھانا جہاد کرنے سے بہتر ہے کیونکہ جہاد کے لئے اسباب اور آلات کی حاجت ہے اور اس کے لئے جہنم ہے اور اُس مین اگر مخالف کے کسی سوال کا جواب اُس وقت نہ دے سکو تو ایمان جانے کا خطرہ نہین ہے وہ غیر کے ساتھ جہاد ہے اور اُس مین جان لڑا کر محنت کرنا اپنے نفس کے ساتھ جہاد ہے وہ اعضا اور جوارح کی حرکت اور یہ دل اور جگر کی حرکت ہے اُس مین خلاف عقل کام کیا جاتا ہے یعنے جہان تلوارین اور گولیان بجلی اور مینہ کی طرح پڑ رہی ہون وہان جانے لئے عقل مصلحت اندیش مقتضی نہین ہوسکتی اور اس مین سراسر عقل ہی کے مطابق کام کیا جاتا ہے بلکہ جس قدر زیادہ عقل کے موافقت ہو کام اچھا ہے پھر یہ کہ خدا نے لوح و قلم بنایا نہ یہ کہ تیغ و سپر کو بنایا۔ سب انبیا علیہم السلام پر کتابین نازل کین اور **تلوار** کسی پر نازل نہین کی سب کو ایمان لانا **کتاب** پر فرض ہوا نہ یہ کہ **تلوار** پر۔ مردہ زندہ کرنا معجزہ انبیا ہے اور **تلوار** سے مار ڈالنا ہر ایک نیک و بد سے ہوسکتا ہے **کتاب** سے نصیحت کرنے مین کوئی شرط مقدم نہین ہے اور **تلوار** چلانے کے لیئے کتنی شرطین مقدم ہین مثلاً ہدایت اور مباہلہ اور جزیہ وغیرہ **کتاب** پیش کرنے سے پہلے **تلوار** چلانا ظلم ہے اور **تلوار** چلانے سے بیشتر **کتاب** پیش کرنا انصاف ہے **تلوار** کی خواہش مخلوق کو نیست کرنا ہے اور **کتاب** کی خواہش اہل علم سے دنیا کا آباد ہونا **تلوار** گویا کو خاموش بناتی ہے اور **کتاب** خاموش کو گویا بناتی ہے **کتاب** سے ساری صنعتین دنیا مین ایجاد ہوئین اور **تلوار** سے بڑے بڑے صنعت گر دنیا سے معدوم ہوئے **کتاب** نے بڑے بڑے ناقصون کو کامل بنایا اور **تلوار** نے بڑے بڑے کاملون کو ناقص کر دکھایا **کتاب** بدونکو نیک بناتی ہے اور **تلوار** نیک و بد دونونکا خون بہاتی ہے **کتاب** پکار رہی ہی کہ حق اللہ اور حق العباد کو پہچانو اور **تلوار** پکار رہی ہے کہ حق اللہ اور حق العباد دونون سے آنکھ بند کرلو **کتاب** مونس ہر ناتوان ہے **تلوار** دشمن خانمان **کتاب** سے ہمنے پہچانا کہ خدا رگ گردن سے نزدیک ہے اور **تلوار** سے پہچانا کہ ملک الموت رگ گردن سے نزدیکتر ہے **کتاب** مردونکے نام کو زندہ رکھنے والی ہی اور **تلوار** زندونکو مردہ بنانے والی **کتاب** سے خدا کی قدوسی اور پاکی ظاہر ہے **تلوار** سے مرد کی سفاکی ظاہر ہے **کتاب** کلام جناب باری ہے **تلوار** آہنگر کی دستکاری ہے **تلوار** کتاب کے زیر حکم ہے اور کتاب **تلوار** کے زیر حکم نہین **کتاب** سے سامان زندگی ہے اور **تلوار** سے سامان موت۔ سارے معاملات دنیا کا انتظام کتاب سے ہی اور سارے معاملات دنیا کا اختتام تلوار سے ہی **کتاب** انسانون کے لیئے جلا بخشنے والی ہی **تلوار** انسانون سے جلا پانیوالی ہے **کتاب** مثل آب حیات ہی **تلوار** مثل سودہ الماس **کتاب** ابر رحمت ہی **تلوار** برق جہانسوز **کتاب** عالمون کی زینت ہی **تلوار** جاہلون کی زینت **کتاب** عقل زیادہ کرنیوالی ہی **تلوار** جہل بڑھانے والی **کتاب** دلون کا نور ہی **تلوار** آنکھون کا ناسور **کتاب** ایک دوسرے سے محبت کرنا سکھاتی ہی اور **تلوار** ایک دوسرے سے لڑنا اور مرنا اُسمین بالکل قطع تعلق ہوجاتا ہی اور اسکی تاثیر قیامت تک رہیگی۔ جبتک ایک سے دوسرے کو فیض پہونچتا جائیگا پھر اس زبان سے سمجھانے اور جہاد کرنے مین ایک اور عجیب تفاوت ہی کہ یہان کتاب ہی اور وہان تلوار یہان علم خرچ کرنا پڑتا ہی اور وہان جہل کام مین لایا جاتا ہی پس کیا عالم اور جاہل مین کچھ فرق ہی نہین ہی کما قال اللہ تعالیٰ قل ہل یستوی الذین یعلمون و الذین لایعلمون (زمر ع ۱) ایک اور بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مارنیوالے سے جلانیوالا بہتر ہوتا ہی پس جو لوگ کہ مخالف کو جب جواب نہین دیسکے تو اُس سے لڑنے کو تیار ہو جاتے ہین اُنکو انسانیت سے گذرا ہوا سمجھنا بلکہ جانور سے نسبت دینا چاہیے کیونکہ جب اُس مین قوت بیانی نہین ہے تو ضرورت اور بے ضرورت وہ صرف پھاڑ کھانا یا سینگ مارنا ہی جانتا ہے ورنہ انسان کے نزدیک کونسا کام ایسا ہے جو زبان سے نہین ادا ہوسکتا بشرطیکہ اُس فن مین کچھ تو حاصل کی ہو۔ بلکہ جراحت اللسان اشد من انسان ہوتا ہے اگر جہاد کرکے سب کافر و مشرک قتل کر ڈالے جائین تو اسلام کن لوگون مین پھیلے اور مخالف کو مغلوب کرکے جزیہ پر اکتفا کرنا دلیل ہے اس بات کی ہی کہ جہاد اسلام شائع کرنے کے واسطے نہین۔ بلکہ امن قائم کرنے کے واسطے ہی۔

(۲) فاتحۂ مفتوح مین اتفاق۔ رعایا کا اپنی گورنمنٹ عالیہ سے محبت۔ اور پادری صاحبان و اہل اسلام سے جو مباحثے سخت کلامی سے ہوا کرتے تھے دونون فریق کے خیالات مین تہذیب و اخلاق کا پیدا ہونا یہ سب آپ کی تصانیف جلیلہ کا نتیجہ تھا۔ میرے اس بیان پر صرف والیان ریاست ہی نہین بلکہ تمام ہندوستان ہمزبان ہے چنانچہ رسالہ مرقعہ تہذیب مصنفہ عالیجناب معلی القاب نواب **محمد عمر علیخان بہادر فیروزجنگ فرمانروائے ریاست باسودہ ایجنسی بھوپال** مطبوعہ مطبع نظامی کانپور۔ صفحہ ۷۴ مین ہے کہ۔

منشائے دلی گورنمنٹ یہ ہے کہ کسی مذہب مین کوئی دخل نہ دے برا نہ کہے اہانت اور شماتت نہ کرے۔ اہل ہند اور یورپین آپس مین شیر و شکر کیطرح ملے جلے رہین دکھ درد مین ایک دوسرے کی مدد دین۔ ہر شخص اپنی بھلائی حاصل کرے اور عقل سیکھے اسکے حاصل کرنے کو علم ضرور ہے علم سیکھنے کو مدرسہ بنائے صحت حاصل کرنے کو شفاخانہ جاری کئے قحط زدون کے واسطے چندہ جمع کیا۔ آپ ہی فرمائین کہ دلیل شفقت ہے یا نہین پھر کیا یہ شفقت اسکی مقتضی ہے کہ بعوض اس دردسری اور خرچ کثیر کے برا بھلا کہہ کر اپنا دشمن بنائے اور آرام مین خلل ڈالے آفرین نمک حلالی یہی چاہتی ہے اور حق نمک اسی کا نام ہے۔ افسوس نہ پادری صاحبون کی طلاقت لسانی مین کچھ کمی نظر آتی ہے اور نہ حضرات ہند کی جہالت اور نادانی مین ہرگز فرق پایا جاتا ہے نعوذ باللہ اگر تھوڑے دن اور یہی حال رہتا تو ہندوستان کی خوب مٹی خراب ہوتی اور گیہون کے ساتھ گھن بھی پستا مگر شکر ہے اس الرحم الرحمین کا کہ جہلائے ہند پر رحم کیا اور ایسی ذات جامع الکمالات یعنے ناصر الدین والدنیا مولانا سید **محمد ابو المنصور** امام المناظرہ کو ہماری طرف بھیجا کہ جسنے ہمارے تمام شبہات جہالت کو یکقلم محو اور منسی کر دیا اور فتنۂ عظیم کے خوف سے آزاد کیا ہمکو انکے ارشاد و وعظ نے یقین کلی بخشی اور انکی تصانیف نے دلجمعی کامل عطا کی اور ان کے جوابات شافی نے جہل کی آگ جو ہر وقت بسبب سے مطاعن غیر مذہبی کے مشتعل تھی بجھا دیا۔

(۳) اقرار نامہ از جانب واعظین

آپ بنظر حفظ امن اپنے واعظین سے اقرار حسب مضمون لکھوا لیتے تھے

(۱) چونکہ ہر انجمن بغیر پیروی ایک منتظم اور میر انجمن کے ابتر اور آوارہ ہے اس لیئے ہم سب واعظین رد نصاریٰ تہ دل سے اقرار کرتے ہین کہ اب سے بموجب ہدایت جناب امام المناظرہ سید ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب کے اپنے اپنے واعظ مین کاربند ہونگے۔

(۲) وعظ مین کوئی بات جو خلاف امن خلق اللہ ہو ہرگز زبان سے نہ نکالین گے۔

(۳) لوگون کو شرارت و جہالت سے حتے الوسع باز رکھ کر علم کتاب کی طرف متوجہ کرین گے۔

(۴) جو امر خلاف صواب دید انجمن ہو کبھی اُس پہ اصرار نکرینگے

(۵)۔ ہر ایک قوم سے مباحثہ و مناظرہ کرنے کے وقت کتاب کے خلاف گفتگو نہ کرین گے اور حتے الوسع اپنے اُسی قوم کی مذہبی کتابون سے مباحثہ مین دلایل پیش کرینگے اور انھین کی تواریخ و تفاسیر کی رعایت رکھین گے۔

(۶)۔ جو کوئی ہم مین سے خلاف صواب دید انجمن و ممبر انجمن کے کاربند ہوا اور باوجود فہمایش کے نمانے وہ اس جماعت سے خارج اور نارضامندی میر انجمن کے پھر جماعت مین داخل نہ ہو گا۔ المرقوم یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۲ ہجری

العبد	العبد	العبد
حیدر علی واعظ	احمد اللہ واعظ	شیخ محمد اکبر واعظ

العبد	العبد
(۴) سید احمد علی واعظ	محمد عبد المجید واعظ

اپنی تصنیفات کا جواب لکھنے والے کو انعام کا وعدہ

اپنی تصانیف کے جواب لکھنے والے کو انعام کا وعدہ جسکے آپ ہی موجد ہوے اور آپ کے بعد بہت لوگون نے یہ طریقہ اختیار کیا مگر وہ بات کہان کہ جن لوگون کے جوابات دیے جائین اُنھین کے مستند اخبارات مین اعلان انعام درج کرایا جاے اور انھین کے مقرر کردہ حکم پر حصر ہو پھر بھی جواب الجواب تحریر کرنے کی کسی کو جرأت نہو سکے جیسا کہ رسالہ عین الیقین اور اخبارات ہندوستان و یورپ سے ظاہر ہے

ظہور کرامت قریب وفات

آپ کے اظہار کرامت پر منجملہ اور باتون کے یہ بھی ایک واقعہ دال ہے جیسا کہ جناب منشی نثار علیصاحب سہسوانی سابق ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم کشمیر تحریر فرماتے ہین کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ آپ عازم مدینہ منورہ ہین اور سب سے مل رہے ہین مجھسے بھی ملے بیدار ہوکے مجھکو خیال آیا کہ مولانا ہمیشہ کو ہمسے جدا ہو جائینگے جب مین دربار دہلی مین صاحبزادے مولوی سید نصرت علی صاحب سے دولتسرا مین ملا تو خیریت مزاج جناب ممدوح دریافت کی تو معلوم ہوا کہ حضرت تندرست ہین بعد کئی روز کے جب مین پھر گیا تو سید مستنصر علی جو جناب ممدوح کے پوتے ہین اُنسے معلوم ہوا کہ طبیعت سست ہے آرام فرما رہے ہین میرے دل مین کچھ کھٹکا ہوا وہانسے اُٹھ کے مین آپکے صاحبزادے کے پاس چلا گیا جب وہانسے واپس آیا تو پہلے جہان حضور ممدوح کو لیٹا ہوا چھوڑ گیا تھا وہان نہ پایا معلوم ہوا کہ زنانے مین آپکو پہونچا دیا ہے مین وہانسے واپس آیا بعد دیر کے بعد معلوم ہوا کہ آپ راہی جنت ہوے دلنے کہا کہ خواب آپکی تعبیر ہو گئی اگر پھر خیال آیا کہ وقت آخر مین قدمبوسی سے محروم رہا پھر تسکین ہو گئی کہ جب آپ خواب مین آکر مجھسے مل گئے تھے تو پھر مکرر ملنے کی ضرورت نہ سمجھی مجھکو اس مفارقت کا سخت رنج ہوا کہ تمام عمر تازہ رہیگا۔

نقل اخبار وطن لاہور مطبوعہ ۶ مارچ ۱۹۰۳ء

دہلی کے ایک نامور بزرگ مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب امام المناظرہ نے بعارضۂ نمونیا ۸۰ سال کی عمر مین دنیا سے رحلت کی امام صاحب مرحوم کی سو سوا سو کے قریب تصنیفات ہین اور ایک ضخیم تفسیر آپ کی یادگار ہے جو ابھی تک شایع نہین ہوئی آپ کے دو لایق صاحبزادے زندہ یادگار ہین ایک خان بہادر سید **ناصر علی** صاحب افسر محکمہ نمک اور دوسرے سید **نصرت علی** صاحب مالک نصرت المطابع جو خلق اور علم دوستی مین اپنے والد مرحوم کا نمونہ ہین۔

نقل ریاض الاخبار گورکھپور مطبوعہ ۲۔فروری ۱۹۰۳ء

مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام المناظرہ نے ۲۔فروری ۱۹۰۳ء ۶ بجے شام کو دنیا سے رحلت فرمائی ہندوستان کے گوشے گوشے مین مولانا ابو المنصور کا نام لوگون کی زبان پر ہے ہندوستان کے باہر ممالک غیر مین آپ اپنی خداداد لیاقت اور تکمیل فن مناظرہ کی واقفیت کے باعث نامور تھے آپکے ملاخرمن کمال سے سیکڑون آدمیون نے خوشہ چینی کی اور اسوقت اچھے اچھے دہی اور مناظر آپ کے تلامذہ مین موجود ہین آپ کی تصانیف مین **قرآن پاک کی تفسیر** ایک اعلی درجہ کی تصنیف ہے مگر افسوس ہے کہ اب تک طبع کی نوبت نہین آئی ایسی نادر الوجود تفسیر کا نہ چھپنا گویا مسلمانون کی بد قسمتی کی دلیل ہے مولانا ابو المنصور مرحوم اپنی زندگی کو ایسے کام مین ختم کر گئے ہین کہ جبتک دنیا باقی ہے انکا نام بھی اور ائمہ کے ساتھ لیا جائیگا انکی کوئی سانس فائدہ سے خالی نہ تھی۔ آج ہندوستان سے ایک فن کا امام اٹھ گیا۔ اب امید نہین کہ صدیون ایسا کامل فن امام پیدا ہو۔ اودھ کو انکی ذات بابرکات سے فخر تھا گو مولانا مرحوم نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ دہلی مین صرف فرمایا۔ ہم جناب مولوی سید **نصرت علی** صاحب اور جناب مولوی سید **ناصر علی** صاحب خان بہادر سپرنٹنڈنٹ کے ساتھ رسم تعزیت مین شریک ہین اور دعا کرتے ہین کہ خداوند کریم مرحوم و مغفور کو اپنے جوار رحمت مین جگہ عطا کرے اور سب صاحبون کو صبر جمیل دے خدا کا شکر ہے کہ مرحوم نے ایسے لائق و فاضل باقیات صالحات دنیا مین چھوڑے ہین جو ہر طرح ملک کی فخر و عزت کا سبب ہین۔

نقل اخبار کرزن گزٹ مورخہ ۱۵۔فروری ۱۹۰۳ء

افسوس ہے کہ ۲۔ ماہ حال قریب چھ بجے شام کے مولانا سید **ناصر الدین محمد ابو المنصور** صاحب امام المناظرہ نے بعارضۂ نمونیا ۸۰ سال کی عمر مین وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون امام صاحب یکتاے روزگار تھے آپ نے اپنی عمر مین اسلام کی بہت کچھ خدمت کی سو سوا سو کے قریب کتابین لکھین ایک ضخیم تفسیر آپ کی یادگار موجود ہے جو ابھی تک طبع نہین ہوئی اللہ تعالی مرحوم کی مغفرت کرے۔

نقل پیسہ اخبار لاہور مطبوعہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء

افسوس ہے کہ دہلی کے مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام فن مناظرہ ۲۔فروری ۱۹۰۳ء کو انتقال کر گئے مرحوم کا نام نہ صرف ہندوستان ہی مین بلکہ ممالک غیر مین بھی آپ کی خداداد لیاقت اور تکمیل فن مناظرہ کی واقفیت کے سبب سے مشہور تھا اسوقت کئی نامور مناظر آپ کے شاگردون مین موجود ہین۔ امید ہے کہ مولوی **نصرت علی** صاحب انکے لائق صاحبزادہ اپنے نامور والد کے علمی مشاغل کو جاری رکھینگے

نقل اخبار دبدبہ سکندری رامپور مورخہ ۲۔مارچ

مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام فن مناظرہ نے ۲۔فروری ۱۹۰۳ء ۶ بجے شام کو رحلت فرمائی بہت بڑا ذخیرہ آپ کی تصانیف کا ہے **قرآن مجید کی تفسیر** اعلی تصنیف ہے مگر نوبت طبع نہین آئی افسوس امام مناظرہ دنیا سے اٹھ گیا ہم جناب مولوی سید **نصرت علی** صاحب کے ساتھ رسم تعزیت مین شریک ہین۔

نقل اخبار وفادار لاہور مطبوعہ ۴ ۔ مارچ ۱۹۰۳ء

جناب فضیلت مآب منبع کمالات روحانی حضرت سید **ناصر الدین** مولوی شاہ محمد ابو المنصور صاحب امام المناظرہ نے انتقال فرمایا انکی تصانیف دو سو سے زیادہ ہین جنکو ملک نے قدر کی نگاہ سے دیکھا خداوند تعالی مرحوم و مغفور مولانا صاحب کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے

نقل تحریر ہز ہائینس ای مہاراجہ سر رنجور سنگھ صاحب بہادر کے سی۔ آئی۔ ای۔ والی ریاست جگدیشپور دام اقبالہ

مولوی سید نصرت علی صاحب۔ آپ کی عرضی یکم ذیقعدہ ۱۳۲۰ ہجری باطلاع حال انتقال والد خود مقرون بلاحظہ ہو کر دربار کو کمال رنج و افسوس ہوا۔ واقعی مولوی صاحب مرحوم ایک ایسے مشہور عالم اعلی درجہ کے قومی خیر خواہ تھے جنکی وفات نہ صرف انکے خاندان بلکہ انکے تمام قدردانون کے لیے حادثہ جانگزا کا باعث ہوئی۔ الا مشیت ایزدی سے ہر فرد بشر مجبور ہے۔ لہذا آپ کو تعلیم ہوتا ہے کہ اس موقعہ مین صبر و شکیبائی اختیار کرنے کے سوا انسان کو اور کوئی چارہ نہین ہے کیونکہ ہر ہر اولاد آدم ہر چہ آید بگذرد "لازم کہ آپ اس رنج و محن کو اپنی طبیعت سے دور کر دیں۔ و بترسیل تحریر ہذا

دربارہ کی اظہار ہمدردی کا باعث تصور کرین ۔

نقل خط جناب نواب عزیز جنگ بہادر رئیس حیدرآباد دوکن از عزیز باغ

عالیجناب مولوی سید نصرت علی صاحب ۔

جناب من تسلیم آپ کا عنایت نامہ پہونچا آپکے والد ماجد کی رحلت کا واقعی افسوس ہی متعدد اخبارون نے انکی خوبیون کا بیان کیا ہی اور انکی رحلت پر افسوس ظاہر کیا ہی - ذیعلم حضرات آجکل کے زمانہ مین بہت کم ہین ایسے باکمال حضرات کا زمانہ سے اُٹھ جانا بہت بڑا نقصان قوم کا ہی - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْنَ ۔

نقل خط عالیجناب مستطاب شرافت الدولہ مولوی سید اشرف الدین احمد خان صاحب بہادر متولی امام باڑہ ہوگلی

جناب من - حال پُر ملال ارتحال آپ کے والد ماجد کا معلوم کرکے بہت افسوس ہوا واقعی وہ بڑے نامور اہل اسلام سے تھے - خداوند کریم اُنکو خلد برین عطا کرے - اور اُنکی اولاد و اعزا کو صبر دے ۔

نقل خط عالیجناب معلی القاب راجہ درگا پرشاد صاحب تعلقدار بڑاگانون وغیرہ رئیس اعظم سندیلہ و آنریری مجسٹریٹ و مصنف تاریخ ہندوستان وغیرہ

عنایت وکرم فرمائے نیازکیشان مولوی سید نصرت علی صاحب مالک نصرت الاخبار دہلی زاد عنایتہ - نیاز - آپ کی متواتر تحریرات موصول مطالعہ راقم نیاز ہوئین کیا کہون کہ بعد واپسی دربار ایسا سخت عدیم الفرصت ہوگیا کہ جس سے ترسیل جوابات سے قاصر رہا اور میرا طریق عمل یہ ہی کہ مین اپنے احباب اور علم دوستون کو اپنے ہاتھ سے تحریرات بھیجتا ہون اور یہ گوارا نہین کرتا کہ کسی منشی یا متصدی سے مین یہ کام لون - لہذا یہ امر اور بھی باعث تامل ہوا امید کہ آپ معاف فرمائینگے - مین آپ کا نہایت مشکور ہون کہ آپ اپنے خلق عمیم سے برابر یاد فرماتے رہے آپ کے والد بزرگوار کی وفات سے سخت غم و اندوہ ہوا - واقعی ایسے بزرگ صفات کا سایہ فرق فرزندان سعادت کیش و قدردان حقوق پدری سے اُٹھ جانا بہت ہی غم اندوز واقعہ ہی خدا آپ کو صبر دے اور اُنکی مغفرت کرے - اس وقت بھی سخت عدیم الفرصت ہون - لہذا اسی قدر تحریر پر کفایت کرتا ہون اور امید کرتا ہون کہ اپنی تحریرات سے آپ ہمیشہ مجھے یاد فرمایا کرینگے ۔

نقل خط جناب خان بہادر مولوی حکیم رحمن علیخان صاحب ممبر کونسل ریاست ریوان

مخدومنا المکرم تسلیم مستمندانہ قبول ہو آپ کے والد ماجد مرحوم کی رحلت فرمانے کا وہ سانحہ قیامت خیز ہی جس سے دوستون کے دلون پر صدمۂ عظیم واقع ہوا اللہ تعالی آپ کو مع جمیع وابستگان دامن دولت صبر و سکوت عطا فرمائے اور مرحوم معصوم کی روح پرفتوح کو غریق دریائے رحمت کرے ۔

نقل تحریر ہز ہائینس نواب محمد حیدر علیخان صاحب بہادر فیروز جنگ والی ریاست حیدرگڈھ باسودہ دام اقبالہ

مولانا ممتاز نا حضرت مولوی سید محمد نصرت علی صاحب ادام اللہ فیوضکم بعد سلام مسنون آنکہ آپ کا الطاف نامہ باطلاع ارتحال حضرت مولانا مولوی محمد ابو المنصور صاحب امام فن مناظرہ موصول ہوا - افسوس صد افسوس کہ چاشنی مرگ ہر ذی روح پر فرض ہی ظاہر ہی کہ جو پیدا ہوا اور اس تختۂ عالم پر ہویدا ہوا اسکو مرنا اور ایک دن اپنے تن سے گذرنا ہوگا - البتہ بعض ایسے ہین - کہ اُنکا غم و الم اُنھین کے اعزا و اقربا پر محدود ہوتا ہی - اور بعض ایسے ہین کہ جنکی جدائی سے ہر فرد بشر پر اثر ہوتا ہی بموجب حکم فَضَّلْنَا بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اگر سب ایکسان ہوتے تو پروردگار عالم ایسا حکم نافذ نہ فرماتا - اب جیسے کہ ہمارے مولانا صاحب مغفور کی رحلت نے عموماً تمام بلاد افریقہ و امریکہ و یوروپ و ہندوستان کو محزون و مغموم کردیا اور روم سے شام تک ظلمات شام کی طرح تیرہ و تار بنا دیا کہ سوائے واحسرتا کے اور کچھ زبان پر نہ آیا حیف صد حیف کہ اس دار فانی سے اعلیٰ ترین امام فن مناظرہ اُٹھگیا - جسکا رنج کبھی فراموش ہونیوالا نہین جو کہ چارہ کار صبر ہی لہذا مجبوراً سنگ صبر سینہ پر رکھکر شکیبائی اختیار کرنا پڑی اور یہی تکلیف آپ کو اور جملہ متعلقین کو دیتا ہون کہ صبر اختیار کیجئے اور اس حکم خدا کے پابند رہیے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن - مورخہ ۲۸ - فروری سنہ ۱۹۰۳ء

نقل خط جناب خان بہادر سید حسین بخش گردیزی آنریری مجسٹریٹ و وایس پریسیڈنٹ میونسپل بورڈ ملتان

مکرم و معظم بندہ زاد عنایتہ -

السلام علیکم جناب کے والد ماجد مرحوم و مغفور کی وفات کی خبر معلوم کرکے بہت رنج ہوا - بزرگون کا سایہ بسا غنیمت ہوا کرتا ہی - خدا تعالےٰ مرحوم و مغفور کو بہشت عطا فرمائے ۔

نقل تحریر جناب خان بہادر نواب محمد مظہر علیخان صاحب والد ماجد جناب نواب صاحب بہادر والی کوروائی مدام اقبالہ

ای سنہ تیرہ سو بیس ہجری - ای سنہ انیس سو تین عیسوی تم دونون نے ہمصلاح ہوکر کیسے مسند امامت کو تین تیرہ کرکے آفتاب ہدایت زمانہ کو زیر زمین کیا افسوس صد ہزار افسوس لیکن یاد رکھنا کہ ھل جزاء السیئہ ما بسیہ چند روز بھی نہین گذرتے ہین کہ بازار آپ بے پروایانہ کارروائی کی زمانہ بھی تم سے وہ معاوضہ کریگا - کہ تمھارا نام تک صفحہ روزگار سے مثل حرف غلط حک کرکے قیامت تک کوئی تمھارا نام نہ لیگا - اور باقیات الصالحات اس نیر درخشندہ آسمان امامت کے تا قیام قیامت اس صفحہ روزگار پر مفیض الخیر دا بجو در ہکر ہمیشہ نام نیک زندہ رہیگا - آہ آفتاب نصف النہار سپہر امامت اگرچہ تو نے ہمارے سرون پر سے اپنی ظاہری روشنی چھپا لی لیکن تیری گوشتی ضیائین ہمارے دلون اور روحون کو ہمیشہ مثل ضیاء آفتاب روشن رکھین گی - تو نے ہماری روحون کے روشن کرنیکو وہ وہ ذخائر اور خزائین جمع کردئیے جو ہمارے موجب ابدی زندگی اور سرمدی آرام کیلئے کافی ہین - دنیا مین تو اپنا نظیر خود ہی تھا تیری ثنا اور وصف لکھنے کو نہ ہمارے قلم مین طاقت اور نہ ہماری زبان مین طاقت جتنا تیری مفارقت مین رنج کیا جائے کم - اور جسقدر تیری مہاجرت کے صدمے مین سوگ کیا جائے تھوڑا - اللہ تعالی اپنی رحمت مین مقام اور اعلی علیین مین جگہ دے فی الحال مادہ تاریخ جو حقیقت مین واقعاتی ظہور ہوا ہے عرض کرکے اسی پر اس جگر خراش نالے کو ختم کرتا ہون -

قطعہ تاریخ

خواب مین مین نے پوچھا حضرت سے حق نے کیا آپ سے سلوک کیا	آپ تھے سب گناہ سے تائب عفو کی کھلکے ہو گئے غائب ۱۳۲۰ھ

نقل خط عالیجناب فضمآب خان بہادر سردار محمد عبد اللہ خان صاحب سی - آئی - ای - آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر و رئیس اعظم عیسی خیل

بگرامی خدمت مودت منزلت سیادت پناہ شرافت دستگاہ محب حقیقی جلی مکرمی مولانا سید نصرت علی صاحب سلمہ اللہ تعالی -

بعد از تبلیغ تحایف اسلمہ وافیہ سنیہ خیر البریہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ افضل الصلوۃ والتحیۃ مکشوف رائے عالی باد - کہ نوازشنامہ دال مشعر بتاخیر طبع کتاب و وفات حضرت آیات حضرت والد ماجد مرحوم آن مہربان انا للہ وانا الیہ راجعون غرض دور لایا - الحق موت العالم موت العالم ہے بیشک یہ واقعہ جانگذا موجب حسرت اہل اسلام ہے لیکن بحکم آ اللہ ما یشاء و یفعل ما یرید - بجز صبر و استرجاع کے کوئی چارہ نہین حق تعالی جلشانہ جناب فضیلت مآب والد ماجد مرحوم آن مہربان کو جنت فردوس نصیب فرمائے آمین ثم آمین -

نقل خط عالیجناب والاحظاب خان بہادر چودھری نصرت علی صاحب رئیس و سکرٹری انجمن تعلقداران آودھ و آنریری مجسٹریٹ لکھنؤ

جناب من تسلیم - قدسی صحیفہ بہ اطلاع انتقال آپ کے والد ماجد کے موصول ہوا - کیا عرض کرون کہ اس سانحہ ہوش ربا سے کیسا غم و رنج پیرامون خاطر ہوا افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسا کامل ہر فن کا دنیا سے اٹھ گیا اور لوگون کو مبتلائے غم و اندوہ کیا لیکن تقدیرات آلہی مین کیا چارہ ہے بجز صبر و شکیبائی کیا اختیار ہے - خداوند کریم آپکو صبر عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے - زیادہ نیاز -

نقل خط جناب مولوی عبد الغفور صاحب بخشی و ناظم تعلیمات ریاست باگلی رزیدنسی اندور

سیدنا و مولانا مولوی سید نصرت علی صاحب قبلہ دام مجدکم -

بعد سلام مسنون آنکہ آپ کا غم نامہ پہونچا بدریافت خبر وحشت اثر وفات جامع جمیع کمالات وحید الدہر فرید العصر تاج المتکلمین کاسر اعناق مخالفین مشہور نزدیک و دور مولانا محمد ابو المنصور مرحوم و مغفور کمال رنج و ملال ہوا خدا آپ کو صبر و شکیبائی کی توفیق عطا فرمائے اگرچہ یہ مفارقت ظاہری بمقتضا بشریت باعث غم و الم ہو رہی ہے مگر مولانا مغفور کے فیوض برکات قیامت تک صفحہ ہستی سے نہین مٹ سکتے ہین علاوہ دیگر تصنیفات عدیدہ کے کتاب نوید جاوید انکی حیات جاودانی کی نشانی ہے باتفاق جمہور علماء مشاہیر حضرت مرحوم امام فن مناظرہ تھے پادری عماد الدین اور دیگر پادری صاحبون کی کتابون کے ایسے جوابات دئیے ہین کہ قلم توڑ دیئے متزلزل العقیدہ اشخاص کے منھ جانب صراط مستقیم موڑ دیئے یہ یادگارین اور کارنامے آیندہ نسلون کے واسطے چراغ ہدایت ہو سکتے ہین اور قوی امید ہے کہ بارگاہ عزاسمہ سے اسکا اجر عظیم مولانا مبرور کی روح پرفتوح کو عطا ہوگا - ایسے والد ماجد کے انتقال سے آپ کو جسقدر رنج و الم ہو کم ہے لیکن جزع و فزع روا نہین بجز صبر کوئی چارہ نہین ہے - اس وقت شدت غم سے میرے ہوش و حواس کو انتشار ہے - ذرا طبیعت ٹھہر جائے تو تاریخ وفات لکھ کر

آپ کی خدمت مین ارسال کرون عالیجناب آقاے نامدار تبقریب شکار تشریف لے گئے ہین امروز فردا مین مراجعت فرمائینگے تو آپ کا عنایت نامہ حرف بحرف پڑھ کر سنا دیا جائیگا۔ زیادہ والسلام۔

نقل خط جناب منشی سید محمد ذکی صاحب مصاحب سر مہاراجہ صاحب بہادر اجودھیا

جناب بندہ۔ تسلیمات عرض۔ مین اسی درمیان مین دو ہفتہ کی رخصت لیکر محرم کرنے مکان پر چلا گیا تھا۔ پرسون واپس آیا۔ آپ کے والد ماجد کے انتقال کی خبر سنکر جسقدر صدمہ و رنج ہوا ہی وہ کیا بیان کرون۔ لیکن مشیت ایزدی مین کیا چارہ ہی خداوند عالم آن مرحوم کو جنت عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر۔

قطعۂ تاریخ

دریغا کہ آن نجم اوج کمال / سمار کرم نیر شرع و دین
دراطراف عالم فروزندہ ماہ / درآفاق دہلی جو مہر مبین
زنور کمالش زمین را فروغ / زانفاس او روضہ ہا عنبرین
دلش بود گنجینہ خلق وجود / سخنہاے او بہ ز دُرِّ ثمین
محیط سخا ناصر الدین محمد / بگنج عبادات عزلت گزین
بزہد و ریاضت ہمہ کردہ طی / مقامات کونا ہم صادقین
چو دید این جہانرا نباشد بقا / نماند کسے غیر جان آفرین
گذشت از حیات جہاں زاگذاشت / دلی عالمے کرد اندوہگین
بسال وفاتش نمود م چو فکر / ندا آمد از ہاتف غیب این چنین

بگوای ذکی در سنہ عیسوی
شود جاے تو در بہشت برین

نقل خط جناب مولوی محمد عبد الرحمٰن صاحب مجسٹریٹ و جج ریاست دہار

مکرم و معظم جناب مولانا سید نصرت علی صاحب۔

بعد تقدیم مراسلۂ نیاز التماس آنکہ ١٣۔ ماہ اپریل سنہ روان کو آپکا خط پہونچا عرصہ کے بعد یاد فرمائی کا شکر گذار ہوا لفافہ چاک کرکے دیکھا تو فضیلت مآب کمالات انتساب سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام المناظر یعنے آپ کے والد ماجد کے رحلت فرمائی کا حال دیکھکر نہایت رنج و الم ہوا درحقیقت جس فرزند کے سر سے ایسے پدر یکتاے جہان کا سایہ اُٹھے تو اُس فرزند ارجمند کی آنکھون مین عالم کیونکر تاریک نظر نہ آئے اس واقعہ کا سانحہ جہان کو خصوص اہل اسلام اور آپ کو جسقدر رنج و صدمہ ہو تھوڑا ہی۔ اہل اسلام کو تسلی خاطر کے لیئے گو آپ انکی نشانی کافی ہین لیکن آپ کو سواے صبر کے کچھ چارہ نہین۔ اللہ تعالیٰ آپکو اور جمیع پس ماندگان کو صبر عطا فرمائے۔

قطعۂ تاریخ

امام المناظر ہے جنکا لقب / وہ ناصر ہین دین کے بلا قیل و قال
نہ قائل ہین اُنکے فقط انس و جان / قبول جہان ہی قبول حق کی مثال
نئی روشنی گرچہ چمکی بہت / نہ چمکی مقابل مین وہ تھا جلال
فضیلت سے اُنکے ہین سب بہرہ ور / بہر ذرہ بینی جو مہر کمال
مگر حیف صد حیف اس موت نے / نہ چھوڑا کسی کو یہ ہی اختلال
جو کی فکر شایق نے تاریخ کی / تو پیدا ہوے انسے ہجری کے سال

فضیلت سے ظاہر ہی اسلام گویا
چھپا فضل کا کیا وہ مہر کمال
١٣٢٢ھ

دیگر

ناصر الدین سید عالی نژاد / بے بدل عالم تھے اللہ الصمد
علم دریا فضل جنکا آفتاب / فیض بخش عام تھے بے ردوکد
تیغ ہندی کے سوا از و قلم / تھا حریفون پر روان جون جذر مد
اسلیئے فن مناظر کے امام / خوش لقب عالم کے ہین بس گوش زد
آپ کی رحلت سے ہی عالم کو رنج / اور فلک پر مرحبا کا شور و مد
عیسوی سنہ کی ہوئی شایق کو فکر / از رہ القا و ہم غیبی مدد
شش جہت سے یہ ندا مسموع تھی / لا بقاءَ ما سوا اللّٰہ الاحد
یعنے حاصل ضرب چھ ہو کر فنا / سنہ سے ایک باقی نکلتا ہی عدد
لا بقا الا احد کی یہ دلیل / تعمیہ کے نام سے ہی مستند

نقل خط عالیجناب فیضمآب مولوی لطف اللہ صاحب مفتی ریاست حیدرآباد دوام مجدہ

فلک ز بار مصیبت خمیدہ واویلا
ملک چو صبح گریبان درید واویلا

بعالیخدمت عالم بے بدل فاضل اجل فضیلت پناہ لیاقت دستگاہ جناب مولوی سید نصرت علی صاحب مہتمم نصرت الاخبار دہلی۔ سلام مسنون الاسلام کے بعد واضح راے شریف ہو۔ کہ حادثۂ وفات حسرت آیات فاضل افضل عالم اکمل جناب کے والد ماجد مشہور قریب و دور مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور مرحوم و مغفور کا ایسا ہوا کہ تمام ہندوستان کے دل کو دکھایا بیشک جناب میرو یکتاے دہر اور

نوٹ لا بقا ما سوا اللہ احد۔ اس مادہ کے عدد بحساب ابجد ٣١٤ ہوتی ہین اور یہ عدد تعداد شش جہت سے یعنے چھ گونہ کرنیسے حاصل ضرب مین ١٩٠٣ عدد ہوتے ہین سنہ ١٩٠٢ء مین حاصل ضرب فنا ہو کر سینہ سے ایک عدد باقی بچا ہی جو بقاے ذات احد کی دلیل ہے۔

وحید العصر تھے اورخصوصاً فن مناظرہ مین مہارت کامل رکھتے تھے۔
ایسے عالم کا دنیا مین رہنا دین کے لیئے نہایت مفید تھا لیکن مشیت قضا و قدر سے ہر فرد بشر مجبور ہی اسلیئے بجز صبر و شکیبائی چارہ نہین لقین ہی کہ آپنے رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ پر عمل فرمایا ہوگا۔ اب مین صدق دل سے جناب مرحوم کے لیئے دعاے مغفرت کرتا ہون کہ خداوند کریم اُنکو جنت نعیم اور آپ کو صبر عمیم عطا فرمائے اور بروز حشر جناب مرحوم کو زیر لواے محمدی اُٹھائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

نقل خط جناب مولوی احمد حسن صاحب شوکت از میرٹھ

جناب من بسلام مسنون۔
حضرت والد ماجد مرحوم کی وفات کا جسقدر افسوس کیا جائے کم ہی۔ آپ اُنکے حُسن عمل ہین پس اُنکی روح خلد برین مین آسایش سے ہی۔ انشاء اللہ

نقل خط جناب مولوی و حکیم نور الدین صاحب از قادیان ضلع گورداسپور

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

السلام علیک۔ مولانا میری والدہ ماجدہ کا جب انتقال ہوا تو میری بی بی کے بھائی صاحب مدظلہ نے مجھے ارقام فرمایا کہ ہم لوگون کو تمھاری والدہ کے انتقال سے رنج ہوا آپ اس لفظ کو شرقی خیال تجویز نہ فرمادین۔
بے ریب ہم لوگ آپ کی والدہ کے کنبہ سے نہین اور نہ ہمنے اور ہماری بہن نے اُنکو دیکھا پھر وجہ رنج کیا ہی وجہ رنج یہ ہی کہ والدین یا والد یا والدہ کی دعائین اولاد کو مصائب سے محفوظ رکھتی ہین اور اولاد کی غلطیان جو بلائین طلب کرلی ہین اُسمین یہ دعائین آڑ بنتی ہین اور ہمارا اور آپ کا تعلق چاہتا ہی کہ آپ بلاؤن سے محفوظ رہین لاکن اب وہ آڑ آپ کے لیئے نہین رہی آپ خود جوکس ہون آہ سید صاحب اسپر آپ مذہبی رنگ مین غور کرین نہ اس رنگ مین جو آج نظر آتا ہی اب آپ کو بہت بڑی تبدیلی کرنی ہوگی اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ پر آپ پوری توجہ فرمائین۔ یہ ایک اٹل قاعدہ ہی جسکو ہم مذہب اور سائنس دونون مین صاف پاتے ہین پیارے سید! تیری نصرت ہو اور تیرے لیئے مین دعا کرتا ہون اور میرا رب مجیب الدعا ہی۔ وَاِنَّا ھُوَ لِیْ حَفِیًّا

آجرک اللہ فی مصیبتک واخلفک خیرًا منھا اللھم رب یا رب یا رب اللھم یا رب یا رب اغفر لوالد لعلی وارحمہ وعافہ واکرم نزلہ وابدلھم دارًا خیرًا من دارہ واھلًا خیرًا من اھلھم و

اعقبت خیرا یا رب فی عقبہ وکن انت خلیفۃ فیھم وعضھم خیرا منہ یا رب ربنا رب یا رب انت علی کل شیء قدیر اللھم صل وسلم وبارک علی سیدی ومولائی وحبی خاتم الانبیاء والمرسلین آمین یا رب العلمین ــ مین نے آپکے لیئے دعا کی ہی والسلام

نقل خط جناب مولوی ابراہیم حسین صاحب مدرس فارسی نارمل اسکول لکھنؤ

مخدومی مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔
بعد سلام مسنون وغم ہاے گوناگون ملتمس ہون جسوقت آپ کا کارڈ پہونچا اور پڑھا اور کلاس مین لڑکون کو سنایا اور سب صفات بیان کیئے۔ کیا کہون دل شق ہوا جاتا تھا۔ کہ اسد اسد جس امام ہمام کی صورت اور صحبت ابھی ابھی دو مہینے پیشتر نصیب ہوئی تھی اور اُنکو ایسا ہی گل سا شگفتہ بلبل سا چہکتا پایا جیسے ۲۵ برس پہلے پایا تھا۔ اور جنکے انتقال اور ارتحال کا ابھی مطلق گمان نتھا۔ اسقدر جلد رہگراے فردوس برین ہو جائین۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اگرچہ نظارہ مین دربار گیا تھا لیکن اس پیرایہ مین جناب سیدنا محمد ابو المنصور صاحب مغفور کی زیارت میرا دلی مقصد تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مگر افسوس دو دو دوش کے مارے جمکر بیٹھنا اور باتین کرنا نصیب نہوا اگر نہ جاتا اور خبر پاتا تو جی اتنا قلق ہوتا کہ بیان نہین ہوسکتا اب تھوڑی تسلی اسلیئے ہی کہ دیدار پر انوار نصیب ہوگیا۔ ہیہات کہ ایسا علامۂ روزگار سچا اسلام کا مددگار نکتہ سنج دیر رنج اسقدر جلد راہی خلد برین ہوا۔ واقعی جسقدر رنج آپ کو ہوا ہی۔ افسوس کی بات ہی کہ تفسیر جو حضرت کی کرامات ہی اُنکی زندگی مین طبع نہوئی۔ خدا اُنکو داخل جنت فرمائے اور آپ کو صبر دے آپ کے صاحبزادے کو بہت چاہتے تھے خدا اُسکی عمر دراز کرے میرے ساتھ جو خلوص تھا اس لحاظ سے کبھی اُنکا خیال دل سے نہین جاتا اگر اُنکی عکسی تصویر کبھی لی ہو تو اور چھپوانا چاہیئے آہ آہ تاریخ جو مین نے کہی ہی عقب سے بھیجونگا۔ بالفعل یہان عالم تشویش کا ہی خدا رحم فرمائے اسکا جواب جلد عنایت ہو۔ فاتحہ کی شرکت میرے لیے مایۂ برکت ہی لیکن آنا دشوار۔ اُس مقام کو حضرت سے خالی دیکھون ہیہات۔

قطعۂ تاریخ

وقتیکہ امام مناظرہ فن از کتم عدم بوجود آمد
درخاطر باب و مام چہ خوش عیش و نشاط و سرور گذشت
از غایت شادی شاد شدند از بیدا لم آزاد شدند

حسا دز غم بر باد شد ندا ز سینۂ شان ساطور گذشت
چون فیضل الٰہی شامل شد در عہد جوانی فاضل شد
در علم مناظرہ کامل شد حق بر لب آن منصور گذشت
پیوستہ بماند آن شیر عرین در حفظ و حمایت دین متین
بگریخت از د روباہ لعین چون در نظرش از دور گذشت
با آنکہ نحیف الجثہ بود اما نہ بطبعش غصہ بود
در خلق زر قران گو لی ربود از خصم گہے نہ نفور گذشت
نہادند دلی پاے پدر در کنج قناعت بردہ بسر
زر در نظرش بُد خاکستر پیوستہ ز قربش دور گذشت
از بسکہ ز عالم و فاضل و صوفی شیخ و ولی و امام و نبی
ہر کس کہ بگیتی آمدہ زور و زے ز اجل مجبور گذشت
ہیہات برفت آنم ز جہان سوی باغ جنان چون سرو روان
با آنکہ بہ پیری بود جوان صد حیف ز ما مہجور گذشت
تاریخ وصالش دوش بگوشم آہ سروش غیب بگفت ۱۳۲۵ھ
از سر درد اے ز دنیا سید ابو المنصور گذشت

نقل خط جناب خان بہادر قاضی محمد علی صاحب بن المرحوم قاضی محمد حسن صاحب مرحوم - قاضی شہر بمبئی و جسٹس آف دی پیس

جناب مکرم دام عنایتکم ۔
بعد سلام مسنون معروض آنکہ از خبر وفات پدر بزرگوار آن والا جاہ بجید قلق و الم رسیدہ مگر بجز صبر چارہ نیست آنجناب لواحقان خود را تسلی دادہ از جزع و فزع باز دارند عنقریب از طرف انجمن احباب بمبئی یک تعزیت نامہ بخدمت عالی میرسد ۔

نقل تحریر جناب مولوی فقیر محمد صاحب رئیس نواب گنج از کانپور

جناب بھائی صاحب مکرم و معظم دام مجدکم ۔
بعد تسلیم معروض خدمت آنکہ کئی ہفتے کے بعد آپ کا کارڈ جو موصول ہوا تو سینہ مین ایک طرح کی مسرت پیدا ہو چلی تھی مگر عنوان مضمون پر نظر پڑتے ہی رنج و غم نے ہر طرف سے آدبایا عالم سکوت مین ہو گیا پھر تو دل ہی دل مین مرحوم و مغفور کے اوصاف حمیدہ پر بحث و قومی خدمات وغیرہ پر غور کرتا رہا اسنے موجودہ رنج و غم مین اور بھی زیادتی پیدا کردی طبیعت بھر آئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ایسے بزرگ نیک طینت فرشتہ خصلت عالم و فاضل حمید مجتہد العصر خیر خواہ قوم جسنے ایسے ایسے کارنمایان کیے اور قومی خدمات مین سرگرمی سے عمر بسر کردی جسے ایک عالم قابل تحسین و فخر سمجھے اور جسکے قلم سے ایسے مضامین مفید عام نکلے ہون جو قدر و عزت کی نظرون سے دیکھے جاتے ہون جسکی زبان مین وہ طاقت ہو کہ جسکا ایک زمانہ قایل ہو جسکے بیان مین وہ سحر ہو جو ہر خاص و عام کو اسیر کرے اور جو شرافت و نجابت مین فخر خاندان ہو افسوس وہ ہم لوگون سے جدا ہو گیا اور ہمیشہ کو قصر اسلام کے ایک بڑے رکن کا اُٹھ جانا کچھ کم صدمہ کی بات نہین ہے آپکی ذات والاصفات ایسے وقت مین جبکہ مسلمانون مین چارون طرف سے ادبار ہی ادبار نظر آتا ہے مغتنمات سے تھی آپ دیگر قومون کے ایسے بیجا حملون سے جو وقتاً فوقتاً رشک و حسد سے مذہب اسلام پر ہوتے رہتے ہین دندان شکن جواب دیکر مذہب اسلام پر کسی قسم کی آنچ نہ آنے دیتے تھے - موجودہ زمانہ کی حالت و طرز معاشرت کو مشاہدہ کرکے آپنے جو کتب تصنیف فرمائے ہین اسکا ایک عالم ثنا خوان و ممنون ہے جس سے ایک گونہ تقویت ایمان منصور ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خداوند کریم نے تمام انبیاء علیہم السلام کو محض ان مقاصد کے لیے مبعوث فرمایا کہ وہ بُری بات سے لوگون کو بعض رکھکر افعال حسنہ کی طرف رجوع کرین جس سے دین کی مضبوطی رہے اوامر و نواہی کہ مدار دین ہے اگر اسکا بساط تہ کر دیا جائے اور اُسکے علم و عمل کو مہمل چھوڑا جائے تو نبوت بیکار اور دیانت مضمحل اور سستی عامہ و گمراہی تام اور فتنہ و فساد برپا ہو جائے اور بلاد خراب اور عباد تباہ ہو جائین گو یہی ہلاکی کو بحر قیامت کے اور کبھی نہ جانین اور جس بات کے ہونیکا ڈر تھا وہ ہو گئی لوگون کے دلون پر مداہنت چھا گئی اور خالق کا لحاظ بالکل نہ رہا تو جس شخص نے اس خلل کے دور کرنے اور اس رخنہ کے بند کرنے مین کوشش کی کیا وہ احیاء سنت کے باعث قابل فخر و تحسین نہین ہے اور جسکا اجر خداوند کریم سے بیشمار نصیب ہو گا مرحوم نے تمام عمر دینی اشغال تصانیف مین کاٹی حتے کہ اس ضعیفی کے عالم مین آپ نے قرآن شریف کی ایسی نادر تفسیر لکھنا شروع کی تھی جو اب تک کسی کے خیال مین بھی نہ آئی تھی یعنے توریت و انجیل سے مطالب اخذ کرکے نتائج کا تطابق فرقان مجید سے کیا تھا گویا مخالفین و کفار کو آیندہ کسی طور پر اعتراض کی گنجائش نہ چھوڑی تھی - ہائے ایسے بزرگ کا مرنا ہم لوگون کو بہت مایوس کرتا ہے اور کوئی بات اسکی نعم البدل نہین ہوسکتی مین کیا عرض کرون کہ آپ نے بیکایک ایسی خبر لکھی جو سنکے دل ہلا دینے والی ہے - یہ لکھنا کہ آپ صبر کرین گویا ایک طرح چھیڑنا ہے صبر ایسا صبر ہو تو اختیار کیا جاوے یہ تو مدتونکا

رونا ہی بالآخر صبر ہو ہی جائیگا لیکن پھر آپ اپنے تئین سنبھالیئے اور اعزا کو سمجھائیے کہ جسطرح ہو سکے صبر کرین اور مرحوم کے لیے دعاے خیر کرین جس سے انکی روح اعلی علیئین مین خوش ہو تمام خاندان مین ایک مرحوم کی ذات تھی جو نسبا غنیمت تھی ۔ منشی محمد مہدی صاحب و حکیم محتشم علیصاحب کے بعد بیان کوئی نہ تھا مگر یہ تو معلوم تھا کہ ابھی ایک بزرگ موجود ہین ۔ ہاے وہ چراغ بھی گل ہو گیا ۔

قطعۂ تاریخ

ہاے چون مولوی ابو المنصور	رخت رحلت بہ بست وجست بقا
قلب راجح بہ ذات اصل شدہ	کل من فان لب بکرد ادا
بدچون ۔ ملجاء دین درین عالم	شد مقامش بہ جنت الماوا
فکر تاریخ چون شدم دلگیر	ہاتف از غیب زود کرد ندا

رفت زین دہر صاحب تسلیم
سال وصلش بگو شہید رضا
۱۳۲۰ھ

نقل خط جناب برادرم سید مہدی حیدر صاحب ابن جناب ناظم صاحب سائر کل بھوپال رئیس داعی پور

برادرم ۔ السلام علیکم ۔
جناب والدہ مرحومہ کے غم مین مبتلا ہی تھا ۔ کہ آپ کی تحریر نے ایک دوسری قیامت خیز ماتم کی خبر دی ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ جناب مرحوم ایسے باصفات اور باکمال کو زمانہ تا قیام قیامت نہین بھلا سکتا نہ پیدا کر سکتا ہی یہ قوم کی بدنصیبی ہی کہ ایسے باکمال بزرگ قوم کا سایہ اٹھ گیا ۔ میرے تو ایک عزیز اور باعث فخر بزرگ تھے ۔ مگر ایسے ہمدرد قوم کے غم مین میرے نزدیک تمام قوم کو سوگ نشین ہونا چاہیئے ۔ جناب مرحوم کے محامد اور کمالات کا اندازہ مجھ ایسے شخص سے خاک ہو سکتا ہی ۔ استغفر اللہ بالکل نا ممکن ہی مگر مین جناب مرحوم کے اس منتہاے الطاف اور اشفاق بزرگانہ کو کہ آخری عمر مین میری درخواست پر اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اپنی زندگی مین نہین بھول سکتا اور ہمیشہ اسکی یاد مجھے خون کے آنسو رولائیگی ۔

نقل خط عزیزم منشی سید طاہر علی صاحب رئیس فرخ آباد دوستاد مسلم الثبوت

عمو صاحب معظمی میر نصرت علیصاحب ۔
تسلیم مع التعظیم ۔ نامۂ غم انگیز صحیفۂ قیامت خیز صادر ہوا ۔ حال انتقال جناب دادا صاحب قبلہ غفران مآب معلوم ہوا جسقدر رنج و ملال ہوا اسکا ایک شمہ ادا ہو نہین سکتا کیونکہ بزرگون مین ایک ذات عالی صفات مغفور کی تھی انسان قضا و قدر سے مجبور ہی ایکدن سب کو یہ سفر درپیش ہی ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اسد انکی نشانیون کو تا دیر سلامت رکھے ۔

نقل خط جناب مولوی سید صفوت حسین صاحب وکیل سرداران جودھپور

نامہ روح ترساے و غم افزاے متضمن وفات حضرت کثیر البرکت و خیر الکرامت آیۂ رحمت مخدوم جہان افضل الفضلا عالم العلما امام المناظر دوران مولانا و مرشدنا سید محمد ابو المنصور صاحب قبلہ انار اللہ برہانہ وجعل الجنۃ مثواہ ۔ پہونچا ۔ اسی روز بعد فاتحہ ۲۵ محتاجون اور پندرہ یتیمون کو کھانا کھلا کر خدا سے دعاے خیر چاہی ۔ تقدس مآب دین و دنیا دونون مین معزز و مشرف رہے ۔ جسکے بدیہی ثبوت آفتاب کی طرح روشن اور ہویدا ۔ اور خود واقعات چشم دید سے مبرہن و پیدا ۔ معاملات دینی مین مسلم الثبوت امام ۔ اور مصنف تصانیف بیشمار و ہادی خاص و عام ۔ دنیاوی حالات اظہر ۔ جسکے گرامی قدر فرزند خان بہادر سید محمد ناصر علیخان صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ نمک اور ثانی نامور مولوی سید محمد نصرت علیخان صاحب کہ جنکی عالی درجہ قابلیت و شرافت کا ہند سے لیکر عرب تک شہرہ ہی ۔ اللہم زد فزد ۔ اگلے بزرگون نے دنیا مین چھ ہی چیزین چاہین بقول مشہور ۔

اے خالق ہر بلند و پستی	شش چیز عطا بکن زہستی
علم و عمل و فراخ دستی	ایمان و امان و تندرستی

متقدمین و متاخرین کی تمنا مین پہنچگا نہ یہ رباعی مستعمل رہی اور ہی ماشاء اللہ چشم بد دور چھوٴن چیزین حسب مراد انکو ملین حضرت فرشتہ صورت و سیرت تھے جسکو زمانہ جانتا ہی ۔ ایسے محمود و متبرک و مسعود بزرگ کی وفات سے نہ صرف خاندان و مریدون ہی کو رنج و غم ہوا ہی بلکہ سچ یون ہی کہ انکے انتقال سے موجودہ زمانہ اور اسلامی طریقت کو ایک سخت صدمہ پہونچا ہی ۔ اسد تعالی حضرت مغفور کے مدارج ذو مراتب بہشت برین مین زیادہ بڑھائے اور جملہ متعلقین و متوسلین سلمہم اللہ تعالی کو توفیق صبر و شکیبائی عنایت فرمائے اور ایسے صبر و شکر کا اجر عظیم خالق ارض و سما بحق حضرت مصطفے آپ بزرگون کو معہ بزرگزادون کے بعد ہزار کامیابی ہزارون ہزار سال سلامت رکھے آمین

نقل تحریر خط جناب بہادر صاحب جناب منشی محمد مظہر الدین صاحب منشی خاص حضور مہاراجہ صاحب بہادر جیسلمیر

برادر عزیز القدر گرامی منش سعید ازلی سید نصرت علی زید اللہ عمرہ وقدرہ

بعد تحیات وافیات مطالعه خاطر عاطر العزیز باد ـ مصیبت نامه که مطلعش آتش افروز جهان و مقطعش سوز روح روان بود رسید ابواب حزن و ملال بر دلها کشوده عشرت را بهزاران خار حسرت در جگر خلید دیده ازین واقعه جانسوز انسکاب بنیاد نهاد و سینه ازین نائره شعله افروز در التهاب اوفتاد فریاد از جفا کاری فلک تیه کار که افراد کائنات را گرفتار مصائب شدیده ساخته لطف زندگانی از دست میدهد وداد و بیداد از ستمگاری روزگار که اشرف مرکبات را مبتلای صدمه عظیمه گردانیده حظوظ نفسانی برطرف میساند درین اثنا زبا صغاء سانحه هوش ربا رحلت فرمائی جناب قبله وکعبه پهوپها صاحب ازین دار فانی بعالم جاودانی چنان رنجی و تاسفی بدلها طاری گشت که نه قابل تحریر و نه لایق تقریر افسوس هزار افسوس هرچند که ازین حادثه روح گداز صدماتیکه بر آن عزیز رسیده اند چه گوید و چه نویسد اگر دل از سنگ خارا باشد آب میگردد و اگر جگر از فولاد و آهن بود پاره میشود الا آن عزیز که محو طریقت ایزدی بوده انداز چشم حقیقت بین معائنه نمایند شمعیکه باین شبستان چهره افروخت لاجرم بتحلیل اجزاے عنصری قطع تا نفس نمود و چراغیکه درین کاشانه روشن گردید آخر کار بفقدان روغن اصلی پیغام رخصت فرمود گلی بنظر نیفتاد که رنگ بے ثباتی نریخت و نخلی بمشاهده نرسیده که سر رشته روح نباتی نگسیخت و حبابیکه بسینهٔ دریا سر کشیده بچشم زدن بهوای فنا در پیوست و موجیکه بکنار محیط رسیده بطرفة العین از تعلق یکدیگر درگذشت آخر الامر بمقتضای این

عرفے اگر به گریه میسر شدی وصال

صد سال می توان به تمنا گریستن

بالجمله از جزع و فزع که عادت وابستگان صورت ولباس است باز مانند و تحفهٔ فاتحه و درود بر روح آن مسافر عالم محمود و مرهم خسته دلان مجروح گذرانند ظاهر ست که آن رموز دان کارخانه تکوین وایجاد دیرلی بقاے حیات مستعار دیده دست بحبل المتین شکیبائی که منظور بارگاه صمدیت است زده باشند ـ آری آنکس که اولش عدم و آخرش فناست درحق او گمان ثبات و بقا خطاست ـ زیراکه بجز این امرے دیگر متصور نیست چون زیاده ازین خامهٔ اشک زیر تاب و طاقت این تحریر ندیده لهذا خاتمه آن نموده زیاده دعا

نقل خط عزیزی نواب شمشیر بهادر صاحب اخگر جاگیردار اعظم ریاست اجیگڈھ

جناب عمو صاحب قبله معظم وکعبه مکرم دام افضالکم ـــ بعد تسلیم

وتکریم کے التماس یه هی که آنجناب کے افتخار نامه سے جناب قبله وکعبه دادا صاحب کے انتقال پرملال کا حال معلوم هوکر جسقدر صدمه عظیم هوا هی بخدا نه تو زبان مین قوت هی که بیان کرسکے اور نه قلم کو اسقدر طاقت هی که لکھ سکے هاے گلشن دهلی پر د فعتهً کیسی خزان آگئی (ز غمت جهان چنان شد که صبا نمی تواند بتبسم نمانی لب غنچه باز کردن) کس شخص کا دل ایسا هو گا جو اس خبر وحشت اثر کو سنکر پاره پاره نهو گیا هو ـ افسوس ایسے باکمال بزرگ کا دفعتهً دنیا سے اٹھ جانا واقع مین قیامت کا سامنا هی ـ جناب والا یون تو اس دارنا پائدار مین کسیکو ثبات وقیام نهین ـ انسان هو یا حیوان ایک روز سبھی کو مرنا هی لیکن ایسے بزرگ کی وفات سے هر فرد بشر کو سخت صدمه پهونچتا هی جسکی ذات والا صفات تمام عالم مین غنیمت سمجھی جاتی هی اور خصوصاً جسپر همارا ملک هندوستان فخر کرتا هو ـ هاے افسوس ایسے بزرگ کو زمانه نے همیشه کے لیے همسے جدا کر دیا ـ پھر کیونکر هماری آنکھون سے خون کے آنسو نه جاری هون لیکن مشیت ایزدی مین کسیکو مجال دم زدن نهین ـ ناچار صبر کیا آپ کو اور جمیع خرد و کلان کو بھی صبر کرنا لازم هی ـ

نقل خط جناب مولوی عبدالحق صاحب وکیل دربار رتلام

مکرم بنده ـ سلام علیکم ـ

آپ کا کارڈ کیا بلکه دل ناتوان کے لیے ایک تیز کارد تھا پهونچا ـ جس مین خبر وفات امام فن مناظره معلوم هوکر دل مجروح هوا ـ انا لله وانا الیه راجعون ـ هر چند که ایک ایسے باکمال شخص کا اٹھ جانا عموماً مسلمانون کے واسطے سخت دردناک حادثه هی ـ اور آپکے لیئے بالخصوص نهایت اندوهناک واقعه مگر مشیت ایزدی مین چاره کیا هے صبر فرمائیے اور انکو دعاء مغفرت سے شاد کیجئے مین بھی دعا کرتا هون که الله تعالی انکو مغفرت فرمائے ـ اور آپ کو صبر دے اور مرحوم کا ذکر جمیل همیشه کو اس دنیا مین رهے ـ

قطعهٔ تاریخ

افسوس آج عالم فانی سے اٹھ گئے	صد حیف هاے هاے امام المناظره
یکتاے روزگار تھی اور تھی وحید عصر	اب کون هی بجاے امام المناظره
تھی جامع صفات کمالات انکی ذات	کیا هی کرون ثناے امام المناظره
دین متین کی خدمتین دنیا مین تا ابد	هین باعث بقاے امام المناظره

تاریخ مین وفات کی وقت دخول خلد

رضوان یه بولا آئے امام المناظره

۱۳۰ ـ ۱۳ ھ

جناب افضل الفضلا اکمل الکملا حضرت مولانا حاجی حافظ ابوالحامد محمد عبدالحمید صاحب از علمای فرنگی محل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا ہو الرب الحکیم الحکیم

بخدمت سامی درجت نبیل الشمائل جمیل الخصائل مجمع الخیر والبرکات منبع البر والحسنات مہبط مکارم فراوان عنایت فرمای بے پایان مولوی سید محمد نصرت علیصاحب مالک نصرت الاخبار دہلی زاد لطفہ الخفی والجلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بذریعہ اخبار امصار خبر وحشت اثر رحلت والد ماجد آن یادگار اماجد اعنی جناب کمالات انتساب جامع معقول ومنقول حائز فروع واصول قدوہ المہرۃ صفوۃ البررۃ ناظر مناظر والانظر ان عالی گہر ناشر مناشر عالی گہران والانظر متکلم عدیم العدیل مناظر فقید المثیل ناثر در رشرع مبین ناصر دین متین اعلی اللہ درجاتہ فی اعلی علیین اصغا نمودہ کمال متاسف ومغموم گردیدم الحق ذات بابرکات آن مجمع الخیر والحسنات بہی خواہ اسلام و دردمند حکام صلح کل وامن جو سحر گفتار وخوش خو رہرو سواء السبیل وہادی طریق جمیل تذکرہ سلف صالحین وتبصرہ خلف فالحین بود افسوس صد افسوس قدر نعمت است بعد زوال لاریب این واقعہ جانگزا وسانحہ ہوش ربا نہ بمثابہ ایست کہ اثرش از صد وار باب نظر زوال پذیرد واین صدمہ حیرت انگیز وموت قیامت خیز نہ بہ درجہ ایست کہ در قلوب اہل اسلام جانہ گیرد لیکن در مضمون تعزیت ہمین قدر کافی است -

ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وعوضا من کل فائت وخلفا من کل ہالک فالی اللہ اینبو والیہ فارغبو ونظرہ الیکم فی البلایات فانظروا فانما المصاب من لم یجبر وبحق آن مرحوم ہمین دعا وافی اللہم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واہلا خیرا من اہلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر وعذاب النار آمین یا غفار اوتعالی وتقدس آن شفیق را صبر جمیل واجر جزیل عطا فرماید و درجات آن مرحوم را در جنت الفردوس افزاید والسلام نعم الختام فقط

دستخط ومہر

نقل خط جناب مولوی عبدالصمد صاحب از ناگپور ممالک متوسط

مخدوم مکرم من زاد اشفاقکم - بعد سلام مسنون آنکہ - آپ کا خط ملا مطالعہ خبر رحلت فرمائی حضرت مرحوم ومغفور سے صدمہ ہوا - ایسے یکتاے عصر کا انتقال پرملال واقعی نہایت افسوسناک ہی اللہ انکو غریق رحمت کرے اور پس ماندون کو صبر عطا فرماوے -

نقل خط جناب منشی ریاض احمد صاحب مالک ریاض الاخبار گورکھپور

برادرم - مولانا کا انتقال عجیب صدمہ جانکاہ ہی - ہاے کیسا بزرگ اٹھ گیا اور ہم بدنصیب آخری زیارت سے محروم رہے امید کہ مرحوم کو بہشت برین مین درجہ اعلی عطا فرمائے - اور آپ سب اعزا کو صبر دے -

نقل خط جناب بابو کدار ناتھ صاحب وکیل چیف کورٹ

جناب مولوی صاحب - بعد سلام آنکہ مجھکو مولوی صاحب مرحوم کی خبر سنکر نہایت رنج ہوا خداے تعالی انکو جنت نصیب کرے مین بھی آج حاضر خدمت ہونگا اور جو موقعہ انکی تقریب کا ہوا ہی اسمین شریک ہونے مین کیا کلام ہی وہ تو عین فرض ہی خدا آپکو صبر دے آج ضرور حاضر ہونگا -

نقل خط جناب پیارے لال صاحب وکیل ہائی کورٹ

جناب من تسلیم - بہن بڑا مشکور ہوا کہ آپ نے مجھے تاریخ ماتم سے اطلاع دی براہ مہربانی وقت سے بھی اطلاع دین اور اگر شام کے ۴ بجے کے بعد ہو گا تو مین ضرور حاضر ہونگا واقعی آپ کی یادگار کے لیئے جو کچھ کیا جاسے تھوڑا ہے انکی وفات سے اہل علم کو بڑا نقصان پہونچا ہے لیکن خدا کی مرضی مین کچھ چارہ نہین ہے سواے صبر کے کیا ہو سکتا ہی خداوند کریم مرحوم کی روح پرفتوح کو غریق رحمت کرے

نقل خط برادرم سید عنایت علیصاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت سید حسن سونیا

بھائیصاحب مولوی سید نصرت علیصاحب - السلام علیکم - مزاج بخیر میرے چھوٹے لڑکے کے خط سے معلوم ہوا کہ آپکے والد بزرگوار نے انتقال فرمایا مجھکو بخدا سخت رنج ہوا کیونکہ مجھسے نہایت ہی محبت سے پیش آیا کرتے تھے اور مین جب دہلی رخصت پر جاتا تو ضرور انسے قدمبوسی حاصل کرتا تھا آپسے کسقدر محبت رکھتے تھے - کہ اپنی ساری عمر آپ کے ساتھ ہی گذاردی خداوند کریم انکو غریق رحمت کرے - اور آپ کو صبر عطا فرمائے -

اور رسالۂ وصال منصور

(مولفۂ برخوردار سید محمد مستنصر علی اطال اللہ عمرہ)

سزوار ثنا ذات خدا ہے — کہ جسکے حکم سے عالم بنا ہے
وہی ہے خالق و رزاق عالم — اُسی سے عرش و کرسی کی بنا ہی
زمین و آسمان خورشید و انجم — اُسی کے نور کی یہ سب ضیا ہی
نبی پیدا کیے بہر ہدایت — عجب بندون پہ الطاف و عطا ہی
جناب مصطفے کی ذات اقدس — شفیع عاصیان روز جزا ہے
وہ ہی ختم الرسل حامی امت — وہی مختار درگاہ خدا ہے
کرون کیا مدحت آل پیمبر — بروز حشر اُنھین کا آسرا ہے
وہان دامن چھڑانا ہوگا مشکل — نہ جسکو الفت آل عبا ہے
یہ ہی خود اہل دنیا پر بھی روشن — کہ دُنیا جائے رنج و بلا ہے
رہیگا کون باقی اس جہان مین — بجز ذات خدا سب کو فنا ہے
اُسی کی ہی صفت مین حی و قیوم — اُسی کو جان لو بیشک بقا ہے
جو کل زندہ تھے ہین زیر زمین آج — یہ دار فانی ایک عبرت کی جا ہے
ہین جیتے جی کے سب لیکن پس مرگ — نہ مونس ہی نہ کوئی آشنا ہے
ہوا جب دفن تو پوچھو وہان کیا — لحد جو خانۂ وحشت فزا ہے
نہ بستر ہی نہ تکیہ ہے نہ ہمدم — بزیر خاک وہ تنہا پڑا ہے
ابو المنصور امام ملت و دین — گئے دنیا سے ماتم ہو رہا ہے
نہین جاتا ہی غم دم بھر کو دل سے — انیس خاطر محزون بنا ہے
الم کم ہو یہ شاید رفتہ رفتہ — کہ ہر اک ابتدا کی انتہا ہے
مگر یہ دیکھیے وہ وقت کب آئے — ابھی تو لب پہ فریاد و بکا ہے
چکان ہین اشک جیسے مینھ کی بوندین — یہ کیسا غم کا بادل آج اُٹھا ہی
ہمارا غم یہ کیسا غم ہی یا رب — کہ خود سمجھانے والا رو رہا ہے
قیامت کو ملین گے جد امجد — اُسے بھی مدتون کا فاصلہ ہے
ہین پھرتے ڈھونڈھتے چارون طرف ہم — خبر دل کو ہے جو کھو یا گیا ہے
برائے صبر دل پر کرتے ہین جبر — ہمین ہین یہ ہمارا حوصلہ ہے
ہی ہر ایک درد کا درمان جہان مین — ہمارا ہی مرض کچھ لا دوا ہے
نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا — فغان ہی لب پہ اور دم بھرتا ہے
پریشان حال دل ریش و جگر چاک — پڑی کاندھے پہ اک شال عزا ہے
جہان رہتی تھی بحث علم ہر دم — وہی کاشانہ اب ماتم سرا ہے
تھی جس گھر مین خوشی کے ساز و سامان — اُسی مین آج ماتم ہو رہا ہے
اکابر تعزیت کو آرہے ہین — مرے دادا کا جو مرنا لکھا ہے
مضامین خطوط تعزیت سے — عیان ہمدردی اہل عزا ہے

جنھون نے بھیجے ہین قطعات تاریخ — عزادارون پہ یہ احسان کیا ہے
ہوا مستنصر اب دیباچہ پہ ختم — جناب کبریا مین یہ دعا ہے
الٰہی صبر دے ہم غمزدون کو — اگرچہ درد اپنا لا دوا ہے
ہوئی تاریخ کی بھی فکر مجھکو — کہا ہاتف نے اسکا سال کیا ہی
جواب اسکا ملا سن کان دھر کر — یہ آئی غیب سے کیسی ندا ہے
کیا جب دھیان مین نے تب سنا یون — ارم مین حق نے گھر روشن کیا ہے

۲۰ ۱۳ ھ

دیگر

جد امجد میرے بو المنصور تھے — ہو گئے سوے عدم ہی ہی روان
آہ مجھپر جو کہ شفقت خاص تھی — کر نہین سکتا ہون مین اسکا بیان
ماتم ایسا اُنکی رحلت سے ہوا — پہونچی ہے تا عرش فریاد و فغان
میرے کچھ اظہار کی حاجت نہین — سبکو ہین معلوم اُنکی خوبیان
یاد آئین مجھکو رہ رہ کر نہ کیون — تھے وہ والد سے زیادہ مہربان
ہای روتا ہون اُنھین کہہ کر یون — چھوڑ کر مجھکو گئے دادا کہان
جا کے وہ کنج لحد مین سو گئے — کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ وہان
ہائے مرقد زمین کا سینہ چاک — نیلگون ہی اُنکے غم مین آسمان
غم دیا ہمکو جو تونے اے فلک — بس ہمین تھے کیا برائے امتحان
لوگ سمجھاتے ہین مجھکو صبر کر — پر کہان سے لاؤن مین تاب و توان
سال رحلت اُنکا مستنصر لکھو — داخل فردوس ہین مقبل زمان ۱۳۲۰ھ

من نتیجۂ فکر قبلہ و کعبہ ام مولوی سید نصرت علی صاحب مدظلہ

والد ماجدم ز دنیا رفت — بود امام الانام و رہبر دین
آفتاب سپہر فیض اتم — باعث انجلائے اختر دین
بود در خیل عالمان ممتاز — سروری یافت از سرور دین
مقتدی خلق و مقتدا او بود — طرفہ سردار از عساکر دین
نصرت دل حزین بگو تاریخ — رفت سوے ارم پیمبر دین ۱۳ ھ

از اخی مکرم سید حسن خلف الصدق خان بہادر میر کاظم علی صاحب رئیس نواب گنج

جد مرحوم ما عدیم المثل — بود در زندگی فنا فی اللہ
از کمالات ظاہر و باطن — بود معمور آن خدا آگاہ
بر زبان وقت نزع جاری بود — کلمۂ لا الٰہ الا اللہ
داشتے در کلام خود تاثیر — ہادئے بود از پئے گمراہ
سرنگون پیش او مخالف بود — ہمسر شیر کی بود روباہ
سال رحلت چو خواستم ز سروش — دو صد و بیست بر کشیدہ آہ
باز سید حسن بگفت چنین — شد بجنت مشافہ حق آگاہ ۱۳۲۰ھ

نوٹ۔ اگر لفظ آہ کے عدد۔ دو سو بیس بار سے لئے جائین تو ۱۳۲۰ھ نکلتے ہین۔

از برادر معظم سید امیر حسن خلف الصدق خان بہادر میر کاظم علی صاحب رئیس نواب گنج

قبلہ من حضرت منصور علی ۔ جو کہ علم و فضل مین تھے مستند
وا در یغا کرکے رحلت ہو ہے ۔ اب گئے ملک عدم کو وا ہ
جو دلائل کچھ مخالف کرتے پیش ۔ کرتے تھے وجہ قوی سے مسترد
ا ...یت مین گو کہ کرتے بحث تھے ۔ پر کسی سے کچھ نہ تھا بغض و حسد
خوب ہے تاریخ رحلت اے حسن ۔ جنت الماوا مین ملجا شد لحد ۱۳۲۰

از عزیزی سید منظور علی منظور رئیس گوالیار

قبلۂ من سید منصور علی ۔ متقی و پاک طینت ہاے ہاے
ذی کمال و ذی شرف عالی نسب ۔ گوہر درج شرافت ہاے ہاے
عازم ملک بقا شد حیف حیف ۔ کرد از دنیا چو رحلت ہاے ہاے
خاک بر سر جملہ فرزندان شدند ۔ اشک ریزان با مصیبت ہاے ہاے
از غم دوری او شام و سحر ۔ نیست یک لحظہ فراغت ہاے ہاے
سال رحلت و غمش منظور گفت ۔ رفتہ سید سوے جنت ہاے ہاے ۱۳۲۰ھ

دیگر

قبلۂ من میر منصور علی والا نسب ۔ فاضل و طباع و عاقل عالم علم یقین
رفت در خلد برین منظور چونکہ در غمش ۔ سال رحلت گفت ہاتف انشفیع المذنبین

از تصنیف بابو شیخ علی احمد صاحب راز نبیشہر محلہ نہر گنگ علیگڈھ تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابو المنصور آہ ۔ کرکے رحلت اب ہین ...
یا الٰہی کس کی آمد کی ہے دھوم ۔ ہو رہے ہین جو یہ سامان خلد مین
از ... استقبال کو ۔ منتظر ہے کسکا رضوان خلد مین
... گریان ... غم مین ہین ۔ وہ وہان ہین رو ... خلد مین
گو کہ جا کر اور موٗمن بھی سے ۔ یہ گئے با عزت و شان خلد مین
سنتے ہین آ جا ملائک شوق سے ۔ پڑھتے ہین تفسیر قرآن خلد مین
راز محزون لکھ یہ تاریخ وفات ۔ ہین یہ حکما اہل عرفان خلد مین ۱۳۲۰

از تصنیف سید شیر شاہ ضیغم بیلف عدالت دیوانی ضلع راولپنڈی

مولوی سید ابو المنصور اب ۔ کرکے رحلت ہین وسیم خلد مین
کہہ ... ضیغم یہ تاریخ وفات ۔ یہ محقق ہین جسیم خلد مین ۱۳۲۰ھ

از نتیجہ فکر مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مدرسہ ہاشمیہ

مولوی سید ابو المنصور ۔ رفت از دنیا سوی باغ جنان
گفت از روے یکا سالش منیلی ۔ کرد والا شان رحلت از جہان ۱۳۲۰ھ

نذر رئیس پوشہر

مولوی سید ناصر دین جب ۔ کر گئے اس دنیا سے رحلت
سال رحلت اے نذر انکا ۔ بولا ہاتف ہے ہے رخصت ۱۳۲۰ھ

دیگر

ناصر الدین کہ بد عالم بیمثل و نظیر ۔ بود در علم و عمل کامل عصر دہلی
فکر تاریخ وصالش چو نمودم ای نذر ۔ ہاتفم داد ندا فاضل عصر دہلی ۱۳۲۰ھ

دیگر

کون دنیا سے اٹھ گیا ہے ہے ۔ یا الٰہی یہ کیسی آفت ہے
ناصر الدین عالم و کامل ۔ آج کیا ہو گئے یہ حسرت ہے
کل ٹھکانا تھا آہ دہلی مین ۔ آج اُن کا مقام جنت ہے
وقت رحلت کہا یہ ہاتف نے ۔ بلبل بوستان یہ رخصت ہے

تاریخ از جناب سید ابو الحسن عرف سید آفتاب علی شاہ صاحب سندیلوی مفتون

پناہ پشت شریعت معین و ناصر دین ۔ گئے جہان سے ارم کو وہ عاشق اللہ
ہوئی جو فکر یہ سال بس ہین فی القور ۔ ندا یہ ہاتف غیبی نے دی مجھے ناگاہ
اٹھا کے خانۂ غم کو لکھو برای مفتون ۔ نزول حشر سے کچھ کم نہین یہ رنج و غم آہ

از تصنیف لطیف مولوی شیخ کریم بخش صاحب نادر قنوجی مقیم کوہ مری تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابو المنصور ۔ اس جہان سے گئے بسوی جنان
لاکھون گردش اگر فلک کھائے ۔ ایسا ہرگز نہ پائے گا انسان
کوئی عالم نہ انکے ہمسر تھا ۔ صاف کہتا ہون مین علی الاعلان
اسد اسد عجب فصاحت تھی ۔ فی الحقیقت تھے ثانی سحبان
علم و فضل و ہنر مین تھے بیمثل ۔ ذات اقدس تھی گویا علم کی کان
نظم اور نثر دونون مین فائق ۔ مشکلین انکے آگے تھین آسان
تھے امام فن مناظرہ بھی ۔ وہ بدو کوئی ہوتا کیا امکان
امر حق جب وہ کرتے تھے ثابت ۔ انکے آگے تھے سب پکڑتے کان
میزبان اور وہ ن سکے تھے دنیا مین ۔ یا خدا کے ہوے وہ خود مہمان
انکی تفسیر جو چھپی ہے ابھی ۔ کاش ہو اُسکے چھپنے کا سامان
کر دین ہمت ذرا جو اہل دول ۔ اسکو چھپوائین سب پہ ہو احسان
دید کا اُسکی ہر ہر اک شائق ۔ خلق کو اسکا ہے بہت ارمان
لکھ یہ تاریخ رحلت اے نادر ۔ خلد مین شاد ہین فصیح زمان
پھر دوبارہ سنا یہ ہاتف سے ۔ جل قضا کل من علیہا فان ۱۳۲۰ھ

قطعہ عربیہ نتیجہ فکر فاضل ادیب لاثانی مولوی محمد حسین صاحب پنجابی ساکن احمد آباد ضلع جہلم پنجاب

عجّل بریدی کالصبا لا الفینک عنا فلاھا
(یعنی تغافل)

لا تمهلن على الطريق ولا تكن متساهلا

اذهب بحضرة سيدي اعني به نصرت علي

لنعز والده الذي قد كان من اهل التقى
(تاکہ تعزیت کنی)

في حضرة باهت على الشمس المنيرة رفعة
(غالب آمد)

باهت بانوار الجمال على سماكين السما
(مباہات کرد — شمس و قمر)

قل بالعزاء مرجعا يا اهل بيت اصبروا
(اہل بیت صاحبان خانہ و نیز سادات گویند)

الله يبقى واحدا ياتي الفناء لكلنا

ذكري ابي المنصور من للدين جاهد ناصرا
(یاد ابو المنصور یعنی اور یاد وہ کہ آنکہ برائے دین ناصر شدہ مجاہدہ کرد ازین مصرعہ نام ناصر الدین بھی برآید)

بالاسم وافق فعله ناهيك يا اهل النهى
(اسم ناصر الدین موافق فعل او بود کہ نصرت دین نمود)

ابكي اذا ما عن لي ذكراهم يا سيدي
(بے گریم چونکہ برمن ظاہر شود یاد ایشان و قتیکہ حضرت رحم برایشان ہے آیند مراگریہ بیگیرد و ضمیر جمع برائے تعظیم است)

كبكاء ثكلى التي في انسجام دمعها
(چون گریستن زنیکہ پسرش باشد و اشک او پیوستہ روان باشند)

لما دنى منه الاجل اشجان قلبي لم تزل

في اضطرام واشتعل اغفر لهم يا ربنا

قال الحسين مؤرخا هذا العام وفاته

داخل لجنات النعيم فحبذا يا حبذا

دیگر

حسنا وحسرتا فات الامام — ناصر الدين مولانا الهمام

الذي قد كان شهما ماجدا — الذي قد رام سعيه كل المرام
(ارادہ کرد سعی او ہر مقصد را)

اذ حباه الله كل سعادة — لم اقبال معليه قتام
(عطا کرد او را — بوسہ داد ان بخت بپا پوش او و غبار بود بیخت)

الذي قد كان من اهل التقى — بعد ما قد قام في اعلى المقام

الذي قد كان ينبوع العلوم — اسمه يسمو سموا كل سام
(او رچشمۂ علمہا)

كان بالله بديع زمانه — والحريري جا دار سمع الكلام
(نام مصنف مقامات ہمدانی — نام مصنف مقامات حریری)

لا حرى في فرط كاس دهر اسمه — رفع ذكرهم الى يوم القيام

السلام عليه من رب رحيم — طاب مثواهم على دار السلام
(علی البعض فی کما جاء فی القرآن)

ههنا قال الحسين مورخا — عامه ناصر الدين الامام

دیگر

مولوی سید ابو المنصور — تھے نہایت حلیم و نیک مزاج

انکی رحلت کا صدمہ ایسا ہے — روز روشن بھی ہوگیا شب داج

تھے وہ روشن ضمیر و نازک طبع — قلب صاف انکا تھا مثال زجاج

علما مین ہوا یہ کس کا عروج — جو انھین علم کی ملی معراج

تھے جو وہ ماہر جمیع علوم — عالمون کے تھے اس لیے سرتاج

جان و دل سے تھے پیرو سنت — صوفیانہ وہ رکھتے تھے منہاج

پوچھا ہاتف سے جب حسین کہا — بجھ گیا کیا چراغ دہلی آج
۱۳۲۰ھ

دیگر

ابو المنصور حضرت ناصر الدین — کہ ملک معرفت را بو دشا ہے

بباغ حضرت دین بود سروے — باوج نیکوی او بود ما ہے

زین عالم شدہ بدرد و افسوس — خداوندا بحال اونگا ہے

چو رفت از پیش ما آن پیر ہادی — بما در دے فغانے ماند و آ ہے

تصنیفش چو دین را بود قوت — بود نامش بفضل او گوا ہے

سروش از غیب گفتہ سال فوتش — کہ دین را رعب او پشت و پنا ہے
۱۳۲۰ھ

دیگر

حضرت ما حامے دین متین — آنکہ بد مقبول رب العالمین

ماحی تثلیث و کفر و شرک بود — ناصر الدین بود صادق بالیقین

چون از ین عالم بسوے خلد رفت — شد ز درویش عالمے اندوہگین

فی البدیہ سال او گفتہ حسین — کہ ستون افتاد آہ از سقف دین
۱۳۲۰ھ

دیگر

دریغا بلبل شیرین بیان رفت — دریغا افصح ہندوستان رفت

جناب مستطاب سید ما — ابو المنصور افسوس از جہان رفت

چہ محنت ہا نمودہ در تصانیف — ازین محنت سر ابش شادمان رفت

کشیدم آہ گفتم سال فوتش — کہ بو المنصور ما سوی جنان رفت
۱۳۲۰ھ

از نتائج طبع مولوی عبد السبحان صاحب طالب واعظ سند یافته دار الامامت ملقب به ناصر الاسلام سید الواعظین دهلی

ایا خفته بر بستر و دیده کشا — نظر کن سوے کارگاه خدا
یکی راز شیب آورد بر فراز — برد بار دیگر به پستیش باز
یکی راز بودن بکف داده بهر — دگر راز نابود در کام زهر
جهان نهان را عیان ساخته — عیان را بنا گه نهان ساخته
بگاهان زننده دف و چنگ و عود — شبان گاه شان تا به چرخ کبود
بساعت هزاران غم و رنج و درد — ز گردش فرو مانده مردان مرد
ندارد بیک پہلو گیتی قرار — بهاران خزان گه خزانش بهار
شنیدم ز دانا سماعت نمود — نه هر مرگ مرگ او نه هر بود بود
غریوے به مرگے بر آید ز جان — بمرگ سراسر جهان شادمان
گزیند چو عالم سفر بالخصوص — ز علم و عمل مایه دار خلوص
ز بسط زمین تا فضاے سماے — رواج زحل تا حضیض ثرائے
چنین گفت فرزانه تیز هوش — چو عالم بمیرد در آید بجوش
بر آمد بنا گاه شور نشور — ملائک همین دم دمیدند صور
که منصور بربست رخت سفر — قیامت رسید الامان الحذر
ز غمگینی و درد و غم را نشان — بیابی ز جان حزین و زمان
که جز نام آن مخزن فضل و کمال — برون رفت لفظ ابو از خیال
جهانی چو بسمل طپیدن گرفت — شکیب از درد تنها بریدن گرفت
سیه روزگر دید چون شام غم — خلیدن بدل خار درد و الم
شکیب از درون و خرد از دماغ — بجست و جگر سینه بریان بداغ
سراسر براهند اهل زمان — نشانی نیابیم لعبش چو آن
ز جوشش چه خواهیم راندم کلام — خیال محال است و سوداے خام
سر آمد ز اقران و امثال خویش — برش فیلسوفان سر افگنده پیش
ز تصنیف و تالیف طومارها — ز تسوید و تبییض خروارها
بقرطاس کلکش چنان شد روان — روان سکه اش از کران تا کران
تنزل در افگند تنزیل او — مسلم بگیتی است تبجیل او
ببینی اگر چه بران نوحه خوان — دل اهل دهلی ز پیر و جوان
ولی درد طالب در دیست آن — که آرد به تبیین کلک و زبان
ز مهر خویش داشتم دیده نور — ز اخلاق و اشفاق در دل سرور
ز شیرین کلامش گہرها بگوش — ز نامش بجسم روان تاب و هوش
ولی چاره کار جز صبر نیست — کند رو تقدیر در دهر کیست
بصبر آمدم گشتم از خود سرے — چه عصمت که باشد ز بی چادری
باخلاق شان نیز آرم بیان — کر دانش پژوه هند و فخر جهان
بهر کار همواره نصرت شود — همه گاه یزدانش ناصر بود
ز فرزند دلبند خواهیم آن — که مستنصر صبر باشد بجان
سنه رحلتش چون بجستم ز غیب — ندای بدل داد بے نقص و عیب
فضیلت ز دهلی چنان شد نهان — نه ذکر بتفصیل گشته روان
خیالم درین فکر چشم به بست — چه بینم که منصور مغفور هست
چو مغفور گشته ز رحلت جدا — ز تاریخ وصل خودش زد ندا
هنا قال لی انت عبد السبحان — لا اذن منه فتلك الجنات
عفی الله عنه لختم الرسل — فان شئت ما اغفر لی فقل
اکر اعدا دوین مژده من برآمد — هزار و سه صد بست آید شمار
پس این است هم از کرامات او — رهانید مارا ازین جستجو
نثارش بود رحمت کردگار — به رضوان حق تا بروز شمار
بدارد خدایش بدار السلام — بر این است ختم سخن والسلام

ایضاً

حامی دین شہ منصور زمان — مخزن عالم تھا چراغ دہلی
آپ کی ذات سے تھا جو شاداب — اب تو اُجڑا ہے وہ باغ دہلی
اُنکی رحلت سے جہان ہی پرداغ — نہین تنہا ہے یہ داغ دہلی
موت عالم سے ہی موت العالم — داغ پیشانی ہے داغ دہلی
لاکھ گردش کرین افلاک کبود — کہین مٹتا ہے یہ داغ دہلی
آپ کے فیض امامت کے سبب — عرش پر کل تھا دماغ دہلی
عرش پر پہونچی تھی کرسی اُسکی — اسداسیہ دماغ دہلی
خاک مین آپ کی رحلت سے — مل گیا آج دماغ دہلی
لگئے ایام بہار آپ کے ساتھ — اب خزان دیدہ ہی باغ دہلی
چلا آتا ہے اندھیرا گھرتا — بڑھا جاتا ہے چراغ دہلی
رات بھر رو چکے تاریخ لکھو — ٹھنڈا ہوتا ہے چراغ دہلی
کہا ہاتف نے ز روے افسوس — گل ہوا آج چراغ دہلی ۱۳۲۰ھ

از تصنیف مولوی سید امجد علی صاحب اشہری

ہمین بتاتے ہین یہ اپنی قوم کے آثار
کہ اب عروج گذشتہ نپائے زنہار
اُٹھی بھی یہ تو اُٹھیگی بڑے تکلف سے
اُٹھے تھے رونی کے لانے کو جیسے صاحب غار
گئے وہ دن جو برستے تھے اُنکی بخشش سے
سرون پر اہل معالی کے گوہر شہوار

گئے وہ دن جو لکھے جاتے اُسکے ہاتھون سے
معاہدات زمن فتح نامہ ہاے دیار
گئے وہ دن کہ لرزتے تھے اُسکی صولت سے
خدا یگان جہان قہرمان روم وتتار
گئے وہ علم کے دن اُسکے قدردان نرہے
گئے وہ دن جو تھے دربار قوم کے دُربار
زمین کہین بھی سُنا ہے کہ آسمان بنی
تو پھر اُٹھے گی یہ اکبار ڈھئی ہوئی دیوار
ترقیون کے ہین کیا ہوتے ایسے ہی لچھن
جو آرہے ہین نظر تمکو قوم کے آثار
نہ عالمون مین کوئی جانشین بزرگون کا
نہ کاملون مین کوئی نامور ستودہ شعار
نہ وسط ہند مین شاہجہان واسکندر
نہ ہے دکن مین وہ لائق نہ وہ جہان سالار
نہ دلّی والون مین پیدا ہون اب ولی اللہ
نہ لکھنؤ مین وہ علامہ ہاے فخر دیار
ابھی کا ذکر ہے تھے مولوی **ابوالمنصور**
مناظرہ کے تھے فن مین **امام** بے تکرار
تعجبات سے کچھ کم نہ اسکو سمجھین گے
مصنفات کے دیکھین گے آپ جب انبار
کئی کتابون مین وہ واردات لکھے ہین
جواب سے تا بہ قیامت ہون باعث تکرار
لکھی اُنھون نے وہ تفسیر مصحف ناطق
کہ اُس سے ہوگئے آسان مسائل دشوار
نہین ہے عجز جنھین پارسی کے پڑھنے سے
ہے جنکا قوم مین اب تک پڑھے لکھون مین شمار
وہ اُسمین غور سے دیکھین کہ جمع ہین کیسے
دلیل ودعوی وبرہان وحجت وتکرار
بند گیان وہ کہان جو نظر پڑین اُن مین
اگرچہ بیٹے ہین دوران کے روشناس دیار
ہے نام ایک کا ناصر علی زمانے مین
بہادری کا خطاب اُنکو دے چکی سرکار
سُنا ہو نام جو نصرت ہین دوسرے فرزند
انھین کے نام سے جاری ہے نصرت الاخبار
یہ گھر کا گھر ہی ہوا آفتاب سا روشن
مگر وہ حضرت مرحوم کے کہان انوار
نظر لگے نہ کہین اب جو لوگ باقی ہین
کمر کسے ہوے جانے کو جو ہین اب تیار
اب اُنکے بعد نہ دیکھو گے اور ستنے بھی
سمجھ لو ان کو غنیمت جو ہین رہے دو چار
جو سال رحلت مرحوم پوچھتے ہو تم
تو تین سو پہ لکھو بیس اور ایک ہزار ۱۳۲۰ھ

من نتائج طبع صاحب العرفان حافظ القرآن مولانا حافظ محمد سلطان خان سلمہ الرحمان

سوے خلد رضوان گئے ناصر الدین — زمانہ کی گرد کدورت کو جھوڑا
عجب اہل دانش تھے یکتاے عالم — کہ تھی شان اسلام جن سے دوبالا
مفسر محدث تھی لاکھون مین وہ اک — بجا جنکا اسلامی دنیا مین ڈنکا
فصاحت بلاغت مین وہ تھی نہایت — کہ اب ہے نہ کوئی نہ آیندہ ہوگا
نظر مین ہے نعم البدل جسکا مشکل — وہ پہونچا ہے اسلام کو ہاے صدما
یہ اے چرخ کیا تونے بدلی ہے رنگت — چھپا آفتاب فضیلت کا [illegible]
مگر چھوڑتی ہی نہین کوئی بھی ہو — یہ طور ثابت ہے [illegible]
کرین موت کی آہ کیونکر شکایت — نہ کوئی رہا اب جسے صبر چارا
لکھین کوئی مصرع پے اشک شوئی — سنہ وسال ہجری کا جن سے ہویدا
ندا غیب سے آئی سلطان کو یہ — کہ تاریخ رحلت مین سے تکمر بیجا
سر زاہدین سے مصرعہ ہے موزون — یہ کہدو وقد فاز فوزاً عظیما
۱۳۲۰ھ

ایضاً

وحید العصر سید ناصر الدین — ابو المنصور ناصر اہل ایمان
جوار رحمت باری گزیدش — ندا سے ارجعی بشنید از جان
بسال رحلت آن خلد مسکن — سر فکرت بزانو داشت سلطان
ندا داد از سرا علان رحمت — کہ جسنت مستقرا گفت رضوان
۱۳۲۰ھ

ایضاً

ہے عیان کُل من علیہا سے — سب ہین فانی سواے ذات خدا
اب زمانہ کا رنگ اور ہی ہے — کم ہے ہر روز رونق دنیا
گُل بستان علم پژمردہ — عندلیب اس چمن کے نوحہ سرا
کب تک اس حال کو چھپاؤ گین — کہ چھپانے سے چھپ نہین سکتا
اس سے بہتر ہے صاف صاف لکھو — جس سے رقت کا جوش ہو پیدا

تھے جو وہ مولوی ابو المنصور
اس زمانہ مین اکمل الفضلا

کر گئے اس جہان سے رحلت
تھے جو حامی دین وہ سر تا پا

ذات سے اُنکی تھی ترقی علم
وہ بھی ساتھ اُنکے اس جہان سے گیا

اقربا محو آہ و زاری ہین ہا
دوستون کی زبان پہ واویلا

علما غرق شیون و ماتم
فضلا پیٹتے ہین سر اپنا

شہر دہلی کے سب وضیع و شریف
ہو رہے ہین شریک آہ و بکا

اشک جاری ہین جوش رقت سے
ہر زبان بر ہر اک کی وا اسفا

اے فلک کیا غضب کیا تو نے
کجروی سے نہ اپنی باز آیا

اے زمین تو بھی ہوگئی دشمن
علم کا گنج ہم سے چھین لیا

فکر تاریخ مین سنے کی جسدم
مادہ یہ بفور ہاتھ لگا

کہا سلطان یہ مین نے از سر آہ
آج گل ہوگیا چراغ ہدی
۱۳۲۰ھ

از نتیجہ فکر قاضی محمد عبد الغفار صاحب سر رشتہ دار کورٹ سرداران جودھپور

آن ابو المنصور امام اہل علم
ناصر و نصرت دہ دین متین

آنکہ از رو نصارے و یہود
عمرہا کردہ حمایت ہاے دین

ہشتم ذیقعدہ روز شنبہ بود
کان دلیل و رہنماے متقین

کرد رحلت چون ازین دنیاے دون
عالمے شد از غمش اندوہگین

بہر یاد سال او برقی بہ گفت
یافت را دار فردوس برین
۱۳۲۰ھ

از تصنیف لطیف مولوی خادم حسین صاحب اہلمد محکمہ بندوبست راولپنڈی تلمیذ حضرت مولوی احمد حسین صاحب احمد آبادی بھیروی

حضرت سید ابو المنصور
عالم و فاضل و ادیب امام

خاک دہلی کے تھے وہ مایہ ناز
افتخار خواص و فخر عوام

زبدۂ دودمان مصطفوی
سرو بستان اہلبیت کرام

متکلم تھے سارے نزلہ ربا
فیض جاری تھا صبح سے تا شام

مانتے انکے تھے تبحر کو
کیا مسیحائی کیا یہود تمام

غیر مذہب مین جو کہ تھے وہ بھی
لائے ایمان توڑ کر اصنام

ہاتھ مین اُنکے تھی ید اللٰہی
خامہ دیتا تھا ذو الفقار کا کام

توڑ ڈالے قلم حریفون کے
اسد اسد قدرت ارقام

روح افزا نوید ہے جاوید
اُنکی دولت سے مستفید تمام

روح فاروق نے کہا شاباش
دیکھکر وہ حقیقت اسلام

کر کے رحلت مقام فانی سے
جا کے فرما یا اب ارم مین مقام

جسم فانی فنا پذیر ہوا
زندہ لیکن ہے وہ مبارک نام

تھی نزع مین فضل خدا
آیا جنت سے سلسبیل کا جام

دار فانی سے آج کوچ کیا
گل ہو دار السلام خاص مقام

بارگاہ جناب باری سے
دمبدم ہو نزول رحمت تام

سمجھین اہل بہشت سب مخدوم
خدمت دین مین یہ ملے انعام

کہ یہ تاریخ خادم محزون
خلد مین نور سیما والا مقام
۱۳۲۰ھ

ایضاً

مولوی سید ابو المنصور
تھے عجب با کمال کیا ہی کلام

صرف دس روز کی علالت مین
ہوگئے فوت مچ گیا کہرام

کیا کہین کچھ کہا نہین جاتا
حد سے بڑھ کر ہین حسرت و آلام

ہند مین کون سا ہے شہر ایسا
جہان مشہور ہو نہ اُن کا نام

فیض عام اُنکا رہتا تھا جاری
جس سے تھی خاص رونق اسلام

اپنی قسمت مین تھی یہ ناکامی
دیوین پیک اجل کو کیا الزام

خادم دل گرفتہ لکھ تاریخ
چل بسے خلد کو ستودہ امام
۱۳۲۰ھ

از فکر ڈاکٹر محمد اسمعیل خان صاحب فریح اڈیٹر افضل الاخبار

فاضل یکتا ابو المنصور امامی
ز جہان شد سوے جنت آہ صد آہ

ای دریغے از بہر سالش گفت ہاتف
فخر دہلی کرد رحلت آہ صد آہ
۱۳۲۰ھ

تاریخ از تصنیف منشی محمد شفیع صاحب صدر بازار راولپنڈی تلمیذ حضرت مضطر

دہلی مین تھے عجب ستودہ صفات
مولوی سید ابو المنصور

واقعی اُنکی ذات اقدس سے
فیض سب پاتے تھے قریب و دور

تھے وہ فن مناظرے کے امام
سینہ تھا گنج علم سے معمور

علم اور فضل مین مثال اُنکے
نہ کوئی ہوگا تا بروز نشور

جب مخالف سے بحث کرتے تھے
اُسکو نیچا دکھاتے تھے وہ ضرور

تھی عجب بارگاہ عالیشان
سر جھکاتے تھے اُس جگہ مغرور

اُنکو گھر بیٹھے وہ نصیب ہوا
جو کہ موسے نے پایا تھا سر طور

ہے یہ افسوس کر گئے رحلت
خلد مین پہونچے وہ خدا کے حضور

اُنکی تفسیر جو مکمل ہے
دیکھین کبتک وہ رہتی ہے مستور

زر چندہ سے اُسکو چھپوا دین
اہل ہمت کرین یہ کام ضرور

لکھ شفیع اُنکا سال رحلت یون
ہین بہم خلد مین ابو المنصور
۱۳۲۰ھ

از نتیجہ افکار جناب مرزا محمد عبد الغفار بیگ صاحب فدا دہلوی مالک افضل الاخبار

امام و مجتہد و مولوی ابو المنصور
روانہ جب ہوئے دار فنا سے سوے جنان

سن وصال کہا اے فدا یہ رضوان نے
گئے بہشت کو عالیقدر امام جہان
۱۳۲۰ھ

از جناب محمد زکریا صاحب التخلص بہ قاری

امام ناصر دین . نبی ابو المنصور | جہان مین جنکا الم سے ہو شور واویلا
جو پوچھا سال وفات جناب قاری نے | امام دہلی بستان سرا تھے یہ کہا ۱۳۲۰ھ

از تصنیف مولوی عبد الکریم صاحب مصنظر میرٹھی راولپنڈی

مولوی سید ابو المنصور نے | کی جہان سے آج رحلت حسرتا
گو زمانہ کا یہی دستور ہے | جو ہوا پیدا وہ ہو گا بھی فنا
کرتا ہر رہرو ہے طے راہ عدم | ہی بقا کسکو بجز ذات خدا
لیکن ایسا عالم یکتائے عصر | جسکا عالم مین نہ اک ثانی ہوا
جبکہ یون ہو جائے نظرون سے نہان | صبر کیونکر آئے یہ غم ہے بڑا
تھے اگر ظاہر مین عالم بیمثال کا | علم باطن مین بھی تھا حصہ لیا
سر مخفی سے بھی وہ خالی نہ تھے | کشف و القا جو ہی طرز اولیا
انکو کچھ منجانب اللہ تھی مدد | بحث مین اُنسے نہ کوئی ور رہا
دیتے تھے دندان شکن ایسا جواب | لیکے منھہ اپنا سا مرتد بھاگتا
مذہب اسلام کی تائید مین | سیکڑون لکھین کتابین برملا
گو ضعیفی اور نقاہت تھی کمال | جاری تھا اب تک مگر یہ سلسلا
لکھتے تھے بیساختہ نظم و نثر | تھا عجب زور قلم حق نے دیا
ہند ہی پر کچھ نہین یہ منحصر | تھا عرب تک انکا شہرہ ہو گیا
علم و فن ایسا زمانے مین نہین | جسمین انکو تھا نہ کامل مدرکا
علم تفسیر و حدیث او فقہ بھی | سب مین اچھی طرح انکو دخل تھا
ہائے ایسا فاضل و علامہ جب | جائے دنیا سے تو کب صبر آئیگا
اب نہین تا حشر ملنے کی امید | اسلیے کرتا ہون یون دلسے دعا
یا خدا تو بخش اُس مرحوم کو | جنت الماوا مین کر ملجا عطا
مصنظر دل خستہ لکھ سال وفات | ماہ دین خورشید دہلی چھپ گیا ۱۳۲۰ھ

ایضاً

مولوی سید ابو المنصور | جو کہ سن سکتے تھے نہ بات کریہہ
آج دنیا سے چل بسے افسوس | جنکی تھی ہر دلیل کافی وجیہ
لکھا مصنظر نے اُنکا سال وفات | تھے امام مناظرہ یہ فقیہ ۱۳۲۰ھ

ایضاً

ناصر الدین تھے ابو المنصور جو | عالم بمثل فاضل بے عدیل
دار دنیا دار فانی سے گیا | جانب ملک عدم عزم رحیل
اک بہانہ ہو گیا بہر اجل | صرف دس دن تک رہے تھے وہ علیل
اُنکے جو فرزند ہین نصرت علی | یا جلیل اُنکو تو دے صبر جمیل
رکن اعظم شہر دہلی کے تھے وہ | مانتے تھے انکو سب مثل خلیل
تھا ہمہ دان مثل اُنکے کب کوئی | نکتہ رس عذب البیان و اعقیل
باخبر ہر ملت و مذہب سے تھے | خاصکر اسلام کے پورے کفیل
ہوتا تھا حملہ جو کچھ اسلام پر | اُسمین ہو جاتے تھے بے اُجرت وکیل
اس سکر وحی پہ بھی تھا بار قوم | کیونکہ تھے وہ ماہر جبر ثقیل
واقعی تصنیف اور تالیف مین | ہو نہ سکتا تھا کوئی اُنکا مثیل
لکھی جو قرآن کی تفسیر نو | غیب سے مضمون ہوے اُسمین نزیل
ہو گئی بے طبع وہ مطبوع خلق | کاش اُسکے اب ہو چھپنے کی سبیل
لیکن اسمین اتنا آتا ہے خیال | ہی بڑا یہ کام اور وسعت طلیل
ہان کرین گر قدر دان دریا دلی | قطرہ قطرہ بڑھکے ہو جاتی ہے جھیل
کر رقم مصنظر یہ تاریخ وفات | نتیجہ جنت ملے یے قال و قیل ۱۳۲۰ھ

ایضاً

کر گئے آہ قضا مولوی منصور علی | جو کہ تھے زبدۂ سادات کرام دہلی
آہ کچھ ایسا انھین ملک عدم آیا پسند | کر دیا ترک یک لخت قیام دہلی
گردش چرخ سے کیسا یہ ستم ٹوٹ پڑا | کر نشان اُنکا مٹا جن سے تھا نام دہلی
کر رقم مصنظر دلخستہ یہ تاریخ وفات | لیگیا ہیک قضا فقہ امام دہلی ۱۳۲۰ھ

من نتائج فکر جناب مولوی فیروز الدین صاحب مورخ و مفسر و مدرس اول ایم۔ بی۔ ہائی اسکول شہر سیالکوٹ

جو ہوا پیدا جہان مین ایک دن ہو گا فنا
کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت ہے حکم خدا
ہین چمن مین پھول آتے جس قدر ہم کو نظر
چلنے والی ہے خزان کی ایک دن سب پر ہوا
ہین شجر زیر نظر باغ جہان مین جس قدر
آخرش اک دن چلائیگی تبر ان پر قضا
شک نہین اے دوستو یہ ہو فنا کا اک مقام
کُلُّ شَئٍ ھَالِك دنیا مین ہے غیر از خدا
جبکہ ہے ہر ایک حادث کو تغیر بالضرور
رہ نہین سکتا کبھی قائم جو ہے پیدا ہوا
کیا ہے اس دنیائے فانی مین بھروسہ غیر کو
چلدیے یان سے ہزارون انبیا و اولیا
سرور عالم کہ جن کے واسطے دنیا بنی
وہ بھی رحلت کر گئے آخر سوے دار البقا
ایسے ایسے زندہ دل ایسے امام و اہل فن
رونق بزم جہان اک اک جہان سے چلدیا

جناب افضل الفضلا اکمل الکملا حضرت مولانا حاجی حافظ ابوالحامد محمد عبدالحمید صاحب از علمائے فرنگی محل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا ہوالرب الحکیم الحکیم

بخدمت سامی ورتبت نبیل الشمائل جمیل الخصائل مجمع الخیر والبرکات منبع البر والحسنات مہبط مکارم فراوان عنایت فرمائے بے پایان مولوی سید محمد نصرت علیصاحب مالک نصرت الاخبار دہلی زاد لطفہ الخفی والجلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بذریعہ اخبار امصار خبر وحشت اثر رحلت والد ماجد آن یادگار اماجد اعنی جناب کمالات انتساب جامع معقول ومنقول حائز فروع واصول قدوۃ المہرۃ صفوۃ البررۃ ناظر مناظر والانظار عالی گہر ناشر مناشر عالی گہران والانظر عدیم العدیل مناظر فقید المثیل ناشر در رشرع مبین ناصر دین متین اعلی اللہ درجاتہ فی اعلیٰ علیین اصغا نمودہ بکمال متاسف ومتحسر گردیدم الحق ذات بابرکات آن مجمع الخیر والحسنات بہی خواہ اسلام ودردمند حکام صلح کل وامن جو سحر گفتار وخوش خو رہرو سواء السبیل وہادی طریق جمیل تذکرہ سلف صالحین و تبصرہ خلف فالحین بود افسوس صد افسوس قدر نعمت است بعد زوال لاریب این واقعہ جانگزا و سانحہ ہوش ربا نہ بمثابہ ایست کہ اثرش از صدور ارباب نظر زوال پذیرد واین صدمہ حیرت انگیز وموت قیامت خیز نہ بہ درجہ ایست کہ در قلوب اہل اسلام جانہ گیرد لیکن در مضمون تعزیت ہمین قدر کافی است۔

ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وعوضا من کل فائت وخلفا من کل ہالک فالی اللہ اینبو والیہ فارغبو ونظرہ الیکم فی البلایۃ فانظروا فانما المصاب من لم یجبر وبحق آن مرحوم ہمین دعا وافی اللہم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واہلا خیرا من اہلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر وعذاب النار آمین یا غفار

اوتعالی وتقدس آن شفیق را صبر جمیل واجر جزیل عطا فرماید و درجات آن مرحوم را در جنت الفردوس افزاید والسلام نعم الختام

دستخط ومہر

نقل خط جناب مولوی عبدالصمد صاحب از ناگپور ممالک متوسط

مخدوم مکرم من زاد اشفاقکم۔ بعد سلام مسنون آنکہ۔ آپ کا خط ملا جس سے خبر رحلت فرمائی حضرت مرحوم ومغفور سے صدمہ ہوا۔ ایسے یکتائے عصر کا انتقال پرملال واقعی نہایت افسوسناک ہی اللہ انکو غریق رحمت کرے اور پس ماندون کو صبر عطا فرماوے۔

نقل خط جناب منشی ریاض احمد صاحب مالک ریاض الاخبار گورکھپور

برادرم۔ مولانا کا انتقال عجیب صدمہ جانکاہ ہی۔ ہائے کیسا بزرگ اٹھ گیا اور ہم بدنصیب آخری زیارت سے محروم رہے امید کہ مرحوم کو بہشت برین مین درجہ اعلیٰ عطا فرمائے۔ اور آپ سب اعزا کو صبر دے۔

نقل خط جناب بابو کدارناتھ صاحب وکیل چیف کورٹ

جناب مولوی صاحب۔ بعد سلام آنکہ مجھکو مولوی صاحب مرحوم کی خبر سنکر نہایت رنج ہوا خدائے تعالیٰ انکو جنت نصیب کرے مین بھی آج حاضر خدمت ہونگا اور جو موقعہ انکی تقریب کا ہوا ہی اسمین شریک ہونے مین کیا کلام ہی وہ تو عین فرض ہی خدا آپکو صبر دے آج ضرور حاضر ہونگا۔

نقل خط جناب پیارے لال صاحب وکیل ہائیکورٹ

جناب من تسلیم۔ مین بڑا مشکور ہوا کہ آپ نے مجھے تاریخ ماتم سے اطلاع دی براہ مہربانی وقت سے بھی اطلاع دین اور اگر شام کے ۴ بجے کے بعد ہوگا تو مین ضرور حاضر ہونگا واقعی آپ کی یادگار کے لیے جو کچھ کیا جاسے تھوڑا ہے انکی وفات سے اہل علم کو بڑا نقصان پہونچا ہے لیکن خدا کی مرضی مین کچھ چارہ نہین ہے سوائے صبر کے کیا ہوسکتا ہی خداوند کریم مرحوم کی روح پرفتوح کو غریق رحمت کرے

نقل خط برادرم سید عنایت علیصاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت سید حسن سونیا

بھائی صاحب مولوی سید نصرت علیصاحب۔ السلام علیکم۔ مزاج بخیر۔ میرے چھوٹے لڑکے کے خط سے معلوم ہوا کہ آپکے والد بزرگوار نے انتقال فرمایا مجھکو بخدا سخت رنج ہوا کیونکہ مجھسے نہایت ہی محبت سے پیش آیا کرتے تھے اور مین جب دہلی رخصت پر جاتا تو ضرور انسے قدمبوسی حاصل کرتا تھا آپسے کسقدر محبت رکھتے تھے۔ کہ اپنی ساری عمر آپ کے ساتھ ہی گذاردی خداوند کریم انکو غریق رحمت کرے۔ اور آپ کو صبر عطا فرمائے۔

اور رسالۂ وصال منصور

(مولفۂ برخوردار سید محمد مستنصر علی اطال اللہ عمرہ)

سزوار ثنا ذات خدا ہے کہ جسکے حکم سے عالم بنا ہے
وہی ہے خالق و رزاق عالم اُسی سے عرش و کرسی کی بنا ہے
زمین و آسمان خورشید و انجم اُسی کے نور کی یہ سب ضیا ہے
نبی پیدا کیے بہر ہدایت عجب بندون پہ الطاف و عطا ہے
جناب مصطفےٰ کی ذات اقدس شفیع عاصیان روز جزا ہے
وہ ہے ختم الرسل حامی امت وہی مختار درگاہ خدا ہے
کرون کیا مدحت آل پیمبر بروز حشر اُنھین کا آسرا ہے
وہان دامن چھڑانا ہوگا مشکل نہ جسکو الفت آل عبا ہے
یہ ہے خود اہل دنیا پہ بھی روشن کہ دنیا جا نہ رنج و بلا ہے
رہیگا کون باقی اس جہان مین بجز ذات خدا سب کو فنا ہے
اُسی کی ہے صفت مین حی و قیوم اُسی کو جان لو بیشک بقا ہے
جو کل زندہ تھے ہین زیر زمین آج یہ دار فانی ایک عبرت کی جا ہے
ہین جیتے جی کے سب لیکن پس مرگ نہ مونس ہے نہ کوئی آشنا ہے
ہوا جب دفن تو پھر ہے وہان کیا لحد جو خانۂ وحشت فزا ہے
نہ بستر ہے نہ تکیہ ہے نہ ہمدم بزیر خاک وہ تنہا پڑا ہے
ابو المنصور امام ملت و دین گئے دنیا سے ماتم ہو رہا ہے
نہین جاتا ہے غم دم بھر کو دل سے انیس خاطر محزون بنا ہے
الم کم ہو یہ شاید رفتہ رفتہ کہ ہر اک ابتدا کی انتہا ہے
مگر یہ دیکھیے وہ وقت کب آئے ابھی تو لب پہ فریاد و بکا ہے
چکان ہین اشک جیسے مینھ کی بوندین یہ کیسا غم کا بادل آج اٹھا ہے
ہمارا غم یہ کیسا غم ہے یارب کہ خود سمجھانے والا رو رہا ہے
قیامت کو ملین گے جد امجد اُسے بھی مدتون کا فاصلہ ہے
ہین پھرتے ڈھونڈھتے چار و نظر ہم خبر دل کو ہے جو کھویا گیا ہے
برائے صبر دل پہ کرتے ہین جبر ہمین ہین یہ ہمارا حوصلہ ہے
ہے ہر ایک درد کا درمان جہان مین ہمارا ہی مرض کچھ لا دوا ہے
نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا فغان ہے لب پہ اور رو رہا ہے
پریشان حال و دل ریش و جگر چاک پڑی کاندھے پہ اک شال عزا ہے
جہان رہتی تھی بحث علم ہر دم وہی کاشانہ اب ماتم سرا ہے
تھی جس گھر مین خوشی کے ساز و سامان اُسی مین آج ماتم ہو رہا ہے
اکا بر تعزیت کو آرہے ہین مرے دادا کا جو مرنا گھنا ہے
مضامین خطوط تعزیت سے عیان ہمدردی اہل عزا ہے

جنھون نے بھیجے ہین قطعات تاریخ عزاداروں پہ یہ احسان کیا ہے
ہوا مستنصر اب دیباچہ پہ ختم جناب کبریا مین یہ دعا ہے
الٰہی صبر دے ہم غمزدون کو اگرچہ درد اپنا لا دوا ہے
ہوئی تاریخ کی بھی فکر مجھکو کہا ہاتف نے اسکا سال کیا ہے
جواب اسکا ملا سُن کان دھر کر یہ آئی غیب سے کیسی ندا ہے
گیا جب دھیان مین یہ سُنتا یون ارم مین حق نے گھر روشن کیا ہے

۲۰ ۱۳ ھ

دیگر

جد امجد میرے بو المنصور تھے ہوگئے سوے عدم ہے ہر زبان
آہ مجھپر جو کہ شفقت خاص تھی کہہ نہین سکتا ہون مین اسکا بیان
ماتم ایسا اُنکی رحلت سے ہوا پہونچی ہے تا عرش فریاد و فغان
میرے کچھ اظہار کی حاجت نہین سبکو ہین معلوم اُنکی خوبیان
یاد آئین مجھکو رہ رہ کر نہ کیون تھے وہ والد سے زیادہ مہربان
ہے رُلاتا ہون اُنھین کہہ کہہ کے یون چھوڑ کر مجھکو گئے دادا کہان
جاکے وہ کنج لحد مین سوگئے کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ وہان
ہے لیے مرقد زمین کا سینہ چاک نیلگون ہے اُنکے غم مین آسمان
غم دیا ہمکو جو تو نے ای فلک بس ہمین تھے کیا برائے امتحان
لوگ سمجھاتے ہین مجھکو صبر کر پر کہان سے لاؤن مین تاب و توان
سال رحلت اُنکا مستنصر یہ لکھ داخل فردوس ہین عقیل زمان

۱۳۲۰ھ

من نتیجۂ فکر قبلہ و کعبہ ام مولوی سید نصرت علی صاحب مدظلہ

والد ماجدم ز دنیا رفت بود امام الانام و رہبر دین
آفتاب سپہر فیض اتم باعث انجلائے اختر دین
بود در خیل عالمان ممتاز سروری یافت ز سرور دین
مقتدی خلق و مقتدا او بود طرفہ سردار از عساکر دین
نصرت دل حزین بگو تاریخ رفت سوئے ارم پیمبر دین

۱۳۲۰ھ

از اخی مکرم سید حسن خلف الصدق خان بہادر سید کاظم علی صاحب رئیس نواب گنج

جد مرحوم ما عدیم المثل بود در زندگی فنا فے اللہ
از کمالات ظاہر و باطن بود معمور آن خدا آگاہ
بر زبان وقت نزع جاری بود کلمۂ لا الٰہ الا اللہ
داشتے در کلام خود تاثیر ہادئے بود از پئے گمراہ
سرنگون پیش او مخالف بود ہمسر شیشہ گئی بود دو ماہ
سال رحلت چو خواستم ز سروش دو صد و شصت بر کشید آہ
باز سید حسن بگفت چنین شد بجنت مشاق حق آگاہ

۱۳۲۰ھ

نوٹ ۔ اگر لفظ آہ کے عدد ۔ دو سو بیس بار لیے جائین تو ۱۳۲۰ھ نکلتے ہین ۔

از برادر معظم سید امیر حسن خلف الصدق خان بہادر میر کاظم علی صاحب رئیس نواب گنج

قبلہ من حضرت منصور علی
جو کہ علم و فضل میں تھے مستند

مادر بقا کر کے رحلت جہر سے
اب گئے ملک عدم کو تا ابد

جو دلائل کچھ مخالف کرتے پیش
کرتے تھے وجہ قوی سے مسترد

امر دینی میں گو کہ کرتے بحث تھے
پر کسی سے کچھ نہ تھا بغض و حسد

خوب ہے تاریخ رحلت اے حسن
جنت الماوا میں ملجا شکر للہ ١٣٢٠ھ

از عزیزی سید منظور علی منظور رئیس گوالیار

قبلہ من سید منصور علی
متقی و پاک طینت ہائے ہائے

ذی کمال و ذی شرف عالی نسب
گوہر درج شرافت ہائے ہائے

عازم ملک بقا شد حیف حیف
کرد از دنیا چو رحلت ہائے ہائے

خاک بر سر جملہ فرزندان شدند
اشک ریزان با مصیبت ہائے ہائے

از غم دوری او شام و سحر
نیست یک لحظہ فرحت ہائے ہائے

سال رحلت از غمش منظور گفت
رفتہ سید سوئے جنت ہائے ہائے ١٣٢٠ھ

دیگر

قبلہ من میر منصور علی والا نسب
فاضل و طباع و عاقل عالم علم الیقین

رفت در خلد برین منظور چو کرد و غمش
سال رحلت گفت ہاتف از شفیع المذنبین ١٣٢٠ھ

از تصنیف بابو شیخ علی احمد صاحب راز پیشنر محکمہ نہر گنگ علیگڈھ تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابو المنصور آہ
کر کے رحلت اب ہیں مہمان خلد میں

یا الٰہی کس کی آمد کی ہے دھوم
ہو رہے ہیں جو یہ سامان خلد میں

دیکھو آئے ہیں استقبال کو
منتظر ہے کس کا رضوان خلد میں

ہم یہاں گریاں ہیں انکے غم میں ہیں
وہ وہاں ہیں روح خندان خلد میں

گو کہ جا [illegible] اور [illegible] بھی ہے
یہ گئے با عزت و شان خلد میں

سنتے ہیں حمد و ثنا ملائک شوق سے
پڑھتے ہیں تفسیر قرآن خلد میں

راز محزون لکھ یہ تاریخ وفات
ہیں یہ حکما اہل عرفان خلد میں ١٣٢٠ھ

از تصنیف سید شیر شاہ ضیغم ببلیف عدالت دیوانی ضلع راولپنڈی

مولوی سید ابو المنصور اب
کر کے رحلت ہیں وسیم خلد میں

کہہ بقسم ضیغم یہ تاریخ وفات
یہ محقق ہیں حریم خلد میں ١٣٢٠ھ

از نتیجہ فکر مولوی محمد عبد اللطیف صاحب
مدرسہ ہاشمیہ

مولوی سید ابو المنصور
رفت از دنیا سوی باغ جنان

گفت از روے یکا سالش منیلی
کرد والا شان رحلت از جہان ١٣٢٠ھ

نذر رئیس پٹنہ

مولوی سید ناصر دین جب
کر گئے اس دنیا سے رحلت

سال رحلت اے نذر انکا
بولا ہاتف ہے ہے رخصت ١٣٢٠ھ

دیگر

ناصر الدین کہ بد عالم بے مثیل و نظیر
بود در علم و عمل کامل عصر دہلی

فکر تاریخ وصالش چو نمودم ای نذیر
ہاتفم داد ندا فاضل عصر دہلی ١٣٢٠ھ

دیگر

کون دنیا سے اٹھ گیا ہے ہے
یا الٰہی یہ کیسی آفت ہے

ناصر الدین عالم و کامل
آج کیا ہو گئے یہ حسرت ہے

کل ٹھکانا تھا آہ دہلی میں
آج ان کا مقام جنت ہے

وقت رحلت کہا یہ ہاتف نے
بلبل بوستان یہ رخصت ہے ١٣٢٠ھ

تاریخ از جناب سید ابو الحسن عرف سید آفتاب علی شاہ صاحب سندیلوی مفتون

پناہ پشت شریعت معین و ناصر دین
گئے جہان سے ارم کو وہ عاشق اللہ

ہوئی جو فکر پے سال بس ہین فی الفور
ندا یہ ہاتف غیبی نے دی مجھے ناگاہ

اٹھا کے خامۂ غم کو لکھید ای مفتون
نزول حشر سے کچھ کم نہیں یہ رنج و غم آہ

از تصنیف لطیف مولوی شیخ کریم بخش صاحب نادر قنوجی مقیم کوہ مری تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابو المنصور
اس جہان سے گئے بسوی جنان

لاکھوں گردش اگر فلک کھائے
ایسا ہرگز نہ پائے گا انسان

کوئی عالم نہ انکے ہمسر تھا
صاف کہتا ہوں میں علی الاعلان

[illegible] عجب فصاحت تھی
فی الحقیقت تھے ثانی سحبان

علم و فضل و ہنر میں تھے بے مثل
ذات اقدس تھی گویا علم کی کان

نظم اور نثر دونوں میں فائق
مشکلیں انکے آگے تھیں آسان

تھے امام فن مناظرہ بھی
دو بدو کوئی ہوتا کیا امکان

امر حق جب وہ کرتے تھے ثابت
انکے آگے تھے سب کے بند کان

میزبان اوروں کے تھے دنیا میں
یا خدا کے ہوئے وہ خود مہمان

انکی تفسیر جو چھپی ہے ابھی
کاش ہو جو سکے چھپنے کا سامان

کردیں ہمت ذرا جو اہل دول
اسکو چھپوائیں سب پہ ہو احسان

دید کا اسکی ہے ہر اک شائق
خلق کو اسکا ہے بہت ارمان

لکھ یہ تاریخ رحلت اے نادر
خلد میں شاد ہیں فصیح زمان

پھر دوبارہ سنا یہ ہاتف سے
جل قضا کل من علیہا فان ١٣٢٠ھ

قطعہ عربیہ نتیجہ فکر فاضل ادیب لاثانی مولوی محمد حسین صاحب پنجابی ساکن احمد آباد ضلع جہلم پنجاب

عَجِّلْ بَرِيدِي كَالصَّبَا لَا أُلْفِيَنَّكَ عَنْ فَلَاهٍ
(نیابم ترا غافل)

لَا تَمْهَلَنَّ عَلَى الطَّرِيقِ وَلَا تَكُنْ مُتَسَاهِلًا

إِذْهَبْ بِحَضْرَةِ سَيِّدِي أَعْنِي بِهِ نُصْرَتَ عَلِي

لَتُعَزِّيَنْ وَاللّٰهِ الَّذِي قَدْ كَانَ مِنْ أَهْلِ التُّقَى
(تاکہ تعزیت کنی)

فِي حَضْرَةٍ بَاهَتْ عَلَى الشَّمْسِ الْمُنِيرَةِ رِفْعَةً
(غالب آمد)

بَاهَتْ بِأَنْوَارِ الْجَمَالِ عَلَى سَمَاكَيْنِ السَّمَا
(مباہات کرد — شمس و قمر)

قُلْ بِالْعَزَاءِ مُرَحِّبًا يَا أَهْلَ بَيْتٍ اِصْبِرُوا
(اہل بیت صاحبان خانہ و نیز سادات گرامی)

اَللّٰهُ يَبْقَى وَاحِدًا آتِي الْفَنَاءُ لِكُلِّهَا

ذِكْرِي أَبِي الْمَنْصُورِ مَنْ لِلدِّينِ جَاهَدَ نَاصِرًا

بِالِاسْمِ وَافَقَ فِعْلُهُ نَاهِيكَ يَا أَهْلَ النُّهَى
(اسم ناصر الدین موافق فعل او بود کہ نصرت دین نمود)

أَبْكِي إِذَا مَا عَنَّ لِي ذِكْرٌ أَهُمُّ بِسَيِّدِي

كَبُكَاءِ ثَكْلَى الَّتِي فِي انْسِجَامِ دُمُوعِهَا
(چون گریستن زنیکہ بیسر شدہ باشد کہ اشک او بزور روان باشند)

لَمَّا دَنَا مِنْهُ الْأَجَلْ أَشْجَانُ قَلْبِي لَمْ تَزَلْ

فِي اضْطِرَامٍ وَاشْتَعَلْ اَغْفِرْ لَهُ يَا رَبَّنَا

قَالَ الْحُسَيْنُ مُؤَرِّخًا هٰذَا الْعَامِ وَفَاتِهِ

دَاخِلٌ لِجَنَّاتِ النَّعِيمِ فَحَبَّذَا يَا حَبَّذَا

دیگر

حَسْرَتَا وَاحَسْرَتَا فَاتَ الْإِمَام — نَاصِرُ الدِّينِ مَوْلَانَا الْهُمَام

الَّذِي قَدْ كَانَ شَهْمًا مَاجِدًا — الَّذِي قَدْ رَامَ جُهْدٌ كُلَّ الْمَرَام

أَدْخَلَهُ اللّٰهُ كُلَّ سَمَا دَرَجٍ — لِتَمَامِ إِقْبَالِ سَعْلَتِهِ فَتَام

الَّذِي قَدْ كَانَ مِنْ أَهْلِ التُّقَى — نُصْرَتَا قَدْ قَامَ فِي أَعْلَى الْمَقَامِ

الَّذِي قَدْ كَانَ يَنْبُوعَ الْعُلُومِ — اِسْمُهُ يَسْمُو سُمُوًّا كُلَّ سَامِ

كَانَ بِاللّٰهِ بَدِيعَ زَمَانِهِ — وَالْحَرِيرِي حَادِرًا سمع الكلام
(نام مصنف مقامات حریری)

لَاحَ فِي قِرْطَاسِ دَهْرٍ اِسْمُهُ — رُفِعَ ذِكْرُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْهِ مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ — طَابَ مَثْوَاهُ عَلَى دَارِ السَّلَامِ

هٰهُنَا قَالَ الْحُسَيْنُ مُؤَرِّخًا — عَامَهُ نَاصِرُ الدِّينِ الْإِمَام

دیگر

مولوی سید ابوالمنصور — تھے نہایت حلیم و نیک مزاج

انکی رحلت کا صدمہ ایسا ہے — روز روشن بھی ہوگیا شب داج

تھے وہ روشن ضمیر و نازک طبع — قلب صاف انکا تھا مثال زجاج

علما میں ہوا یہ کس کا عروج — جو انھیں علم کی ملی معراج

تھے جو وہ ماہر جمیع علوم — عالموں کے تھے اس لیے سرتاج

جان و دل سے تھے پیرو سنت — صوفیانہ وہ رکھتے تھے منہاج

پوچھا ہاتف سے جب حسین کہا — بجھ گیا کیا چراغ دہلی آج

۱۳۲ھ

دیگر

ابوالمنصور حضرت ناصر الدین — کہ ملک معرفت را بود شاہے

مبلغ حضرت دین بود سروے — باوج نیکوئی او بود ماہے

زین عالم شدہ بدرود افسوس — خداوندا بحال اونگاہے

چو رفت از پیش ما آن پیر ہادی — بما دردے فغانے ماند و آہے

ز تصنیفش چو دین را بود قوت — بود نامش بفعل او گواہے

سروش از غیب گفتہ سال فوتش — کہ دین را رعب او پشت و پناہے

۱۳۲۰ھ

دیگر

حضرت ما حامی دین متین — آنکہ بد مقبول رب العالمین

ماحی تثلیث و کفر و شرک بود — ناصر الدین بود صادق بالیقین

چون ازین عالم بسوے خلد رفت — شد ز روشن عالمے اندوہگین

فی البدیہ سال او گفتہ حسین — کہ ستون افتاد آہ از سقف دین

۱۳۲۰ھ

دیگر

دریغا بلبل شیرین بیان رفت — دریغا افصح ہندوستان رفت

جناب مستطاب سید ما — ابوالمنصور افسوس از جہان رفت

چہ محنت ہا نمودہ در تصانیف — ازین محنت سرا بس شادمان رفت

کشیدم آہ گفتم سال فوتش — کہ بوالمنصور با سوی جنان رفت

۱۳۲۰ھ

از نتائج طبع مولوی عبدالسبحان صاحب طالب واعظ سندیافته دارالامامت ملقب به ناصر الاسلام سید الواعظین دہلی

ابا خفته برخیز و دیده کشا — نظر کن سوی کارگاه خدا
یکی را ز شیب آورد و فراز — برد بار دیگر به پستیش باز
یکی را ز بودن بکف داده بهر — دگر را ز نابود در کام زهر
جهان نهان را عیان ساخته — عیان را بناگه نهان ساخته
یگاهان زننده دف و چنگ و عود — شبان گاه شان تا به چرخ کبود
بساعت هزاران غم و رنج و درد — ز گردش فرو مانده مردان مرد
ندارد به یک پهلو گیتی قرار — بهاران خزان گه خزانش بهار
شنیدم ز دانا سماعت نمود — نه هر مرگ مرگ او نه هر بود بود
غریوی به مرگی برآید ز جان — بمرگ سراسر جهان شادمان
گزینید چو عالم سفر بالخصوص — ز علم و عمل ها به دار خلوص
ز بسط زمین تا فضای سمای — رواج ز حل تا حضیض ثرای
چنین گفت فرزانهٔ تیزهوش — چو عالم بمیرد درآید بجوش
برآمد بناگاه شور نشور — ملائک همین دم دمیدند صور
که منصور بربست رخت سفر — قیامت رسید الامان الحذر
غمینم و درد و غم را نشان — بیابی ز جان حزین و زمان
که جز نام آن مخبر فضل و کمال — برون رفت لفظ ابو از خیال
جهانی چو بسمل طپیدن گرفت — شکیب از درون نهان بریدن گرفت
سیه روز گردید چون شام غم — نخلیدن بدل خار درد و الم
شکیب از درون و خرد از دماغ — بجست و جگر سینه بریان بداغ
سراسر بمانند اهل زمان — نشانی نیابیم بعدش چو آن
ز مدحش چو خواهیم رانم کلام — خیال محال است و سودای خام
سرآمد ز اقران و امثال خویش — برش فیلسوفان سر افگنده پیش
ز تصنیف و تالیف طومارها — ز تسوید و تبییض خرد دارها
بقرطاس کلکش چنان شد روان — روان سکه اش از کران تا کران
تنزل در انگشت تنزیل او — مسلم بگیتی است تبجیل او
ببینی اگرچه بران نوحه خوان — دل اهل دهلی ز پیر و جوان
ولی درد طالب در دیست آن — که آرد به تبیین کلک و زبان
ز مهر خوش داشتم دیده نور — ز اخلاق و اشفاق در دل سرور
ز شیرین کلامش گهرها بگوش — ز نامش بجسم روان تاب و هوش
ولی چاره کار جز صبر نیست — کند رد تقدیر در دهر کیست
بصبر آمدم گشتم از خود بری — چو عصمت که باشد ز بی چادری
باخلاق شان نیز آرم بیان — که دانش پژوهند و فخر جهان
بهر کار همواره نصرت شود — همه گاه یزدانش ناصر بود
ز فرزند دلبند خواهیم آن — که مستنصر صبر باشد بجان
سنه رحلتش چون بجستم ز غیب — ندای بدل داد بی نقص و عیب
فضیلت ز دهلی چنان شد نهان — بذکر بتفصیل گشته روان
خیالم درین فکر چشم به بست — چه بینم که منصور مغفور هست
چو مغفور گشته ز رحلت جدا — ز تاریخ وصل خودش زد ندا
هنا قال لی انت عبدالسبحان — الا ادن منی فلك الجنات
عفی الله عنی لختم الرسل — فان شئت ما ما غفر لی فقل
که اعداد این مژدهٔ من برآر — هزار و سه صد نیست آید شمار
پس این است هم از کرامات او — رهانید ما را ازین جستجو
نثارش بود رحمت کردگار — به رضوان حق تا بروز شمار
بدارد خدایش بدار السلام — بر این است ختم سخن والسلام

ایضاً

حامی دین شہ منصور زمان — محو عالم تھا چراغ دہلی
آپ کی ذات سے تھا جو شاداب — اب تو اُجڑا ہے وہ باغ دہلی
انکی رحلت سے جہان ہی پر داغ — نہیں تنہا ہے یہ داغ دہلی
موت عالم سے ہی موت العالم — داغ پیشانی ہے داغ دہلی
لاکھ گردش کریں افلاک کبود — کہیں مٹتا ہے یہ داغ دہلی
آپ کے فیض امامت کے سبب — عرش پر کل تھا دماغ دہلی
عرش پر پہونچی تھی کرسی اُسکی — اللہ اللہ یہ دماغ دہلی
خاک مین آپ کی رحلت سے الگ — مل گیا آج دماغ دہلی
سگئے ایام بہار آپ کے ساتھ — اب خزان دیدہ ہی باغ دہلی
چلا آتا ہے اندھیرا گھرتا — بڑھا جاتا ہے چراغ دہلی
رات بھر رو چکے تاریخ لکھو — ٹھنڈا ہوتا ہے چراغ دہلی
کہا ہاتف نے ز روے افسوس — گل ہوا آج چراغ دہلی ۱۳۲۰ھ

از تصنیف مولوی سید امجد علی صاحب اشہری

ہمیں بتاتے ہیں یہ اپنی قوم کے آثار
کہ اب عروج گذشتہ نپا سکے زنہار
اُٹھی بھی یہ تو اٹھیگی بڑے تکلف سے
اُٹھے تھے روٹی کے لانے کو جیسے [illegible]
گئے وہ دن جو برستے تھے اُنکی بخشش سے
سروں پر اہل معانی کے گوہر شہوار

گئے وہ دن جو لکھے جاتے اُسکے ہاتھون سے
معاہدات زمن فتح نامہ ہاے دیار
گئے وہ دن کہ لرزتے تھے اُسکی صولت سے
خدا یگان جہان قہرمان روم و تتار
گئے وہ علم کے دن اُسکے قدردان نرہے
گئے وہ دن جو تھے دربار قوم کے دربار
زمین کہین بھی سُنا ہے کہ آسمان بنی
تو پھر اُٹھے گی یہ اکیلا ڈھئی ہوئی دیوار
ترقیون کے ہین کیا ہوتے ایسے ہی لچھن
جو آرہے ہین نظر تمکو قوم کے آثار
نہ عالمون مین کوئی جانشین بزرگون کا
نہ کاملون مین کوئی نامور ستودہ شعار
نہ وسط ہند مین شاہجہان و اسکندر
نہ ہے دکن مین وہ لائق نہ وہ جہان سالار
نہ دلی والون مین پیدا ہون اب ولی اللہ
نہ لکھنؤ مین وہ علامہ ہاے فخر دیار
ابھی کا ذکر ہے تھے مولوی **ابو المنصور**
مناظرہ کے تھے فن مین **امام** بے تکرار
تعجبات سے کچھ کم نہ اسکو سمجھین گے
مصنفات کے دیکھین گے آپ جب انبار
کئی کتابون مین وہ واردات لکھے ہین
جواب سے تا بہ قیامت ہون باعث تکرار
لکھی اُنھون نے وہ تفسیر مصحف ناطق
کہ اُس سے ہو گئے آسان مسائل دشوار
نہین ہے عجز جنھین پارسی کے پڑھنے سے
ہے جنکا قوم مین اب تک پڑھے لکھون مین شمار
وہ اُسمین غور سے دیکھین کہ جمع ہین کیسے
دلیل و دعوی و برہان و حجت و تکرار
بندگیان وہ کہان جو نظر پڑین اُن مین
اگرچہ بیٹے ہین دو وان سے روشناس دیار
ہے نام ایک کا **ناصر علی** زمانے مین
بہادری کا خطاب اُنکو دے چکی سرکار
سنا ہو نام جو **نصرت** ہین دوسرے فرزند
انھین کے نام سے جاری ہے نصرت الاخبار
یہ گھر کا گھر ہی ہوا آفتاب سا روشن
مگر وہ حضرت مرحوم کے کہان انوار
نظر لگے نہ کہین اب جو لوگ باقی ہین
کمر کسے ہوے جانے کو جو ہین اب تیار
اب اُنکے بعد نہ دیکھو گے اور اتنے بھی
سمجھ لو ان کو غنیمت جو ہین رہے دو چار
جو سال رحلت مرحوم پوچھتے ہو تم
تو تین سو پہ لکھو ہیں اور ایک ہزار
۱۳۲۰ھ

من نتائج طبع صاحب العرفان حافظ القرآن مولانا حافظ محمد سلطان خان سلمہ الرحمان

سوے خلد رضوان گئے ناصر الدین … زمانہ کی گرد و کدورت کو چھوڑا
عجب اہل دانش تھے یکتاے عالم … کہ تھی شان اسلام جن سے دوبالا
مفسر محدث تھے لاکھون مین وہ اک … بجا جنکا اسلامی دنیا مین ڈنکا
فصاحت بلاغت مین وہ تھی لیاقت … کہ اب ہے نہ کوئی نہ ایسا نہ ہوگا
نظر مین ہے نعم البدل جنکا مشکل … وہ پہونچا ہے اسلام کو ہاے صدمہ
یہ ای چرخ کیا تو نے بدلی ہے رنگت … چھپا آفتاب فضیلت کا چہرا
مگر چھوڑتی ہی نہین کوئی بھی ہو … یہ طور ثابت ہے فانی ہے دنیا
کرین موت کی آہ کیونکر شکایت … نہ کوئی رہا اب بجز صبر یارا
لکھین کوئی مصرع پے اشک شوئی … سنہ و سال ہجری کا جس سے ہو پیدا
ندا غیب سے آئی سلطان کو یہ … کہ تاریخ رحلت مین ہے فکر بیجا
سزا ہے دین سے مصرعہ ہے موزون … یہ کہدو و قد فاز فوزاً عظیما
۱۳۲۰ھ

ایضاً

وحید العصر سید ناصر الدین … ابو المنصور ناصر اہل ایمان
جوار رحمت باری گزیدش … ندا ے ارجعی بشنید از جان
بسال رحلت آن خلد مسکن … سر فکرت بزانو داشت سلطان
ندا داد از سرا علان رحمت … کہ حسنت مستقراً گفت رضوان
۱۳۲۰ھ

ایضاً

ہے عیان کل من علیہا سے … سب ہین فانی سوا ذات خدا
اب زمانہ کا رنگ اور ہی ہے … کم ہے ہر روز رونق دنیا
گل گلستان علم پژمردہ … عندلیب اس چمن کے نوحہ سرا
کب تک اس حال کو چھپاؤ گین … کہ چھپائے سے چھپ نہین سکتا
اس سے بہتر ہے صاف صاف لکھون … جس سے رقت کا جوش ہو پیدا

تھے جو وہ مولوی ابو المنصور | اس زمانہ مین اکمل الفضلا
کر گئے اس جہان سے رحلت | تھے جو حامی دین وہ سرتاپا
ذات سے اُنکی تھی ترقی علم | وہ بھی ساتھ اُنکے اُس جہان سے گیا
اقربا محو آہ و زاری ہین | دوستون کی زبان پہ واویلا
علما غرق شیون و ماتم | فضلا پیٹتے ہین سر اپنا
شہر دہلی کے سب وضیع و شریف | ہو رہے ہین شریک آہ و بکا
اشک جاری ہین جوش ترے سے | ہے زبان پر ہر اک کی وا اسفا
اے فلک کیا غضب کیا تو نے | کجروی سے نہ اپنی باز آیا
اے زمین تو بھی ہو گئی دشمن | علم کا گنج ہم سے چھین لیا
فکر تاریخ مین سنے کی جسدم | مادہ یہ بفور ہاتھ لگا
کہا سلطان یہ مین نے از سر آہ | آج گل ہو گیا چراغ ہدی ۱۳۲۰ھ

از نتیجہ فکر قاضی محمد عبد الغفار صاحب سررشتہ دار کورٹ سرداران جودھپور

آہ ابو المنصور امام اہل علم | ناصر و نصرت دہ دین متین
آنکہ از رو نصارے و یہود | عمر ہا کردہ حمایت ہاے دین
ہشتم ذیقعدہ روز شنبہ بود | کان دلیل و رہنماے متقین
کرد رحلت چون ازین دنیاے دون | عالمے شد از غمش اندوہگین
بہر یادِ سال او برق بگفت | یافت ماوا در فردوس برین ۱۳۲۰ھ

از تصنیف لطیف مولوی خادم حسین صاحب اہلمد محکمۂ بندوبست راولپنڈی تلمیذ حضرت مولوی احمد حسین صاحب احمد آبادی بھیروی

حضرت سید ابو المنصور | عالم و فاضل و ادیب امام
خاک دہلی کے تھے وہ مایہ ناز | افتخار خواص و فخر عوام
زبدۂ دودمان مصطفوی سے | سرو بستان اہلبیت کرام
متکلم تھے سارے زلہ ربا | فیض جاری تھا صبح سے تا شام
مانتے انکے تھے تبحر کو | کیا مسیحائی کیا ہو دتمام
غیر مذہب مین جو کہ تھے وہ بھی | لائے ایمان توڑکر اصنام
ہاتھ مین انکے تھی ید اللہی | خامہ دیتا تھا ذوالفقار کا کام
توڑ ڈالے قلم حریفون کے | اللہ اللہ قدرت ارقام
روح افزا نوید ہے جاوید | انکی دولت سے مستفید تمام
روح فاروق نے کہا شاباش | دیکھکر وہ حقیقت اسلام
کرکے رحلت مقام فانی سے | جاکے فرمایا اب ارم مین مقام
جسم فانی فنا پذیر ہوا | زندہ لیکن ہے وہ مبارک نام

تھی نزع مین فضل خدا | آیا جنت سے سلسبیل کا جام
دار فانی سے آج کوچ کیا | گل ہو دار السلام خاص مقام
بارگاہ جناب باری سے | دمبدم ہو نزول رحمت تام
سمجھین اہل بہشت سب مخدوم | خدمت دین مین یہ ملے انعام
کہہ یہ تاریخ خادم محزون | خلد مین نور سیما والا مقام ۱۳۲۰ھ

ایضاً

مولوی سید ابو المنصور | تھے عجب باکمال کیا ہو کلام
صرف دس روز کی علالت مین | ہو گئے فوت مچ گیا کہرام
کیا کہین کچھ کہا نہین جاتا | حد سے بڑھکر ہین حسرت و آلام
ہند مین کون سا ہے شہر ایسا | جہان مشہور ہو نہ اُن کا نام
فیض عام اُنکا رہتا تھا جاری | جس سے تھی خاص رونق اسلام
اپنی قسمت مین تھی یہ ناکامی | دیوین پیک اجل کو کیا الزام
خادم دل گرفتہ لکھ تاریخ | چل بسے خلد کو ستودہ امام ۱۳۲۰ھ

از فکر ڈاکٹر محمد اسمعیل خان صاحب فیج اڈیٹر افضل الاخبار

فاضل یکتا ابو المنصور امامی | زینجہان شد سوے جنت آہ صد آہ
ای ذبیحے از بہر سالش گفت ہاتف | فخر دہلی کرد رحلت آہ صد آہ ۱۳۲۰ھ

تاریخ از تصنیف منشی محمد شفیع صاحب صدر بازار راولپنڈی تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابو المنصور | دہلی مین تھے عجب ستودہ صفات
فیض سب پاتے تھے قریب و دور | واقعی اُنکی ذات اقدس سے
سینہ تھا گنج علم سے معمور | تھے وہ فن مناظرے کے امام
نہ کوئی ہوگا تا بروز نشور | علم اور فضل مین مثال اُنکے
اُسکو نیچا دکھاتے تھے وہ ضرور | جب مخالف سے بحث کرتے تھے
سر جھکاتے تھے اُس جگہ مغرور | تھی عجب بارگاہ عالیشان
جو کہ موسےٰ نے پایا تھا سر طور | اُنکو گھر بیٹھے وہ نصیب ہوا
خلد مین پہونچے وہ خدا کے حضور | ہے یہ افسوس کر گئے رحلت
دیکھین کبتک وہ رہتی ہو مستور | اُنکی تفسیر جو مکمل ہے
اہل ہمت کرین یہ کام ضرور | زرچندہ سے اُسکو چھپوا دین
ہین نہم خلد مین ابو المنصور ۱۳۲۰ھ | لکھ شفیع اُنکا سال رحلت یون

از نتیجہ افکار جناب مرزا محمد عبد الغفار بیگ صاحب فدا دہلوی مالک افضل الاخبار

امام و مجتہد و مولوی ابو المنصور | روانہ جب ہوئے دار فنا سوی جنان
سنہ وصال کہا ای فدا یہ رضوان نے | گئے بہشت کو عالی قدر امام جہان ۱۳۲۰ھ

از جناب محمد زکریا صاحب المتخلص بہ قاری

امام ناصر دین نبی ابو المنصور — جہان مین جنکے الم سے ہی شور واویلا
جو پوچھا سال وفات جناب قاری نے — امام دہلی بستان سے اٹھے سب نے کہا ۱۳۲۰ھ

از تصنیف مولوی عبد الکریم صاحب مضطر میرٹھی راولپنڈی

مولوی سید ابو المنصور نے — کی جہان سے آج رحلت حسرتا
گو زمانہ کا یہی دستور ہے — جو ہوا پیدا وہ ہوگا بھی فنا
کرتا ہر رہرو ہے طے راہ عدم — ہے بقا کسکو بجز ذات خدا
لیکن ایسا عالم یکتائے عصر — جسکا عالم مین نہ اک ثانی ہوا
جبکہ یون ہوجائے نظرون سے نہان — صبر کیونکر آئے یہ غم ہے بڑا
تھے اگر ظاہر مین عالم بے مثال — علم باطن مین بھی تھا حصہ لیا
سر مخفی سے بھی وہ خالی نہ تھے — کشف و القا جو ہی طرز اولیا
انکو کچھ منجانب اللہ تھی مدد — بحث مین انسے نہ کوئی ور رہا
دیتے تھے دندان شکن ایسا جواب — لیکے منھ اپنا سا مرتد بھاگتا
مذہب اسلام کی تائید مین — سیکڑون لکھین کتابین برملا
گو ضعیفی اور نقاہت تھی کمال — جاری تھا اب تک مگر یہ سلسلا
لکھتے تھے بیساختہ وہ نظم و نثر — تھا عجب زور قلم حق نے دیا
ہند ہی پر کچھ نہین یہ منحصر — تھا عرب تک انکا شہرہ ہوگیا
علم و فن ایسا زمانے مین نہین — جسمین انکو تھا نہ کامل مدرکا
علم تفسیر و حدیث اور فقہ بھی — سب مین اچھی طرح انکو دخل تھا
ہائے ایسا فاضل و علامہ جب — جائے دنیا سے تو کب صبر آئیگا
اب نہین تا حشر ملنے کی امید — اسلیے کرتا ہون یون دل سے دعا
یا خدا تو بخش اس مرحوم کو — جنت الماوا مین کر ملجا عطا
مضطر دل خستہ لکھ سال وفات — ماہ دین خورشید دہلی چھپ گیا ۱۳۲۰ھ

ایضاً

مولوی سید ابو المنصور — جو کہ سن سکتے تھے نہ بات کریہ
آج دنیا سے چل بسے افسوس — جنکی تھی ہر دلیل کافی وجیہ
لکھا مضطر نے انکا سال وفات — تھے امام مناظرہ یہ فقیہ ۱۳۲۰ھ

ایضاً

ناصر الدین تھے ابو المنصور جو — عالم بے مثل فاضل بے عدیل
دار دنیا دار فانی سے گیا — جانب ملک عدم عزم رحیل
اک بہانہ ہوگیا بہر اجل — صرف دس دن تک رہے تھے وہ علیل
انکے جو فرزند ہین نصرت علی — یا جلیل انکو تو دے صبر جمیل
رئیس اعظم شہر دہلی کے تھے وہ — مانتے تھے انکو سب مثل جبریل

تھا ہمہ دان مثل انکے کب کوئی — نکتہ رس عذب البیان دانا عقیل
باخبر ہر ملت و مذہب سے تھے — خاصکر اسلام کے پورے کفیل
ہوتا تھا حملہ جو کچھ اسلام پر — اسمین ہوجاتے تھے بے اجرت وکیل
اس سبکروحی پہ بھی تھا بار قوم — کیونکہ تھے وہ ماہر جر ثقیل
واقعی تصنیف اور تالیف مین — ہو نہ سکتا تھا کوئی انکا مثیل
لکھی جو قرآن کی تفسیر نو — غیب سے مضمون ہوئے اسمین نزیل
ہوگئی بے طبع وہ مطبوع خلق — کاش اسکے اب ہو چھپنے کی سبیل
لیکن اسمین اتنا آتا ہے خیال — ہے بڑا یہ کام اور وسعت قلیل
ہان کرین گر قدردان دریا دلی — قطرہ قطرہ بڑھکے ہوجاتی ہے جھیل
کر رقم مضطر یہ تاریخ وفات — نتیجہ جنت ملے بے قال و قیل ۱۳۲۰ھ

ایضاً

کر گئے آہ قضا مولوی منصور علی — جو کہ تھے زبدۂ سادات کرام دہلی
آہ کچھ ایسا انھین ملک عدم آیا پسند — کر دیا ترک جو یک لخت قیام دہلی
گردش چرخ سے کیسا یہ ستم ٹوٹ پڑا — کہ نشان انکا مٹا جن سے تھا نام دہلی
کر رقم مضطر دل خستہ یہ تاریخ وفات — لیگیا پیک قضا فخر امام دہلی ۱۳۲۰ھ

من نتائج فکر جناب مولوی فیروز الدین صاحب مورخ و مفسر و مدرس اول ایم۔ بی۔ ہائی اسکول شہر سیالکوٹ

جو ہوا پیدا جہان مین ایک دن ہوگا فنا
کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت ہے حکم خدا
ہین چمن مین پھول آتے جس قدر ہم کو نظر
چلنے والی ہے خزان کی ایک دن سب پر ہوا
ہین شجر زیر نظر باغ جہان مین جس قدر
آخرش اک دن چلائیگی تبر ان پر قضا
شک نہین اے دوستو یہ ہے فنا کا اک مقام
کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ دنیا مین ہے غیر از خدا
جبکہ ہے ہر ایک حادث کو تغیر بالضرور
رہ نہین سکتا کبھی قائم جو ہے پیدا ہوا
کیا ہے اس دنیائے فانی مین بھروسہ غیر کو
چلدیے یان سے ہزارون انبیا و اولیا
سرور عالم کہ جن کے واسطے دنیا بنی
وہ بھی رحلت کر گئے آخر سوے دار البقا
ایسے ایسے زندہ دل ایسے امام اور اہل فن
رونق بزم جہان اک اک جہان سے چلدیے

وہ امام فن کہ جسپر فخر تھا اسلام کو
حیف اس دار الفنا سے وہ بھی رحلت کر گیا
وہ **ابوالمنصور** جو منصور تھا جگ مین مدام
ناصر برحق نے کی اُسکو عطا **نصرت** سدا
اہل ایمان کو سدا دیتا بشارت اور **نوید**
تھا لٹاتا دین کی دولت جہان مین دائما
حق و باطل مین کیا اس نے وہ جگ مین فیصلہ
قوت **فاروق** گویا حق نے کی اسکو عطا
کام تھا اسکا سدا دنیا مین **افحام الخصام**
آگے اس کے تھا نہ کوئی دشمن دین ٹھہرتا
مومنون کو فیض سے اسکے سدا **انعام عام**
گمرہون کو ہاتھ اسکا تھا **عقوبت** اور سزا
آگے اسکے ہیچ تھی تسویلیس سب **قسیس** کی
کرتا ہر تاویل کی **تصحیح** تھا وہ دلربا
فعل دجالی کا **استیصال** اس کی ذات سے
تخطیہ کار مخالف مین اُسی کا کام تھا
تھا وہ اک **مصباح** روشن کفر کی ظلمات مین
تھی شب تاریک بدعت اس سے پر نور و ضیا
لحن داؤدی پہ فائق اس کی ہر آواز تھی
نغمۂ طنبور سے بڑھکر کہین تھا خوش نوا
اسکا ہر اک حرف تھا اہل جہان کو **حرز جان**
اک محبت کا **رقیمہ** اس کا ہر اک لفظ تھا
تھی **نجات** عاقبت کی کھولدی اسنے **سبیل**
تھا بہت اسلام مین **اعزاز** اسکا بڑھ رہا
دشمنون کے قول کو تولا یونہی **میزان** مین
تھا روحِ حق سے بھی سبکتر اسکا پلہ کر دیا
دم سے اسکے دم مین ہوتا بند دم کفار کا
کر دیا اعداے دین کا بند اس نے ناطقا
چلدیا ایسا امام فن جہان سے ہاے ہاے
کر گیا تاریک عالم کو وہ خورشید ہدا
اس کی رحلت سے جہان مین اک قیامت آگئی
اور زمین و آسمان مین پڑ گیا اک زلزلہ
نہفت سید سے دلی ہو گئی ہیجان وہان
سارے ہندوستان کا گل ہو گیا گو یا دیا
ہے غم و رنج و مصیبت اور ماتم کا ہجوم
راحت و آرام سب کا فور عالم سے ہوا
سال رحلت کی ہوئی **فیروز** کو جس دم فکر
ہاتف غیبی نے آکر کان مین خود کہدیا
ہے فضیلت مفتخر تفضیل تاریخ وفات
۱۳۲۰ھ
وہ **ابوالمنصور** بیشک کاشف اسرار تھا
ہے یہ آخر مین دعا **فیروز** کی صبح و مسا
اللھم اغفرلہ اغفرلہ یا ربنا
کر عطا پس ماندگون کو اُس کے توصبر جمیل
اور انھین اجر جزیل اپنی عنایت سے عطا
رات دن **فیروز** کرتا ہے دعاے مغفرت
ظل راحت مین جگہ دے اسکو یا رب دائما

(از رسالۂ انوار الاسلام سیالکوٹ نمبر ۱۲ جلد ۴)

ملاذ العلما ابوالمنصور —— ۱۳۲۰ھ
سعادت مند دارین ابوالمنصور —— ۱۳۲۰ھ
کاشف الاسرار ابوالمنصور —— ۱۳۲۰ھ

نوٹ (۱) ابوالمنصور نام تھا۔ ناصر اور نصرت انکے صاجزادونکی طرف ایما ہے۔ (۲) نوید جاوید۔ افحام الخصام۔ انعام عام۔ عقوبت الضالین۔ تسویلیس القسیس۔ تصحیح التاویل۔ استیصال۔ تخطیہ۔ مصباح الابرار۔ لحن داؤدی۔ حرز جان۔ سبیل نجات۔ اعزاز قرآن۔ میزان المیزان۔ یہ سب آپ کی تصنیفات ہین۔

از تصنیف مولانا قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل
رئیس گولیکی ضلع گجرات پنجاب

مولوی سید **ابوالمنصور** | کرد رحلت ازین جہان ناگاہ
چون بگولیکی این خبر آمد
اثر فیض ابتدا اشش آورد
مہرے زنبیان چو در کسوف آمد
سال رحلت بگفت **اکمل** زار
دفعتاً از دلم بر آمد آہ
بر رہ راست پیشتر گمراہ
چون نگردد جہان بچشم سیاہ
مات نجم البلاد طاب ثراہ
۱۳۲۰ھ

از تصنیف قاضی محمد عبدالغفار صاحب بی سررشتہ دار کورٹ سرداران جودھپور

فخر سادات امام ابوالمنصور / که بمیدان بحث دین بُد گرد
یوم شنبه و ہشتم ذی قعدہ / جان بجان بخش خویش چون بسپرد
گفت برقی چه بے بہا سن او / خرم آنکس که گوے نیکی برد
١٣٢٠ — ٨ — ١٣٢٨

از نتیجۂ طبع پیرزادہ ابو محمد عبدالغنی صاحب قالب وکیل

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ١٣٢٠

سیدی مولوی ابوالمنصور / وائے زیر زمین چو گنج نہفت
سال رحلت چو جستم از ہاتف / یا امام المناظرہ — بر گفت ١٣٢٠

من نتیجۂ فکر جناب مولوی محمد شہاب الدین خان صاحب طبیب شاہی سری دربار جودھپور

حیف بوالمنصور ذی علم وکمال / یک بیک دنیا سے رحلت کر گئے
پھر سال فوت ہاتف نے کہا / رحمت حق سے وہ جنت میں گئے

دیگر

دریغا که آن مولوی ذی کمال / ز دار فنا شد به دار البقا
چنان گفت ہاتف پئے سال فوت / که عرش مجیدش بود متکا

دیگر

ہزار حیف کہ وہ مولوی ابوالمنصور / مناظرہ میں جو تھے ہند میں بہت مشہور
وہ بعد فوت ہوئے جبکہ داخل جنت / بہشتی دیکھ کے انکو ہوئے زبس مسرور
قدم ادب سے بڑھا کر یہ بولا ہاتف غیب / ملی ہے آپ کو جنت پیو شراب طہور ١٣٢٠ھ

از تصنیف حافظ حاجی عبدالستار صاحب تسنیم سوداگر صدر بازار میرٹھ تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابوالمنصور نام / زاہد و مرتاض مقبول خدائے
ناگہان او کرد رحلت از جہان / حسرتا دردا دریغا ہائے وائے
رفت از راہ عدم سوی جنان / بندۂ حق پیش حق شد رہگرائے
ظاہر و باطن بگو سالش تسنیم / یک ہزار و دو صد و بست ابتلائے

من نتیجۂ فکر منشی عبدالکریم خان صاحب از ناگپور

پیشوا سے فن مناظرہ ہائے / راہی خلد ہو گئے ای وائے
وہ یگانہ فن مناظرہ تھے / ہیں تصانیف اُنسے جو نسخے
دیکھکر سامعین آپ کی تقریر / عالم اہل دین فصیح و دبیر
کہتے ہیں تھا کمال اس فن کا / اب نہ اس فن کا کوئی شخص رہا
چل بسے آج ہائے دنیا سے / جاکے خلد بریں میں آہ بسے

سال تاریخ چاہیئے ہی ضرور / ناصر الدین کی جو تھے مشہور
حال جودت ہوا انکا کیا تحریر / جانتے ہیں اُنھیں صغیر وکبیر
داخل اسمین ہوا ایک دل جمہور / کر کے ہجرت گئے ابوالمنصور ١٣٢٠

از تصنیف قاری محمد سرفراز حسین عزمی دہلوی مقیم کوہ نینی تال تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابوالمنصور آہ / افصح و ابلغ تھے اور سحر البیان
کچھ عجب تاثیر تھی تقریر میں / تھے مخالف اُنکے آگے بے زبان
جز خموشی کچھ جواب آتا نہ تھا / جب مخاطب ہو کے وہ فرماتے ہاں
انکو حاصل تھا ہر اک فن میں کمال / ایسے قابل ہوتے ہیں انسان کہاں
کر کے رحلت عالم فانی سے وہ / ہو گئے عازم سوے دار الجنان
مجتہد اسوقت کے تھے اور امام / ہو گئی اب دہلی خالی بے گمان
عزمی محزون رقم کر سال فوت / داخل جنت ہیں یہ نجم جہان ١٣٢٠ھ

از تصنیف لطافت منشی محمد ظہور السلام صاحب گوہر ہیڈ نقشہ نویس کچہری ورکس نینی تال تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابوالمنصور جو / دہلی میں تھے اک امام الواعظین
آہ رحلت کر گئے دنیا سے وہ / اُنکے ماتم میں ہیں سب اندوہگین
کیوں نہوتا ریک نظروں میں جہان / اُنسے روشن تھا چراغ علم دین
ایسا عالم اور فاضل بے بدل / اب کہیں سارے زمانہ میں نہیں
کر چکے تسلیم تھے ان کو امام / متفق سب کیا کہیں وکیا مہین
اب نہ پیدا کر سکے گا آسمان / ایسا کوئی شخص بالائے زمین
سال رحلت انکا گوہر رقم / خلد میں ہیں یہ امام سر دین ١٣٢٠ھ

از تصنیف منشی شیخ رجب علی صاحب جوہر رئیس شہر راولپنڈی شاگرد حضرت مضطر

مولوی سید ابوالمنصور / زندہ زو بود نام دار العلم
آہ او کرد از جہان رحلت / ملتوی شد مرام دار العلم
بود او در مناظرہ یکتا / داشت صدرش مقام دار العلم
درس و تدریس از جہان برخاست / آہ گشتہ تمام دار العلم
جوہر دل حزین بگو تاریخ / مات ہیہات امام دار العلم ١٣٢٠

از تصنیف پنڈت رام گنج صاحب عاصی سیالکوٹی سیکنڈ کلارک محکمہ انسپکٹر سررشتہ تعلیم قسمت راولپنڈی تلمیذ حضرت مضطر

رفت چون مولوی ابوالمنصور / از جہان شور ماتمش برخاست
در جہان بود عالمے بے مثل / ہم امام فن مناظرہ راست
کن رقم سال رحلتش عاصی / جان سپرد و بجنت الماویٰ ست ١٣٢٠

از تصنیف بابو بشن لال صاحب شیدا اکونٹنٹ عدالت ڈپٹی کمشنر ضلع راولپنڈی

مولوی سید ابو المنصور
داشتے علم و فضل بسکہ عظیم

کرد افسوس از جہان رحلت
دل واماندگان بگشتہ دونیم

در غمش گیست اشک ریزان نیست
حال ہر کس بگشت زار و سقیم

سال فوتش رقم بکن شیدا
سید علوی شد بخلد مقیم ۱۳۲۰

از تصنیف لالہ پورن مل صاحب اخگر دہلوی مقیم راولپنڈی تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابو المنصور
دہلی مین تھے ہمہ صفت موصوف

ان کو سب مانتے تھے خاص و عام
کسی مذہب پہ کچھ نہ تھا موقوف

مثل ان کے کوئی نہ تھا اصلا
علم و فضل و ہنر مین یون معروف

لکھا اخگر نے سال رحلت یون
چھپ گیا آفتاب دہلی خسوف

از تصنیف بابو سید محمد قاسم علی صاحب قاسم کلرک دفتر اکیزامنر آف اکونٹس راولپنڈی تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابو المنصور
علما مین تھے ہر طرح ممتاز

علم باطن جو سب سے مخفی ہے
منکشف اسکے بھی تھے اسرار

جب پیام اجل انھین آیا
کہکے لبیک ہو گئے جانباز

لکھی قاسم نے انکی یون تاریخ
جنتی جنتی ہین عزم دراز ۱۳۲۰ھ

از تصنیف بابو سید محمد مقبول احمد صاحب مقبول سہارنپوری مقیم راولپنڈی تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابو المنصور
گئے دار فنا سے اب ہیہات

جیسے جیسے کمال تھے اُن مین
ہے کسیکو کہان نصیب وہ بات

تھے بڑے عالم اور ہمہ دان شخص
فیض جاری اک ایسے تھا ذات

مین اسی فکر مین تھا اے مقبول
کہ لکھون مین بھی انکا سال وفات

ہاتف غیب سے کیا جو سوال
یون مکرر کہا کہ راہ نجات ۱۳۲۰ھ

از تصنیف منشی محمد اشرف خان صاحب اشرف میرٹھی ٹھیکہ دار محکمہ کمسریٹ شہر راولپنڈی تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابو المنصور
رفت چون از جہان فانی بنیان

در غم ماتم از دل ہر کس
رفت تا آسمان شور و فغان

مثل او در کمال فضل و ہنر
ہیچکس من نیافتم بجہان

گفت تاریخ جانش اشرف
شد ثنا گو کشادہ باب جنان ۲۰

از تصنیف مولوی محمد عبد الکریم صاحب مضطر میرٹھی مقیم راولپنڈی

مولوی سید ابو المنصور
دہلی مین عالم اک ہمہ دان تھے

تھے فصیح البیانی مین یکتا
عہد کے اپنے گویا سحبان تھے

حفظ اسلام کے لیئے تھے سپر
گو زبان سے وہ تیغ بران تھے

کیسی کیسی کتابین لکھی ہین
دیکھکر منکرین حیران تھے

ناصر الدین تھے حقیقت مین
دین اسلام کے نگہبان تھے

تھے امام المناظرہ مشہور
یہ لقب اور خطاب شایان تھے

جانتے تھے رموز قرآن کو
حل کیئے عقدے وہ جو پیچان تھے

تھے مفسر وہ اور محدث بھی
کیا سخن فہم اور سخندان تھے

چشمۂ فیض ایک جاری تھا
رکھتے جون حضرت آب حیوان تھے

ایسی خوبی سے کی حیات بسر
جملہ خورد و کلان ثنا خوان تھے

پیش آتے تھے سب خلق کے ساتھ
دوست اور دشمن انکو یکسان تھے

واقف سر غیب لم یزلی
شک نہین اسمین اہل عرفان تھے

دیکھی لوگون نے تھین کرامتین
خرق عادات بھی نمایان تھے

صاف کہتا ہون مین خدا لگتی
اک فرشتہ صفت وہ انسان تھے

خود عدم کو ہنسی خوشی سے گئے
نعش پہ انکی لوگ گریان تھے

فکر تاریخ ہمکو تھی مضطر
سال اعدا مین پریشان تھے

ناگہان یون سُنی ندائے غیب
کہہ تو دو بار یون خدا لوان تھے ۱۳۲۰ھ

از مولانا محمد نور الحسن صاحب ہاشمی صفی پوری

فاز ابو المنصور فی الجنان انار اللہ برہانہ

کان ابو المنصور کالشمس المنیر
فائز بالرضوان والفضل العظیم

ہاشمی ارخ لعام الارتحال
ناصر الدین صار فی قرب النعیم

فاز سیدنا ناصر الدین نور اللہ مرقدہ

ابو المنصور یافت انعام نصرت
برحمت وا رسیدہ ناصر الدین

بخلد پاک روح آرامشی کرد
ز دہلی چون رسیدہ ناصر الدین

مہ ذیقعدہ و تاریخ ہفتم
بجنت آرمیدہ ناصر الدین

نوشتم ہاشمی بیساختہ سال
بخلد برگزیدہ ناصر الدین

از حضرت مولانا حاجی حافظ سید شاہ نذر الرحمن صاحب حفیظ رئیس اعظم پٹنہ

کان فی العصر من خیار الناس
ناصر الدین صاحب الافضال

ہاتف الغیب عام رحلتہ
یا امام المناظرة قد قال

سنہ ۱۳۲۰ھ

نقل افضل الاخبار دہلی مطبوعہ ۱۶ - اپریل ۱۹۰۳ء

(فاتحہ چہلم امام فن مناظرہ)

افسوس ہمارے شہر کے فاضل وعالم بے بدل مجتہد زمان فخر ہندستان حضرت مولانا مولوی سید ناصرالدین محمد ابوالمنصور امام فن مناظرہ کا انتقال پُرملال کچھ ایسا انتقال نہین تھا کہ جسکا ماتم جا بجا نہین ہوا ہو کیونکہ مرحوم ومغفور کو نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا نے امام تسلیم کر لیا تھا - اور انکی بے نظیر خداداد لیاقت اور دلپذیر آزاد معلومات کو سارا جہان مانے ہوا تھا۔ ہر شہر و دیار مین جلسہ ہاے تعزیت ایسے ایسے لوگون نے مجتمع ہو کر کئے ہین جنھون نے کبھی شرف نیاز بھی حاصل نہین کیا تھا - پھر افسوس ہے کہ ہم خاص ہموطن نیاز مند ہو کر دوبارہ حالات فاتحہ چہلم مرحوم مغفور اپنے اخبار مین درج کر کے اظہار ماتم نکرین - آپکے فرزند سعید ودالبند رشید دانا ے علوم خفی وجلی حضرت مولانا سید نصرت علی صاحب نے جو فاتحہ چہلم پر چند نئی باتین کین جو باعتبار یادگار عمدہ ایجادین متصور ہوسکتی ہین یعنے ہر حصہ کے ہمراہ ایک تھیلی تبرینی کی جسکے ایک پہلو پر یہ قطعہ چھپا ہوا تھا

سہے فاتحہ چہلم حضرت منصور | ارباب کرم کے ہے کرم سے کیا دُور
کچھ چیز نہین نان جوین کا حصہ | نصرت پہ عنایت ہو جو کرین منظور

اور دوسری جانب بخط طغرا انکا اسم گرامی درج تھا جنکی خدمت مین حصہ ارسال کیا گیا تھا اور حصہ جس خوان پوش سے ڈھنکا ہوا تھا اسپر یہ رباعی تحریر تھی

پوشش خوان نہین ہے یہ دکھانیکے لئے | یہ عمل ہے عمل خیر چھپانے کے لئے
نصرتا مجتہد وقت تھے منصور علے | یادگار انکا نکالا ہے زمانیکے لئے

غرض اس طرز پر بڑی فیاضی سیر چشمی سے عمائد ورؤساء شہر واحباب واعزا نزدیک و دور کو تقسیم کیا گیا اور ۲۲ مارچ ۱۹۰۳ء روز یکشنبہ ۳ بجے شام کو جلسۂ تعزیت بدولت خانہ جناب مرزا اکبر علی خان صاحب واقع فراشخانہ منعقد ہوا جسمین علاوہ اہل ہنود واہل سلام رؤساء شہر کے علماء وشعراء واعلی حکام بھی شریک تھے جنمین سے بعض کے نام درج ذیل ہین -

جناب مولوی محمد حسین خان صاحب بہادر ایم اے جج دہلی
جناب نواب ضمیر مرزا صاحب بہادر برادر نوابصاحب لوہارو
جناب مرزا محمد علی بیگ صاحب سابق گورنر کشمیر
جناب مولوی حافظ سلطان خانصاحب
جناب مرزا جیون بیگ صاحب رئیس دہلی
جناب حکیم بدرالدین خانصاحب رئیس
جناب سید حسن صاحب رئیس بارہ نبکی
جناب خان بہادر میر ناصر علی صاحب اعلے افسر محکمۂ نمک -
جناب مرزا محمد اکبر علی خانصاحب سابق حاکم سردیج -
جناب مولوی سید نصرت علیصاحب
جناب مولوی سید مستنصر علیصاحب مالک المستنصر
جناب مولوی لئیق احمد صاحب
جناب مراد مرزا صاحب حیرت مالک کرزن گزٹ دہلی
جناب ڈاکٹر رام سنگھ صاحب
جناب مولوی سید احمد صاحب مصنفہ فرہنگ آصفیہ
جناب سید امیر حسن صاحب رئیس نوابگنج
ابن خان بہادر میر کاظم علیصاحب
جناب خانصاحب حکیم ظہیرالدین احمد خانصاحب آنریری مجسٹریٹ
جناب حکیم قاسم علی خان صاحب
جناب مولوی عبدالمجید صاحب
ڈاکٹر رام سنگہ صاحب
جناب حافظ رحیم الدین صاحب - جناب مولوی عبدالسبحان صاحب

جلسہ کیطرف سے مرزا اکبر علیخانصاحب نے حکیم بدرالدین خانصاحب کے صدر انجمن بنائے جانے اور زبدۃ العلماء مولوی عبدالمجید صاحب کے سکرٹری ہونیکی تحریک کی اور جناب مولانا سید **نصرت علیصاحب** نے تائید کی حکیم صاحب موصوف نے بطیب خاطر منظور فرمایا - بعد حصول اجازت خان بہادر جناب میر ناصر علی صاحب نے اپنے اور اپنے بہائی مولوی سید نصرت علیصاحب کیطرف سے ایک مختصر اور پر اثر مضمون مشعر اظہار رنج وغم و حالات کمالات مولانا مرحوم پڑھکر سنایا اور حاضرین جلسہ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا - بعدہ جناب مولانا عبدالمجید صاحب سکرٹری جلسہ نے ایک دل پر تاثیر تقریر فرمائی - جسمین مولانا صاحب مرحوم اور انکی تصانیف کے حالات تھے اور منجملہ صدہا خطوط تعزیت اہل سلام واہل ہنود جو مولانا سید نصرت علی صاحب کے نام مختلف مقامات سے آئے تھے ہز ہائنس نواب محمد حیدر **علیخان** صاحب بہادر ظفر جنگ والی ریاست باسودہ و ہز ہائنس سوامی مہاراجہ سر رگھبیر سنگھ صاحب بہادر کے سی آئی اے والی ریاست اجیگڈھ و خان بہادر نواب محمد **مظہر علی** خانصاحب بہادر والد ماجد ہز ہائنس نواب صاحب بہادر کوروائی احمد خان بہادر مولوی رحمان علیصاحب سابق ممبر کونسل ریاست ریوان کی تحریرین پڑھکر سنائین جس سے اظہار حزن و ملال وہمدردی ظاہر تھی پھر تفسیر قرآن مجید حضرت مولانا صاحب مرحوم کی نسبت جسمین ہر آیت کی تفسیر حدیث شریف سے اور اسکی تطبیق توریت و انجیل سے کی گئی ہے یہ فرمایا کہ انکی یادگار اس سے بہتر اور نہین ہو سکتی اسکو طبع کر لیا جاے کل حاضرین نے اسکی تائید کی سب کے بعد جناب مولانا مولوی عبدالسبحان صاحب نے نہایت عمدہ سحر اثر تقریر فرمائی اور مولانا مرحوم کی تاریخین بزبان فارسی واردو سنائین افسوس دیگر اصحاب بوجہ تنگی وقت اپنا کلام نظم نہ سنا سکے جناب مولوی فضل الدین صاحب مالک اخبار وفادار دہلی ہنچ لاہو نے اس موقع پر ایک تھان اور ایک شال بطور رسم دستاربندی ارسال فرمایا

تاریخ تقریب چہلم از مولوی محمد عبد الکریم صاحب مضطر میرٹھی مقیم راولپنڈی

مولوی سید ابو المنصور کا … فاتحہ چہلم ہوا کیا پر طبق
مولوی نصرت علی نے وہ کیا … جو کہ چہلم کرنیکا ہوتا ہی حق
روغنی دو نان اور کیسے مین لوز … سب کو بھیجی یہ کیا نظم و نسق
خوان پوش اُسپر ڈہنکا ایک سبز رنگ … نام تھیلی پر تھا طغرا مین ادق
اس قدر شفاف تھین وہ لوزیات … لپٹا تھا گویا کہ چاندی کا ورق
فاتحہ چہلم کا کرتے ہین جو لوگ … مولویصاحب سے وہ سیکھین سبق
خود دیا محصول بھی تھا ریل کا … تا کہ ہون مرسل الیہم منتسق
موقعۂ شادی پہ کم کرتے ہین لوگ … جو انھون نے یہ کیا وقت قلق
اُس امام وقت کی رحلت سے آہ … دل بھیٹا جاتا جگر ہوتا ہے شق
فرط غم سے ہو رہا ہے حال یہ … رنگ وا ماندونکے چہرونسے ہے فق
یون لکھا مضطر نے چہلم کا بھی سال … فاتحہ بے مثل چہلم نہج حق

نقل ریاض الاخبار گورکھپور مطبوعہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

مولانا ابو المنصور امام فن مناظرہ و متبحر فاضل کے فاتحہ چہلم مین مولوی نصرت علیصاحب خلف الصدق مولانا رحمہ اللہ علیہ نے بڑی فراخ حوصلگی فرمائی ایصال ثواب کی غرض سے۔ جو اشتہارات اُنھون نے تقسیم فرمائے اور فاتحہ خوانی کی رسم عمل مین لانے یہ انکی سعادت اور فضیلت کی دلیل ہے دراصل ایسا امام فن مناظرہ اب ہندوستان مین موجود نہین ہے جسکے واسطے ایک عالم نوحہ خوانی کر رہا ہے افسوس ہے کہ ہمارے پاس اشتہار ۲۱ تاریخ ویوم معینہ پر نہ پہنچ سکا کل ۲۳ تاریخ کو ملا ورنہ اور لوگ بھی شریک مجلس فاتحہ خوانی ہوسکتے مولانا نصرت علی صاحب نے جس اہتمام کے ساتھ فاتحہ چہلم کا حصہ تقسیم فرمایا ہے یہ بات اس زمانہ مین کہیں بھی نہین جاتی ہمارے پاس حصہ آیا اسمین از قسم ماکولات جو چیزین تھین وہ سب نہایت نفیس اور اعلی قسم کی تھین نقل کی تھیلی اور خوان پوش پر جو اشعار چھاپے گئے ہین وہ بھی بہت کچھ تعریف کے قابل ہین خداوند کریم مولانا ابو المنصور کو جنت الماوٰی مین جگہ عطا فرمائے اور اُنکے قابل و فاضل خلف الصدق مولوی سید نصرت علی صاحب کی عمر مین برکت دے کہ وہ اپنے جلیل القدر باپ کی قایم مقامی کرین ہمکو امید ہے کہ مولانا ابو المنصور کی تصانیف کی اشاعت مین کوشش کیجائیگی خصوص تفسیر شریف کی انطباع مین عجلت سے کام لیا جائے گا۔

از دبدبۂ سکندری رامپور مطبوعہ ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء
جلسہ چہلم حضرت سید ناصر الدین محمد ابو المنصور دہلوی

راقم دبدبہ سکندری کے ایک کرم گستر رقم فرماتے ہین کہ محب الفقرا زبدۃ العلما حضرت سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام المناظرہ دہلی علیہ الرحمہ والغفران کے واقعہ جانکاہ کا تعلق اہل دہلی کیا تمام ہندوستان کے لوگون کے دلون سے مدتون فراموش ہوگا جناب مرحوم ایک مسلم الثبوت امام المناظرہ اور فاضل عدیم المثال بزرگ تھے اور انکی ذات حمیدہ صفات سے طبقہ علما کو بہت بڑی امداد ملی اور مدتون اُنکے فیض روحانی کا اثر باقی رہیگا اور ایک زمانہ انکے علمی فیض سے مستفیض ہوگا۔

خدا کا شکر ہے کہ جناب مرحوم کی فاتحہ چہلم وغیرہ انکے فرزند سعید حضرت سید نصرت علی صاحب مالک نصرت الاخبار دہلی نے نہایت عمدہ طور سے کین اور انکے فاتحہ کا تبرک ایک نئے طرز اور تکلف سے دہلی اور بیرونجات مین بڑی علو ہمتی سے تقسیم کیا گیا جو قابل ذکر ہے اور سید صاحب موصوف نے اس تبرک کا ایک حصہ راقم دبدبۂ سکندری کو بھی بذریعۂ پارسل ارسال فرمایا ہے جسکا راقم تہ دل سے مشکور ہے۔

حضرت سید صاحب نے جو نئی ایجادین اپنی محبت سے اس تقریب مین ایجاد کین وہ قابل تقلید ہین جناب سید صاحب نے ہر حصہ نان پر تکلف کے ساتھ شیرینی پارچہ سبز مین تقسیم کی اور تھیلی پر ایک جانب اشعار چھپے ہوے تھے۔

اور دوسری جانب طغرہ مین اُن بزرگ کا نام تھا جن کی خدمت مین حصہ بھیجا گیا تھا اور ہر حصہ سبز خوان پوش سے ڈہنکا ہوا اور خوان اپوش چھپا تھا۔

نقل خط جناب مولوی محمد حسین صاحب احمد آبادی مترجم کتب عربیہ از راولپنڈی

بعالیخدمت حضرت اقدس مولانا سید محمد نصرت علی صاحب دام مجدہم وعلاؤکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ حصہ چہلم عین اکیسوین مارچ ۲۴ بجے پہونچا جو حضرت مرحوم کی مجلس چہلم کا وقت تھا گویا خاکسار بھی مجلس چہلم مین شامل ہوگیا فاتحہ پڑھتے اور کھانا کھاتے وقت جو مادہ تاریخ برآمد ہوے مین خیال کرتا ہون کہ حضرت مرحوم کی روح کی برکت ہے پہلے اس سے جو قطعہ عربیہ ارسال خدمت کیا گیا تھا اسمین جسقدر سوز و غم حضرت مرحوم کی وفات کی نسبت مین نے لکھا ہے وہ مبالغہ پر محمول

نہ فرمادین بلکہ خاکسار کو حضرت کی تصنیفات سے جتنا شوق تھا اور ہے اتنا کسی اور مصنف کی تصنیفات سے نہین - خدا مرحوم کو غریق رحمت فرمائے نظم در بارۂ چہلم عرض ہے —

سید والا نسب حضرت امام
ناصرالدین شاہ ابو المنصور نام

مثل ماہ و مہر جو مشہور تھے
ہند کی ظلمت مین وہ ایک نور تھے

شہسوار عرصۂ معنے تھے آپ
گلشن ہندوستان کے گل تھے آپ

تھے مناظر اس غضب کے وہ ہمام
کہتے تھے سب انکو اس فن کا امام

ناصر دین نبی تھے بالیقین
بھاگتے تھے ان سے سب اعدائے دین

وہ نہم ذیقعدہ کو اہل کمال
گر گئے دنیائے دون سے انتقال

تیرہ سو اور بیس سنہ ہجری کا آہ
جبکہ ابر قبر نے ڈھانپا وہ ماہ

چہلم انکے ابن اصغر نے کیا (صورتی دمغوی)
کھانا نادار و مساکین کو دیا

یعنی وہ نصرت علی اہل کمال
فاضل ابن فاضل ارکان نوال

باپ کے مانند دانا اور بنیہ
سچ ہے یہ الولد سر لابیہ

حضرت نصرت علی نے ازوفور
خوان بھیجے نعمتون کے دور دور

پہنچا جب اسٹیشن ہنڈی پہ خوان
لیکے بلبج لائے اسکو مردمان

بھیجے پڑھکر فاتحہ بخشا ثواب
فی البدیہ سال بھی نکلا شتاب

کہ ثواب فاتحہ مرحوم پاک
حق انھین بخشے وہ تھے مخدوم پاک

کھایا پھر ہم سبنے وہ خوان لذیذ
وہ مٹھائی اور وہ نان لذیذ

کھاکے دو دو بار وہ نعمت کا خوان
چہلم ہے مثل کہتی تھی زبان ۱۳۲۰

نقل خط جناب خان بہادر مولوی حکیم رحمان علیخان صاحب

مکرمنا و بالفضل اولینا مولانا سید محمد نصرت علی زیدت معالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

والانامہ مع رسید ریل بابتہ حصہ تبرک اور بعد اُسکے تبرک شریف فاتحہ چہلم پہونچکر بہت کچھ سرفرازی بخش ہوا جسکا شکریہ ہزارون لاکھون زبان سے بھی آپ کا نیازمند ادا نہین کرسکتا مین نے اُسکو کھایا اور اپنے اولاد کو کھلایا خداوندان کی عمر و دین برکت دے - پرچہ تاریخی اور خوشنویس مطبوعہ کیلئے جو کٹھہ اور گول دائرہ ہنوا کر بعد چڑھنے شیشہ کے اپنی مسجد مقام ریوان مین آویزان کرونگا —

ماخوذ از اخبار دبدبۂ سکندری رامپور یکم محرم الحرام سنہ ۱۳۲۱ھ

امام المناظرہ ابو المنصور حضرت مولانا سید ناصرالدین صاحب بمقام دہلی ۷ - فروری کو قضا کی - آپ ایک بہت بڑے مفسر اور محقق شخص تھے - آپکی تفسیر قرآن مجید مدتون آپکو ذکر خیر کے ساتھ یاد کرائیگی اور فرزندان سعید سے ہمارے دوست مولانا سید نصرت علی صاحب مالک نصرۃ الاخبار دہلی ایک بہت بڑے لیئق ہین جنھون نے آپکی فاتحۂ چہلم اور دیگر مراسم تعزیت اس خوبی سے ادا کئے اور آیندہ کیلئے ایک عمدہ نظیر قائم کی اور ایصال ثواب کا اچھا ذریعہ بتایا ہے باقیات الصالحات جس سے عبارت ہے وہ حضرت ابو المنصور علیہ الرحمۃ والغفران کو اللہ تعالے نے عنایت کی اللہ تعالے ہر ایک ہمارے دوست کو ایسا ہی درجہ عطا فرمائے کہ انکی اولاد سعید انکی روح پاک کو جنت مین مسرور اور دنیا مین ان کا ذکر خیر کے ساتھ خلائق کی زبان پر جاری ہو - آمین

از اخبار وفادار دہلی و پنج لاہور ۱۹ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

مولوی سید نصرت علی صاحب مالک نصرت الاخبار دہلی سے عام ہمدردی

مولوی صاحب موصوف کے والد ماجد حضرت ابو المنصور مولانا ناصرالدین صاحب امام المناظرہ کے انتقال پر ملال کے موقع پر ملک کے ہر حصہ سے تعزیت نامے پہونچ رہے ہین جو واقعی مرحوم و مغفور مولانا صاحب کی یاد اور اُنکے عالم باعمل ہونیکی ایک مصدقہ دلیل ہے -

اصل تو یہ ہے کہ شہر دہلی سچ مچ اہل علم اور ایسے ایسے صاحبدل بزرگونسے خالی ہو گیا بلکہ دہلی پر کیا حصر ہے عموماً ملک ہندوستان ہی خالی ہوتا چلا جاتا ہے مولوی سید ناصرالدین صاحب مرحوم اپنے وقت مین صاحبدل ہونیکے علاوہ محافظ دین اسلام تھے انکی بے بہا تصانیف کا یہ نتیجہ تھا کہ دین اسلام مخالفون سے محفوظ رہا خصوص انکی تفسیر قرآن مجید اس قابل ہے کہ ملک کے سرگروہ روسائے اسلام مولوی صاحب مرحوم کے فرزند رشید مولوی سید نصرت علی صاحب کو پرزور تحریک فرمائین کہ وہ اس تفسیر کے طبع کرنے مین اپنی اولی العزمی سے کام لین اور اسیطرح ملک کے ہر حصہ مین مولوی صاحب مرحوم کی یاد مین اظہار ہمدردی کے جلسے منعقد ہو کر خلوص دل سے مولوی صاحب کے فرزند رشید اور تمام خاندان سے اظہار ہمدردی کیجائے —

تعزیت نامہ

منجانب علماء و عمائد و حکام دہلی

کدام دل کہ ازین حادثہ دگرگون نیست
کدام دیدہ کہ زین واقعہ جگر خون نیست

آہ!! آہ ہم کس واقعہ جانکاہ کا اظہار رنج و غم کرتے ہین کہ بیان کرنے سے پہلے ہی جاری آنکھون سے خون کا سمندر ادبل رہا ہے دل ہے کہ ہاتھون اچھل اچھل کر خدنگ حسرت و الم کا نشانہ بن رہا ہے آنکھین صانع مطلق نے خون رلانے کو عطا نہین کی تھین اُنسے کچھ اور کام بھی لینا مقصود تھا مگر افسوس وہ مقصد گم ہو گیا آہ آہ وہ کونسا واقعہ جانکاہ ہے وہ وفات جناب فضیلت مآب کمالات انتساب علامۂ زمن محقق کامل الفن امام المناظرہ سید ناصر الدین محمد ابو المنصور مرحوم و مغفور ہے آپ ۲ فروری کی غم و اندوہ تاریخ تو حزن و ملال اہل دہلی کے لیئے عموماً سنگدل ثابت ہوئی آپ کا زمانہ حیات مشاغل علمی مین صرف ہوا آپنے باہمی فسادات جہالت رفع کرا کے قوم کو علم کتاب اور علمی مناظرات کیجانب مائل کر کے ملک مین امن قائم کرایا اور ہر علم و فن کی کتابین تصنیف و تالیف فرمائین لیکن صد حیف سب سے بڑی اور نہایت کار آمد و مقبول کتاب تفسیر القرآن آپکی زندگی اور آخرت کا سرمایہ طبع ہونے سے رہگئی۔ مرحوم کی روح پر فتوح کی ادیا و ثواب کیلئے اس تفسیر مقبول روزگار کا چھپنا ضرور ہے ہمین انکے جانشین صاحب عز و تمکین جناب مولوی **سید نصرت علیصاحب** سے کہ ہر طرح مرحوم کے جانشین اور نقش قدم ہین امید قوی ہے کہ وہ امام صاحب مرحوم صاحب **تفسیر القرآن** کی عمدہ یادگار قائم فرمائین گے اور اس دینی کام مین ستعدی فرما کر دنیا کے سامنے اک یادگار عالم نمونہ پیش کرینگے لیکن دیگر ہمدردان قوم بھی اسکو فرض عین سمجھکر امداد کا کوئی پہلو اُٹھا نہ رکھین خدا مولانا صاحب کو جمعیت اور کامرانی عطا فرمائے فقط۔

خان بہادر ڈپٹی الٰہی بخش آنریری مجسٹریٹ و وایس پریسیڈنٹ مینوسپل کمیٹی

خان بہادر نواب محمد قاسم علی خان سپرنٹنڈنٹ ریاست پاٹودی
مرزا اکبر علی خان سابق حاکم سرونج
پیرزادہ مولوی محمد حسین خان بہادر جج دہلی
خانصاحب مرزا محمد علیخان بہادر اعتماد جنگ
حکیم محمد ہاشم علی
حکیم قاسم علی
سید محمد امام عیدگاہ
محمد قاسم علی حکیم
سید میر حسن واعظ خلف مولوی محمد حسین مفتی
مولوی محمد عبید الرحمن راسخ واعظ

میر شاہ جہان پروفیسر سینٹ سٹیفنز کالج
محمد عبد المجید واعظ جامع مسجد دہلی
مہانرائن مالک اخبار خیر خواہ ہند
مرزا حیرت مالک کرزن گزٹ
عبد الغفار بیگ مالک افضل الاخبار
مولوی محمد عبد القادر متولی مسجد کلان
خانصاحب ظہیر الدین احمد آنریری مجسٹریٹ و مینونسپل کمشنر
نواب ضمیر الدین احمد برادر نواب صاحب لوہارو
بلاقی داس مالک میور پریس
بابو کدار ناتھ وکیل چیف کورٹ
حکمت رائے سابق میر منشی گورنمنٹ اودھ
بابو پیارے لال وکیل ہائی کورٹ
حکیم بدر الدین خان رئیس دہلی

محمد عبد السبحان واعظ
محمد امتیاز حسین ماسٹر اینگلو عربی اسکول
محمد اکرام علیخان داروغہ محکمہ نمک
حکیم محمد نواب جان
شیخ نور الٰہی مینونسپل کمشنر دہلی
سید احمد مصنف لغات آصفیہ
حکیم رضی الدین احمد فیلو پنجاب یونیورسٹی
نواب احمد سعید خان بہادر رئیس لوہارو
سید میر حسن سجادہ نشین حضرت شاہ عبد الصمد
صاحبزادہ سلطان احمد خان بیرسٹر ایٹ لا
نواب محمد عباس علیخان رئیس دہلی
محمد احسان الرحمن رئیس دہلی
مرزا اکبر علی بیگ سابق گورنر کشمیر
حکیم غلام نبی خانصاحب

تعزیت نامہ

منجانب روسائے شمالی لینڈ

انسان کو چاہیئے کہ خیال تھا رہے کہ ہم کیا ہین گے جب رسول خدا رہے

بخدمت جناب مولانا سید محمد نصرت علی صاحب دام افضالکم

تسلیم۔ پیسہ اخبار سے آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید **ناصر الدین محمد ابو المنصور** صاحب امام المناظرہ کی رحلت معلوم کر کے ہم سبکو غایت درجہ کا رنج و الم ہوا کیونکہ فی زمانہ ایسے محقق عالم صفحۂ دہر پر نہین ملتے اور انکی خداداد قابلیت کا ایک زمانہ ثنا خوان ہے۔ اللہ جل شانہ اونکی باقیات الصالحات جنسے (آپکی ذات اور نیز تصانیف سے مراد ہے) کو قایم رکھے۔ شکر ہے کہ آپ اونکی جانشینی کے ہر طرح قابلیت رکھتے ہین۔ امید کہ آپ **تفسیر تجمیل التنزیل** مصنفہ حضرت امام صاحب مرحوم کی طبع کرنے مین سعی بلیغ فرمائینگے اور ہمدردان قوم سے توقع ہے کہ وہ اس کام مین جان و دل سے آپکی مدد فرمائین گے۔

محمد عبد الوہاب صوفی ڈاکٹر
عنایت حسین سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ
عبد الکریم یوسف
سید نیاز علی چیف اکونٹنٹ آفس
حاجی عبد اللطیف طاہر محمد

مولوی عبد الرزاق ہیڈ کلرک
اللہ یار خان ہاسپٹل اسسٹنٹ
حاجی عثمان شیخ محمد
سید اصغر علی رجمنٹ ششم پنشنر
حاجی آدم صدیق وغیرہ

تعزیت نامہ

منجانب رؤسا بلہور ضلع کانپور

بخدمت معظمنا و مکرمنا واقف رموز خفی و جلی حضرت مولوی سید نصرت علی صاحب ایڈیٹر نصرۃ الاخبار دہلی دام برکاتہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - ہم لوگون نے آپکے والد ماجد حضرت مولوی سید ناصر الدین صاحب محمد ابو المنصور مرحوم و مغفور امام المناظرہ کی وفات کو بہت ہی تحسر اور تاسف کے ساتھ محسوس کیا سچ یہ ہے کہ ملک سے آفتاب علم و ہدایت کا غروب ہوگیا - اس عظیم حادثہ کے باعث آپکو جو کچھ رنج و الم ہوا ہے اوسمین ہم لوگون کو آپکے ساتھ دلی ہمدردی ہے خداوند تعالی اونکی مغفرت کرے اور پس ماندگان کو صبر کی طاقت بخشے -

قاضی نذیر احمد
ملک اللہ اوسین معافیدار
ملک محمد علی
انوار محمد
ولی حیدر چشتی صابری
سید امیر حسن

محمد فصیح الدین
ملک عاشق حسین زمیندار
انصار محمد
سفیر محمد
محمد مظاہر الاسلام
ملک سید عباس علی

محمد صلیح الدین
ملک حشمت علی زمیندار
ملک اعجاز حسین
قاضی واحد علی
سید محمد اعظم
محمد نصیر الدین

تعزیت نامہ

(از جانب اکابر و رؤسا راولپنڈی)

بخدمت سراپا برکت فضیلت پناہ نجابت دستگاہ عالم بے بدل فاضل اجل جناب مولوی سید محمد نصرت علی صاحب مالک و مہتمم نصرۃ الاخبار دھلی

سلام مسنون الاسلام کے بعد واضح ہو کہ سانحہ وفات حسرت آیات آپ کے والد ماجد مولانا مشہور نزدیک و دور حضرت سید ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب مرحوم و مغفور کا ہرچند ایسا نہین ہے کہ جو دفعتا دلون سے محو ہو جاوے اور یہ خوب یقین ہے کہ زمانہ ہزارون گردشین کھا کر اُن جیسا شخص منصۂ عالم پر پیدا نہین کر سکتا ہے کہ جیسے کمالات صوری و معنوی اُن حضرت مرحوم مین تھے ہند سے لیکے عرب تک اور شرق سے غرب تک کوس لمن الملک کا ڈنکا بجا دیا تھا بیشک وہ اپنی خداداد لیاقت کے باعث امام المناظرہ اور ہمہ دان تسلیم ہو چکے تھے اور آجتک باوجود اعلان انعام اُنکی تصانیف و تالیفات کا جواب کوئی نہ لکھ سکا تھا ہمارے خیال مین تو کوئی علم و فن ایسا نہین کہ جسپر وہ قادر نہ ہون لیکن چونکہ یہ عالم اسباب گذشتنی اور گذاشتنی ہے اور یہ سلسلہ قدیم سے ایسا ہی چلا آتا ہے اسلئے ہم لوگون نے بھی بظاہر انھین فقرات پر عمل کرکے تسکین خاطر غمگین کی ہے امید کہ آپ بھی مشیت ایزدی پر معتصم ہو کر راہ صبر و شکیب مین ثابت قدمی دکھائینگے اور حضرت مرحوم کے قدم بقدم چلکر اپنے آپ کو انکا نعم البدل بنائینگے اور آیۂ کریمہ ان اللہ مع الصابرین - پر عمل فرمائینگے اُسوقت ہمارے محزون دلونکو کچھ سکون ہوگا کہ جب دستار فضیلت ہم آپکے سر مبارک پر جلوہ گر دیکھینگے تفسیر مصنفہ حضرت مرحوم جو ابتک نہین چھپی ہے امید کہ اُسکو چھپوا کر انکی ایک یادگار قائم فرمائین —

راجہ جہان داد خان بہادر چیف آف گکھر سب جج —
سراج الدین احمد بیرسٹر ایٹ لا چیف کورٹ —
وارث خان میونسپل کمشنر
مولوی محمد حسین احمد آبادی مترجم اخبارات عربی —
منشی احمد خان داماد قطب الدین صاحب مرحوم —
منشی مولوی عبد الکریم مضطر —
غلام محمد پشاوری -
کریم بخش شاعر —
شیخ نبی بخش ناظر کمشنری
مولوی امام الدین تاجر کتب
حاجی محمد وارث -
سیٹھ حکیم جی مانمو جی رئیس اعظم
حاجی احمد منیجر اخبار چودھوین صدی
شیخ احمد حکیم میونسپل کمشنر
قاضی غلام حسین داروغہ آبکاری
شیخ محمد شفیع شاعر
مولوی الٰہی بخش صاحب ہیڈ کلرک محکمۂ انجینیر ریلوی راولپنڈی —
محمد عبد الرحمن اکزمنر ریلوے
بابو اللہ دیا سب پوسٹ ماسٹر
سید محمد مقبول احمد کلرک

فقیر سید افتخار الدین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مہتمم بندوبست -
بابو بدر الدین قریشی بیرسٹر ایٹ لا
میان نبی بخش صاحب آنریری مجسٹریٹ
سید محمد ولی اللہ تحصیلدار
عبد الرحیم خان سوپروائزر کنٹیمنٹ
مولوی الٰہی بخش ہیڈ ماسٹر نارمل اسکول —
احمد خان صاحب رئیس راولپنڈی
عبد الغنی خزانچی —
مولوی فیروز الدین —
راجہ احمد خان ہیڈ ماسٹر —
سیٹھ غلام حسین رئیس —
منشی نجم الدین داروغہ —
سید شیر شاہ بیلف عدالت ضلع
مولوی محمد بدر الدین پروفیسر مشن کالج
قاضی بدر الدین زمیندار -
محمد دین ٹیلی گراف سگنلر ریلوی
محمد اشرف خان ٹھیکہ دار -
محمد نور الدین سب انسپکٹر
اللہ داد خان داروغہ چونگی
شیخ رحمت اللہ مترجم ڈویزنل کورٹ
نظام الدین پوسٹ ماسٹر راولپنڈی

سمندخان ہیڈماسٹر ریلوے سیل

سردس —

ولی محمد خان میر منشی ۳ ریفل —

محمد روشن دین —

لعل خان نمبردار —

کریم بخش مستری —

خادم حسین اہلمد صدر بندوبست

محمد عبد الجلیل حکیم شہر —

سعید الدین ٹون انسپکٹر —

تعزیت نامہ

از جانب علماء و عمائد و تمر کا انجمن احباب بمبئی

ھو الحی الذی لا یموت

انما الدنیا فناء لیس للدنیا بقا

انما الدنیا وما فیھا کنسج العنکبوت

لیس فیھا عیشة فالعیش عیش الاخر

کل اھل العیش میت کل میت فی التبوت

حضرت عالم اجل فاضل بے بدل جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول جناب مولانا مولوی سید نصرت علی صاحب دام ظلکم العالے مادام الایام و اللیالی - درین ایام نا فرجام خبر انتقال پر ملال عمدة المحققین زبدة المدققین کشاف حقایق معقول و منقول حلال دقایق فروع و اصول مرحوم و مغفور عالیجناب مولانا مولوی سید محمد ابو المنصور صاحب امام المناظرہ بگوش این سودیان رسم تعزیت رسید ہمگی ہوا خواہان را ببتلاے مصائب و آلام بے اندازہ گردانید - الحق از وفات حسرت آیات چنین عالمے کہ بہ تحریر تفسیر تجلیل التنزیل حل مطالب و معانی کلام الٰہی نمود و بسعی تام و جد و جہد مالا کلام احیاء سنن رسالت پناہی فرمود ہر قدر کہ رنج و غم کنیم بجاست و از انتقال پُر ملال چنین فاضلے کہ تا آخر حیات عموماً بدفع مطاعن جمیع مخالفین اسلام پرداخت و خصوصاً بہ تردید نصارے و جوابات دندان شکن پادریان جان باخت ہر قدر کہ بحزن و الم پردازیم زیباست ؎

دردا کہ پاکباز جہان از جہان برفت

پاک آن چنان کہ آمدہ بود آن چنان برفت

اما چون نظر بسوے فناے دنیا کردہ از کلام پاک آیہ کریمہ - کل نفس ذائقة الموت میخوانیم پس بہ یقین میدانیم کہ —

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید

ز جام دہر مئے کل من علیھا فان

بنا برین مناسب ہمین ست کہ دست از جزع و فزع بر داشتہ و معاملہ بقضا و قدر گذاشتہ سوے تحصیل رضاے الٰہی شتابیم و بدین کار خیر جان باختہ و بدان امر احسن پرداختہ اجر و بشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون بیابیم تا بفحواے آیہ کریمہ ان اللہ مع الصابرین قرب بارگاہ الٰہی حاصل گردد موافق حدیث شریف الصبر عند الصدمة الاولے اتباع سنت رسالت پناہی صورت بندد ما ہمہ رؤساے اہل اسلام بمبئی عموماً و اراکین انجمن احباب خصوصاً این تعزیت نامہ بخدمت آن جناب پیش کردہ دست بدعا ہستیم کہ پروردگار عالم آن مرحوم و مغفور را غریق رحمت کردہ بہ بہشت برین درجات عالیہ مرحمت نماید و اعزا و اقارب آنرا صبر جمیل و اجر جزیل عنایت فرماید آمین ثم آمین ؎

جانش مقیم روضۂ دار السرور باد

گلشن سراے مرقد او پُر ز نور باد

سید زین العابدین سجادہ رفاعیہ

مصنف تحفہ رفاعیہ ایک لاکھ مرید

خالصاحب قاضی محمد علے مرگہی

مربی انجمن احباب صدر انجمن تائید مسلمانان

علی محمد ہیسم جی لکھرار

انڈین نیشنل کانگریس و سیاح یورپ

مولوی محمد عبد النعیم با علکظم

شافعی خطیب مسجد جامع و عیدین سکرٹری انجمن تائید مسلمانان

سید محمد اسمعیل عیدروس

اہلکار سرکار

منشی امیر علی مالک مسلم ہیرلڈ

دربار دہلی مین مدعو تھے

بابا خدا بخش بن شیر محمد

خوجونکے پیر جملہ مذاہب مین واقفیت کامل

قاضی اسمعیل جلبانی

سابق مترجم عربی فارسی ہائیکورٹ

عبد الکریم مدرس

ابن خانبہادر منشی غلام محمد صاحب

سید غلام محمد رفاعی

عالم با عمل آپکے والد فاضل اجل رئیس اعظم

میان محمد دین

قابل ولائق - اہل ثروت کوکنے

مولوی حافظ محمد اسمعیل شوق

مترجم عربی فارسی اردو عدالت عالیہ

قاضی اسمعیل بن قاضی غلام علی

بڑے علامہ

سید عبد القادر عیدروس

اعلی تعلیم یافتہ

حاجی صدیق - اخلاص

صاحب دیوان معاون سکرٹری انجمن احباب

محمد علی تنگیکر

رئیس اعظم و ممبر مسجد جامع بمبئی

شیخ طیب بھائی کوکب بی اے

بوہرونکے شیخ اور عالم عربی مین کامل —

قطب الدین بن محمد ابراہیم

مشہور عالم کوکنی

منشی غلام سبطے بلیغ —

مالک اخبار اردو پنچ

مولوی حافظ عبد [illegible] زالی

قطب وقت و دورئے [illegible]

سید تجمل حسین مہتمم مطبع کریمی
غلام احمد قادری سرہندی
بڑے بزرگ
مولوی محمد یوسف کھنگی
بی اے ایم اے یل رئیس عظیم
مولوی عبدالاحد منیر
پرنسپل مدرسہ باقیہ

مولوی محمد یونس خطیب ملایا
ہیڈ ماسٹر اپ نہر بانکی کے معزز عہدہ
حکیم سید محمد ضیا
مصنف اخلاق ضیائی - الف نصایح
مولوی فضل
مصنف انسائیکلو برٹش ڈکشنری و مترجم مرقع غم
حاکم محمد معبود خلف مولوی محمد محمود

تعزیت نامہ
از جانب امرا و شعرا، و اہل علم عظیم آبادی

سحر عید گل دعا شور بلبل در چمن دیدم
بہ نیرنگ فلک بسیار ہمچون صبح خندیدم

وحید الدہر فرید العصر صدر الفقہاء نتیجۃ العلماء مولانا **ابو المنصور** مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات وہ واقعہ جانکاہ ہے کہ دلون مین داغ بنکر رہے گا - صرف اسی غم کا نہین کہ دنیا سے ایک ایسا برگزیدہ باکمال و پاک نفس اُٹھ گیا ہے بلکہ اس کا الم ہے کہ اسلامی قوت کا ایک ایسا زبردست بازو جدا ہو گیا ہے جسکی علمی معرکہ آرائیون مدلل اور مسکت بحثون نے مخالفین اہل اسلام کے حوصلے پست کردیے تھے اور جسکی برق تحریر نے انکی آنکھون کو خیرہ کر دیا تھا -

ہزار افسوس فلک ستم شعار دنیا کے ایسے ہی منتخب نادر الوجود اور برگزیدہ لوگون کو چن چن کر اٹھا لیتا ہے مگر یہ وہ حضرت ہین جو بعد ممات بھی اپنی برکتین اور فضیلتین چھوڑ جاتے ہین جنسے آیندہ آنیوالی نسلین مستفیض اور متاثر ہوتی ہین آفتاب و ماہتاب صبح و شام غروب ہونے پر بھی شفق کے رنگ مین اپنی روشنی ظاہر کرتے ہین جسکے سہارے تھکے ماندے مسافر اپنی منزل مقصود تک پہونچ جاتے ہین - حضرت مولانائے مغفور کے احسانات اہل اسلام کی گردنون پر ہین اور یہ وہ بار عظیم ہے جس سے ہم لوگ کبھی سبکدوش نہین ہو سکتے یہ آپ ہی کا مردانہ استقلال اور جوش اسلام تھا کہ اپنے کمالات کے باعث مخالفین اسلام پر غالب رہے آپکی نادر تصنیفین علوم کے بیش بہا ذخیرے ہین جو آپ کے فضائل صوری و معنوی کی ہین شہادت دیکر اس فراق ابدی پر بھی حیات جاودان کا کام دینگے -

یکے آفتاب علم و کمال کی ضیاء صرف آپ ہی کے ملک تک محدود نہ تھی بلکہ تمام صفحات ہند اور ممالک غیر مین بھی پھیلی ہوئی تھے - آپ درجات رفیع اور خاندان عالی کے ساتھ ہندوستان کے مسلم الثبوت - مستند نامور عالم - اسلام کے سچے دلسوز - خالص ہمدرد - قومی سرپرست اور معزز رکن تھے ایسے باصفات کا انتقال باعث صدگونہ رنج و ملال ہے خامہ اظہار غم مین عاجز اور زبان بیان سے قاصر ہے - یہ چند سطرین نہین گویا ماتم کی صفین ہین - حروف نہین خامہ شکستہ کے آنسو ہین عجب پاک نفس تھے - خداوند عالم اپنے جوار رحمت مین جگہ کرامت فرمائے یہ غم نامہ ماتمی لفافہ مین اس خیال سے ارسال ہے کہ حضرت **امام المناظرہ** کا انتقال وہ غم روح فرسا ہے جو صرف مرحوم کے متعلقین اور احباب ہی تک محدود نہین رہ سکتا بلکہ اسکا اندوہناک اثر تمامی ہند مین پھیلا ہے اور اگر ہر فرد اسلام اظہار حزن و ملال کرے تو بجا اور واجب ہے -

ہم لوگ امید کرتے ہین کہ جناب مرحوم کی مقدس اور مشہور یادگار مجمع الفضائل مرجع الفواضل - سید العلماء فرد الفہامہ جناب مستطاب قدسی القاب المعی ولوذعی مولانا **سید نصرت علی** صاحب اور جمیع متعلقین کو خداوند عالم اس صدمہ عظیم کی برداشت کے لئے صبر جمیل عطا فرمائے کیونکہ دنیا سرائے فانی ہے یہان سب لوگ مسافرانہ وارد ہین ایکدن سب کو یہی منزل پیش ہے -

سید بندہ علیخان عرف سید منیر نواب
سید مظاہر حسین
اذل الازلی قادر علی
سید عنایت حسین امداد
شیخ حمید حسین
مرزا ابو محمد اشک
مرزا مہدی علی خان
سید ولایت حسین

سید مہدی نواب
سید انور حسین شاعر عرف سید مرتضی نواب مفتیگن
اقل الافراد سید علی سجاد سجاد مصنف محلاتی
معصیت ممثلی رضا علی
احقر الابدی الشاہ محمد مہدی
سید محمد جعفر
سید عبد الحسین
مرزا خورشید حسین مہر
آغا محمد مہدی - مہدی

تعزیت نامہ
منجانب علماء و عمائد لاہور

بعالیخدمت منبع علم و فضل و مجمع صدق و صفا حضرت مولانا مولوی سید محمد نصرت علی صاحب مالک و مہتمم نصرت الاخبار دہلی دام برکاتہم

حضرت مولانا سیادت پناہ مخدوم و معظم دام الطافہم - السلام علیکم

اخبار دہلی کے ذریعہ واضح ہوا کہ افسوس - رنج اور قلق ہوا کہ آپکے جنت مکان والد صاحب مرحوم فخر سادات عظام حضرت مولانا

ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب مغفور رحمۃ اللہ علیہ امام فن مناظرہ نے اس دار ناپائدار سے رحلت فرمائی جو لاریب فیہ ملک ہند کے عام و خاص مسلمانون کیلئے عموماً اور علماے و فضلاے وقت کیلئے خصوصاً ایک بے بدل اور ناگزیر صدمہ ہے۔ افسوس ملک ہند سے حامی دین و بزرگان اسلام کا خاتمہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

حضرت مولانا بلحاظ اپنے زہد و اتقا۔ اور علم و فضل مین فخر روزگار ہونے کے ہر ایک طرح اصول اسلام کی پابندی سے حکومت وقت اور رعایاے اہل اسلام کے دست و بازو سمجھے جاتے تھے اُن کے قابل قدر اور بے بہا تصانیف اُنکی عظمت و بزرگی کا کافی ثبوت ہین۔ حضرت مولانا صاحب مبرور۔ نہ صرف ہندوستان ہی مین مشہور اور ممتاز تھے بلکہ عراق۔ عرب۔ عجم۔ وغیرہ ممالک اسلامیہ مین بھی اُنکے علم و فضل کے ڈنکے بجے ہوے تھے خصوصاً علم مناظرہ کیلئے تو قدرت نے انھین ہر ایک طرح بےمثل عالم باعمل پیدا فرمایا تھا۔ انکے تصانیف کا جواب باوجود اعلان عام ہونے کے بھی ملک ہند اور دیگر ممالک سے کوئی نلکھ سکا کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام کے مطابق حضرت مولانا صاحب مرحوم نے مسلمانان کو داغ مفارقت دیا۔ اِنا للہ و انا الیہ راجعون خداوند تعالے حضرت کو غریق رحمت فرماوے۔ اور آپکو ان کے تمام بزرگانہ کمالات اور خوبیونکا نعم البدل ثابت کرے جو دراصل اُنکی روح پرفتوح کیلئے بالمخصوص ایک حقیقی ثواب اور زندگی ہے اور جسکی ہر ایک طرح آپکی ذات والا صفات سے امید ہے اگر ممکن ہو تو حضرت مولانا مرحوم و مغفور رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر قرآن (جسکو وہ اخیر وقت مین رقم فرما رہے تھے) طبع کرا دین تو یہ ایک علمی درجہ کی تاریخی اور اسلامی باثواب یادگار سمجھی جائیگی جو آپکی سعادتمندی کا پہلا ثبوت ہوگا۔ ہم ہین آپ کے ہمدرد اور خیر خواہ۔

خادم الشریعۃ المطہرہ سید علی حایری ابن ابو القاسم الرضوی مجتہد وقت امام حقائق تشیع۔

محمد افضل الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب وایس پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی لاہور

شیخ محمد تاج الدین قریشی بی۔ اے۔ وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور۔

میران بخش وائس پریزیڈنٹ انجمن احسن الاخلاق لاہور۔

سید فتح علی شاہ حکیم حاذق رئیس اعظم لاہور۔

سید صفدر علیشاہ نامور طبیب رئیس اعظم لاہور

مرزا محمد علی رئیس اعظم مغل حویلی لاہور۔

کرم بخش مالک اسلامیہ سٹیم پریس لاہور۔

محمد برکت خان ہیڈ اکونٹنٹ میونسپل آفس لاہور

فیروز الدین مالک اخبار مشیر ہند

سید حیدر حسین سابق سپرنٹنڈنٹ ریاست پٹھاری۔

محمد فضل الدین پروپرائیٹر اخبار وفادار دہلی پنجاب۔

مرزا اعلی مصاحب عیسیٰ کالج لاہور۔

تعزیت نامہ

منجانب اکابر و علماے میرٹھ

جو نہ رنگ رنج ماتم کا یہان نمود ہوتا

تو زمین نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا

جناب مولوی سید نصرت علی صاحب ایڈیٹر نصرۃ الاخبار دہلی دام فضائلکم باستماع خبر انتقال پر ملال افضل العلماء ادیب الادبا حضرت مولانا **سید ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب امام مناظرہ** والد ماجد آنجناب سخت رنج و الم دامنگیر ہوا جلشانہ انھین خلد برین عطا فرماے علماے متاخرین مین آپ کو کمال فوق تھا اور علم ادب۔ معنی۔ بیان فقہ وغیرہ خصوصاً مناظرہ مین ایسا تبحر تھا کہ ایک زمانہ اُس کا معترف و ثنا گستر ہے فی الحقیقت ایسے انتخاب روزگار کا اس جہان سے انتقال فرمانا اسلام اور اہل اسلام کے لئے بدقسمتی اور کمزوری ہے آپ نے باوجود گوشہ نشینی وہ شہرت حاصل کی جو اور ونکو جہان گردی اور صدہا روپیہ خرچ کرنے کے بعد بھی حاصل نہین ہوتی۔ فی الواقع اس حادثہ عظیم کا بدل بظاہر ممکن نہین خدا اُنکی روح پرفتوح کو جنت الماویٰ عطا فرماے اور آپ تفسیر قرآن مجید و فرقان حمید جو اُنکی تمام حیات کا سرمایہ اور اُنکی اعلی یادگار ہے طبع کرا کر شائع کرین جسمین نفع دینی و دنیوی متصور ہے اہل اسلام تاقیامت اس تفسیر اعظم سے فیض اور آپ کو ثواب حاصل ہوتا رہیگا

ے عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال ﷺ صد سال میتوان بہ تمنا گریستن ﷺ

خان بہادر نواب اسد اللہ خان وائس پریزیڈنٹ میونسپل کمشنر

احمد حسین شوکت مولوی و ایڈیٹر شحنہ ہند۔

احمد علی مولوی و مدرس اول مدرسہ عربیہ۔

محمد فخر الدین حکیم میونسپل کمشنر میرٹھ

حکیم مقرب حسین خان میونسپل کمشنر

محمد عبد الباری قاضی شہر۔

سید محمد صوفی جان عفی عنہ چشتی خدا آپ ایک برگزیدہ اصحاب مین سے ہین

سید ظہر علی رئیس صدربازار کیمپ میرٹھ

قاضی محمد اسحاق مولوی و مدرس مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ
منظر سلطان مولوے و حکیم
سید عبد اللہ شاہ خلیفہ حضرت شاہ خاموش —
قاضی محمد فاضل اڈیٹر مخبر ہند

محمد اسحاق خان-ایم-او-ایل مولوی فاضل ہیڈماسٹر مشن اسکول
عبد السلام مولوے
محمد برکت شیر خان ادیب سابق اڈیٹر ہمدرد —

تعزیت نامہ
منجانب رئیسان واہلکاران کوہ نینی تال

بخدمت جناب فضیلت اکتساب عالم بے بدل فاضل اجل مولوی سید محمد نصرت علی صاحب مالک و مہتمم نصرت الاخبار دہلی دام ظلکم —
سلام مسنون الاسلام کے بعد عرض یہ ہے کہ خبر وفات حسرت آیات آپکے والد ماجد امام فن مناظرہ مشہور نزدیک و دور حضرت ناصر الدین سید محمد ابو المنصور مرحوم و مغفور کی سنکر سخت قلق ہوا — مثل انکے عالم ہمہ دان اور باکمال روے زمین پر نتھا اور ایک فیض عام انکی ذات بابرکات سے جاری تھا اسلئے اہل زمانہ کے حق مین انکی وفات سخت صدمہ کا باعث ہوئی اور آپکو بھی جو کچھ رنج والم ہے حق بجانب ہے لہذا ہمکو بھی آپ کے ساتھ ہمدردی اور دلسوزی حسبتہ للہ ہے ظاہر ہے کہ اب سواے صبر اور دعاے مغفرت کے اور کچھ ممکن نہین مجبور صبر کیا آپ بھی مشیت ایزدی پر صابر و شاکر دامن استقلال کا نچھوڑین اور حضرت مرحوم کی باقی ماندہ تصانیف انکی یادگار ہین چھپواکر فیض انام کے واسطے شائع فرمائین اب یہ دعا ہے کہ خداے تعالے آپکو صبر اور انکو جنت عطا فرمائے آمین —
امید کہ بہت جلد ہمکو اس خبر کے سننے کا موقع ملے گا کہ حضرت کی دستار فضیلت آپ کے زیب سر ہوئی —

سید عبد القادر ہیڈ کلرک دفتر خزانہ
مشتاق حسین سوداگر
محمد عبد المجید خان سوداگر
محبوب الٰہی پانی پتی محکمہ کمسریٹ
سرفراز حسین " قاری
ذاکر علی ملازم ڈاکخانہ نینی تال

محمد جواز علی منیجر-ایس-آئی کمپنی-
منشی محمد ریاض الدین خان فرچیف انجنیر
حکیم نور محمد نینی تال
حسین علی ملازم کمیٹی
ظہور الاسلام نقشہ نویس ملٹری درکس
علی محمد نقشہ نویس —

تعزیت نامہ
منجانب علماء و عمائد ناگپور

از صبحدم چہ شد کہ گریبان دریدۂ ؎ ای شب چہ حالت است کہ گیسو بریدۂ
از دیدۂ زمانہ روانست جوے خون ؎ ای دیدۂ زمانہ بگو تا چہ دیدۂ

افسوس کہ عالم باکمال فاضل عدیم المثال مفسر بے نظیر ہادی برنا و پیر امام المناظرین مشہور نزدیک و دور حضرت مولانا مولوی سید ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب ۷- فروری سنہ ۱۹۰۳ء کو رحلت فرمائی دار السلام ہوے آپکی وفات پر ملال سے جو صدمہ عظیم ہوا حیز تحریر مین نہین آسکتا ہے نہ صفحۂ قرطاس مین سما سکتا ہے آپ اپنی خداداد لیاقت اور علم مناظرہ مین بے مثل معلومات کے لئے شہرہ آفاق تھے اور تحقیق مذاہب مین ایک بہت بڑا ذخیرہ آپکی تصانیف کا موجود ہے جسمین قرآن مجید کی تفسیر ایک بے بہا اور اعلے درجہ کی تصنیف ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ ابتک نہین چھپی ایسی نایاب تفسیر کا طبع نہونا مسلمانون کی بدبختی کی ہین تمثیل ہے جل شانہ مولانا مرحوم کو بہشت برین مین عالیمقام عطا فرمائے اور انکے لائق و فاضل صاحبزادے مولوی سید نصرت علی صاحب کی عمر مین برکت دے کہ وہ اپنے والد بزرگوار کی جانشینی کرین ہمکو امید ہے کہ تفسیر کے انطباع مین عجلت سے کام لیا جائیگا اور ہمدردان قوم مالی امداد سے پہلو تہی نہ فرمائین گے —

بدخشانی سید عشرت شاہ —
سعید الدین —
حفیظ الدین احمد
عبد الکریم خان جمعدار
حافظ سید اکبر علے —

منشی عبد الصمد انسپکٹر پولیس
منشی عبد العزیز مالگذار —
منشی عبد الجلیل —
حکیم محمد حسین —

تعزیت نامہ
از جانب رؤسا و علماے گویلکی ضلع گجرات

بعالیخدمت فیضدرجت جناب فضیلت مآب کمالات انتساب واقف رموز خفی و جلی جناب مولوی سید محمد نصرت علی صاحب مالک و مہتمم نصرت الاخبار —
سلام مسنون الاسلام کے بعد التماس یہ کہ حادثہ وفات حسرت آیات آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب مرحوم و مغفور سنکر نہایت رنج و الم ہوا - اب ایسا کوئی عالم فن مناظرہ منتخب روزگار نہین رہا کہ جو امور دینی و دنیوی مین کفیل ہو سکے رضینا بالقضا پر عمل کرکے مجبوراً صبر کرنا پڑا امید کہ

آپ بھی مشیت ایزدی پر صابر و شاکر ہون اور ہم اب یقین کرتے ہین کہ انکی دستار فضیلت آپکے سر مبارک پر موزون دکھین گے تفسیر قرآن مجید جو حضرت مرحوم کی تصنیف سے ہے اگر وہ انکی وفات کی یادگار مین چھپ جائے تو کمال باعث فیضیابی اہل اسلام ہوگی —

خادم العلماء فقیر غلام رسول مفتی — کمترین غلام غوث محمد پیرزادہ
محمد ملان امام مسجد — سید غلام محی الدین سادات گھوڈال
مولوی چراغ دین — محمد نور الدین —
حافظ مہرداد پیٹی دار — میر محمد رمضان پوسٹماسٹر —

تعزیت نامہ

از جانب اہل اسلام پنڈ دادخان ضلع جہلم

بخدمت شریف عالیجناب مولوے سید محمد **نصرت علی** صاحب مالک نصرۃ المطابع دہلی دام مجدکم —

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ آپکے والد ماجد جناب سید ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب مرحوم مغفور امام المناظرہ کی وفات کا بہت افسوس ہوا آپ فاضل بے مثل اور ناصر دین متین ہونے کے علاوہ صاحب تصانیف عجیبہ و مولف کتب غریبہ تھے اس لئے تمام اہل اسلام کو آپکی وفات کا افسوس ہونا لازمی ہے اور انکی تعزیت مین شامل ہونا باعث حصول اجر جزیل - لہذا ہم آپ سے ہمدردی ظاہر کرتے ہین اور مرحوم کے لئے دعاے مغفرت طلب کرکے باری تعالے سے التجا کرتے ہین کہ آپکو صبر عطا فرماکر مسلمانون کا بھی خواہ اور مرحوم کا سچا جانشین کرے —

قاضی فضل الٰہی ممبر کمیٹی — مخدوم محمد اشرف بی اے
میان غلام محی الدین امام مسجد — فقیر محمد حسن الدین قاضی تحصیل
سید غلام حسین شاہ ممبر کمیٹی — سید غلام مرتضے شاہ —
راجہ صاحب جان ولد راجہ شیر دل خان رئیس — ملک شیر محمد نمبردار —
قاضی اسد دین ولد میان حاجی — راجہ صفدر علیخان ولد راجہ شمشیر علیخان
حاجی کرم دین ولد حاجی پیر محمد ممبر کمیٹی — میان محکم دین ولد حاجی پیر محمد
سید ہاشم علیشاہ خلف الصدق — پیر احمد شاہ سجادہ نشین خانقاہ
گل حسین شاہ ساکن مالک کوٹھ شاہ — سید غلام رسول خلف سید رکن عالم شاہ
راجہ سجاد ولی خان ولد راجہ دوہن خان رئیس کوٹ سلطان — میان صاحب دین امام مسجد چوریوالا
ملک محمد حیات خان نمبردار و علاقہ دار — مخدوم محمد سعید بی اے تحصیلدار بانسہرہ
محمد زمان ولد مخدوم غلام حیدر مندوی مخدوم — محمد مولا بخش ہیڈ ماسٹر بورڈ اسکول
محمد مخدوم الف اے مسٹر کالج راولپنڈی — محمد اعظم مخدوم ولد مخدوم دین محمد صاحب
راجہ سیف علی رئیس اعظم وحشتنگر — شیر خان نمبردار

تعزیت نامہ منجانب عمائد و علماء کانپور

جناب فضیلت مآب جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول حضرت مولانا سید محمد **نصرت علی** صاحب مالک نصرۃ الاخبار دہلی دام برکاتہ

اسلام علیکم - و قلبی لدیکم - باستماع خبر انتقال سراپا حزن و ملال علامہ زمان یکتاے دوران ناصر الاسلام امام اہل الکلام حضرۃ سید ناصر الدین محمد ابو المنصور مغفور و مبرور جسقدر صدمہ ہوا اوسکا اظہار قلم اشک ریز سے ہرگز نہین ہوسکتا — مسلمانان کانپور کو عموماً اور گروہ علما کو خصوصاً اس سانحہ جانکاہ کا افسوس و الم بیش از بیش ہوا - آہ یہ وہ درد نہین جسسے بانہا جاے وہ زخم نہین جسکا چارہ سوائے مرہم تسلی کیا جاے یہ بسا غنیمت ہی کہ مولانا صاحب موصوف نے سرمایہ دینی کے سوا آپکو اپنا جانشین اور اپنا مماثل چھوڑا ہے امید کہ آپ صبر و استقلال سے کام لیکر اونکی تصانیف بالخصوص **تفسیر القرآن** جو ایک بے بہا مجموعہ اور اونکی نیک زندگی کا عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر سرمایہ ہے بحیثیت جانشین ہونے کے کہ ہر طرح آپ اسکے مصداق اور لائق ہین طبع فرماکر مرحوم کی متبرک ارواح کو ازدیاد ثواب کا مستوجب بنائین گے اور دردمندان اسلام اس تفسیر کے انطباع مین مدد دینگے ہم سب بذریعہ تعزیت نامہ ہذا اظہار صد رنج و الم کرکے آن بلند پایہ سے صبر و شکر کے بمصداق شعر ہذا ملتجی ہوتے ہین

عرفی اگر بہ گریہ میسر شدی وصال
صدسال میتوان بہ تمنا گریستن

محمد عبد الواجد خان ڈپٹی کلکٹر — احمد حبیب سید سب انسپکٹر پولیس — شیخ عبد القادر وکیل —
محمد جان وکیل — ابو محسن وکیل — سید غلام حسین بی اے انسپکٹر
حاجی محمد رعایت علی وکیل — سید علی سجاد ہیڈ کلرک — محمد خان رئیس کانپور
سید ولایت حسین مختار — اشرف حسین علوی انسپکٹر — مرزا ولایت حسین رئیس نوابگنج
سید احمد حسن مختار — محمد سعید مالک مطبع رضاقی — محمد رشید مدرس جامع مسجد
محمد عبد اللہ امام جامع مسجد — محمد عمر خان مختار — محمد ولایت حسین تحصیلدار
امیر احمد علوی بی اے انسپکٹر — محمد حامد علی خان افسر مصیع — محمد امجد علیخان جنرل مرچنٹ
سید سجاد حسین سپرنٹنڈنٹ — سید اولاد حسین ماسٹر — غلام مصطفےٰ خان اہلمد
احمد نظیر سررشتہ دار — الٰہی بخش — سید حسن رضوی
سید سردار حسن مختار — سید محمد مہدی پیشکار — حکیم عبد الخالق -

تعزیت نامہ منظوم

منجانب عمایدملایا مصنفۂ قاضی مولوی محمد یونس صاحب خطیب

یہ چراغ دھر ہے کیون بجھا یہ نیا شگوفہ ہے کیا کھلا
کہ گلونکی چاک ہوئی قبا جو ہزار محو ملال ہے
جو نسیم تھی وہ سموم ہے یہ چمن مین غم کا ہجوم ہے
کہ وہ عیش ہے نہ وہ دھوم ہے یہ زمانہ خواب و خیال ہے
ہے ہرایک نخل نہال غم ہے ہرایک چشمے کی چشم نم
ہے نسیم کا نہ وہ دم نہ خم یہ الم سے باغ کا حال ہے
ہمہ تن نہ نغمے ہین نہ وہ چہچے نہ وہ جوش ہین نہ وہ ولولے
ہین گلونکے بند وہ قہقہے یہ غضب کا رنج و ملال ہے
یہ ہوا ہے کونسا گل نہان کہ خزان کا رنگ ہوا عیان
ہے قضا کا ایسا مٹا نشان کہ دوبارہ آنا محال ہے
اسی فکر مین تھا کہ ناگہان کیا رو کے دل نے مرے بیان
جو وہ گل تھا باغ علی کا یان یہ اسی کے ہجر مین حال ہے
وہ بہار گلشن معنوی وہ شہیر عالم و مولوی
تھا وہ ایسا طالب اخروی کہ نہ اسکی جسکی مثال ہے
وہ امام فن بیان کا وہ نظام اہل زبان کا
وہ حسام اہل امان کا ابھی باقی جس کا جلال ہے
وہ حکیم تھا وہ حلیم تھا وہ ندیم تھا وہ سلیم تھا
وہ کریم ابن کریم تھا وہ قسیم جود و نوال ہے
وہ امام فن مناظرہ وہ فقیہ علم مجادلہ
وہ اجل اہل مباحثہ کہ نہ اب سا اہل کمال ہے
وہ تھا خصم اہل کتاب کا وہ تھا ہادی راہ صواب کا
کسے یارا اسکے جواب کا کسے اسکے رد کی مجال ہے
ہو ہے ان سے معرکے بیشتر نہ ملی کسیکو مگر ظفر
تھا مخالفون کی زبان پر سخن اس کا زہر ہلال ہے
اسے بخش مالک دوجہان بہ طفیل سرور انس و جان
دے اسے بہشت مین تو مکان کہ نبی کی تیرے وہ آل ہے
وہ رحیل راہ فنا ہوا وہ شریک اہل لقا ہوا
انہین صبر کردے خدا عطا کہ جو اسکی اہل و عیال ہے
یہ سیاہ بختی ہند کا ہے ثبوت دیکھئے برملا
کہ تھا ایسا فرد ہما اٹھہ گیا کہ نظیر جسکی محال ہے

شب و روز گردش آفتاب و نجوم روشن و ماہتاب
یہ دکھا رہے ہین ہمین حساب جو کمال ہے تو زوال ہے
یہ سرائے فانی ہے بیگمان نہین اسمین چین کا کچھ نشان
کبھی دل لگاؤ نہ تم یہان یہ مقام خواب و خیال ہے
یہ لکھا وفات کا مادہ ہے مسیح جس سے عیان سنہ
کہ امام فن مناظرہ کا یہ آج روز وصال ہے
۱۹ ۳ ع

تعزیت نامہ

از جانب عمایدو معززین شہر سیالکوٹ

بعالی خدمت سید محمد نصرت علی صاحب مالک نصرت المطابع دھلی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ - خاکساران کو اس خبر کے استماع سے کمال درجہ کا رنج پہنچا - کہ حضرت کے والد ماجد سید **ناصرالدین محمد ابوالمنصور** جو امام المناظرہ ومصنف کتب عجیبہ ومشہور ہر شہر و دیار تھے - اور باانیہمہ اوصاف کامل ولی اللہ اہل سنت وجماعت کے برگزیدہ فاضلون مین شمار کئے جاتے تھے) رہگراے عالم جاودانی ہوے - اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون ہ - خداوند تعالی مرحوم کو غریق رحمت فرماوے اور اعلی علیین مین مقام نصیب کرے - افسوس ہے کہ جو تفسیر کلام اللہ آپ نے فارسی زبان مین تصنیف فرمائی تھی - اسکے مطبوع ہونے سے پہلے ہی آپ جنت مین جا بسے ایسے بیمثل فاضل کی عجیب تفسیر چھپ جاے - تو اہل اسلام کے آنکھون کو نور اور دلون کو سرور حاصل ہو والسلام فقط

چودھری الہ بخش اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر | محمد باقر رئیس و وایس پریزیڈنٹ

محمد بشیر نائب تحصیلدار
نصیر اللہ خان وکیل
مفتی محمد عیسی اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر اسکول
سید میر حسن پروفیسر سکاچ مشن کالج
خادم سنت محمد ابراہیم
مرزا خوشحال بیگ
منیجر بشیر ہند پریس
کریم بخش
پروپرائٹر انوار الاسلام
مولانا محمد عبد الکریم مدرس اعلی
الطاف حسین تحصیلدار

چودھری محمد سلطان میونسپل کمشنر
سردار خان مختار عدالت
محمد علی مدرس اول امریکن مشن ہائی اسکول
شیخ الہی بخش رئیس
عبد الرحمن
مالک و مہتمم صدری پریس محلہ رنگپورہ
عبد الرحمن
ڈسٹرکٹ انگلش ٹیچر ایم بی ہائی اسکول
محمد فیروز الدین
مدرس اول فارسی

تعزیت نامہ منجانب روسا و علما و مشائخ لکھنؤ

جناب مستطاب ظل سبحانی خاندان مصطفوی و نقاوہ دودمان مرتضوی مقبول بارگاہ الٰہی حضرت نواب سید نصرت علی صاحب

کیسکا ماتم ہی آج یہ پایہ کون دنیا سے اُٹھ گیا ہی | یہ کون تہ زمین چھپا ہی کہ جسکو ہر ایک رو رہا ہی

در و فور غم ہی الم ہی ظاہر ہجوم رنج و محن ہوا ہی | ہر ایک جانب ہی وا ویلا ہر ایک شور نوحہ و بکا ہی

ہمکو اس دلشکن خبر سے نہایت ہی رنج و الم ہوا کہ والد ماجد آنجناب رئیس المحققین عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین حامی دین متین مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب مرحوم و مغفور امام المناظرہ نے اس عالم فانی سے راہ ملک جاودانی اختیار کی جو اہالیان دھلی و علما و فضلا کے لیئے خصوصًا اور دیگر دردمندان اسلام کے لیے عمومًا صدمہ جانکاہ اور مسلمانون کی بدقسمتی کا باعث ہی افسوس روز بروز ملک ہند سے ایسے برگزیدہ اور پشت پناہان اسلام اوٹھے جاتے ہین اور مشکل یہ ہی کہ اپنا نظیر نہین چھوڑتے مگر اپنی وفات کے بعد اپنی فیوضات و برکات جاری کر جاتے ہین آپ رفیع الشان اور عالی دودمان ہونے کے ساتھ ہندوستان کے مستند مشہور و معروف عالم اسلام کے سچے ہی خواہ خالص دردمند حکام و رعایاے اسلام کے رکن رکین صلح جو امن خواہ مملکت شمار کیئے جاتے تھے آپکی نمایان شہرت صرف ہندوستان ہی تک محدود نہ تھی بلکہ دیگر ممالک اسلامیہ مین بھی آپکے عالم یگانہ ہونیکا سکہ بیٹھا ہوا تھا بالخصوص مناظرے مین دست قدرت نے اونکو فرد اور بےمثل بنایا تھا اونکی تصانیف کا جواب باوجود انعامی اعلان عام ہونیکے ہند و دیگر اقالیم مین اسوقت تک کوئی نہ دے سکا جنکے دل ضیاء اسلام و ایمان سے منور ہین اونکے لیئے اس دائمی مہاجرت کا بڑا اثر محسوس ہوا جلشانہ انکی روح پرفتوح کو خلد برین عطا فرمائے اور آپکو اونکے ہمہ دانی اور حسن صفات کا نعم البدل اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِأَبِيهِ کے مصداق ثابت کرے جو دراصل اونکی ارواح پاک کے لیے ازدیاد ثواب اور دائمی حیات کا سبب ہی اور جسکی ہمین آپ کی ذات مبارک سے پوری توقع ہی کیا خوب ہو اگر حضرت مولانا علیہ الرحمۃ والغفران کی تفسیر قرآن جو اونکی حیات کی عمدہ یادگار اور اونکی آخری تصنیف ہی چھپوا دیجاے تو ایک اعلی درجہ کی یادگار اسلام اور باعث ازدیاد ثواب سمجھی جائیگی

محمد یعقوب	محمد اسلم	محمد عبد الخالق
از علماے فرنگی محل	سجادہ نشین مولانا محمد نعیم	از علماے فرنگی محل

فتح محمد تائب
مولوی و مہتمم مدرسہ رفاہ المسلمین
ابراہیم حسین
مدرس اول نارمل سکول
احمد علی خان
مالک دبدبہ احمدی
نبیرہ نواب اقبال الدولہ نصیر الدولہ
سید افتخار الزمان المعروف بہ
محمد یوسف زمان خان ابن نواب
عماد الملک محمد نوازش علیخان
صفدر جنگ بہادر
نواب کاظم حسین خان خلف
نواب سعید الدولہ سلطان
علیخان بہادر مرحوم
شیخ محسن علی داروغہ اصطبل شاہی

سید محمد رضا
ابن سید ابو القاسم
میر سید علی
معافیدار و تعلقدار بسندہ
نواب قاسم علیخان
سید نادر حسین رضوی
سید احتشام علی خلف
حکیم سید ضامن علی حسن الاطباء
نواب لاور حسین خان خلف
نواب زینت الملک حسن الدولہ
سید زکی علیخان بہادر شہسوار جنگ
نبیرہ برہان الملک
نواب میر بنیاد حسین خان خلف
نواب گرامی قدر بہادر
سید میرن رضوی بقلم خود

سجادی علی وکیل
مولوی محمد اسمعیل
بشیر احمد رئیس
محمد جواد علی (مفتی)
قاری محمد علی
چودھری غلام علی
محمد فیروز بخش ابراہیم علیخان
نہیب جنگ خلف شاہزادہ
محمد اقبال الدولہ فریدون بخت
سید ظفر علیخان بہادر صفدر جنگ
سید محمد علی خلف جناب نواب
عاشور علیخان صاحب بہادر
سید انتظام علی کربلائی الخطیب
افضل الذاکرین
سید انور علی کاپی نویس

تعزیت نامہ از علیگڈھ (بنام ملکھند) مطبوعہ اودھ اخبار

اُف آج یہ آنکھین کیون پھوٹ پھوٹ کر روتی ہین - آہ کلیجا کیون بار بار منھ کو آتا ہی - ہاے یہ کیا غضب ہی کیون بے اختیار دیوار سے سر ٹکرانیکو جی چاہتا ہی - واے حسرت جان کس کے غم مین بیقرار ہی دل کس لیے سنبھالے نہین سنبھلتا

ہردم دل غمدیدہ مین اک شور فزون ہی ؎ جو آہ ہی سینے مین وہ فوارۂ خون ہے

ہائے اللہ یہ کیا اندھیر ہی کہ زمانہ آنکھون مین تیرہ و تار ہو رہا ہی سر و دیوار سے غضب کی حسرت برستی ہی آسمان نے ہمیشہ کیلیئے ماتمی لباس پہنا ہی زمین ہر وقت سر پر خاک اڑاتی ہی -

جہا لنے اُٹھا یہ کون ذیشان یہ سوگ کے کسکے سب ہین سامان
کہ جسکو دیکھو وہ ہی پریشان یہ سارے عالم مین کسکا غم ہی

اور کیون نہ ہو ہندوستان کے مشہور عالم و فاضل امام المناظرہ جناب مولانا و مقتدانا ناصر الدین ابو المنصور صاحب نے ۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ کو بمقام دہلی انتقال فرمایا - انا للہ و انا الیہ راجعون جب باکمال و شفیق بزرگ کا سایۂ عاطفت ہمارے سر سے اُٹھ جاے تو پھر کیونکر ہماری آنکھون سے خون کے آنسو نہ جاری ہون آہ فلک کی کجروی اور زمانہ کی نیرنگی نے آج یہ دن دکھایا کہ ہمین اپنے شفیق بزرگ کا پرحسرت ماتم کرنا پڑا -

زعمت جہان جہان غنچہ کہ صبا نمی تواند ؎ بہ تبسم نہانی لب غنچہ باز کردن

تعزیت نامہ

منجانب علماء عظام و رؤساء کرام ملتان

ہندوستان کی اسلامی دنیا مین کون شخص ہو جو محسن قوم امام فن مناظرہ سید ناصر الدین محمد ابو المنصور مرحوم مغفور کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف نہین یا جسکے دل کو اس جلیل القدر بزرگوار کی وفات سے سخت صدمہ نہین پہونچا۔ یون تو دنیا کبھی وقت مقررہ تک آدمیون سے خالی نہ رہیگی اور اسکا وسیع دامن ہمیشہ اس اشرف المخلوقات سے پر نظر آئے گا مگر مولانا مرحوم جیسے ہمہ دان بزرگوار باوجود اس کثرت پیدایش کے بھی اس جہان ناپائیدار مین ہمیشہ پیدا نہین ہوا کرتے اور نہ کبھی کوئی ایسا بحر مواج دنیا سے کوچ کرتا ہو تو مدتون اسکا جانشین بہم نہین پہونچ سکتا اور اسکی جگہ خالی ہی نظر آیا کرتی ہو۔ عالم کا گذر جانا معمولی بات نہین۔ یہ ایسا سخت حادثہ ہو کہ مادر زمانہ کی آنکھ مدتون اس غم مین پرنم نظر آئیگی اور ردایۂ گیتی کی زبان پر کیا جانے کبتک اس سوگواری مین دردناک اشعار جاری رہین گے۔

سب سے زیادہ رنج اس امر کا ہو کہ آپ کی تفسیر جسکا نام تجلیل التنزیل ہو اور جسمین تحقیق رشیق اور تدقیق انیق کے ساتھ مفید مطلب بیان کیے گئے ہین اور غیر مذاہب کے مسائل پر بھی جا بجا حسب موقع بڑی خوبی کے ساتھ استدلال کیا گیا ہو ابھی تک شایع نہین ہوئی۔ اگر خدانخواستہ یہ تفسیر شایع نہ ہوئی تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ گویا جواہرات کا ایک بے بہا خزانہ ہاتھ مین آیا ہوا ہماری اپنی غفلت سے پھر چھن گیا ہو خدا انکی اولاد کو قایم رکھے۔ مولانا سید نصرت علی صاحب سلمہ اللہ بھی شہر دہلی مین بہت عالی ہمت بزرگوار ہین اور انکی ذات گرامی سے بھی دنیا مین بہت کچھ کر دکھانے کی واثق امید ہو۔ اگر انکی ہمت و جانفشانی اور عوام کی قدردانی سے یہ تفسیر شایع ہوگئی تو مولانا موصوف بھی اپنے ممتاز والد بزرگوار کے لایق اور مفید جانشین کا مرتبہ حاصل کرینگے اور زمانہ انکو بھی اسی تعظیم اور محبت کی نگاہ سے دیکھنے لگے گا جیسا کہ انکے مرحوم والد کو دیکھتا تھا۔ ہمارے مولانا موصوف سے انکے اس حادثہ پر دلی ہمدردی ہو اور ساتھ ہی یہ خواہش ہو کہ بمفحواے سه اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ وہ اس گنجینۂ فیض کو شایع کرنے کی ہمت دکھائین اور مسلمانو نکو اپنے مرحوم والد کی اس محنت کے استفادہ پہونچانے سے دین و دنیا کی بہبودی اور تحسین حاصل کرین۔

مولوی عبد الرحمن
مولوی حکیم شبیر محمد
حکیم غلام محی الدین
خلیفہ واحد بخش تاجر اعظم
مخدوم شیخ حسین بخش قریشی
رئیس و آنریری مجسٹریٹ
عبد القادر خان خلف نواب
عاشق محمد خان بادوزئی رئیس
سید محمد شاہ وکیل
چیف کورٹ
سید میر حسن خلف سیٹھ
سید خدا بخش ٹھیکہ دار و رئیس
شیخ احمد حسن
بیرسٹر ایٹ لا
مولوی سید احمد علی
مدرس عربی ہائی اسکول
میر صفدر حسین
سابق ٹریزری کلرک
خان بہادر سید حسین بخش
گردیزی رئیس و آنریری مجسٹریٹ
مولوی خدا یار
تاجر کتب ملتان
محمد شریف شورخ اڈیٹر
میشر گورنمنٹ
سید سرور شاہ
میونسپل کمشنر

مولوی نظام بخش
مولوی عبد اللہ
محمد حیات اللہ خان رئیس
محمد شاہنواز بیرسٹر ایٹ لا
مخدوم شیخ محمد راجو گردیزی
رئیس و آنریری مجسٹریٹ
شیخ ریاض حسین رئیس و آنریری
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر
حاجی منور الدین
تاجر اعظم ملتان
محمد رب نواز
میونسپل کمشنر
مولوی چندو و اخلف
علی مردان مرحوم
سردار عبد الرحمن خان
بیرسٹر ایٹ و وایس پریزیڈنٹ
حکیم سید عبد اللہ شاہ
خلف حکیم سید جمال شاہ مرحوم
نور محمد خان حذکہ
سب رجسٹرار
مولوی برخوردار
تاجر کتب ملتان
حکیم شاہ بخش
میونسپل کمشنر
میر واجد علی
سکرٹری انجمن اسلامیہ

دستار بندی

ہر چند کہ تعزیت ناموں کی متعدد نظمیں اور متوسل نثرین باختصار لکھی گئین
تاہم دو جزو سے زیادہ ضخامت ہوگئی اگر تفصیل کے ساتھ ہر ملت و
مذہب کے معززین کی تحریرین درج کیجاتین تو ایک مبسوط کتاب بنجاتی
اسلئے خیر الکلام ماقل و دل پر عمل کیا۔ جسقدر حضرت والد مرحوم کے
انتقال پر **والیان عظام**۔ **عمائد ذوی الاحترام**۔ **حکام عالیمقام**۔
علمائے اعلام۔ **صوفیائے کرام**۔ **شعرائے شیرین کلام**
نے اظہار تاسف کیا اسیقدر جانشینی احقر کے بارہ مین کلمات
اطمینان و مسرت فرمائے۔ یہ اونکی قدر افزائی اور حسن ظن ہے ورنہ
من آنم کہ من دانم ؎ منکہ باشم کہ بران خاطر عاطر گزرم ؛ لطفہا
میکند آن مخزن صد گونہ کرم ؛ اور جلسہ **دستار بندی** مین
رؤسائے دہلی اور امرائے بیرونجات رونق بخش ہوئے اور جو حضرات
بوجہ مصروفیت امور متعلقہ خود تشریف آوری سے مفتخر نہ فرماسکے
اُنہون نے معقول معذرت کے ساتھ زرین دستار قیمتی شال۔
اور بیش بہا تحریرین ارسال فرماکر سربلند کیا بوجہ طوالت انکا اعادہ
کرنا لابدی امر نہ تہا لیکن میری ممنون طبیعت مرہون منت دل
متقاضی ہوئے کہ ان حضرات عالیدرجات کا ضرور شکریہ ادا
کیاجائے اگرچہ یہ حقیر کیا اور شکر نعمت کثیر کیا اسلئے سخت کفران
نعمت تہا اگر مین اپنے محسنین عام اس سے کہ فرمانروان ریاست
تھے یا امرا و حکام۔ ہمعصر اڈیٹران اخبار تھے یا علمائے کرام
کا شکریہ دل سے نہ بجالاتا ؎ زبان شکر گزاری کشادہ ام اما
نمے توانم از ان عہدہ آمدن بیرون ؛ ہر چند کہ صدہا موصول شدہ
صحائف اون معززین اصحاب و سربرآوردہ حضرات کے ہین جو اپنی
جماعت مین باوقعت اور ممتاز ہین لیکن بوجہ عدم گنجایش انمین
سے صرف ایک ایک تحریر ہر ملت و مذہب کی ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

فرمانروایان اہل اسلام

نقل والانامہ عالیجناب والاخطاب نواب محمد حیدر علیخان صاحب بہادر فیروز جنگ فرمانروائے ریاست حیدر گڈہ باسودہ دام اقبالہ

یہ آپ نواب محمد عمر علیخان صاحب بہادر فیروز جنگ خلد آرامگاہ
کے جنہون نے کل ہندوستان۔ لنڈن۔ روم۔ امریکہ و چین وغیرہ
تک سیاحت فرماکر بڑا تجربہ حاصل کیا اور ہر ملک کا سفرنامہ اور متعدد
کتب تصنیف و تالیف فرمائین تھین جانشین اور قدم بقدم ہین فی الحقیقت
دنیا سے مستغنی ہونیکے علاوہ اپنی استعداد علمی اور ذہانت کی وجہ سے
بہی لایق اور دوسرون کی قدر فرماتے ہین چنانچہ آپکی نسبت سینٹرل
انڈیا ایجنسی ریورٹ ۱۹۰۵ء مین ہے کہ "نواب صاحب حال ایک
باخبر اور لائق فرمانروا ہین اور انتظام
کا بہی بڑا تجربہ ہے"

حضرت مولینا بالفضل اولینا مولوی سید محمد نصرت علی صاحب دام برکاتہ۔
بعد سلام وعلیک کے واضح ہو کہ حضرت مولانا مرحوم امام المناظرہ
کا رنج و الم قوم کے دلون سے جانے والا نہین ہے۔ لیکن خوشی
کا مقام یہ ہے کہ حضرت مرحوم نے ایسے یادگار چھوڑے ہین جیسے
آپ۔ بس قوم تسلی حاصل کر سکتی ہے کہ ہمارے مولانا کے قائم مقام
ہیسے وہی ہمدردی وہی برتاو مرعی رکھ کر اپنے والد بزرگوار کے
قدم بقدم چلنے کی کوشش کرینگے۔ لہذا آپ کو حضرت مولانا
مغفور کے جانشین متصور کر کے بغرض ادائے رسم دستار بندی
مندیل وغیرہ ذریعہ پارسل بخدمت شریف روانہ ہے قبول فرماکر
ہموارہ بہ تسطیر رسائل رسائل یاد شاد فرماتے رہیے گا۔

دستخط و مہر نواب صاحب بہادر

فرمانروایان اہل ہنود

نقل گرامی نامہ عالیجناب معلی القاب ہز ہائی نس مہاراجہ سر رنجور سنگھ صاحب بہادر کے سی آئی ای۔ فرمانروائے ریاست اجیگڈہ دام اقبالہ

آپ یادگار خاندان مہاراجہ چہتر سال۔ فہیم و تجربہ کار اپنے معاصرین
مین مفتخر صاحب تصانیف کثیرہ علوم مشرقی و مغربی کے ماہر
اپنے تمام علوم و فنون سے آگاہ سلیم دوست شریف نواز
جواہر شناس۔ قدردان اہل کمال ہین ؛

صدر نشین چار بالش فضل و کمال نجیب الطرفین مقبول بارگاہ
لم یزلی مولوی سید نصرت علی صاحب مالک نصرۃ الاخبار دہلی
آپکے والد ماجد سلطان العلمائے مدققین تاج الفضلائے
محققین حضرت سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام المناظرہ
مشہور نزدیک و دور کا سانحہ وفات ایسا نہین ہے جو
جلد دلون سے فراموش ہوجائے مگر شکر ہے
اُس خالق عالم کا جسنے آپ جیسا لایق و فاضل۔ ہمدرد
قوم انکا جانشین قایم رکہا۔ معہذا برسم تہنیت دستار بندی
عمامہ و خلعت پارچہ معہ زرنقد عطا کر کے تحریر ہذا بنظر خوشنودی
آپ کو دیجاتی ہے۔

من نتیجہ فکر سید منظور علی منظور فرخ آبادی

ازخاندان سادات ترسند و نبیرہ برادر معظم قاضی سید لطف احمد صاحب ہیں عربی۔ فارسی مین عمدہ دستگاہ ہے طبیعت نہایت موزون پائی ہے اکثر

الٰہی خیر کیجیو ہائے کیا نقشہ بنا بگڑا
ہوا کیسی چلی دم مین زمانہ کہا گیا پلٹا
بہار باغ عالم پر عجب عبرت کا عالم ہے
خزان نے بلبل و گل پر کیے جور و ستم کیا کیا
خیابان مین وہ خاک اوڑتی ہے جس سے ہول ہوتا ہے
چمن مین ہو کا عالم ہے پڑا ہے۔ صاف سناٹا
جوانان چمن ہاتہون سے اسکے تنگ آئے ہین
اسی کے ظلم بیجا سے ہے عالم حشر کا برپا
جو شاخین سبز تہین پژمردگی سے سر جہکائے ہین
نہالون نے یہ پہل پائے ہوئے جو سوکہکر کانٹا
سمن مین ہے نہ زیبائی نہ نسرین مین وہ رعنائی
ہے لالہ داغ بر دل نرگس مخمور کو سکتا
کدہر ہے طوطی شکر شکن کی وہ نوا سنجی
کہان ہے بلبل شیرین سخن کا زمزمہ ہرجا
چمن سوکھے پڑے ہین تازگی ہو خاک بوٹون مین
رخ گل پر نہین جز اشک بلبل قطرہ شبنم کا
جدہر دیکھو مصیبت پر ہی اک تازہ مصیبت ہے
گہٹائین غم کی چہائی ہین زمانہ ہے تہ و بالا
ہوا تصویر کا عالم کہ ششدر رہ گیا غم سے
مین سویا مین ہی اس احوال عالم پر بہت رویا
صدائے گریہ و ماتم سنائی جبکہ قسمت نے
حواس ایسے ہو مختل کہ ہونچکا ہوا گویا
پکارا ہاتف غیبی یہ جس کا آج ماتم ہے
جہان مین تہا بڑا عالم وہ مرد زیرک و دانا
اوسی کا آج ماتم ہے اوسی کا آج یہ غم ہے
اوسیکو روتی ہین چہوٹے بڑے سب کرکے واویلا
وہ مظہر چار ارکان فضائل کا تہا عالم مین
الٰہی اور طبیعی کا تھا وہ ہی جاننے والا
نہ ہوگا منطقی اور فلسفی ایسا زمانہ مین
چہپا نظرون سے ایسے آفتاب علم کا جلوہ
قسم کہاتے ہین سارے زاہد اوسکی پارسائی کی
کبھی آب نواحی سے نہ دامن تر ہوا جس کا
مفسر ایسا دنیا مین سنا ہے اور نہ دیکھا ہے
محدث بے بدل ایسا ہوا ہے اور نہ اب ہوگا
نہین کوئی جو فرق حق و باطل کر دکھائے اب
بچا کر کفر سے بتلائے رستہ دین کا سیدہا
جبھی بدلی ہوئی یہ باغ عالم کی ہوائین ہین
جبھی تو ساری خلقت مین اندہیرا ہوگیا پیدا
گیا دنیا سے وہ جو پیرو دین الٰہی تھا
مقلد جس کا عالم تہا ہوا عالم سے ناپیدا
جو اوس مرحوم کا اسم گرامی لون تو ڈرتا ہون
سرشک غم کا آنکھون سے نہ جاری ہو کہین دریا
ابو المنصور سید ناصر الدین کامل و اکمل
معین دین حق محسن ذکی و زیرک و دانا
ہوا وہ رہگرائے عالم ملک بقا ہے ہے
کدہر اوس آفتاب دین کا سر سے اوٹہ گیا سایا
بہت بے چین مجکو فرط حزن و غم نے کر ڈالا
بہت ہی قلب نازک کو ہوا صدمہ قیامت زا
حواس و ہوش و عقل و فہم رخصت ہوگئے بالکل
ہجوم غم نے دل پر اور جگر پر کر لیا قبضا
ہوا جب اشک خون منظور آنکھون سے مرے جاری
تسلی دیکے پہر الہام غیبی یون پکار اوٹھا
اونہین کے جانشین اور نام روشن کرنیوالے ہین
جناب مولوی نصرت علی صاحب ہے نام اونکا
یہ وہ فرزند نامے ہین اوسے مغفور کے ایسے
کہ جنکے فضل و جود و علم کا عالم مین ہے شہرا
وہی اب اک معین و حامی اسلام باقی ہین۔
وہی ہین نیر دین دافع تاریکی دنیا
اونہین مین خلق سارا اونکے والد کا سمایا ہے
اونہین کی ذات اب الا ہی عز و جاہ مین یکتا
اوسی مرحوم کا مانا ہے سب نے جانشین ان کو
اوس ارکان امامت کا یہ رکن خاص ہے گویا
خوشی اس بات کی اب چار سو عالم مین پہیلی ہے
اونہین کے واسطے دستاربندی کا ہے یہ جلسا۔
رئیس و والیان ملک نے اعزاز سے ہر سو
خوشی مین بے بہا وہ خلعت زرتار اور دیبا
ہدایا اور نوادر اور عمامے اور مندیلین
اونہین کو سب نے بہیجی ہین وہ ہین اس شان کے زیبا
اونہین کے شہرہ آفاق الطاف گرامی ہین
اونہین کی ذات سے تسکین ہوئے دلکو نفع پہونچا
یہی ہین قبلہ ارباب حکمت کے معین بیشک
یہی ہین کعبہ اہل خرد کے مامن و ملجا۔
دل مضطر جو ٹھہرا صبر سے مانگی دعا مین نے
خدا قائم رکہے وہ ایستگان پر سایہ والا
رہین آباد وہ دنیا مین جبتک دین ہے جاری
فزون ہو عمر و دولت اور عشرت کا ہے جلسا
اونہین یہ جلسہ دستاربندی اب مبارک ہو
تمامی مقصد دل اونکی یارب خلق مین برلا

از تصنیف مولوی محمد حسین صاحب

ہست نصرت علی چو فاضل عصر
یافتہ خلعتے بہ نیک اسلوب
جانشین شد بجائے والد خویش
برہمہ راست این بجان مرغوب
سال تقریب آن بگفت حسین
خلعت خاص جلسہ موہوب

از تصنیف مولوی محمد عبد الکریم صاحب مضطر

عطا گردید خلعت از رؤسا
جناب مولوی نصرت علی را
بگو تاریخ این تقریب مضطر۔
مبارک خلعتے اثواب زیبا

ولہ

دستار جانشینی یافت خوشتر
کنون نصرت علی منجانب اللہ
چنین سالش شنید از غیب مضطر
زہے دستار و خلعت صاحب جاہ

از نتیجۂ فکر مولوی ابراہیم حسین صاحب ناظم افسر مدرسہ نارمل اسکول لکھنؤ

آپ مشہور ناظم و ناثر ہین کوئی انجمن علمی ایسی نہ ہوگی
جس مین آپکی قومی نظمین اپنا لمعہ
نہ دکھاتی ہون بہت سی کارآمد
کتب کے مصنف ہین

سحر نے کس کے غم مین چاک کر ڈالا گریبان کو
نمایان نور کے بدلے یہ کیون شرق سے ظلمت ہے
ہوا کے ٹھنڈے جھونکے کیون ہین بدلے گرم آہون سے
نوا سنجی بلبل کے عوض گلشن مین رقت ہے
یہ کیون شاداب ہونیکے عوض کمہلائے ہین غنچے
اوداس اسوقت کیون حد سے سوا سبزہ کی حالت ہے
ملال و رنج سے خالی نہین ہے کوئی دنیا مین
ہر اک کا قلب ہے محزون غم آگین سب کی صورت ہے
ہوا مجکو تعجب جبکہ سامان الم دیکھا۔
صدا ہاتف کی آئی بے سبب کیون تجکو حیرت ہے
مہیا جسقدر سامان ہے یہ غم کا بہت کم ہے
مسلمانون کو تو اس سے زیادہ کی ضرورت ہے
ہوئے ہین راہی ملک بقا وہ فاضل اکمل
کہ جنکے علم و فضل و حلم کی دنیا مین شہرت ہے
ابو المنصور سید ناصر الدین نام تھا جنکا۔
اونھین سے آج خالی مسند علم شریعت ہے
امام فن دین مشہور تھے وہ سارے عالم مین۔
گروہ اعظین مین یادگار اونکی طلاقت ہے
ہوئے عہدہ برا اہل کتاب اونسے نہ عالم مین
جہان مین چار سو مشہور یہ اونکی حکایت ہے
کرے تحریر گر کوئی جواب اونکی کتابون کا
تو اونسے دس ہزار انعام دینے کی بھی نیت ہے
نہ پایا باوجود اشتہار اب تک جواب اونکا
مقابل مہر سے ذرہ اگر ہو کب طاقت ہے۔
اوٹھے دنیا سے جب ایسے بزرگ قوم کا سایہ
پئے اسلام یہ حزن و ملال و غم قیامت ہے

کسی سے بھی نہ اوٹھتا یہ غم جانکاہ عالم مین
مگر سب کے دلون کو اس سبب سے صبر و قوت ہے
کہ اونکے لائق و فائق جو ہین فرزند ذی رتبہ
قدم سے اب اونہین کے زینت مسند الامامت ہے
وہ عالی خاندان ہین مولوی نصرت علی صاحب
کہ جنکی ذات والا معدن حسن و لیاقت ہے
جو ہین آباو اجداد اونکے سب نامی گرامی ہین
خدا کے فضل سے حاصل بزرگی و شرافت ہے
ریاستہائے ہندوستان و سرکار برٹش مین
کمال اس خاندان کی حد سے افزون شان و عظمت ہے
زہے نصرت علی قیصر ہین خود بھی لائق و فائق
گواہ جوہر ذاتی ہر اک اعلے ریاست ہے
خصوصاً رامپور و حیدرآباد اور پٹیالہ
اور انگریزی گورنمنٹ آجکل جسکی حکومت ہے
جو ملک غیر کے ہین بادشاہ معدلت گستر
سفیر ذی ہمم جنکے سخن کی قدر و قیمت ہے
وہ سجادہ نشین درگہ محبوب سبحانی
ہر اک وصاف قیصر ہی ہر اک مداح نصرت ہے
ہوا کرتا ہے ایک اخبار شائع انکے مطبع سے
غضب طرز عبارت ہے بلا زور طبیعت ہے
دیار ہند پر کیا منحصر ہے بلکہ دنیا مین
یہ اک اخبار گویا دُرِّ مکنون فی الحقیقت ہے
لیاقت حضرت قیصر کی ہر صورت ہے آئینہ
اور اسناد مشاہیر جہان کامل شہادت ہے
مسلمانون پہ کیا ہے منحصر ہر قوم و مذہب مین
جناب مولوی صاحب کی بیحد قدر و عزت ہے
ہوئے ہین جانشین وہ باصفا اب اپنے والد کے
وہی پرہیزگاری اور وہی صبر و قناعت ہے
وہی مقبولیت انکو بھی حاصل ہے زمانے مین
وہی زور طلاقت اور وہی طرز عبارت ہے
رئیس اور رہ الیان ملک انکی قدر کرتے ہین
ہر اک اعلے کو اب مد نظر انکی اطاعت ہے
[illegible]

عجب ہے انکو بھیجے جنسے ظاہر انکی قوت ہے
ہدایا ایسے ہی بھیجے انہین اخبار الوقائع
انہین ہمعصر لوگون ہین بھی حاصل یہ فضیلت ہے
نہ کیون ہر قوم کی جانب سے یہ رسمین ادا ہوتین
کہ انکی ذات والا معدن خلق و مروت ہے
یہی ہندوستان مین قوم کے ہمدرد ہین سچے
مسلمانون کے قلب مضطرب کو انسے راحت ہے۔
رہے قائم جہان مین انکا سایہ قوم کے سر پر
کہ انکی ذات والا دہر مین ناظم غنیمت ہے۔
عیان ہے معجمہ مین عیسوی سن جانشینی کا
مزین فرق والا پر جو دستار فضیلت ہے

از تصنیف مولوی محمد عبد الکریم صاحب مضطر

شد مخلع مولوی نصرت علی
از رہ سا صاحب جاہ و جلال
سال او ہاتف بہ مضطر گفت این
جانشین والد عیسی خصال

از تصنیف مولوی حب علی صاحب جوہر رئیس راولپنڈی

مخلع مولوی نصرت علی شد
جہان گفتہ باو اللہ ناصر
رقم جوہر نمودہ سال تقریب
ہمایون خلعت عالی شعائر

پنڈت رام رنج صاحب عاصی کلرک محکمہ انسپکٹر سررشتہ تعلیم راولپنڈی

جناب مولوی نصرت علی را
وقار جانشینی گشت واثق
رقم کن سال این تقریب عاصی
مبارک خلعت و فرمان یاسق

منشی شیخ محمد صاحب شفیع از راولپنڈی

چو خلعت یافتہ نصرت علی خوب
شدہ ہم جانشین با لقب الصاد
شفیع از بہر تاریخش رقم کن
[illegible] مبارک [illegible] باد



مطبوعہ نصرت المطابع دہلی



دربار تاجپوشی کے ضمن میں بلاد و شہر و قصبات ہندوستان عموماً و دہلی کے تاریخی حالات پر سرسری نظر

دربار کے تفصیلی حالات لکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈال کر پرانے افسانوں کو از سرِ نو یاد دلایا جائے۔ اس کے بعد دربار شاہانہ کے جلوس کی مفصل کیفیت لکھیں۔ اس شہنشاہی جلوس کیلئے تمام ہندوستان میں دہلی سے زیادہ موزون کوئی جگہ نہ تھی۔ یہ شہر ایسے مقام کے قریب واقع ہے کہ اس سے زیادہ قدامت میں قلمرو ہند کے اندر کوئی دوسرا مقام نہیں۔ ہند کی تاریخ میں کوئی عہد ایسا نہیں گذرا جسکے ساتھ دہلی کو ایک خاص تعلق نہ رہا ہو۔ اس سرزمین کے صفحات تاریخی نقش و نگار سے معمور ہیں اور اُن کے افسانے تاریخ کے اوراق میں اب تک پائے جاتے ہیں۔ اس کے حدود میں زمانہ سلف کے آثار نظر آتے ہیں۔ اسی سلطنت کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔ جنکو قدیم تر شہروں سے مساوات کا دعوےٰ ہے۔ اس کے گرد و نواح میں پتھر اور مٹی کے انبار ہیں۔ شہر اندرپرست کی دلفریب عمارات دبی ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے راجہ اور مہاراجہ جن پر اس سرزمین کو فخر تھا گو سب خاک ہو گئے مگر اُن کے رنگین فسانے آج تک مہابھارت کے صفحات پر موجود ہیں۔ دہلی اور اُس کے گرد و اطراف کی سرزمین شہر اندرپرست کی نشانی ہے۔ اور اندرپرست اور دہلی کے معرکے ہند کی تاریخ سے ابدالآباد تک مٹائے نہ مٹیں گے +

اوّل اندرپرست جو حضرت عیسےٰ علیہ السّلام سے پندرہ سو برس پیشتر مقبرہ ہمایون اور دہلی دروازہ کے وسط میں آباد ہوا تھا +

دویم [illegible]ء میں قطب صاحب کے مینار اور لوہے کی لاٹھ کے متصل شہر دہلی تعمیر ہوا تھا +

سویم موجودہ دہلی سترھوین صدی کے آغاز میں شاہجہان بادشاہ نے اپنے نام سے آباد کی +

بخلاف اسکے ایک فرانسیسی سیاح جو سترھویں صدی میں ہندوستان آیا یہ لکھتا ہے کہ دہلی نام کے تین شہر برابر ہیں۔ پہلا شہر جو بالکل ویران ہو گیا اور اب اُس کے کسی قدر کھنڈر باقی ہیں بہت پرانا شہر تھا۔ راجہ پورس جو سکندر اعظم بادشاہ سے لڑا تھا۔ یہاں کے عالم اس شہر کو اُس کی راجدہانی (دارالسلطنت) بیان کرتے ہیں۔ یہ شہر باقی دو شہروں کی نسبت جو پیچھے بنے ہیں جمنا کے منبع کے متصل تھا۔ یہاں کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ اسکے چھپن دروازے تھے۔ اور اب بھی اُس کے کھنڈرات سے کسی قدر فاصلہ پر سنگین پل ہے وہاں سے دوسری دہلی وہ ہے جسکو مغلون نے فتح کیا۔ اس میں افغانی بادشاہون کے عظیم الشان مقبرے اور دیگر عمارتیں تھیں۔ جن کے باعث یہ شہر بہت خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ لیکن شاہجہان نے اپنی ناموری کی وجہ سے شاہجہان آباد بسانے کے لئے اسکو منہدم کرا دیا۔ ہمایون مقبرہ کی طرف پتھر کی ایک لاٹھ ہے اور اُس پر ایسے حروف کندہ ہیں جو بوجہ امتداد زمانہ پڑھنے میں نہیں آتے اس سے اُس کی قدامت کا پتہ چلتا ہے۔ تیسرا شہر دوسرے شہر کے کھنڈرات سے ملا ہوا ہے۔ جب شاہجہان نے چاہا کہ اپنے نام سے ایک جدید شہر آباد کرے تو اُس نے دوسری دہلی ڈھا کر اُس کے مصالح سے یہ نیا شہر تعمیر کرایا اور اُسے شاہجہان آباد کے نام سے موسوم کیا +

دہلی ایک متبرک شہر اور قدیم آبادی ہے۔ پہلے یہان دیوتا سکونت پذیر تھے۔ اس لئے تمام ہندوستان میں اسے فخر البلاد کہنا چاہیئے۔ یہان کی مقدس زمین میں اندر دیوتا نے جشن منایا تھا اور جس طرح الہ آباد۔ بنارس۔ متھرا۔ اہل ہنود کے متبرک مقامات ہیں اسی طرح دہلی بھی بڑی تیرتھ گاہ ہے اور نیز یہان بڑے بڑے بھگتوں نے تپشیا کی ہے اور یہان کی موت زندگی کو نجات کا ذریعہ تصور کیا ہے۔ چنانچہ دہلی سے چند میل کے فاصلہ پر سوامتر رشی کی عبادت گاہ ہے جو اندنون سورج کنڈ کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ کسی زمانہ مین یہ مقام اندر دیوتا کا استھان تھا اسی لیے

اُسے اندرپرست کہتے تھے۔ اصل **اندر** اکاس کے راجہ کا نام ہے جو ہندوستان کے مذہب مین ایک جلیل الشان راجہ تھا اور پرست کہتے ہین دونون ہاتھ بھر کر دان پن کرنیوالیکو چنانچہ ہندوؤن کے عقیدہ کے موافق یہان کبھی راجہ اندر نے دونون ہاتھ بھر کر موتیونکا دان کیا تھا۔ اُسوقت سے یہ مقام اندرپرست مشہور ہوگیا۔ مگر کثرت استعمال سے لوگ تخفیف کیساتھ اندرپرست کیجگہ اندرپت بولنے لگے۔ چنانچہ پرانے قلعہ کے قریب اسوقت تک موضع اندرپت ویرانی حالت مین موجود ہے*

دہلی کی وجہ تسمیہ

اندرپت کو دہلی کب سے کہنے لگے اسمین اختلاف ہے۔ اصل لفظ ڈہلی ہے اور زبان ہندی مین دہلی اس ملایم زمین کو کہتے ہین جہان میخ نہ گڑ سکتی ہو۔ یا دلدل زیادہ ہو یہان کی زمین ایسی ہی تھی۔ اس لئے دہلی کہلائی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یہان راجہ دلیپ یا دلپال نے اپنے نام سے ایک شہر آباد کیا تھا اسکے عہد سے یہ نام پڑ گیا۔ تیسری یہ کہ دہلو ایک زمیندار تھا اس نے اپنے نام پر ایک موضع آباد کیا تھا جب سے اسکو دہلی کہنے لگے*

خلاصہ تاریخ ہندوستان
(راجگان ہند)

ہندوستان کی سلطنت اُون ہندو راجاؤنکے خاندانمین ہمیشہ سے رہی جو سورج بنسی اور چندر بنسی راجاؤنکے نام سے مشہور ہین۔ تاریخی اوراق انہین دو خاندانون کے حکمران ہونیکا پتہ دیتے ہین۔ اگلے زمانہ کی حالت صحیح صحیح معلوم نہین*

کورو۔ پانڈون کی معرکہ آرائیان جو مہابھارت مین لکھی ہین ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہند کے سارے راجہ اس لڑائی مین شریک تھے اٹھارہ دن تک ہنگامہ کا بازار گرم رہا۔ ایک شب کہ نمونہ روز قیامت تھی مبارز اسطرح لڑے کہ ایک ایک ہاتھ مین مشعل روشن اور ایک ایک مین تیغ عدو افگن تھی۔ آخر میدان پانڈون کے ہاتھ رہا۔ جو لوگ اس جنگ عظیم مین کام آئے تھے۔ اونکی روحونکا آپس مین ملنا اسطرح بیان کیا جاتا ہے کہ جن عورتون کے خاوند لڑائی مین مارے گئے تھے وہ بیچاریان گنگا کے کنارہ پر بیٹھی ہوئین ملاپ کر رہی تھین۔ بیاس رشی اون کے پاس آئے اور شام کیوقت ہر ایک مبارز کا نام لیکر پکارا ہر ایک جس کروفر کیساتھ کہ کچھتر کے میدان مین آیا تھا اسی شان و شکوہ کیساتھ اسی طرح گنگا مین سے نکل آئی سب کی باہمی ملاقات ہوتی رہی اور گنگا کے کنارہ پر وہ سب رشتہ دارونکی طرح ملے جلے پھر رہے بیوائین اپنے خاوندون سے ملین۔ ساری رات خوب ہنسی خوشی سے کٹی۔ صبح کا ہونا تھا کہ سب روحین غایب ہوگئین۔ اور بیوؤن نے اونکے بعد اپنے خاوندوں سے عالم ارواح مین مواصلت حاصل کی ان افسانونکو تاریخی حکایت نہین سکتے یہ اس زمانہ کی روایتین ہین جسمین صفحہ تاریخ بالکل صاف تھا۔ ہند کی تاریخ مین جو واقعات بودھ مذہب کے آغاز سے پہلے کے ہین۔ ان کے زمانہ کا کچھ پتا نہین ملتا۔

ہندوستان مین دو بڑے مذہبونے اشاعت پائی ایک مذہب برہمنونکا دوسرا بودہ کا۔ برہمنونکے مذہب کی تو اسوقت تک قوم ہنود کی ایک بڑی جماعت پیرو ہے اور بودہ مذہب والونکی ہند مین تعداد نہایت کم ہے لیکن چین اور جاپان وغیرہ ممالک مین اس مذہب کے ماننے والے بھی بہت ہین۔ ان دونون مذاہب کے باہمی تعصب و اختلافات نے مسلمانونکو فایدہ اٹھانیکا خاطرخواہ موقع دیدیا۔

ہند کی پرانی راجدہانی (دارالسلطنتین) ان مقامات یا ان کے قریب واقع تھین۔ چنانچہ اب دہلی۔ قنوج۔ اجودہیا اور پٹنہ آباد ہین۔

سب سے پہلے اجودہیا مین راجہ رامچندر اوتار حکمران تھے اونکے بعد اسوقت تک ہند مین مذکورالصدر خاندان راجاؤنکے مشہور رہین۔ جن کا اختتام برہما جی پر ہوتا ہے۔ سورج بنسی مین برہما سے ایک طبقے کی انتہی راجہ اور دوسرے طبقے کے بتیس راجہ ہوئے اور چندر بنسی کا برہما متفرق سلسلے کی اکتیس راجہ کا شمار ہے اور سلطنت ہر ایک کی اپنے اپنے عہد حکومت مین مذکورہ بالا مقامات پر رہی راجگان دہلی یعنے اندرپرست ہستناپور کا خاندان راجہ پانڈونسی ہے جنکے کارنامون سے مہابہارت کی صفحے پُر ہین۔ راجہ جدہشٹر کو قریب پانچہزار برس گذرے۔ راجہ جدہشٹر سے راجہ کہمن تک سلطنت اس خاندان مین رہی اور تیس راجہ اس مسند پر متمکن ہوئے جنہون نے ۲۹ سال سے ۸۸ سال تک بین بین لطف حکمرانی اٹھایا سب سے پہلے راجہ جدہشٹر نے ۳۹۔ پریچھت نے ۶۰ جنمیجے نے ۸۴۔ راجہ اشومیدہ نے ۸۲ رام ثانی نے ۸۸ چھتر مل نے ۸۱ چھتر رتھ نے ۷۵ دشت شیل نے ۷۵ اوگر سین نے ۷۸ شور سین نے ۷۸ بھون پت نے ۶۹ رنجیت نے ۶۵ رچھک نے ۶۴ سکھدیو نے ۶۲ نرہردیو نے ۵۱ سچ رتھ نے ۴۲ شور سین ثانی نے ۵۸ پربت سین نے ۵۵ میدہاوی نے ۵۲ سون چیر نے ۵۰ بھیم دیو نے ۴۷ نرہردیو ۴۵ پورن مل نے ۴۴ کرود ہی نے ۴۴ انانک نے ۵۰ اودے پال نے ۳۸ دون مل نے ۴۰ دمات ۳۲ بھیم پال نے ۵۸ جہیک نے ۴۸ سال کی مدت تک عمر حکومت پائی ۸ پشت کے بعد مسمی بشرور وزیر راجہ جہیک کو قتل کر مالک تخت و سلطنت ہوا۔ اجودہیا کا تمام ملک اسکے دست قبضہ مین تھا۔ راجہ بشرور کے فرزند سے راجہ بکرماجیت تک منفرد ۴۲ راجاؤن نے راج کیا۔ راجہ بکرماجیت فرمانروائے ہند تھا جسکا دارالسلطنت اوجین تھا اور جو اپنی عدالت گستری و زربخشی و رعایاپروری

کی بدولت کمال شہرت پذیر تھا۔ اس راجہ سے راجہ پتھورا تک ۴۷ راجہ ہوئے راجہ پتھورا ہند کا پچھلا راجہ تھا۔ راجہ جدھشٹر کے زمانہ سے راجہ پتھورا کے عہد تک پانچ ہزار چار سو آٹھ سال میں ایک سو بیس راجاؤں نے سلطنت کی اور راجہ پتھورا کے کے بعد علاؤالدین غوری ہند پر قابض و متصرف ہوا۔ رامچندر جی کے بعد یہ راجہ جدھشٹر اسی عہد کلجگ میں بکرماجیت دہورج ہندوستان کے راجاؤں میں یادگار ہیں ✤

ہندوستان میں مختلف اقوام کا موجود ہونا جو مختلف زبانیں بولتے ہیں ثابت کرتا ہے کہ اس ملک پر قدیم الایام سے متواتر حملے ہوتے رہے ہیں۔ پہلا حملہ جس کی بابت ہمارے پاس صریح شہادت موجود ہے آریاؤں کا تھا۔ جنہوں نے ہندوکش کے شمال سے آکر اپنے کو ایک طرف فارس میں اور دوسری طرف شمالی ہندوستان میں پھیلا دیا۔ وید جو ہندوستانی آریوں کی متبرک کتاب ہے اور قدیمی کتب او قدیم زمانہ کی سنسکرت میں لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام سے ۱۴۰۰ برس پہلے کے ہیں۔ اصلی ویدوں میں ذیوتاؤں کی تقسیم اور درجہ بالکل موجود نہیں ہیں۔ لیکن اس قسم کی تعلیم کسی قدر پوپانی شارا میں درج ہے جو ویدوں کی ایک قسم کی شرح ہے جسمیں آفرنش انسان کے مسئلہ کے حل کرنے خدا کو پہچاننے اور روح کی نسبت کوشش کی گئی ہے درا صل پوپانی شارا جو ویدوں کے اصول پر لکھی گئی ہے اسمیں ہنود کے فلسفہ کے وہ بڑے اصول شامل تھا جس کی وجہ سے آخر کار تعلیم یافتوں کا مذہب غیر تعلیم یافتوں سے جدا ہوگیا۔

مہابھارت اور رامائن زمانہ حال کی رزمیہ کتابیں ہیں جنمیں کثرت سے قصے کہانیاں درج ہیں (اور جسکا ذکر مختصر ہم اوپر کر چکے ہیں) اور جس سے علمانے لوگوں کے عادات اور خصایل کی نسبت عام واقفیت حاصل کی ہے اور یہ معلوم کیا ہے کہ فتوحات آریہ کے تاریک زمانہ میں کیا کیا واقعات پیش آئے ہونگے۔

چونکہ یہ خود انڈو یورپین قوم ملک شام کی تھی۔ جنسے پہلے ہی یوروپ آباد ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ یقین کیا جاتا ہے کہ آریہ لوگ حضرت عیسٰے علیہ السّلام سے دو ہزار برس پیشتر ہندوستان میں داخل ہوئے۔ یہ لوگ اس وقت خانہ بدوش اور زراعت پیشہ تھے ان کا طرز حکومت یہ تھا کہ سب ایک خاندان کے سرپرست کی فرمانبرداری کرتے تھے اور پادشاہ اور گرو کا عہدہ ایک ہی کو ملتا تھا۔

ان کی فتوحات جمنا کے غرب رویہ ہمالیہ کے جنوب میں کنارے کنارے محدود ہیں جہاں وہ عرصہ دراز تک رہے قبل اسکے کہ انہوں نے دریائے گنگا کے جانب جنوب اور جانب مشرق بڑھنا شروع کیا۔ جن مخالفوں سے انکا مقابلہ ہوا اس پہلے گروہ کے لوگ تھے جو اس کے پیشتر آچکے تھے۔ اور اضلاع ہمالیہ میں سانپوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور جنوب کی سمت ایک سیاہ قوم پستہ قد۔ دغاباز کج خلق آباد تھی۔ ان لوگوں کی حالت اور باشندوں کے ساتھ انکی معرکہ آرائیوں کا حال متبرک نظموں سے مل سکتا ہے۔ کہ جب اودہ اور بنگال مغلوب ہو گئے تھے تو رامچندر جی اوتار نے جنوبی ہندوستان کو فتح کیا۔ اور پھر لنکا کو۔

آریہ حملہ آوروں کی جماعتوں میں انکی نون بہت بڑی تبدیلی واقع ہوگئی تھی ان کا قدیم زمانہ کا سادہ پن بالکل جاتا رہا۔ خاندانوں کے بزرگ عیش پرست شاہزادے بن گئے تھے۔ اور انہوں نے اپنا وعظ و پند کا کام برہمنوں کے فرقہ کو دیدیا تھا۔ اور پانچویں صدی ق م منو کی قوانین رسم و رواج کی بابت مرتب ہوئے برہمنوں نے اپنا تسلط چھتریوں پر کر لیا تھا جن کے برہمن پہلے ماتحت تھے۔ منو کے قوانین عمدہ خیال ظاہر کرتے ہیں۔ اس واعظ ذات کا ہندو سوسائٹی کو کیا بنانا مقصود تھا۔ ان قوانین میں ذاتوں کا امتیاز اور دیہات کی قوموں کی تفریق درج ہے۔ چھٹی صدی میں حضرت مسیح سے پہلے ایک جدید مذہب پیدا ہوا جسکو بودھ مذہب کہتے تھے۔ اسکا بانی ساکیا منی گوتم چھتریوں کا ایک مرد تھا جس نے بدھ یعنے بیدار کا نام اختیار کر لیا تھا وہ ایک بہت بڑی عمر میں حضرت مسیح سے ۵۴۳ برس قبل فوت ہوا۔ اسکے اصول بودھ والوں کی مقدس کتاب میں درج ہیں۔ ہندوستان میں بودھ مذہب سے سوسائٹی میں اصلاح ہوئی۔ اور اعلےٰ ذاتوں میں شامل ہونے کے نخوت سے انحراف ظاہر کیا گیا اور یہ کہا کہ صرف برہمن ہی واعظ کے مستحق ہیں اور ان کے بانی کی وفات کے بعد تین صدی کے اندر یہ مذہب قومی مذہب مان لیا گیا۔ ایک ہزار برس کے قریب برہمنوں کے مذہب کے ساتھ ہی ساتھ یہ مذہب

پھیلتا رہا۔ لیکن برہمن نیست و نابود نہیں ہوئے۔ لیکن یا تو خود بودھ مذہب کی اندرونی خرابیوں کی وجہ سے یا غیر لوگوں کے ظلم و تعدی کے باعث قبل از بارہویں صدی بودھ مذہب ہندوستان میں معدوم ہوگیا۔ یہ مذہب ابتک بالکل فنا نہیں ہوا۔ چین۔ جاپان۔ نیپال۔ برہما۔ اور لنکا میں موجود و سرسبز ہے۔ ہندوستان میں یہ مذہب زوال پذیر ہونے کے باعث برہمنوں کے مذہب نے بہت کچھ اصلاح کی اور قوت پکڑی۔ لیکن اس کی ایک شاخ بالکل ایک مذہب علیحدہ ہوگئی۔

جسکو جینی کہتے ہیں جو برہمن اور بودھ مذہب سے مرکب خیال کرنا چاہئے اس مذہب کے پیروجین کی قدامت اور بودھ مذہب کے ساتھ تعلق کی نسبت بہت کچھ نزاع ہے۔ گجرات میں بیشمار ہیں اور ہندوستان کے مختلف حصوں میں پائے جاتے ہیں۔ سکندر اعظم کے حملہ کے ساتھ جو حضرت مسیح سے ۳۲۷ برس پہلے ہوا ہم کو ہندوستان کی ملکی تاریخ کا پہلا پتہ ملتا ہے ایک معتبر مورخ لکھتا ہے کہ فارس کی بارہویں سلطنت نے اس وقت سے پہلے ہی سے ہندوستان کا شمالی مغربی حصہ اپنے قبضہ میں کر لیا تھا خود سکندر اعظم بھی دریائے سندھ کے معاونوں سے آگے نہیں بڑھا۔ وہ پنجاب میں دریائے بیاس تک برابر چلا آیا۔ مگر ستلج تک نہ پہونچ سکا۔ ہندو تو اُس کو نہ روک سکے مگر برسات کی ہوا اور بارش نے اُس کی فوج کا منہ پھیر دیا۔ دہلی کی زیارت اُسکو نصیب نہ ہوئی اور نہ اُس نے اس سلطنت کا کچھ حال سنا جس کی راجدھانی دہلی کے قریب تھی۔ بہار کی ایک وسیع سلطنت کا حال البتہ اُس کے کانوں تک پہونچا تھا اور اُس نے چاہا تھا کہ ہندوستان میں آگے بڑھکر یونانیوں کی ایک سلطنت قایم کرے۔ مگر اہل معدودنیا جو اُس کے ساتھ تھے آگے بڑھنے سے انکار کیا۔ کیونکہ وہ سفر کرتے کرتے اُکتا گئے تھے اور وطن سے جدا ہوئے اُن کو ایک عرصہ گذر گیا تھا۔ سکندر نے ہند سے واپس جانے کے بعد تھوڑے ہی دنوں بعد وہ ہو گیا۔ راجہ اشوک کا حضرت عیسے علیہ السلام سے دو سو برس پہلے ہوا ہے جو چندر گپت کا پوتا تھا اور جس کے احکام زمانہ موجودہ پر روشنی ڈالنے والے ہیں۔ بودھ مذہب کا بانی مبانی تھا۔ جو کچھ عرصہ تک ہندوستان کے ایک بہت بڑے حصہ میں شاہی مذہب رہا۔ صحیح تاریخ کے لکھے جانے سے پہلے آخری مورخ

جس سے ہندوستان کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ چین کے بودھ مذہب والے جاتری ہیں جو اس ملک میں پانچویں دسویں صدی کے درمیان آئے تھے۔ یونانی فتوحات کا اثر سیتھین کی وجہ سے جاتا رہا جو حضرت عیسے علیہ السلام سے ۱۲۶ برس پہلے اور ۵۰۰ء تک شمالی ہندوستان میں آتے رہے۔ اُن کے متواتر حملوں نیز قدیمی اصلی قوموں کے ہندوستان میں موجود ہونے نے ابتک ہمیشہ رہنے والا اثر کل باشندوں کی خصلت پر پیدا کر دیا۔ اور ہنود کے مذہبی عقاید اور خانگی رسوم میں بہت بڑی تبدیلی کر دی ۶۶۴ء میں عربوں نے گجرات اور سندھ پر لوٹ مار کے حملے کرنے شروع کئے۔ آخرکار ساتویں صدی کے وسط میں فارس کے فتح ہو جانے سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشین دریائے سندھ تک آپہونچے اور شمال مغربی ہندوستان میں ایک مستقل اسلامی سلطنت قایم ہونے کی بنیاد پڑگئی۔ اور ۹۹۹ء میں غزنی واقع افغانستان کی سلطنت کی آزادی محمود نے ظاہر کی اور اس کے بعد اُس نے ہندوستان پر بارہ حملے کئے اور ایک حملہ میں دریائے جمنا سے پرے تک اور دوسرے حملہ میں گجرات پر تسلط کر لیا۔ ۱۱۸۶ء میں صوبہ لاہور۔ ملتان سر کرکے سلطنت میں شامل کر لئے۔ افغانیوں کا آیندہ خاندان پانچسو برس تک ہندوستان میں حکمران رہا۔ اور اُن کی قوت رفتہ رفتہ ترقی پذیر ہوئی۔ کیونکہ ۱۲۰۶ء تک دہلی لی گئی۔ اور ہندوستان کا عظیم حصہ قطب الدین نے شامل کیا۔ جس کے زمانہ کی یادگاریں قطب کی لاٹ دہلی کے متصل موجود ہے ۱۲۹۴ء میں مسلمانوں کی جانب سے دکن پر حملہ ہوا۔ اس زمانہ سے آگے ہندوستان کی تاریخ جنگی حملوں کی تاریخ ہے ایک خاندان کے بعد دوسرا خاندان ہوا اور مغلوں کے گروہ کے گروہ مکرر سکرر ملک کو تاراج و برباد کرتے آئے۔ آخرکار خاندان تغلق کے محمد بادشاہ کے زمانہ میں تیمور لشکر لے کر ہندوستان میں وارد ہوا اور دہلی کا محاصرہ کرکے ۱۳۹۸ء میں دہلی پر قبضہ کر لیا۔ اُسنے اپنے بعد خضر خان کو چھوڑا جو سریر سلطنت پر جلوہ فرما رہا۔ بدنظمی کا آغاز ہوا اور اُس ریاست کو بالکل صاف کر دیا جس سے شہنشاہان مغلیہ اگر ہندوستان متسلط ہوئے۔ مغلوں نے جو ایک بڑی اسلامی طاقت تھی۔ وسطی اور مغربی ایشیا فتح کرکے ۱۲۱۹ء میں بماتحتی چنگیز خان ہندوستان کو فتح کیا اور انکی سرحد پر آپہونچے اور جیسا کہ [illegible] ہندوستان [illegible]

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	مرض الموت سال وفات	محل دفن
۱	قطب السلاطین امیر تیمور صاحبقران امیر طراغاخان اولاد چنگیز خان۔	۲۶ شعبان ۷۳۶ھ از بطن تگینہ خاتون بیگم وقت طلوع آفتاب	شہر سبز	۲۸ رمضان ۷۷۱ھ	بلخ	۷۱ سال ۷ ماہ ۲۰ یوم	۳۵ سال ۱ ماہ ۲۵ یوم	۱۷ شعبان ۸۰۷ھ	سمرقند

تاریخ منظوم ۔ سلطان تمر کہ مثل او شاہ نبود + در ہفتصد و سی و شش درآمد بوجود + در ہفتصد و ہفتاد و یکے کرد جلوس + در ہشت صد و ہفت کرد عالم پدرود (تیمور قآن) یہی مادہ تاریخ ہے

معاصر ایڈورڈ سوم۔ پسر ایڈورڈ دوم ۹ سال ۵ ماہ ۱۸ یوم رچرڈ دوم ۲۲ سال ۱ ماہ ۲۴ یوم ہنری چہارم ۳ سال ۶ ماہ ۱۲ یوم

اولاد ۔ غیاث الدین۔ جہانگیر مرزا۔ عمر شیخ مرزا۔ جلال الدین۔ میران شاہ۔ شاہرخ مرزا بادشاہ ترکستان۔ الغ بیگ مرزا۔ سلطان بالنصر مرزا سیبوا غمش۔ محمد جوکی بہادر۔ دختر سلطان بخت بانو بیگم۔

وزرا ۔ امیر سیبوا غمش۔ امیر اغلق بہادر۔ امیر شیخ نور الدین۔ امیر شاہ ملک و بروی بیگ خان۔ امیر برندق۔ خواجہ یوسف۔ امیر خورداد۔ امیر سیف الدین۔ امیر شمس الدین۔ امیر دامو دار غون شاہ۔

ممالک مقبوضہ ۷۷۱ھ میں بلخ پر قبضہ کیا ۷۸۱ھ میں خوارزم وغیرہ پر حکومت حاصل کی ۷۸۶ھ میں سلطانیہ تک پہنچ کے بخارا کو تسخیر کیا اسی زمانہ میں آذربائیجان و گرجستان بھی قبضہ میں آئے ۷۹۴ھ میں اصفہان اور ۷۹۵ھ میں بعد قتل منصور شاہ شیراز میں اپنا حکم نافذ کیا پھر بغداد کیطرف متوجہ ہوئے سلطان احمد جلایر بن سلطان اویس تاب مقابلہ نہ لایا بھاگ گیا بغداد بھی زیر حکومت ہوا۔ ۷۹۷ھ میں روم میں پہنچکر تفتمش خان حقوق باجگذاری سے غافل تھا اسکو زیر کیا اور بلاد شمال مثل ارلیس۔ منکا۔ جرکس۔ قمق۔ قپچاق پر قبضہ کیا اور جانب آذربائیجان مراجعت فرمائی۔ اپنے بڑے بیٹے مرزا قیدان شاہ کو یہان کا حاکم قرار دیا اور عراق کا انتظام سپرد کیا۔ میرزا شاہرخ کو خراسان میں منتظم قرار دیکر خود سمرقند کا عزم کیا۔ ۸۰۰ھ میں ہندوستان آکر دریائے سندھ سے عبور کیا دہلی میں محمود شاہ لودی سے مقابلہ کیا اور بعد قتل و غارت اپنے نام کا خطبہ پڑھا پندرہ روز دہلی میں قیام فرماکر ایران مراجعت کی ۸۰۱ھ میں سیورس۔ ملاطیہ۔ آبلستان پر حکومت حاصل کر لیکی بعد شام پر لشکرکشی کی حاکم بخارا کو قتل کرکے رعیت کو اپنا مطیع کیا اسی سال دمشق پر بھی قبضہ کیا پھر انگوریہ کے قریب یلدرم بایزید خان شاہ روم سے لڑکر فتح پائی جسکی تاریخ آیہ غلبت الروم فی ادنی الارض ۔ سے نکلتی ہے جسکا حرف ضاد کے مکتوبی الفاظ سے پتہ ملتا ہے اور بایزید خان کو تھوڑے زمانہ تک قفس آہنی میں مقید رکھا چاہا تھا کہ آزاد کر دین مگر بایزید خان مرض خناق اور ضیق النفس میں مبتلا ہوکر جان بحق تسلیم ہوئے امیر تیمور نے دریائے فرنگ کے کنارے تک روم پر قبضہ کیا اور بعد فراغت ۸۰۵ھ گرگین گرجی کو اسکی بدعہدی کی سزا دی اور اس کے کلیسا منہدم کراکے مساجد کی بنیاد قایم کی ۸۰۶ھ میں ختن و خطا کو تسخیر کیا۔

کیفیت سلسلۂ خاندان امیر تیمور کا تومنا خان بادشاہ ترکستان سے ملتا ہے۔ امیر صاحبقران قاجولی خان بہادر کی اولاد سے ہین امیر طراغائی ان کے والد کا نام ہے تگینہ خاتون اُن کی مان ہین جنکا سلسلۂ نسب خاندان چغتایہ سے ملتا ہے۔
امیر تیمور اور امیر حسین نے متفق ہوکر بہت سے ملک قبضہ میں کئے آخر مین فیمابین ملال ہوگیا اور امیر تیمور کی بیگم نے انتقال کیا اور امیر حسین سے رشتہ داری کا سلسلہ قطع ہوا امیر تیمور نے امیر حسین کو قتل کیا اور تاج سر پر رکھکر تخت شاہی پر جلوس فرمایا جسکی تاریخ منظوم درج ذیل ہے۔ یابی تو جلوس تمر سلطان را + یک نقطہ نہی گر لبسر دال دعا۔ امیر تیمور لقب گورکان سے جو ملقب ہوئے۔ سبب یہ ہے کہ نسل چغتایہ مین انکا عقد ہوا اس خاندان مین گورکان داماد کو کہتے ہین۔

سکہ امیر تیمور ایک طرف کلمہ دوسری طرف نشان۔

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۲	جلال الدین میران شاہ بن امیر تیمور صاحبقران	۱۴ ربیع الآخر سنہ ۷۶۷ھ	سمرقند	۱۷ شعبان سنہ ۸۰۷ھ روز چہارشنبہ	میان آذربائیجان و سمرقند	۴۱ سال ۷ ماہ ۱۰ یوم	۳ سال ۳ ماہ ۶ یوم بقول	۲۴ ذیقعدہ سنہ ۸۱۰ھ	تبریز

تاریخ منظوم تاریخ جلوس شاہ ہوشیار ؛ میران شہ عاقل است بشمار ؛ عروشاہ زمانہ میران شاہ ؛ پیر ترشد زرنج ہر عالم پیر

معاصر ہنری چہارم شاہِ انگلستان تین سال تین ماہ ۶ یوم

اولاد مرزا ابا بکر - علی مرزا - عمر شیخ مرزا - مرزا خلیل - سلطان محمد مرزا - مرزا ایجل -

وزرائے دولت ابا بکر میرزا -

ممالک مقبوضہ انہون نے اپنے والد امیر تیمور صاحبقران سی حکومت عراق و عرب و عجم و آذربائیجان و شام وغیرہ حاصل کئے -

کیفیت ایک روز مصروف شکار تھے گھوڑے سے گرے سر مین زخم آیا علاج بہت کچھ ہوا مگر صحت نہ ہوئی اوس کی وجہ سے دماغ صحیح نرہا اسیوجہ سے انتظام سلطنت اپنے بڑے بیٹے ابوبکر میرزا کو عطا فرمایا تین سال کے بعد قرا یوسف ترکمان نے لشکرکشی کی یہہ امیر تیمور کے زمانہ حیات سے حریص سلطنت تہا - بعد وفات امیر تیمور آذربائیجان پر قابض ہوگیا تھا - بمقام تبریز ابوبکر میرزا سے مقابلہ کیا اس محاربہ مین میران شاہ بھی موجود تھے بعد جنگ عظیم میران شاہ اسی جنگ مین قتل ہوے اور ابوبکر میرزا نے مجبور ہوکر فرار پر قرار کیا -

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۳	سلطان محمد میرزا ابن جلال الدین میران شاہ	۳ ذی الحجہ سنہ ۸۱۰ھ از بطن [illegible]		۲۴ ذیقعدہ سنہ ۸۱۰ھ	سمرقند	۵۵ سال	۴۵ سال	۲۱ رجب سنہ ۸۵۵ھ	بلخ

تاریخ منظوم سلطان محمد میرزا بذل و بخش و دیرگیر + از لفظ خیر او برون سال جلوسش بر سریر ؛ سال رحیل شہ سوئے جنت از ین دار فنا حاکم باقلیم بقا سلطان محمد میرزا -

معاصر ہنری چہارم ۷ سال ایک ماہ ہنری پنجم نو سال آٹھ ماہ ہنری ششم ۲۷ سال ۱۰ ماہ ۱۲ یوم

اولاد سلطان ابوسعید میرزا و سلطان منوچہر میرزا -

وزرائے دولت چونکہ اسکو معاملات سلطنت سے کچھہ دلچسپی نہ تھی اس کے زمانہ مین کرسی وزرات خالی رہی -

ممالک مقبوضہ کوئی جدید ملک حاصل نہین کیا

کیفیت مشہور رہے کہ انہون نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا تھا اور اپنے بھائی کے ساتھہ سمرقند مین رہتے تھے بھائی کا نام مرزا خلیل تھا جنہون نے بعد وفات صاحبقران کے سمرقند مین تخت نشین ہوکر چار سال سلطنت کی بہت سخی اور ظریف تھے بعض امرا نے اپر خروج کرکے شاہرخ کی قلعہ مین قید کیا سلطان شاہرخ مع لشکر آیا اور سمرقند کو قبضہ مین لا کے میرزا خلیل کو رہائی دی اور سمرقند الغ بیگ کو دیا اور میرزا خلیل کو رے اور ہمدان کی حکومت دی محمد میرزا الغ بیگ کے پاس سمرقند مین [illegible]

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۴	سلطان ابو سعید میرزا بن سلطان محمد میرزا	۱۷ ربیع الاول سنہ ۸۳۱ھ	سمرقند و بقولے حجاز	۲۳ رجب المرجب سنہ ۸۵۵ھ	غزنی	۴۲ سال	۱۸ سال ۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۲۲ رجب سنہ ۸۷۳ھ	سمرقند

تاریخ منظوم بوسیدان درخور ظل الٰہی ٭ شاہ عالم پرورش سال شہی ٭ سلطان بوسعید بسال کہ جان بداد - گفتا ملک کہ حاکم ملک بہشت باد

معاصر ہنری ششم ۱۸ سال رہے -
سلطان احمد میرزا - سلطان محمود میرزا - سلطان محمد میرزا - عمر شیخ میرزا - سلطان والا الغ بیگ میرزا آبا بکر میرزا سلطان خلیل میرزا
شاہرخ میرزا - سلطان مراد مرزا -

وزرائے دولت اہتمام وزرات اکثر آپ کے بیٹے کرتے تھے -

ملک مقبوضہ ترکستان و ماوراء النہر و بدخشان و کابل و قندھار و بعضے حدود ہندوستان و اعراق -

کیفیت یہ پہلے اپنے باپ کی وصیت کے موافق الغ بیگ بن سلطان شاہرخ کے ساتھ رہتے تھے جب الغ بیگ اپنے بیٹے عبد اللطیف کے ہاتھ سے مارے گئے اور بعد سات مہینے کے عبد اللطیف بھی سپاہیوں کے ہاتھ سے مارا گیا تو میرزا عبد اللہ پر میرزا ابراہیم بن شاہرخ غالب ہو کر سمرقند کے تخت پر بیٹھا شاہزادہ اویس سلطان حسین بہادر کے چچازاد بھائی اور گوہر شاد بیگم زوجۂ شاہرخ کو قتل کر کے بادشاہ مستقل ہوا اور آخر کو حسن بیگ کی جنگ میں گرفتار ہو کر قتل ہوا -

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	مرض الموت سال وفات	محل دفن
۵	سلطان ابو شیخ میرزا خلف چہارم بن ابو سعید میرزا	سنہ ۸۶۰ھ	سمرقند	۲۳ رجب سنہ ۸۷۳ھ	سمرقند قصبہ فرغانہ	۳۹ سال	۲۶ سال ۱۰ یوم	۱۴ رمضان سنہ ۸۹۹ھ چھت سے گرے	سمرقند

تاریخ منظوم سال جلوس شاہ عمر شیخ کامران ٭ زیبندۂ سریر تہے گفت نکتہ دان ٭ از مرگ شیخ عمر گرچہ تارک نخارست ٭ گرفتہ ملک جہان سال جلوس شاہ است

معاصر ہنری ششم ۶ - سال ۶ - ماہ ۱۵ یوم — ایڈورڈ چہارم ۱۰ سال ایک ماہ — ایڈورڈ پنجم دو ماہ ۸ - یوم
چوتھے رچرڈ سوم ۲ - سال ۲ - ماہ ۱۵ یوم پانچویں ہنری ہفتم ۷ سال ۱۲ یوم -

اولاد بابر میرزا - جہانگیر میرزا - ناصر میرزا - خانزادہ بیگم - مہربانو بیگم - سلطان بیگم - رضیہ سلطان بیگم

وزرائے دولت امیر محمد کوکلتاش کے سوا کسی وزیر کا حال معلوم نہیں ہوا -

ملک مقبوضہ اندوجان و ولایت فرغانہ تاش قند و شاہرخیہ و بسرام وغیرہ

کیفیت باپ نے از دیاد محبت کی بحث اندوجان اور اسکے نواح کی حکومت جو مغلوں کی حد میں ہے انکے حوالی کر دیا علما و فقرا بالخصوص خواجہ عبد اللہ احرار کی صحبت سے مستفیض ہوتا عقیل و فہیم بامروت و سخی تھا - ابو سعید کا دوسرا شہرا خسیکت تھا - کبوتر خانے کی چھت کے ساتھ گر کر جان بحق ہوا -

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات مرض الموت	محل دفن
۶	ظہیر الدین فردوس مکانی محمد بابر بادشاہ بن عمر شیخ مرزا	۶ محرم ۸۸۸ھ از بطن قتلق نگار خانم اولاد چنگیز خان	فرغانہ	۵۔ رمضان سہ شنبہ ۸۹۵ھ	خطۂ دلکشائی اندوجان	۴۹ سال ۴۔ ماہ ۴۔ یوم	۳۷ سال ۸۔ ماہ ۱۔ یوم	۶ جمادی الثانی ۹۳۷ھ بعارضہ جہانی	کابل

تاریخ منظوم گشت در پانی پت ابراہیم را ÷ شاہ عادل بابر عالی نسب ÷ روز و ماہ و سال و وقت آن ظفر ÷ صبح بود و جمعہ ہفت رجب ÷
پادشاہ دہر بابر باکمال عدل و داد ÷ واقف اسرار عالم مصدر لطف الٰہ ÷ سال جان او گزیدن جا فردوس نگر ÷ جا فردوس بد بگزید بابر بادشاہ ÷

معاصر پہلے ہنری ہفتم ۱۷ سال ۴۔ ماہ ۴۔ یوم دوسری ہنری ہشتم ۲۰ سال ۳۔ ماہ ۲۷ یوم

اولاد ہمایون میرزا۔ یہ بابر کا جانشین ہوا۔ کامران میرزا یہ افغانستان او پنجاب کا حاکم تھا۔ عسکری میرزا یہ سنبھل کا فرمانروا تھا ہندال میرزا۔ جسنے میوا کی حکومت اپنے ہاتھ مین لی تھی۔ گلرنگ بیگم۔ گل چہرہ بیگم۔ گلبدن بیگم۔

وزرائے دولت میر نظام الدین۔ خلیفہ امیر شاہ منصور۔ سلیمان میرزا۔ خواجہ کلان بیگ۔ میر درویش محمد۔ خواجہ کچک مہرداد۔ سلطان محمد دولدے۔ حکیم مولانا یوسفی۔ شیخ زین الدین۔ شیخ ابوالواحد۔ میر ابوالبقا۔

ملک مقبوضہ سمرقند۔ فرغانہ۔ بدخشان۔ کابل۔ قندھار۔ ملتان۔ لاہور۔ دھلی۔ اگرہ سنبھل۔ گوالیار۔ اودھ بہار۔ جونپور۔ مالوہ۔

اس بادشاہ کو تخت نشینی کے وقت سے مہمات ملک درپیش رہے چنانچہ گیارہ سال تک ماورا النہر پر شاہان چغتا۔ شاہان ازبک سے ہنگامہ کارزار گرم رہا تین مرتبہ اپنے چچا سلطان احمد میرزا پر لشکر کشی کی۔ سمرقند فتح کیا اور خسرو شاہ سے بدخشان لیا۔ اور چند بار کابل و قندھار اور گرد و اطراف دائرہ اقتدار مین لایا اس سے پہلے صاحبقران کی اولاد میرزا کہلاتے تھے ان فتوحات کے بعد ۹۱۳ھ مین خود کو بادشاہی کے خطاب سے سرفراز کیا۔

کیفیت اس بادشاہ نے چار مرتبہ تسخیر ہند کا قصد کیا اور دریائے سندھ ملتان اور پنجاب وغیرہ تک آکر لوٹ گیا۔ آخر ۹۳۲ھ میدان پانی پت مین ابراہیم لودھی سے جنگ عظیم واقع ہوئی۔ بابر کے ساتھ صرف بارہ ہزار سوار اور ابراہیم لودھی ایک لاکھ سات ہزار فوج کی جمعیت رکھتا تھا مارا گیا۔ بابر داخل دہلی ہوا۔ بہت خزانے اور دفینے ہاتھ آئے اپنے بیٹے ہمایون کو آگرہ روانہ کیا بکرماجیت نے کہ گوالیار کے راجاؤن کی نسل سے تھا آٹھ مثقال کے وزن کا ہیرا نذر دیا فتح پور سیکری مین محمود بن سکندر شاہ اور رانا سالکا سے جن کے دو لاکھ سوار ساتھ تھے لڑکر فتحیاب ہوا۔ اور تمام ملک چندیری تک مسخر ہوگیا گو بابر نے اپنی تمام عمر جدال و قتال مین بسر کی تو بھی یہ بادشاہ نہایت عادل عالی دماغ روشن خیال اور خدا ترس تھا۔ چونکہ تعلیم یافتہ تھا اس سبب سے شعر و سخن سے بھی دلچسپی رکھتا تھا چنانچہ آپ نے اپنی سوانح عمری نہایت خوبی کیساتھ لکھی ہے جو تزک بابری کے نام سے موسوم ہے بابر اپنے فرزند ارجمند ہمایون سے بہت محبت کرتا تھا جس وقت وہ سخت علیل ہوا بابر تین مرتبہ اس کے بستر علالت کے گرد گھوم کر اسپر سے نثار ہوگیا۔

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات مع علت	محل دفن
۷	جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ بن بابر بادشاہ۔	۲۴- ذیقعدہ سنہ ۹۱۳ھ از بطن ماہم بیگم نبیرہ حضرۃ احمد جام	ارک شہر کابل	۱۴ جمادی الاول سنہ ۹۳۷ھ	آگرہ	۴۹ سال ۴ شہر ۹ یوم و بقول ۴۸ ماہ ۹ یوم	۲۵ سال ۱۰ شہر ۵ یوم	۱۱- ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ زینہ پر سے گرے۔	سواد شہر دہلی مقبرہ معروف

تاریخ منظوم محمد ہمایون شہ نیک بخت + کہ خیر الملوک است اندر سلوک + جو بر مسند بادشاہی نشست + شدش سال تاریخ خیر الملوک + ہمایون بادشاہ آن شاہ عادل + کہ فیض خاص او بر عام افتاد + قضا از بہر تاریخش رقم زد + ہمایون بادشاہ از بام افتاد +

معاصر پہلے ہنری ہشتم ۳۸ سال ۹ ماہ - ایک یوم دوسرے ایڈورڈ ششم ۶ سال ۷ ماہ - ۷ یوم تیسری شاہزادی میری ایک سال ۴ ماہ۔

اولاد محمد حکیم میرزا - محمد اکبر میرزا - سلطان نجیب النساء بیگم

وزراء و ارکان دولت امیر ہندو بیگ + خواجہ میرزا بیگ + حضرت خواجہ خان + علی قلی خان + میرزا خضر خان ہزارہ + بہرام خان + قنبر علی خان + اشرف خان + افضل خان مخاطب بعطاء اللہ خان + صاحب دیوان خرچ + خواجہ عبد المجید خان صاحب دیوان جمع خواجہ وزدی میر عبد الحی + بشیر و خان + مہتر خان - خواجہ سلطان علی + خواجہ حسین خان + بردی بیگ خان + و پہل غلامان خاص انہیں سے خدمت کے لیے معین تھے۔

ملک مفتوحہ بعد جلوس تسخیر قلعہ کالنجر کے وہانکے حاکم سے ۱۲ من طلا مع دیگر اسباب بطور تاوان لیا - پرانا قلعہ دہلی از سر نو تعمیر کیا - جونپور بنگالہ بہار فتح کیے سلطان بہادر گجراتی کو شکست دی - چتور - مندسور - مالوہ - قلعہ گھنساب - قلعہ تاتار خان - احمد آباد - گجرات کو - چمپانیر تک اور کابل و قندھار - دہلی وغیرہ فتح کرکے آخر ۹۴۷ھ ہجری میں بمقام قنوج دو بارہ لڑائی کی حالت میں شیر شاہ اپنے بھائی کے مقابلے سے ایران چلا گیا۔

کیفیت بادشاہ ہمایون نے ۱۵۳۵ء میں بہادر شاہ والی گجرات پر حملہ کیا - اور انکو شکست دے کر قلعہ چمپانیر لے لیا اسکے بعد بنگالہ پر شیر خان کے مقابلہ میں حملہ آور ہوا - اور اسکو شکست دے کر کل بنگالہ کو اپنے قبضہ اقتدار میں کر لیا - گر شیر خان اپنا معاوضہ لینے میں غافل نہ رہا - اور موسم برسات میں جب بارش کی کثرت ہو رہی تھی پہاڑوں سے نکل کر بکسر کے قریب شاہی فوج پر ایسا حملہ آور ہوا - کہ ہمایون نے گھبرا کر اپنا گھوڑا دریائے گنگ میں ڈالدیا - لیکن ایک سقے نے جسکا نام نظام تھا - اپنی مشک کے ذریعے سے ہمایون کو پار اتار کر اسکی جان بچائی جسکے صلے میں ہمایون نے اسکے مقصد کے موافق آگرہ پہنچکر دو پہر تخت پر جلوہ افروز کیا - کہ اوس نے چمڑہ کا سکہ چلا دیا - جو آج تک ہندوستان میں ضرب المثل ہے - یہاں سے پسپا کر ہمایون بدشواری تمام آگرہ آیا - اور اسکے تین بھائیوں یعنے عسکری - کامران - ہندال نے باہم متفق ہوکر شیر خان سے قنوج میں مقابلہ کیا لیکن ہمایون نے شکست کھائی - اور سندھ کو روانہ ہوا - جہاں ۱۵۴۲ء میں بمقام امرکوٹ اکبر پیدا ہوا - یہاں سے ہمایون نے ایران کی طرف کوچ کیا شاہ ایران نے ہمایون کو دس ہزار سوار عطا کیے جس سے ہمایون نے کابل قندھار وغیرہ فتح کرکے پنجاب و دہلی پر اپنا قبضہ کر لیا - اسکی جلاوطنی کا زمانہ ۱۵۴۰ء سے ۱۵۵۵ء تک پایا جاتا ہے اور دوران غریب الوطنی میں شیر خان کا خاندان فرمان روا رہا۔

یہ بادشاہ نہایت موزون طبع تھا - چنانچہ یہ ابیات آپ ہی کی طبع زاد [illegible] - اے آنکہ جفاء تو بعالم علم است + روزیکہ ستم نمیم از تو ستم است +

ہر غم کہ رسید از ستم چرخ بدل + مارا چو غم عشق تو باشد چہ غم است +

سکہ ایک طرف نام دوسری طرف کلمہ - سونا ۸ - ۱ - ۱۳ - گرین چاندی ۱۷ گرین +

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	مرض الموت سال وفات	محل دفن
۸	عرش آشیانی ابوالفتح جلال الدین اکبر بادشاہ بن محمد ہمایون۔	۵ رجب یکشنبہ سنہ ۹۴۹ھ ۱۴۔ اکتوبر سنہ ۱۵۴۲ع	حصار امرکوٹ مضاف صوبہ لاہور	۲ ربیع الآخر سنہ ۹۶۳ھ	سکندرہ لاہور	۶۳ سال ۱۱ ماہ ۹ یوم	۵۱ سال ۱۰ ماہ	۱۳ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۴ھ بعارضہ حیانی سنہ ۱۶۰۵ع	سکندرہ اکبرآباد

تاریخ منظوم) از خطبۂ شاہ رفعت منبر شد + وز سکۂ حال کارہا چون زر شد + بنشست بہ تخت سلطنت اکبرشاہ + تاریخ جلوس نصرت اکبر شد + الف کشیدہ ملائک ز فوت اکبرشاہ + فوت اکبر شد از قضاے الٰہ + گشت تاریخ فوت اکبرشاہ +

معاصر پہلے شاہزادہ میرزا ۵۰ سال ۱۰ ماہ ۹ یوم۔ دوسرے الزبتھ ۴۶ سال ۳ یوم تیسرے جیمس اول ایک سال ۴ ماہ

اولاد محمد میرزا۔ محمد سلیم میرزا۔ دانیال میرزا۔ اشرف النسا بیگم۔ آرام بانو بیگم۔

وزراے دولت اول بیرم خان رکن السلطنت تھا اسنے ایک مدت تک سلطنت کے کاروبار کو بہت اچھے طور پر انجام دیا اور اکبر بادشاہ کو ہر طرح کے فنون سپہ گری سے اچھے طور پر ماہر کر دیا۔ اکبر سے یہ نہایت رفاقت کے ساتھ پیش آتا تھا۔ اور سلطنت کے نشیب و فراز کو سمجھاتا رہتا تھا۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد اپنی خود رائی اور بے اعتدالی کی وجہ سے معزول کر دیا گیا۔ بعدہ میر شمس الدین۔ محمد خان اتابا منعم خان۔ و بہادر خان خواجہ جہانخان۔ و عبدالرحیم خان خانان۔ و عبدالمجید خان مخاطب آصف خان۔ و مظفر خان۔ و راجہ ٹوڈرمل۔ و شاہ منصور۔ و مولانا حاجی الملک۔ و مصاحب بیگ۔ و شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی۔ و اسکندر خان صوبہ دار اکبرآباد و قیام خان حاکم کول جلالی و میر محمد خان حاکم سلوت و شیخ ابوالفیض فیضی ملک الشعرا و ابوالفضل میر منشی۔

ملک مقبوضہ سن جلوس مین سکندر شاہ افغان کو شکست دی۔ دوسرے سال ہیمون بقال کو قتل کیا ایک لاکھ تیس ہزار سوار زرہ پوش اور ڈیڑھ ہزار جنگی ہاتھی اپنے پاس رکھتا تھا۔ جلوس کے پانچوین برس بہرام خان وزیر خان معزول ہوکر گرفتار ہوا رخصت لیکر حج کے لیئے جاتا تھا کہ گجرات مین مبارک خان کے ہاتھ سے مارا گیا۔

کیفیت چھٹے سال جلوس کے مالوہ فتح ہوا دسوین مین جونپور بارھوین چتور چودھوین قلعہ کالنجر سترھوین آدونی اٹھارھوین سال گجرات و احمدآباد و بنگ بہار اُنیسوین سال مانڈو وغیرہ۔ اکیسوین سال راجہ مان سنگہ سے ٹھٹھری اور بنگالہ وغیرہ فتح ہوا تیسوین سال کشمیر چھبیسوین سال ٹھٹھہ بکھر سینتیسوین سال اڑیسہ اور قلعہ جوناگڑھ فتح ہوا چالیسوین مین مظفر نگر اکتالیسوین سال مین ملک احمدنگر بیالیسوین سال مین مکرر مالوہ اور قلعہ آسیر وغیرہ ممالک فتح کیے یہ بادشاہ بڑا صاحب اقبال سخی بہادر تھا قلعہ آگرہ قلعہ الہ آباد و قلعہ اٹک حصار شہر اجمیر عمارت فتح پور سیکری اسی بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے جسکے ہندو۔ انگریز کیا کل تمام اقوام ثناگستر ہین۔ اسنے اپنے عہد حکومت مین بہت بڑے بڑے کارنمایان کیے اور عمدہ عمدہ نفیس عمارتین بنوائین۔ اکبر نے اپنی رعایا کی خوشی سے اپنے اور فارغ البالی کے واسطے جو جو قوانین مقرر کیے تھے وہ ضرور قابل فخر ہین کم سنی مین شادی کرنا۔ بیوہ کو زبردستی بٹھا رکھنا۔ شوہر کے ساتھ ستی ہونا۔ قسم کھانے کے وقت گرم گولہ اٹھانا یا جلتے ہوے تیل مین ہاتھ ڈالنا قطعًا منع کر دیا تھا۔ جزیہ اور جاتریون کا محصول بھی معاف کر دیا۔ ہر غریب و امیر بعیش و آرام بسر کرتے تھے۔

ایک روز کی حکایت ہے کہ ملا طاہر عجمی نے ایک رُباعی تصنیف کی اور شاہ عباس صفوی والی ایران کو نذر دی جو ذیل مین درج کیجاتی ہے۔ (زنگی بہ سیاہ و چیل لشکر نازد رومی بہ سنان و تیغ و خنجر نازد + اکبر بخزینہ پُر از زر نازد + عباس بذوالفقار حیدر نازد + بادشاہ اس رباعی سے نہایت خوشنود ہوا۔ اور ایک قاصد کے ہاتھ اکبر کے پاس بھیجی جسکا جواب ابوالفیض فیضی نے تصنیف کیا اور عباس کو روانہ کیا گیا۔ جو حسب ذیل ہے۔ فردوس بہ سلسبیل و کوثر نازد + دریا بہ گہر فلک بہ اختر نازد + عباس بہ ذوالفقار حیدر نازد + کونین بذات پاک اکبر نازد + ایک روز کا واقعہ ہے کہ روما کے پوپ اکبر کے حضور مین تشریف لاے اور بائیبل کے مضامین و مطالب لوپوپ نے طور پر اسکو سمجھایا۔ تو اکبر نے اپنا ظاہری شوق دکھایا۔ اور ابوالفضل کو توریت و انجیل کے ترجمے کے لیئے مقرر کیا۔ چنانچہ اُسنے پہلا مصرع کہا۔ ع۔ اے نامۂ تو ترندہ کرستو + کہ فیضی بول اُٹھا۔ سبحانک لاشریک لاھو +

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	مرض الموت سال وفات	محل دفن
۹	جنت مکانی ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ بن محمد اکبر شاہ بادشاہ معروف شاہزادہ سلیم	۱۷- ربیع الاول سنہ ۹۷۷ھ	قصبہ فتحپور سیکری از	۱۴ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۴ھ	اکبر آباد	۵۹ سال ۱۱ ماہ دو یوم	۲۲ سال ۱۱ ماہ - ۲۳ یوم	۲۷ صفر صباح یکشنبہ سنہ ۱۰۳۷ بعارضہ ضیق النفس	جہانگیر نگر شارع کشمیر تصویر باغ نورجہان لاہور

تاریخ منظوم شاہ جہانگیر جواز فر تخت + گشت فروزین تنکر عالم چو مہر + گفت خرد سال جلوس سعید + شاہ جہانگیر نصیب سپہر + شہنشاہ جہان شاہ جہانگیر + کہ صیت عدل او بر آسمان رفت + چو تاریخ وفاتش جست گشتی + خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت ؛

معاصر: پہلے جیمس اول ۱۷ سال ۲ ماہ - ۱۴ یوم دوسرے چارلس اول ایک سال ۹ ماہ - ۹ یوم -

اولاد سلطان خسرو از بطن دختر راجہ بھگونت سنگھ سلطان پرویز از بطن صاحب جمال سلطان خورم از بطن جودہ بائی سلطان شہریار سلطان جہاندار سلطان النسا بیگم بہار بانو بیگم -

وزراے دولت - امیر محمد شریف خان وزیر اول - تیسرے قسم امیر الامراو وکیل سلطنت تحویل ار مہر خاص - اعتماد الدولہ میرزا غیاث الدین بیگ پدر نورجہان بیگم مالک دیوان و وکیل کل - شیخ فرید بخاری امیر الامرا بخشی منصب دار پنجہزاری - میرزا زمانہ بیگ مخاطب بہ مہابت خان میرزا جعفر اول میر منشی بعہدہ خدمت دیوانی مخاطب بآصف خان - تغیری خان ارادت خان و ابو الحسن خان مخاطب بہ اعتقاد خان آصف خان ثانی ممالک مقبوضہ اپنے باپ کے تمام ملک مفتوحہ پر کہ قندھار سے دریاے عمان کابل سے بنگالہ تک تھا متصرف رہا کوئی جدید مداخلت نہیں کی جسوقت جلال الدین اکبر بیمار شدید تھا - خبر پہنچی پر اسنے الہ آباد سے اکبر آباد مراجعت کی ساحل دریا تک پہونچا تھا کہ اکبر نے وفات کی ہر چند کہ بعض اراکین سلطنت کی راے خسرو اسکے بیٹے کی تخت نشینی کی تھی لیکن شیخ گیلانی نے کلمہ اختلاف کیا اور دیگر امراے نے بھی اسکی پابندی کر کے شیخ کی اطاعت مین سر خم کیا - سلطان خسرو آگرہ سے بھاگ کر لاہور پہونچا اور صرف آٹھ ہزار سپاہ کی جمعیت سے شیخ فرید سے جو اسکے تعاقب مین تھا مقابلہ سے گریز کر کے دریاے راوی کے ملاحون کے ہاتھ سے گرفتار ہوا - اس فتح کے بعد جہانگیر نے دار السلطنت آگرہ مین اپنی جانشینی کا جلوس منعقد فرمایا -

کیفیت یہ بادشاہ باوجود عیاش و مے نوش ہونے کے نہایت عدل پرور تھا ایک طلائی زنجیر محل سے اس غرض سے دریاے جمن مین لٹکا رکھی تھی کہ دادخواہ اس زنجیر کو ہلا کر براہ راست اپنے کو خدمت شاہ مین لیجا کر عرض حال کر سکے نورجہان کے بھانجے سیف الدین خان کے ہاتھی سے ایک غریب بچہ کچل گیا - بادشاہ نے باوجود اسکے کہ اسکو خود پرورش کیا تھا اسپر قصاص جاری کیا اور ہاتھی کے پاؤن سے کچلوا کر مروا ڈالا - سن جلوس مین تمام خراج رعایا پر معاف کر دیا - نورجہان بیگم مرزا غیاث الدین کی بیٹی تھی - جو بسبب عسرت و تنگدستی کے ہندوستان مین آیا - اثناے راہ مین نورجہان پیدا ہوئی - والدین کو اسکا ہمراہ لیجانا ایک بار عظیم معلوم ہوا اور اس لڑکی کو راستہ مین پھینک کر روانہ ہوے - لیکن خداوند کریم کو اسکا زندہ رکھنا منظور تھا - اتفاقاً ایک قافلے کے سوداگر نے اس لڑکی کو دیکھ کر اٹھا لیا اور اسکی ماں کو دایہ مقرر کر کے اپنے ہمراہ ہندوستان مین لایا - اور میرزا غیاث الدین بیگ کی رسائی اکبر کے دربار مین کرا دی - یہ بہت تیز فہم اور ہوشیار آدمی تھا بہت جلد ترقی کر کے چند روز مین میر بخشی کے عہدے پر ممتاز کر دیا گیا - سلیم نورجہان کو دیکھ کر اسکے عشق مین مبتلا ہو گیا لیکن اکبر کو یہ بات نہایت ناگوار معلوم ہوئی - اور نورجہان کی شادی شیر افگن خان کے ساتھ کر دی کچھ عرصہ کے بعد جب سلیم تخت نشین ہوا - شیر افگن کو قتل کر کے نورجہان کو اپنے محل مین لایا - اسی وقت اسکے ساتھ اپنا عقد کیا - اور اسکو نور محل اور پھر نورجہان کا خطاب عطا فرمایا - چونکہ شاہ جہانگیر بسبب اپنی عیاشی اور مے نوشی کے سلطنت کے کاروبار کو انجام نہ دیسکتا تھا اسی وجہ سے کل انتظامات سلطنت نورجہان کو سپرد کیے گئے - یہانتک کہ مہر اور سکے مین بھی اسکا نام موجود تھا - بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور + بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر + مہر کا سجع یہ تھا - نورجہان گشت بفضل اللہ + ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ + یہ بیگم نہایت عقیلہ - شاعرہ - جانباز - دلیر تھی -

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	مرض الموت سال وفات	محل وفات
۱۰	فردوس آشیانی ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ صاحبقران ثانی بن محمد جہانگیر	غرہ ربیع الاول شب پنجشنبہ سنہ ۱۰۰۰ ہجری (در بعض جا چودہ) باقی	سمرقند	۸ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۶ھ	اکبر آباد	۷۶ سال ۵ ماہ ۱۲ یوم	۳۱ سال ۵ ماہ ۱۲ یوم	۲۶ رجب سنہ ۱۰۷۶ھ بعارضہ درد گردہ و تپ محرقہ	اکبر آباد روضہ مشہور

تاریخ منظوم - بادشاہ زمانہ شاہ جہان + خورم و شاد و کامران باشد + حکم او بر خلائق عالم + ہمچو حکم قضا روان باشد + بہر سال جلوس او گفتیم + در جہان بادتا جہان باشد + سال تاریخ فوت شاہ جہان + رضی اللہ گفت اشرف خان +

معاصر - پہلے چارلس اول ۲۲ سال ۱۰ ماہ ۱۵ پندرہ یوم دوسرے پرتکیز ۸ سال ۶ ماہ - ۲۳ - یوم -

اولاد - محمد دارا شکوہ خلف اول ولی عہد منصب دار ہشت ہزاری اپنے والد کی حیات میں سنہ ۱۰۶۹ھ بحکم اورنگ زیب برادر خورد قتل ہوئے یہ نہایت مغرور اور تند مزاج غصہ ور اور خود رو تھا ہر کام کو نہایت عجلت کے ساتھ انجام دیتا تھا دوسرے کی صلاح نہ لیتا تھا اسکو اپنی عقلمندی اور تیز فہمی پر ناز تھا - دوم محمد شجاع منصب دار پانزدہ ہزاری باپ کی زندگی میں جنگ اورنگ زیب سے ہزیمت پا کے قید بنگالہ میں انتقال کیا یہ بہت دلیر دوربین و تجربہ کار تھا - لیکن حد درجہ کا عیاش اور مے نوش تھا - ایرانی امرا کو اپنا پیرو بنانے کے لیئے اس نے شیعہ مذہب اختیار کیا تھا - سوم اورنگ زیب منصب دار پانزدہ ہزاری چہارم محمد مراد بخش منصب دار دوازدہ ہزاری عالمگیر کے ہاتھ سے بعد چار سال کے قتل ہوا - تین بیٹیاں ہیں - انجمن آرا بیگم - گیتی آرا بیگم - جہان آرا بیگم - ہزارا بیگم

وزرائے دولت یمین الدولہ آصف خان وزیر اعظم سپہ سالار خسر بادشاہ نہ ہزاری - وزیر دوم ارادت خان ہفت ہزاری - اسلام خان وزیر - سعد اللہ خان وزیر ہفت ہزاری - مہابت خان ہفت ہزاری خانجہان ہفت ہزاری علی مردان خان امیر الامرا ہفت ہزاری محمد افضل خان علامی ہفت ہزاری - سعید خان بہادر ظفر جنگ ہفت ہزاری - جملہ منصب دار آٹھ ہزار تھے ہفت ہزاری تا پانصدی -

ممالک مقبوضہ اس بادشاہ نے کچھ ملک بزمانہ شاہزادگی اور کم حالت تخت نشینی میں حسب تفصیل ذیل فتح کیے قلعہ گوالیار - پشاور - قلعہ منصور گڑھ - قلعہ مارواڑ - قلعہ ستونڈ - قندھار - قلعہ دولت آباد - قلعہ جوکنا - خیرہ - چہل قلعہ - قلعہ سنگم - گلشن آباد - قلعہ سانہ - قلعہ جوبند - پلاموں - بالاگھاٹ - قلعہ ہوگلی - قلعہ کھاماکھیری - مالوہ - قلعہ کالنا - قلعہ بست - قلعہ بکلانا - قلعہ کانگرہ - قلعہ کمنور اور بدخشان اور قلعہ کہمرود - قلعہ غوری - قلعہ سری نگر - اور ولایت قلات - اور بعض ملک تبت و ممالک دکن وغیرہ اپنے زمانہ سلطنت میں نو کروڑ پچاس لاکھ روپیہ نقد - اور نو لاکھ بیگہ زمین اور ایکسو آٹھ گاؤں روز جلوس خیرات اور انعام میں عطا کیے اور ایک قندیل مرصع ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی کہ معظمہ بھیجی

کیفیت بزمانہ رحلت جہانگیر - شاہجہان بسبب مخالفت نورجہان بیگم جہات دکن میں مصروف تھا رحلت جہانگیر کے بعد نورجہان نے سلطان شہریار برادر حقیقی شاہجہان کو لاہور میں تخت نشین کیا آصف خان نے حسب اتفاق امرا میر سلطان خسرو کو مصلحتاً شہریار کے مقابل جنگ کے لیئے آمادہ کیا اور خفیہ قاصد کے ذریعے سے شاہجہان کو تخت نشینی کے لیئے آگرہ بلایا - چونکہ تختگاہ آگرہ پر شہریار متصرف تھا باہمی جنگ عظیم واقع ہوئی آخر شہریار شکست پا کر گرفتار ہو جانے کے بعد اندھا کر دیا گیا - بادشاہ کمال سخی و دیندار و پر شوکت تھا - عمارات اکبر آباد باغات عمارات - کابل و قندھار - کشمیر - لاہور - اجمیر - گجرات - جسمیں دو کروڑ پچاس لاکھ روپیہ صرف کیا گیا - شاہجہان نے تخت جلوس جواہر نگار تیار کرایا یہ تخت پسند اور تخت سلاطین کے گران قیمت و خوشنما تھا اس کی تاریخ محمد خان قدسی نے تصنیف کی جو درج یہ ہے چونام بخش زبان پرسید از دل + بگفت اورنگ شاہنشاہ عادل + ممتاز محل شاہجہان کی صاحب اولاد بی بی نے جلوس کے چوتھے برس سنہ ۱۰۴۰ھ میں انتقال کیا - روپیہ صرف کر کے شاہجہان نے ایک مقبرہ مع ایک وسیع باغ کے دریائے جمنا کے کنارے حسب وصیت ممتاز محل تعمیر کرایا جو تاج محل کے نام سے موسوم ہے - تاریخ وفات ممتاز محل - جائے ممتاز محل جنت باد +
۱۰ ۵ ۴۴

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
١١	خلد مکانی ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بن شاہجہان	یازدہم ذیقعد ١٠٢٨ھ آفتاب عالمتاب	گجرات	غرہ ذیقعدہ ١٠٦٨ھ ١٦٥٩ء	اکبرآباد	٩٠ سال ٧ یوم	٥٠ سال ٢٥ یوم	٢٨ ذیقعدہ ١١١٨ھ ١٧٠٧ء آفتاب عالم تابنیز	اورنگ آباد

تاریخ منظوم - تاریخ جلوس اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الاَمرِ مِنکُم دیگر (ظل حق) سال وفات، **روح و ریحان و جنت نعیم** - (دیگر) عالمگیران خدیو صاحب تدبیر + برداشت دل ازجہان زجان ہم شد سیر + اورفت زملک ملک زورفت بگو شد بادشاہ ملک فنا عالمگیر - (دیگر) آن شاہ کہ دایم علم فتح برافراشت + چون گشت نو و سال جہان را بگذاشت + در ہر کاغذ خودا و میکرو رقم + برنسخہ عمر او خدا صاد نگاشت ÷ (دیگر) برفت ازجہان بادشاہ ولی -

معاصر - پرتگیز ٤ سال ٣ یوم - چارلس ٢٤ سال ٩ ماہ - جیمس ٣ سال ٩ ماہ ٢٩ یوم - ولیم ہنری ١٣ سال ٤ ماہ ٢ یوم - شہزادی این ٤ سال ٥ ماہ

اولاد - اول محمد سلطان ازبطن نواب بائی بسبب موافقت محمد شجاع مقید ہوئے وہین انتقال کیا - دوم محمد معظم شاہ - سوم محمد اعظم شاہ - چہارم محمد اکبر عالمگیر کے باغوائے راجپوتان جنگ کی اور شکست پاکر ایران گیا اور سیکہیہ انتقال کیا و محمد کام بخش دو سال بعد رحلت پدر وفات یافت و دختیہ اول نواب زیب النساء بیگم کہ حافظہ و عالمہ و مشاعرہ و دوم نواب زیب النسا بیگم و سوم نواب زبدۃ النسا بیگم یہ تینون ازبطن دلرس بانو بیگم سے تھین اور چہارم نواب مظفر النسا بیگم کہ یہ حرم سے تھین -

وزرائے دولت - معظم خان میرجملہ وزیر بعد انکے جعفر خان وزیر بعد انکے اسد خان وزیر خانجہان خان ظفر جنگ و غازی الدین خان فیروز جنگ و روح اللہ خان بخشی الملک چین قلیچ بہادر و حمید الدین خان و منعم خان و بہرہ مند خان میر بخشی ذوالفقار خان میر بخشی و عاقل خان وغیرہ وزرا بہت تھے

ممالک مقبوضہ بارہ سالکی عمر مین بزمانہ شاہزادگی فیل مست سے مقابلہ کیا جلوس پدر کے بارہوین برس ولایت بنگالہ کو تسخیر کیا اور بیسوین سال بلخ فتح کیا اور اپنے جلوس مین کامروپ - آسام - کوچ بہار - شعلہ پور - بیجاپور - حیدرآباد - قلعہ گولکنڈہ تانا شاہ سے لیکر اسکو مقید کیا - قلعہ بہار قلعہ برنالہ قلعہ ڈروان گڑہ قلعہ کیلنا - قلعہ آج گڈہ - قلعہ پونا - قلعہ ڈاکن کھیری وغیرہ اور تقریباً تمام ملک دکن مسخر کرکے بقیہ عمر وہین بسر کی - اورنگ آباد آباد کیا - شہر پناہ اکبرآباد - موتی مسجد لاہور - قلعہ شاہجہان آباد - جامع مسجد اکبرآباد و مسجد متھرا - بتخانہ مسمار کرکے تعمیر کرائی -

کیفیت محی الدین اورنگ زیب اپنے تینون بھائیون سے زیادہ مدبر عادل و عاقل اور عالم تھا ١٠٦٨ھ مین تخت نشین ہوا پہلے دارا شکوہ کو خلاف شریعت مضامین ترجمہ تالیف کرانیکی جرم مین اور مراد بخش کو قلعہ گوالیار کے قید سے طلب کرکے ایک خون کے الزام مین قتل کرایا مرزا شجاع متواتر لڑائیون سے زک کھا کر ارکان کے راجہ کے پاس جاکر مفقود الخبر ہوگیا بعض درسی تواریخون مین ہندوستانی مولفون نے تینون بھائیون کا مار ڈالنا لکھا ہے حالانکہ ایسا نہین ہوا - ان تینون بھائیون دعویداران سلطنت سے جب میدان صاف کرکے اطمینان حاصل کرلیا تو اسکی طبیعت و بگرامور سلطنت کیطرف منعطف ہوئی - میرجملہ اورنگ زیب کے سرداران اعظم سے تھا جس کی جانبازیون اور سرشکن کوششون سے عالمگیر اپنے بھائیون پر فتحیاب ہوا تھا اس نمایان خدمت کے صلہ مین بجائے مرزا شجاع میر جملہ کو بنگالہ کا فرمانروا مقرر کردیا اس نے ایک بڑی کامیاب جنگ کوچ بہار اور آسام کے بعد ڈھاکہ مین قضا کی - عالمگیر کو ملک گیری اور اداب شاہی دکھانیکا بہت شوق تھا - سلطان ابوالحسن عرف تاناشاہ والی گولکنڈہ کے متواتر لڑائیون سے صفحات تاریخ پر ہین سیوا جی مرہٹہ سے معرکہ آرائیان کرتا رہا بیجاپور وغیرہ کی سلطنتون کے مطیع کرنیمین مشغول رہا غرض اسکی عمر کا بڑا حصہ جنگ جدل اور انتظامی امور مین صرف ہوا ١٦٨٦ء مین بیجاپور - ١٦٨٧ء گولکنڈہ - کڈاپہ اور کنجور ١٦٩٨ء مین ستارا یکے بعد دیگرے فتح کرکے ١٧٠٧ء مین قضا کی -

تاریخ بیجاپور کارفرمائے ملک بیجاپور + کہ زنقصان ہوش تحتش رفت + کرد از بس حمایت کفار + بادشاہ جہان بر او آشفت + لشکرے بر سرش گماشتہ کہ شد + طاقتش طاق گشت با غم جفت + شد چو عاجز سکندر عادل + خاک در گاہ را [illegible] گان برفت + سال تاریخ از خرد جستم + فتح اسکندری مبارک گفت +

تاریخ فتح حیدرآباد زبان کلک بامن گفت مونس + مبارکباد فتح حیدرآباد +

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۴	محمد اعظم شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر	سلخ رجب ۱۰۶۳ھ از بطن دلرس بانو بیگم	دکن	۲۸ - ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ	احمد نگر	۵۵ سال	۳ - ماہ ۲۰ - یوم	۱۸ - ربیع الاول سنہ ۱۱۱۹ھ	مقبرہ ہمایون

تاریخ منظوم شہزادہ دیوانہ ہوش واژ دوحم + حقا کہ نبود ہیچ از ستم کم ÷ دیدند سروبیش جدا چون آن دم ÷ گفتند ہمہ ہائے محمد اعظم ÷

معاصر شہزادہ ہی این ایک سال ۲۰ یوم

اولاد دو پسر ایک سلطان والاجاہ - دوسرے محمد بیدار بخت - ہر دو ہمراہ معہ اپنے والد کے ہاتھی پر سوار مارے گئے -

وزرائے دولت تھوڑی مدت سلطنت مین کہ ۳ - ماہ ۸ - یوم تھی اسمین وزیر کیا مقرر کرتے -

ممالک مقبوضہ عالمگیر نے اپنے زمانہ حیات مین رفع نزاعات باہمی کے لئے اپنے صاحبزادگان سے اعظم شاہ کو گجرات و دکن کام بخش کو مالوہ وغیرہ - معظم شاہ کو کابل و لاہور اور دہلی حصہ رسد تقسیم کر دئے عالمگیر کی وفات کے دس روز بعد احمد نگر مین اعظم شاہ تخت سلطنت پر جلوس فرما کر تسخیر ہند کیلئے امادہ ہوا -

کیفیت محمد معظم شاہ اسوقت کابل مین تھا اسکو اپنے باپ کی رحلت اور بھائی کے جلوس کی خبرین مستقل پہونچین فوراً ہندوستان پہونچکر اعظم شاہ کو لکہا کہ جو ظل سبحانی والد بزرگوار نے بزمانہ حیات مملکت تقسیم کر دی تھی - تحریص ملک اور خونریزی سے ہاتھ اوٹھا کر اسی پر قناعت کیجئے - اعظم شاہ نے جواب دیا کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند اور جمعیت کثیر لیکر ساتھ گجرات سے کوچ کیا اودھ سے معظم شاہ بڑہا میدان دہولپور مین مقام جاجئو پر دونون فوجونکی مڈبھیڑ ہوئی دو روز کی جنگ مغلوبہ مین ۱۸ - ربیع الاول سنہ ۱۱۱۹ھ کو اعظم شاہ نے تلوارون کی چھاؤن مین ملک عدم کی راہ لی اس لڑائی مین چھہ ہزار سوار اور پیادہ اور پچاس جانثار سرداران فیل نشین طرفین سے مقتول ہوئے معظم شاہ نے اکبر آباد مین جشن فتح مندی منعقد کیا -

سکہ سکہ زد در جہان بدولت وجاہ + بادشاہ ممالک اعظم شاہ

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۳	ابو النصر قطب الدین سلطان محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ بادشاہ خلف دوم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ	سلخ رجب سنہ ۱۰۵۳ھ	برہانپور نواح حیدرآباد دکن	غرہ ذالحجہ سنہ ۱۱۱۸ھ •	• اکبرآباد •	۷۰ سال ۶ - ماہ •	۵ - سال ۱ - ماہ ۲۱ - یوم	۶ - محرم سنہ ۱۱۲۴ھ بعارضہ قولنج	درگاہ خواجہ قطب الدین متصل مزار

تاریخ منظوم (جلوس) نشست چون بہ سریر جہان بہادر شاہ ÷ رسید مژدہ دولت ز عالم بالا ÷ ز منزل فلک اورد سر برون ہاتف ÷
بگفت سال جلوسش نظام ملک ولا (وفات) ÷ ور وفاتش بی سروبی پاشدند ÷ فیض وفضل ونعمت وعدل وکرم +

معاصر شہزادی این ۶ - سال ۱ - ماہ ۶ - یوم

اولاد محمد جہاندار شاہ - محمد عظیم الشان - محمد رفیع الشان - خجستہ اختر - جہان شاہ - اور دو دختر فیروز بانو بیگم - دولت افروز بانو بیگم

وزرائے دولت محمد ابراہیم اسدخان مخاطب بہ آصف الدولہ عمدۃ الملک عہد عالمگیر سے وزیر اعظم تھے بعطائے خلعت وکالت سرفراز ہوئے اور بشارت خان نے بعہدہ وزارت شرف امتیاز پایا و منعم خان خانخانان بقلمدان وزارت مشرف ہوئے بعدہ ہدایت اللہ خان پسر عنایت اللہ خان نیابت کرتے تھے ذوالفقار خان پسر اسدخان نے منصب امیر الامرائے میر بخشگیری وصوبہ داری جمع صوبجات دکن پائی - وصوبہ اوڑلیسہ - دولت آباد وعظیم آباد بنگالہ بنام عظیم الشان تھے اپنی طرف سے صوبہ الہ آباد - عبداللہ خان کو وصوبہ بہار حسین علیخان نے اپنے برادر کو تفویض کیا -

ممالک مقبوضہ ۱۱۲۰ھ مین محمد معظم شاہ جنگ اعظم شاہ سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ادنکو خبر پہونچی کہ محمد کام بخش نے بیجاپور مین اپنے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کر لیا حالانکہ وقت رحلت عالمگیر سے اس مقام پر معظم شاہ متصرف و قابض تھا بجمعیت کثیر حیدرآباد کے قریب ندی کیطرح جا پہنچا کام بخش معہ سعیدہ در رفقائے چند مقابلہ سے پیش آیا اور آخرکار مقتول ہوا نزع کیوقت اسے بہادر شاہ کے پاس لائے بہادر شاہ کے فرزند نے کہا کہ باوجود قلت سامان حرب ولشکر شاہ سے مقابلہ کرکے اپنے کو باین نوبت پہونچا کر کیا فائدہ اوٹھایا جواب دیا کہ مین نے شاہان سلف کی سنت ادا کی تم بعد اپنے باپ کے تازہ سنت جاری کرکے آپسمین برادرانہ طور پر تقسیم مملکت عمل مین لانا یہ کہکر جان دی بہادر شاہ انتظام دکن مین مشغول تھا کہ لاہور مین سکہون نے شورش کی وہان پہنچکر انکو پراگندہ کیا

کیفیت یہ بادشاہ عالم عابد حافظ حدیث صاحب مروت ہونیکے علاوہ اپنے ارادہ مین نہایت مستقل اور کثیر الاولاد تھا ستر شہزادے اسکے چپ وراس بیٹھے تھے - اسے ملک گیری کی ہوس نہ تھی اور اپنے بھتیجون کو مثل اپنے فرزندونکے پالا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ بادشاہ کے بیٹون نے شکایت کی کہ بھتیجونکا اسقدر اعزاز بڑہانا ہمارے نزدیک باعث خوف ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ مجھکو انسے زیادہ تمسے خوف ہے ہندوگر وجو قوم سکہ سے تھا اوسکا اسی بادشاہ کے عہد مین عروج ہوا

سکہ ایک طرف کلمہ دوسری طرف نام تھا ۔ سکہ زد در جہان بفضل الہ ÷ شاہ ہندوستان بہادر شاہ ÷ اشرفی کا وزن ۱ تولہ کا تھا

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۴	ابو الفتح معز الدین محمد جہاندار شاہ بن سلطان عالم بہادر شاہ	۱۰ رمضان سنہ ۱۰۷۳ھ از بطن نظام بائی	دکن	۷ محرم سنہ ۱۱۲۴ھ بقولے ۱۱۲۵	دہلی بقولے لاہور	۵۲ سال ۱۰ ماہ ۲۸ یوم بقولے ۹ ماہ ایک یوم	۱۱ ماہ وبقولے ۱۰ ماہ ۸ یوم وبقولے یکسال	۲۲ ذیقعدہ سنہ ۱۱۲۴ھ از دست فرخ سیر	مقبرہ ہمایون

تاریخ منظوم معز الدین غازی چونکہ بر تخت ۔ بفر و زیب رونق بخش گردید ۔ چو خوش سال جلوسش از سر داد ۔ بشہر غیب بامن گفت خورشید فرار کرد چو فرخ سیر بحکم قضا ۔ اسیر گشت و شہید از جفائے چرخ بریں ۔ سنین سانحہ ہاتف بگوش من فرمود ۔ بمرد حیف جہاندار شاہ معز الدین

معاصر۔ شہزادی این ۱۰۔ ماہ ۸ یوم

اولاد اعزاز الدین ۔ و عزیز الدین

وزرائے دولت ۔ آصف الدولہ اسد خاں وکیل السلطنت ۔ ذو الفقار خاں پسر اسد اللہ خاں بخشی خواجہ کوکلتاش خاں ۔ خواجہ احسن خاں مخاطب بخاں دوران خان ۔ اعظم خاں ۔ جانی خاں ۔ محمد امین خاں یہہ سب ارکان سلطنت اس بادشاہ کے تہے ۔

ملک مقبوضہ بہادر شاہ کی رحلت کے بعد تین بھائیوں سے جنگ عظیم واقع ہوئی ایکطرف جہاندار شاہ رفیع الشان جہان شاہ باتفاق میر الامراء ذو الفقار خان دوسری طرف عظیم الشان دعویدار سلطنت ہوکر ہم نبرد ہوئے آخر الامر عظیم الشان مارا گیا پھر جہاندار شاہ کی جہان شاہ اور رفیع الشان سے چھڑی موخر الذکر دونوں تاجدار مع فرخندہ اختر پسر جہان شاہ شہید ہوئے جہاندار شاہ نے تخت نشین ہوکر سلطان محمد کریم پسر عظیم الشان کو بھی باصلاح ذو الفقار خان ہلاک کیا

کیفیت یہ بادشاہ نہایت عیش دوست تھا تسلط سے نو مہینے کے بعد فرخ سیر بن عظیم الشان نے باتفاق حسین علیخاں و عبد اللہ خاں سادات بارہ اپنی دار الحکومت بنگالہ سے اپنے بیٹے عزیز الدین کو بجمعیت کثیر مقابلہ کے لئے بھیجا ۔ مقام کھجوہ میں دونوں عساکر کی مڈبھیڑ ہوئی ۔ اعزاز الدین پسپا ہو کر آگرہ آیا ۔ فرخ سیر بھی بعد چند روز کے آگرہ پہونچا اور جہاندار شاہ سے لڑکر فتح حاصل کی ۔ شکستہ دل جہاندار شاہ شاہجہان آباد بھاگ کر آیا اور فرخ سیر تخت آگرہ پر جلوس فرما ہوا ۔ خضر آباد میں دہلی سے ایک مختصر گروہ جاکر جہاندار شاہ اور ذو الفقار خاں کو گرفتار کر لایا اور قتل کرکے دونوں کے سر نیزوں پر لٹکائے ۔ لاشوں کو رسی سے باندہا اور فیل کے ہودج میں شاہجہان آباد لاکر خود مستقل بادشاہ ہوا ۔ کسی شاعر نے ہر بادشاہ عالی جاہ کی تاریخ وفات میں کہا ہے ؎ بہادر شہ و ہم جہاندار شاہ ۔ بیک سال زین دار فانی برفت ؎

سر مملکت دور کردہ سر وغش ۔ بہادر برفت و جہاندار رفت

۱۱۲۴ھ

سکہ بر درہم چون مہر و ماہ ۔ ابو الفتح غازی جہاندار شاہ ۔ شکل مدور خط نستعلیق سنہ جلوس سنہ ۱۱۲۴ھ عبارت طرف اول ؎ زدہ سکہ بر نقرہ چون مہر و ماہ ۔ ابو الفتح غازی جہاندار شاہ ۔ عبارت طرف ثانی سنہ احد مبارک ضرب دار الخلافہ شاہجہان آباد ۔ دیگر شکل مدور خط نستعلیق سنہ جلوس سنہ ۱۱۲۴ھ عبارت طرف اول ؎ زدہ سکہ بر نقرہ چون مہر و ماہ ابو الفتح غازی جہاندار شاہ ۔ عبارت طرف ثانی سنہ احد جلوس میمنت مانوس ضرب اٹاوہ

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۵	معین الدین محمد فرخ سیر بادشاہ بن عظیم الشان بن بہادر شاہ	۱۷ رجب ۱۰۹۵ھ وبقولے ۱۰۹۴ھ از بطن صاحبہ نسواں	دکن	۲۳ ذیقعدہ ۱۱۲۴ھ	اکبر آباد وبقولے پٹنہ	۳۵ سال ۲ یوم وبقولے ۳۳ سال	بعد فتح وقتل جہاندار شاہ ۶ سال ۴ ماہ ۲۳ یوم	۹ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ قید مین مرے	مقبرہ ہمایون

تاریخ منظوم ۔ شاہ فرخ سیر کہ افسر او ؛ آفتاب سپہر مکنت است ؛ گفت ہاتف کہ سال سلطنتش ؛ آفتاب کمال سلطنت است ؛

تاریخ وفات یہ ہے فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ؕ

معاصر پہلے شاہزادی این ایک سال ۹ ماہ - ۱۱ - یوم دوسرے جارج اول ۱۴ سال ۵ ماہ و ۲۸ یوم -

اولاد انکی اولاد سوائے ملکہ نگینہ زمانی کے جو بطن حبیبہ سادات خان سے تہین اور کسی کتاب و تواریخ مین نظر سے نہین گذری -

وزرائے دولت بعد تخت نشینی سید عبداللہ خان بخطاب قطب الملک یار وفادار ظفر جنگ ومنصب ہفت ہزاری وخلعت وزارت - وسید حسین علیخان بخطاب امام الملکی وامیر الامرائی ومیر بخشی گری پر سرفراز ہوئے و محمد امین خان کو خطاب اعتماد الدولہ بخشی دوم چین قولیچ خان کو خطاب نظام الملکی وصوبہ داری دکن و قاضی عبداللہ تورانی کو خطاب نعمان خانان میر جملہ وخدمت دستخط خاص دیوانی - لطف اللہ خان کو اور خدمات صدارت افضل خان کو عنایت فرمائے -

ملک مقبوضہ اس بادشاہ نے سوائے ملک موروثی کے اور ممالک اپنی زمانہ حکومت مین فتح نہین کئے ۱۱۲۵ھ مین اجیت سنگہ پسر جسونت سنگہ راٹھور نے جودہپور پر فوج کشی کی حسین علی خان نے سرزنش کے بعد دختر فرخ سیر سے عقد کیا اور ایسا عظیم الشان جشن ترتیب دیا کہ صفحہ ہستی پر یادگار ہے اقوام سکہ نے ۴۵ ہزار فوجکی جمعیت سے کوہستان پنجاب سے سر اوٹھا کر مسلمانون کی ایذا رسانی اور مسجدون کی انہدام مین غلبہ کیا - عبدالصمد خان کے ہاتھ سے گرفتار ہو کر مارے گئے -

کیفیت جلوس کے بعد بادشاہ اور سادات مین نزاع واقع ہوا اور نوبت باینجا رسید کہ ۱۱۳۱ھ قطب الملک عبداللہ خان اور حسین علی خان نے قلعہ مین اپنا تسلط کیا اور فرخ سیر کو محل سے بجبر وتعدی نکالکر اندھا کرنے کے بعد قید خانہ مین بھیجدیا دو مہینے نہ گزرے تھے کہ بایمائے قطب الملک زندان ہی مین قید ہستی سے ہمیشہ کے لئے آزاد کر دیا گیا - مرزا بیدل نے برجستہ یہ تاریخ لکھی - دیدی کہ چہ با شاہ گرامی کردند ؛ صد جور و جفا از رہ خامی کردند - تاریخ چو از خرد بجستم فرمود - سادات بوئے نمک حرامی کردند ۱۱۲۷ھ مین فرخ سیر کی شادی راجہ اجیت سنگہ کی لڑکی سے جس دہوم کیساتھہ ہوئی اس سے پہلے ایسی خاندان مغلیہ مین شادی نہین ہوئی تھی لکھا ہے کہ فرخ سیر ایک مرتبہ سخت بیمار ہوا چنانچہ بادشاہ کا معالج ایک ڈاکٹر گبرائیل ہملٹن نام تھا ہوا - اوس کے علاج سے مرض بادشاہ کا جاتا رہا بادشاہ نے کہا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اوس نے عرض کیا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو بنگالہ مین ۳۸ گاؤن کی زمینداری خریدنے کی اجازت ملے اور کلکتہ کی پریسیڈنٹ کے دستک سے جو مال روانہ ہو اس کے محصول کے لئے تلاشی نہ لیجاوے بادشاہ ایک سادہ لوح آدمی تھے مگر اسوقت کے بڑے بڑے عقلمندون کو بھی یہ تمیز نہ ہو سکا کہ ہملٹن نے اپنے علاج کے صلہ مین سلطنت ہند کو خاندان مغلیہ سے لیکر ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپردگی مین دیدیا اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے پچاس برس کی سلطنت مین جسقدر عروج حاصل کیا تھا فرخ سیر نے چہہ برس مین اوس سے بدرجہا زوال کو پہنچا دیا اس بادشاہ کو کسی قسم کے انتظام کا سلیقہ نہ تھا ملک مین ظلم بد امنی کا زور تھا ہندو مسلمان شیعہ وسنی مین فساد عظیم برپا تھے بعد قتل بادشاہ فرخ سیر سیدون نے محلات شاہی ڈھونڈکر بہادر شاہ کے پوتے شمس الدین ابو البرکات ابن رفیع القدر کو جسکی عمر اوسوقت ۲۰ برس کی تھی تخت پر بٹھلایا مگر وہ شہزادہ مسلول تھا ۳ ماہ کے بعد مر گیا -

سکہ زد از فضل حق بر سیم و زر ؛ بادشاہ بحر و بر فرخ سیر ؛

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۶	رفیع الدرجات محمد ابوالبرکات بن شاہزادہ رفیع الشان بن بہادر شاہ	جمادی الثانی ۱۱۰۱ھ از بطن نور النسا بیگم دختر شیخ ہاہی	دہلی	۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ہجری	قلعہ دہلی	۲۰ سال ۱ ماہ ۱۳ یوم	۳ ماہ ۱۱ یوم	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ بعارضہ تپ دق	مقبرہ ہمایون

تاریخ منظوم　نشست بر تخت چون رفیع الدرجات　کوے بر عرش سر کشید از عرفات　شیر خروش چو دید با فر و شکوہ　تاریخ آمد لقب رفیع الدرجات
چون جان شہنشہ رفیع الدرجات　رہ جست بسایہ اہال طوبے　رضوان بدر بہشت اقدام کنان　بگفتا خلد برین مقام او ے

معاصر　جارج اول ۳ ماہ - ۲۸ یوم -

اولاد　ان کی کوئی اولاد نہ تھی -

وزرا دولت　قطب الملک عبداللہ خان و امام الملک حسین علی خان مدار المہام جملہ امورات سلطنت کے تھے اور دوسرے امرا آگے انکے فروغ نہ پاتے تھے جملہ کاروبار انہی کے پیش تھے -

ملک مقبوضہ صرف ۳ ماہ گیارہ روز سر آرائے سلطنت رہا -

کیفیت　جسوقت سیدون نے فرخ سیر کو بے بصر اور قید کیا بادشاہ کو سلیم گڈہ کے قلعہ کے جیل خانے سے آزاد کرکے تخت شاہی پر متمکن کیا - چونکہ یہ بادشاہ نہایت لاغر و افیونی تھا صرف تین ماہ گیارہ روز حکمرانی کرکے تپ دق کے عارضہ مین فوت ہوا

سکہ　زد سکہ بہند با ہزاران برکات　شاہنشاہ بحر و بر رفیع الدرجات - شکل مدور خط نستعلیق سنہ جلوس -

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۷	شمس الدین رفیع الدولہ محمد شاہجہان ثانی برادر خورد رفیع الدرجات	۵ صفر ۱۱۱۳ھ	دہلی	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ	کراولی موسوم اکبرآباد بقول قلعہ دہلی	۱۸ سال ۹ ماہ ۱۲ یوم	۳ ماہ ۸ یوم	۱۷ ذیقعد ۱۱۳۱ھ غلبہ کوکنار	مقبرہ ہمایون

تاریخ منظوم　تا رفیع الدولہ شد شاہ جہان　برکسان بارید دینار و درم　احسن اللہ از پے سال جلوس　زد رقم زیبا خلافت زور قم
شد رفیع الدولہ راسکن تراب　سال فوتش وان بود شاہی خراب

معاصر　ان کے جارج اول ۳ ماہ - ۸ یوم -

اولاد　اُن کی کوئی اولاد نہ تھی -

وزرا دولت　سید عبداللہ خان المخاطب قطب الملک یار وفادار ظفر جنگ و سید حسین علیخان امام الملک میر بخشی

ملک مقبوضہ　یہ بادشاہ اپنے موروثی ملک پر حکمران تھا نیکو سیر بن محمد اکبر متوسلین برازی اور صفی خان قلعہ دار کی معاونت سے تخت اکبرآباد پر متمکن ہوا - سید حسن علیخان نے نیکو سیر کو تخت سے اوتار کر قید کرکے شاہجہان کو تخت نشین کیا -

کیفیت　جب رفیع الدرجات نے انتقال کیا - ارکین سلطنت نے نیکو سیر کو جیل خانہ سے نکال کر حسب وصیت شاہ مرحوم کے تخت نشین کیا یہ نہایت لاغر اور افیون خوار تھا تین مہینے ۲۸ دن سلطنت کرکے مرض اسہال مین فوت ہوا - فرخ سیر رفیع الدرجات رفیع الدولہ تینون بادشاہ سات مہینے کے اندر ۱۱۳۱ھ مین یکے بعد دیگرے تخت شاہی سے تختہ تابوت پر منتقل ہوکے ہوئے پیوند خاک ہوئے - تاریخ
کردند سہ بادشاہ بیکسال وفات　فرخ سیر و دگر رفیع الدرجات　بعد ش چو شد از جہان رفیع الدولہ　تاریخ فنان نوشتہ شد زین حرکات

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل ولادت
۱۸	فردوس آرامگاہ ابوالفتح ناصر الدین روشن اختر محمد شاہ بادشاہ غازی ولد خجستہ اختر جہان شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ۔	۲۶ ربیع الاول ۱۱۱۴ھ	شیرگڈھ	۱۸ ذیقعد ۱۱۳۱ھ	کراولی اکبرآباد بقولے دہلی	۴۷ سال ۱ ماہ بقولے ۴۳ سال	۲۹ سال ۵ ماہ ۸ یوم بقولے ۳۰ سال و ۲۷ یوم	۲۲ ربیع الآخر ۱۱۶۱ھ یوم پنجشنبہ بمگڑی بعارضہ جسمانی	پائین مزار حضرت نظام الدین اولیا

تاریخ منظوم (جلوس) شدہ کشورستان چون روشن اختر آنکہ در عالم گواہ آمد فروغ تخت را نام ہمایونش ؛ در ین بودم کہ گویم نظم تاریخ جلوسش را ؛ سر برآرائے جاہ و دولت آمد سال تاریخش ؛ (دیگر) روشن اختر بود اکنون ماہ شد ؛ یوسف از زندان برآمد شاہ شد ؛ شہی فلک حشم و روشن اختر آنکہ ازو ؛ چو آفتاب جہان جملگی فروغ گرفت ؛ چو شد بجاہ فردوس از ین ہنیج سرا ؛ سرود ہاتف غیبی کہ گو بجنت رفت ؛

معاصر جارج اول ۵ سال ۱۰ یوم۔ جارج دوم ۱۲ سال ۵ ماہ ۴ یوم۔

اولاد احمد شاہ۔ اور انکے دو لڑکے خرد سالی فوت ہو گئے۔

وزرائے دولت اول چند روز سید حسین علی خان و عبداللہ خان مہتمم سلطنت رہے بعد انکے اعتماد الدولہ محمد امین خان وزیر الممالک بعد انتقال انکے عنایت اللہ خان انکے بعد نظام الملک پھر نواب قمرالدین خان وزیر الممالک ہوئے وبخشی اول امیر الامرا صمصام الدولہ خان دوران خان جو جنگ نادر شاہ میں مجروح ہو کر مرے روشن الدولہ ظفر خان بخشی دوم و سید صلابت خان بخشی سوم و برہان الملک اول ناظر و عمدہ خواصان بعدہ صوبہ اودھ نے نادر شاہ سے مقابلہ کیا اور قید ہوئے بعد صلح نادر شاہ و محمد شاہ انہیں دونوں امیر الدولہ حیدر قلی خان سیف ہزاری الدولہ بخشی رسالہ شمشیر داغ و شیخ سعد اللہ خان و دیگر امرا بہت تھے۔

ملک مقبوضہ بعد رحلت رفیع القدر خان سلطنت روشن اختر نے اپنے ہاتھ میں لی چند روز محمد امین عرف سعادت خان برہان الملک و دیگر امرا نے سادات کی جانب سے بادشاہ کو فرخ سیر کا معاملہ ذہن نشین کر کے بدگمان کیا۔ انہیں دنوں نظام الملک صوبہ مالوہ و دکن پر متصرف ہوا۔ بادشاہ سید عبداللہ خان عرف قطب الملک کو نائب السلطنت قرار دیکر مع سید حسین علی خان عرف امام الملک تنبیہ نظام الملک کے لیے روانہ ہوا فتحپور سے دس کوس بہونچے تھے کہ میر حیدر خان تورانی نے حسب ایمائے محمد امین خان عرضی دینے کے حیلے سے حسین علی خان کو مار دیا اور خود بھی اوسکے آدمیوں کے ہاتھ سے مارا گیا حسین علی خان کے بھتیجے عرب خان نے اس واقعہ سے خبر پا کر بادشاہ پر فوج کشی کی اور وہ بھی مارا گیا۔ اس خبر نے قطب الملک کے مطلق دل پر چرکا دیا۔ سلطان ابراہیم پسر رفیع القدر کو قید سے رہائی دیکر شاہجہان آباد کا تاجدار بنایا اور بکار فساد برپا کیا۔ محمد شاہ نے معمولی مقابلہ کے بعد قطب الملک سید عبداللہ خان اور شاہزادہ کو گرفتار کر کے قید کیا۔

کیفیت یہ بادشاہ شاعر تھے چنانچہ فرماتے ہیں۔ (فارسی) یار در بر صبح بر سر فکر بر جایش کنید عاشقان شب میرود زنجیر در پایش کنید (اردو) میری میں نہ کسطرح کرون سیر جہان کی۔ دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گذری کا۔ عیاش ہونے کے باعث امور سلطنت سے اسقدر غافل تھے کہ ہر صوبہ اپنے اپنے دارالریاست پر با اختیار اور متصرف ہو گیا یہ خبر نادر شاہ کے گوش زد ہوئی۔ اس نے پہلے سرحدات ہند اور خراسان اور کوہستان کو مضبوط کیا قندھار وغیرہ سے اس قسم کی خبرین اور خطوط صوبہ دارون نے محمد شاہ کی خدمت میں ارسال کر کے اونکی غفلت سے متنبہ کیا مگر ایک کا بھی جواب نہیں دیا محمد شاہ کی تخت نشینی کے بیس برس بعد ۱۱۵۱ھ میں نادر شاہ نے ہندوستان کیطرف رخ کیا۔ کابل۔ جلال آباد۔ لاہور کو فتح کرتا ہوا کرنال پہونچ گیا۔ اسوقت بادشاہ کو ہوش آیا اور لشکر مقابلے کے لیے بھیجا خان دوران خان مارا گیا اور برہان الملک زندہ گرفتار ہوا بعد ہا گر صلح ہوئی۔ محمد شاہ نادر شاہ سے حصول ملاقات کے لیے گیا۔ نادر شاہ نے استقبال کر کے تخت پر اپنے برابر بٹھا لیا پھر دونوں بادشاہ شاہجہان آباد آئے ادھر نادر شاہ اپنے میزبان کے یہان عیش و نشاط میں مصروف تھا ادھر فتنہ انگیز شہریوں نے جھوٹی خبر اوڑا دی کہ نادر شاہ مارا گیا اور اوسکی فوج پر یورش کی خبر سنتے ہی قلعہ سے باہر نکلا اور ڈیڑھ پہر تک قتل عام جاری رکھکر بیس ہزار آدمی قتل کیے۔ آخر بسفارش امان دی ۸ ذیحجہ سے ۶ محرم ۱۱۵۲ھ تک نادر شاہ یہان جمع رہا اور کچھ اوپر اسّی کروڑ روپیہ مع نقد و جنس اپنے ساتھ لے گیا۔ ولادت نادر شاہ ۱۰۹۹ء اور جلوس ۱۱۴۸ھ ۱۱۶۰ھ میں بمقام مشہد بعمر ۶۳ سال رحلت فرمائی۔

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۹	خلد آرامگاہ مجاہد الدین ابوالنصر احمد شاہ بادشاہ غازی بن محمد شاہ	۷ ربیع الاول ۱۱۳۸ھ	دھلی	۲۷ ربیع الآخر ۱۱۶۱ھ	پانی پت	۵۰ سال ۳ ماہ ۱۳ یوم	۶ سال ۳ ماہ ۱۲ یوم	۹ شعبان ۱۱۶۷ھ	درگاہ قدم شریف بیرون شاہجہان آباد

تاریخ منظومہ چو آن شاہ جوان بخت از سر تخت ٭ چو خورشید از فلک بنمود جلوہ ٭ خرد سال جلوسش بر لب آورد ٭ سر بر سلطنت افزود جلوہ ٭ بر بست چون مجاہد دین رخت زندگی ٭ ہر کس ز رشک رفتگان خویش سفت ٭ ہاتف برای سال وفاتش بصد بکا ٭ سال وفات ہائے ہائے گفت

معاصر جارج دوم ۶ سال ۳ ماہ ۲۰ یوم -

اولاد انکے ایک لڑکے کا نام بیدار بخت تھا -

وزراے دولت اول نواب صفدر جنگ خدمت وزارت - پھر نظام الدولہ پسر قمر الدین خان انکے بعد صمصام الدولہ امیر الامرا عماد الملک غازی الدین خان بن فیروز جنگ وسلابت خان ذوالفقار جنگ و مجدد الدولہ بخشی سوم و آمان خان برادر مادر بادشاہ بخطاب معتقد الدولہ منصب شش ہزاری پر سرفراز ہوا اور نواب بہادر خواجہ سرا مدار المہام اکثر امورات کارخانہ بادشاہی تھے -

ملک مقبوضہ بزمانہ شہزادگی ۱۱۶۱ھ میں بعد محمد شاہ بعد قتل نادر شاہ احمد شاہ درانی نہضت فرمائے ہندوستان ہوا یہ اپنے باپ کے ارشاد سے احمد شاہ کے مقابلہ کو سرہند تک گیا اور جنگ عظیم کے بعد - قمر الدین وزیر کو قتل اور احمد شاہ کو شکست دیکر بھگا دیا - سرہند سے دہلی مراجعت کرنے کے وقت خبر وفات محمد شاہ سنکر پایہ تخت دہلی میں آکر جلوس شاہانہ ادا کیا -

کیفیت اس بادشاہ کے عہد میں اکثر قدیمی مقبوضہ ملک نکل گئے اور دکن مرہٹوں اور وارثان نظام الملک کے دست تصرف میں آیا - عظیم آباد اور بنگالہ مہابت خان دبا بیٹھا - الہ آباد اور اودھ کا صفدر جنگ مالک ہوا - اور بریلی - مراد آباد علی محمد خان روہیلہ نے لیے - فرخ آباد قائم خان بنگش کے زیر فرمان ہوا - اجمیر وغیرہ پر راجپوت متصرف ہوئے - آگرہ اور اوسکے مقامات سورج مل جاٹ کے توابع ہوئے لاہور و ملتان کی عنان حکومت معین الملک نے اپنے ہاتھ میں لی بادشاہ کے پاس دھلی معہ اوسکے مضافات دریاے گنگ تک اور غزنی سے سرہند تک اور کچھ باقی نہ رہا - احمد شاہ درانی ۱۱۶۲ھ میں دوبارہ لاہور تک آیا اور معین الملک سے صلح کرکے لوٹ گیا ۱۱۶۴ھ میں شاہ اور صفدر جنگ سے بوجہ مارے جانے نواب بہادر کی نااتفاقی واقع ہوئی بادشاہ نے نجیب الدولہ کی کمک سے صفدر جنگ سے متواتر لڑائیاں کیں - بیرم و دہلی جنگ گاہ ہوگی - انجام کار صفدر جنگ صلح کرکے سمت اودھ روانہ ہوا - تاریخ صلح شکر اللہ کہ جاٹ و صفدر جنگ ٭ صلح کردند با وزیر و شاہ ٭ ہاتف غیب سال تاریخش ٭ گفت الصلح خیر قال اللہ ٭ اور عماد الملک غازی الدین خان مستقل وزیر سلطنت ہوا وزیر دن سے رنجش ہونے پر بادشاہ کو اندھا کرکے قید کیا -

احمد شاہ

شکل مدور - سنہ ۵ جلوسی بخط نستعلیق - عبارت جانب اول سکہ مبارک احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی - عبارت جانب ثانی ضرب بریلی سنہ جلوس میمنت مانوس -

دیگر شکل مدور - سنہ ۶ جلوسی بخط نستعلیق - عبارت جانب اول سکہ مبارک احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی - عبارت جانب ثانی ضرب دار الخلافت شاہجہان آباد سنہ جلوس میمنت مانوس -

دیگر شکل مدور - سنہ ۲ جلوسی بخط نستعلیق - عبارت جانب اول - سکہ مبارک احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی عبارت جانب ثانی - ضرب مستقر الخلافت سنہ جلوس میمنت مانوس -

دیگر شکل مدور - سنہ ۲ جلوسی بخط نستعلیق - سنہ ۱۱۶۲ھ عبارت جانب اول - سکہ مبارک احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی عبارت جانب ثانی - سنہ جلوس میمنت مانوس -

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۴۰	عرش منزل عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی بادشاہ بن معز الدین جہاندار شاہ ابن شاہ عالم بادشاہ	سنہ ۱۰۹۹ھ وبقولے سنہ ۱۱۰۰ھ	ملتان	۱۰ شعبان سنہ ۱۱۶۷ھ	شاہجہان آباد دھلی	۷۶ سال و چند ماہ	۷ ماہ ۲۸ یوم	۸ ربیع الآخر سنہ ۱۱۷۳ قلعہ فرخ آباد سے گرکے	مقبرہ ہمایون

تاریخ منظوم شاہ والانژاد عالمگیر ٭ از ازل نامور بہ فیض آمد ٭ گشت چون جلوہ گر بروے سریر ٭ گشت تاریخ مظہر ایزد

(دیگر) شاہ عالی نسب عزیز الدین ٭ کشتہ بود ورجوار رحمت وجاہ ٭ گفت ہاتف چو رفت در جنت ٭ داور عرش ملک مرداہی داہی

(دیگر) بر سریر سلطنت سلطان عزیز الدین نشست ٭ کار ہائے دین و دولت جملہ خاطر خواہ شد ٭ سال تاریخ جلوس او ذکا تحریر کرد ٭ بادشاہ ہند عالمگیر عالیجاہ شد

معاصر جارج دوم ۵ سال ۷ ماہ ۲۸ یوم۔

اولاد شاہزادہ عالی گوہر میرزا جمعیت و میرزا منگو و میرزا طالع میرزا حسنو و خیر النسا بیگم و دولت النسا بیگم کرامت النسا بیگم

وزراے دولت عماد الملک غازی الدین خان بہادر و انتظام الدولہ بن قمر الدین خان وزیر نواب نجیب الدولہ امیر الامرا بہادر۔

ملک مقبوضہ کوئی ملک جدید فتح نہین کیا۔ جب عماد الملک نے احمد شاہ کو اندھا کرکے قید کیا عزیز الدین عالمگیر ثانی قید سے آزادی پاکر ۷۶ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا سنہ ۱۱۶۷ھ مین احمد شاہ درانی دہلی آیا اور بھرتپور تک محاصرہ کرکے بہت مال دہلی اور آگرہ سے لوٹ کرلے گیا اور خاندان تیموریہ سے سلسلہ قرابت قایم کیا احمد شاہ کی روانگی کے بعد عماد الملک فرخ آباد کیطرف سے بہ جمعیت نواب احمد خان بنگش و رگھوناتھ وغیرہ دہلی آیا اور نجیب الدولہ مدار المہام کو برطرف کرکے بدستور سلطنت پر مسلط ہوا عالی گوہر اپنے مقید ہوجانے کے خیال سے مشرق کیطرف چلا گیا۔

کیفیت اس کے عہد مین سنہ ۱۱۷۲ھ مین عماد الملک کی ترغیب سے مرہٹون نے غلبہ کیا اس سبب سے مسلمان اور ہندو رعایا تنگ ہوئی اور نجیب الدولہ کا سکہ تال مین محاصرہ کیا آخر امرایان ہند نسل نواب شجاع الدولہ وغیرہ نے اپنی مدد کے لئے احمد شاہ ابدالی کو پھر طلب کیا۔ عماد الملک نے یہ خبر سنکر عالمگیر ثانی کو قتل کرکے محی الملت بن کام بخش بن اورنگ زیب کو شاہ جہان ثانی کے لقب سے معزز کرکے برے نام تخت نشین کیا اس عرصہ میں احمد شاہ وارد ہوا۔ عماد الملک بھاگ کر بھرتپور جا چھپا نجیب الدولہ اور دیگر ارکین سلطنت شاہ کی ملازمت میں سیدھیا تک گئے بہر حال بابین احمد شاہ اور عماد الملک کے جنگ عظیم واقع ہوئی اور شاہ نامدار نے فتح حاصل کی جب اس شکست کی خبر دکن میں پہونچی تو بھاؤ برادر زادہ بالاجی پیشوا فوج عظیم کیساتھ ہندوستان آیا اور دہلی کو تاخت تاراج کیا اور شاہجہان ثانی کو معزول کرکے بجائے اسکے جوان بخت پسر عالی گوہر کو تخت نشین کیا اور احمد شاہ سے میدان پانی پت مین ہمنبرد ہوا یہ جنگ اسقدر سخت ہوئی کہ سات کوس تک خون کی ندیان بہ رہی تھین۔ بھاؤ اور دیگر سرداران کام آئے احمد شاہ نے اس نصرت کے بعد جوان بخت کو بدستور نائب عالی گہر کہ ان ایام مین بنگالہ تھا چھوڑکر اور خلعت وزارت شجاع الدولہ و نجیب الدولہ کو مکرر امیر الامرا کے عہدے سے سرفراز کرکے سنہ ۱۱۷۵ھ مین قندھار کو مراجعت کی۔

سکہ ہا بزد زد سکہ صاحبقرانی ٭ عزیز الدین عالمگیر ثانی **دیگر** سکہ زد بر ہفت کشور ہمچو تابان مہر و ماہ ٭ شہ عزیز الدین عالمگیر غازی بادشاہ **طرف ثانی**۔ ضرب دار الخلافت شاہجہان آباد سنہ جلوس میمنت مانوس۔ سنہ ۱۱۷۱ھ جلوسی سنہ ۵ شکل مدور خط نستعلیق۔ **دیگر** سکہ زد بر ہفت کشور ہمچون تابان مہر و ماہ ٭ شہ عزیز الدین عالمگیر غازی بادشاہ **دیگر** ابو العدل عزیز الدین محمد عالمگیر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ **دوسری جانب** ضرب دار الخلافت شاہجہان آباد سنہ ۶ جلوس میمنت مانوس شکل مدور بخط نستعلیق۔ **دیگر** سکہ مبارک عالمگیر بادشاہ غازی۔ **دوسری جانب** ضرب مراد آباد سنہ ۶ جلوس میمنت مانوس شکل مدور بخط نستعلیق سنہ ۱۱۷۲ھ **دیگر دوسری جانب** دار الخلافت شاہجہان آباد سنہ احد جلوس میمنت مانوس شکل مدور بخط نستعلیق۔ **دیگر دوسری جانب** ضرب احمد نگر فرخ آباد سنہ ۴ جلوس میمنت مانوس شکل مدور نستعلیق۔ **دیگر دوسری جانب**۔ ضرب محمد آباد و بنارس سنہ ۲ جلوس میمنت مانوس شکل مدور بخط نستعلیق **دیگر دوسری جانب** ضرب بریلی سنہ احد جلوس میمنت مانوس شکل مدور بخط نستعلیق **دوسری جانب** ضرب مہر اندپور سنہ ۵ جلوس میمنت مانوس شکل مدور

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۲۴	فردوس منزل عالی گوہر محمد شاہ عالم بادشاہ ابن عزیز الدین عالمگیر ثانی	۱۷ ذیقعدہ ۱۱۴۰ھ	دہلی	جمادی الاول ۱۱۷۳ھ	پٹنہ	۸۰ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	۴۸ سال ۴ ماہ ۳ یوم	۷ رمضان ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء	درگاہ قطب الدین بختیار کاکی

تاریخ منظوم سال اجلاس شہ عالی گہر + بر سریر سلطنت با صد وقار + حسن اللہ از سر الہام گفت + شاہ و شاہان بادشاہ بادشاہ +
حضرت فردوس منزل شاہ عالم بادشاہ + رفت زین دار فنا و کرد در جنت مقام + سال تاریخ وفات آن شہ عالی گہر + دل ز روی تا گفتا مفتم شہر صیام +
شد سوی ارج تا جور و حقیقت خاک + در دا کہ زغبار کسوف اجل نہان + یعنی کہ شاہ عالم عالم پناہ کرد + زین عالم انتقال بہ نزہت گہ جنان +
سید نوشت خامہ معجز طراز من + بینند کہ سال آن نست زہر مصرعے عیان + شے آفتاب روئے زمین لیغ در بشین زمین + شد آفتاب زیر زمین آہ واہمان +

معاصر جارج دوم ۱۱ ماہ ۶ یوم ۔ جارج سیوم ۴۲ سیر ۔ جارج دوم ۲۷ سال ۴ ماہ ۱۷ یوم

اولاد اولاد قریب ۷۰ لڑکے اور ۵۰ لڑکیاں تھیں ہیں مشہور یہ ہیں مرزا جواں بخت ۔ مرزا اکبر جاہ ۔ مرزا سلیمان شکوہ و مرزا معظم بخت مرزا ایزد بخت ۔ مرزا منعم بخت ۔ مرزا جمشید بخت ۔ مرزا فرخندہ بخت ۔ مرزا بہرام شاہ ۔ مرزا جھجو ۔ مرزا فرید بخت مرزا مجتبہ مرزا سکندر شکوہ مرزا [illegible]

وزرا شجاع الدولہ وزیر ۔ و نجیب الدولہ امیر الامرا انکے بعد انکا لڑکا ضابطہ خان و محمد قلی خان بخشی ذو الفقار الدولہ ۔ نواب نجف خان بخشی ۔ و سربلند خاں بخشی ۔ و نواب آصف الدولہ میر آتش وغیرہ ۔ آخر میں نواب شاہ نواز خاں مدار المہام ہوئے ۔

ملک مقبوضہ جب یہ اپنے باپ کی حیات میں غازی الدین خاں کے مظالم سے تنگ آکر شاہجہان آباد سے باہر ہوئے نواب محمد قلیخاں کو الہ آباد سے اپنے ہمراہ لیکر تسخیر بنگالہ کا عزم کیا ۔ یہ پسر جعفر علیخاں سے جنگ میں مصروف تھے کہ خبر انتقال اپنے باپ کی سنکر ۱۱۷۳ھ بمقام پٹنہ جلوس شاہانہ فرماکر کے شاہ عالم کے لقب سے ممتاز ہوئے ۔ اور کالی جنگ کے بعد میرن کو حیات سے سبکدوش کر کے قاسم علیخان کو سریر آرائے سلطنت کیا ۔
قاسم علیخاں نے ۲۴ لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا اُسی زمانہ ۔ اُسی زمانہ میں احمد شاہ درانی کے چلے جانے کے بعد شجاع الدولہ بھی شاہجہان آباد سے الہ آباد آئے اور بادشاہ کی ملازمت کی بادشاہ نے ۱۰ سال اور الہ آباد میں قیام فرمایا ۔

کیفیت عہد سلطنت میں انواع انواع کی خرابیاں وقوع پذیر ہوئیں ۔ چنانچہ سرکار انگلشیہ سے قاسم علیخان کی شکست شجاع الدولہ کی فراری اور ۱۱۷۸ھ میں شاہ عالم کی بکسر پر دو صلح اور دوبارہ باتفاق مہاراجہ ملکر شجاع الدولہ کا انگریزوں سے کوڑہ جہان آباد میں شکست کھا کر تحریر اقرار نامہ بنگالہ جسمیں اٹھائیس لاکھ روپیہ شاہ کیطرف سے انگریزوں کو دینا قرار پایا ۔ اور ۱۱۷۹ھ قرار داد صوبہ اودھ بنام شجاع الدولہ اسی کے زمانہ میں واقع ہوئے ۱۱۸۵ھ شاہ عالم دہلی آیا ۱۱۸۶ھ سے ۱۲۰۲ھ تک سوانحات عظیم مرہٹوں کا غلبہ نواب خاں کا عروج ضابطہ خان کی گستاخی ۱۱۸۸ھ شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان کی باہمی جنگ ۱۱۸۹ھ میں نجف خاں کے جاٹوں سے لڑائی ۱۱۹۶ھ میں نواب نجف خان کی رحلت ۱۱۹۶ھ میں افراسیاب خاں کے عہدہ امیر الامرائی پر مامور ہوئی میرزا محمد شفیع کا مارا جانا دہومی سیندھیا کا مہم سلطانی پر جانا غلام قادر پسر ضابطہ خاں کا ظلم اور شاہ عالم کا ۱۲۰۲ھ ۱۷۷۹ء میں اندھا کیا اور بیشتر شدائد پیش آتے بادشاہ نے ایک قصیدہ مشعر تکالیف خود اسطرح لکھا ہے ۔

صرصر حادثہ برخاست پے خواری ما
چشم ما کور شدہ بردست فلک بہتر شد
بود جانکاہ زر و مال جہاں ہمچو مرض
کردہ سی سال نظارت کہ مراد او دیا
قوم مغلیہ افغان ہمہ بازی دادند
گل محمد کہ زمروان بشرارت کم نیست
شاہ تیمور کہ داد بسر نسبت با من
آصف الدولہ و دیگر بیز کہ بسعنور ہو شد
مار نیتیان ہمہ جیرہ کہ ہمدم بودند

داد بر باد سر و برگ جہانداری ما
تا ببینم کہ کند غیر جہانداری ما
رفع از فضل الٰہی شدہ بیماری ما
زود تر یافتہ پاداش ستمگاری ما
بسکہ گشتند مجوزیہ گرفتاری ما
چہ تہ کرد کافت چہ آمد تو ما
زرد باشد کہ بیاید بمددگاری ما
چہ عجب گر شیا بپا مددگاری ما
نیست جز محل مبارک بہ پرستاری ما

آفتاب فلک رفعت شاہی بودم
داد افغاں بچہ شوکت شاہی بر باد
کردہ بودیم گناہی کہ سزا ایش دیدیم
عہد و پیماں بمیاں دادہ نمودند دغا
این گدا زادہ ہمداں کہ بہ دوزخ برود
بامراد و سلیماں و بدل بیگ بعیں
مادھوجی سیندھیہ فرزند جگر بند من است
راجہ و راؤ زمینداران امیر و چہ فقیر
گرچہ دادہ فلک امروز حوادث دیدیم

گرد دور شام زوال آہ سیہ کاری ما
کیست جز ذات مبرا کہ کند یاری ما
ہست مصروف کہ بخشید گناہگاری ما
مخلصان خوب نمودند وفاداری ما
بانی جور و ستم شد بدل افگاری ما
ہر سہ بستند کمر بہر گرفتاری ما
ہست مصروف تلافی ستمگاری ما
حیف باشد کہ نسازند بہ غمخواری ما
باز فردا دہد ایزد سر و سرداری ما

اسکے بعد سیندھیا جھوٹی میں آیا اور بینا بادشاہ یعنی شاہ عالم کو قید سے نکالکر تخت پر بٹھایا اور اپنی طرف سے بادشاہ کے صرف کیواسطے ۹ لاکھ روپیہ مقرر کیا یہ بات انگریزوں کے خلاف ہوئی بہت سے جھگڑوں کے اور لڑائیوں کے بعد مرہٹوں کو شکست ہوئی ۔ انگریزی فوج دہلی میں داخل ہوئی اور بادشاہ کا ایک لاکھ روپیہ پنشن کا مقرر کر کے انتظام اپنے اختیار میں لیا ۔

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۲۴	عرش آرامگاہ ابو النصر معین الدین محمد اکبر ثانی ابن شاہ عالم بادشاہ	۱۱۷۳ھ ۱۰ شعبان قدسیہ بیگم	الوان کنڈر مکن پور	۷ رمضان ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء	دہلی تسبیح خانہ دیوان خاص	۷۹ سال ۲ ماہ ۲۱ یوم و بقولے ۸۰ سال	۳۱ سال ۹ ماہ ۲۱ یوم و بقولے ۳۲ سال	۲۸ جمادی الآخر ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء اسہال و ورم	حضرۃ درگاہ خواجہ قطب الدین

تاریخ منظوم تاریخ جلوس سروش غیب زروے ہدیہ یک ناگاہ ؛ جہیز عشرت پرویز گفت سال جلوس ؛ سال وفات پایہ شاہی شکست احمد گفت ؛ سال تاریخ او غم اکبر ؛ (دیگر) چون برفت از جہان شہ اکبر ؛ شد سیہ آسمان زود جگر ؛

معاصر جارج سیوم ۱۳ سال ۷ ماہ ۱۵ یوم جارج چہارم ۱۰ سال ۴ ماہ ۲۶ یوم ولیم چہارم ۶ سال ۱۱ ماہ ۲۵ یوم حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند دام سلطنتہا ۲ ماہ ۱۰ یوم -

اولاد میرزا ابوظفر ولیعہد - میرزا بلند بخت میرزا جہان شاہ - میرزا جہان خسرو - میرزا جہانگیر - میرزا سلیم - میرزا بابر - میرزا کیقباد - میرزا کیکاؤس - میرزا شجاعت شاہ - و مولی بیگم و جمال النسا وغیرہ -

وزرا نواب نوازش خان دبیر الدولہ - خواجہ فرید خان - راجہ جے سکھ رائے نواب رکن الدین خان - راجہ سوہن لعل نے یکے بعد دیگرے مختاری کی - دیگر امرائے بادشاہی مثل میرزا محمود خان بخشی و میرزا اشرف بیگ کپتان وغیرہ منصبدار بہت تھے -

ملک مقبوضہ ان بادشاہ کی قلعہ مبارک کے سوا کوئی مملکت نہ تھی ایک لاکھ روپیہ گورنمنٹ انگلشیہ سے مقرر ہونے کے علاوہ پرگنہ کوٹ قاسم صاحب اور چند دیگر دیہات باغات اور کسی قدر املاک کی آمدنی بھی جس سے بسر اوقات کرتے رہے -

کیفیت اگرچہ بادشاہ کو کوئی اختیار یا حکومت نہ تھی لیکن اسی حالت میں بہ ظاہر تمام منصوبے پورے کئے گئے - راجاؤں اور صوبہ داروں کو فرمان اطاعت اور مسرت کے پرچے روانہ ہوئے - ارکین دولت کو خلعت و انعام تقسیم ہوئے - رزیڈنٹ کو خطاب ناظم الدولہ دو ستدار خان کو شہامت جنگ صوبہ دار کا ملا اور مرزا ابوظفر کو ظاہر تو بصلاح اور حقیقت میں بحکم گورنمنٹ انگریزی ولیعہد مقرر کیا بعد اوسکے مرزا جہانگیر کو ولیعہد کرنا چاہا رزیڈنٹ نے نہ مانا اسمیں رنجش ہوگئی - ایک روز بادشاہ شکار کو تشریف لے گئے رزیڈنٹ صاحب نے بغرض ادائے سلامی وقت مراجعت شاہ چند توپیں در دولت پر حاضر کیں اسیر ملازمان شاہی میں حشر برپا ہوگیا - رزیڈنٹ صاحب بادشاہ کو سمجھا کر اور تشفی دیکر قلعہ میں لائے اور باہر نکلنے کی ممانعت کردی - اتنی آزادی بھی تشریف لے گئی - اب نیا شگوفہ کھلا کہ مرزا جہانگیر رزیڈنٹ کے دشمن ہوگئے تمنچہ مارا نشانہ خطا کر گیا - رزیڈنٹ نے قتل اور لوٹ کا حکم دیدیا یہ فتنہ اسوقت فرو ہوا جب شہزادہ صاحب کو رزیڈنٹ کے حوالہ کیا گیا شہزادہ صاحب الہ آباد میں قید کرکے بھیجدیئے گئے بعدہ چندے صاحب رزیڈنٹ سے صفائی ہوئی بادشاہ کا لاکھ روپیہ ماہوار مقرر ہوا اور مرزا جہانگیر بھی رہا ہوکر باپ سے ملے جب لارڈ امہرسٹ صاحب گورنر ہوکر آئے بادشاہ کی دیدار کا شوق ہوا اختر لونی نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ سامان تعظیم اور مہمانی کا درست ہو یہاں تو اقبال جا ہی چکا تھا اپنی سلطنت کو وہی خود مختار شہنشاہی خیال فرماکر کمال تفرسے ارشاد ہوا کہ لارڈ صاحب کو تعظیم کی امید مجھ سے نہ رکھنی چاہئیے اگرچہ بادشاہت نہیں رہی ہے لیکن شان و شکوہ ہمارے ویسی ہی ہے رزیڈنٹ کو یہ سنکر کمال حیرت ہوئی اور کہا کہ اگر ایسا ہے تو لارڈ صاحب کو نصف راہ سے رخصت فرمایئے چنانچہ ایسا ہی ہوا لارڈ صاحب واپس گئے اور غازی الدین حیدر ۱۸۱۳ء میں اودھ کا بادشاہ بنایا گیا ؛ سکہ - زد سکہ مبارک صاحبقران ثانی - شاہ محمد اکبر نسل چنگیز خانی

اکبر شاہ ثانی

شکل مدور - سنہ ۱۵ جلوسی بخط نستعلیق - سنہ ۱۲۳۵ھ عبارت جانب اول - سکہ مبارک صاحبقران ثانی محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی عبارت جانب ثانی ضرب برج اندرپور سنہ جلوس میمنت مانوس

دیگر شکل مدور سنہ ۱ جلوسی - بخط نستعلیق - سنہ ۱۲۲۲ ہجری - عبارت جانب اول - سکہ مبارک صاحبقران ثانی محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی عبارت جانب ثانی - ضرب سوائی جے پور سنہ احد جلوس میمنت مانوس و تصویر جھاڑ -

نمبر	نام بادشاہ مع ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۲۵	ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ ثانی بن اکبر شاہ ثانی	۱۱۸۹ھ ۲۸ شعبان	دہلی	۱۲۵۳ھ ۲۸ جمادی الثانی	قلعہ دہلی	۸۴ سال خلع خلافت ۹۰ سال	۲۰ سال تخرج بلد ۱۲۷۳ھ	۱۲۷۹ھ ۱۸۶۲ع مرض الموت فالج	رنگون

تاریخ منظوم جبکہ دہلی کی سلطنت بگڑی بیچ مین آیا کہ قصہ سب لکھیئے ÷ صرف اخراج وعزل کی تاریخ ÷ اب ہوئی خلع سلطنت لکھیے

(دیگر) سراج دین بوظفر مسافر وہ سوے جنت ہوا روانہ ÷ کہ جس کے باعث مے خوشی سے چھلک رہا تھا ایاغ دہلی ÷
چراغ دہلی جلوس کا سال ہے سو اب بھی مطابق اوسکے ÷ سروش غیبی نے سال رحلت کہا بجھا ہے چراغ دہلی ÷

معاصر ملکہ معظمہ وکٹوریہ دام سلطنتہا۔

اولاد (۱) [illegible] (۲) مرزا شاہ رخ (۳) فتح الملک (۴) مرزا محمدی (۵) مرزا عبد اللہ (۶) محمد ظہیر الدین (۷) کیومرث (۸) مرزا [illegible] (۹) مرزا محمد سہراب (۱۰) فرخندہ شاہ (۱۱) جوان بخت (۱۲) ابو النصر (۱۳) مرزا کوچک (۱۴) بختاور شاہ (۱۵) مرزا خضر سلطان (۱۶) مرزا عباس (۱۷) شیر شاہ۔

وزرا اول مرزا مغل بیگ مخاطب بہ حمید الدولہ پھر میر حامد علی خان وبعدازان میرزا شاہرخ متوفی مدار المہام کارخانہ بادشاہی محبوب علی خان خواجہ سرا۔ واحترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان بادشاہ کے مزاج مین بہت دخیل تھے

ملک مقبوضہ انکی حکومت قلعہ ہی کے اندر تک محدود اور آمدنی وتعلیقہ کی حالت بدستور اپنے پدر بزرگوار ہی کی سی رہی۔

کیفیت یہ بادشاہ اپنے باپ کے قدم بقدم اور الولد سر لابیہ کل یوم بدتر کے مصداق تھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے لاکھ روپیہ ماہانہ مصارف شاہی کے واسطے مقرر کیا اور یہ بھی کہ قرضہ بادشاہ کا بتدریج وضع ہوا کرے اور برائے نام عزت تیموریہ خاندان کی باقی رہی کہ ۱۸۵۷ع مین طوفان بغاوت اوٹھا اور سپاہ انگریزی باغی ہوکر دہلی مین داخل ہوے بادشاہ کو اپنا شاہ بنانا چاہا کسی طرح بادشاہ راضی نہ تھے مگر نوشتہ تقدیر نہین مٹتا بمجبوری یا بدقسمتی سے شاہ بن گئے وفعتاً شطرنج کی بازی کیطرح وزیر کہین پیادے کہین انگریزی تسلط ہوگیا۔ اور خاندان تیموریہ کا خاتمہ۔ یہ رحیم وکریم علم دوست شاعر تھے۔ محمد ابراہیم ذوق انکے اوستاد اور مرزا اسد اللہ خان غالب مصاحب تھے۔ بادشاہ مع ایک بچہ جوان بخت اور زینت محل کے رنگون بھیجدیے گئے بوقت روانگی آپنے یہ اشعار فرمائے۔

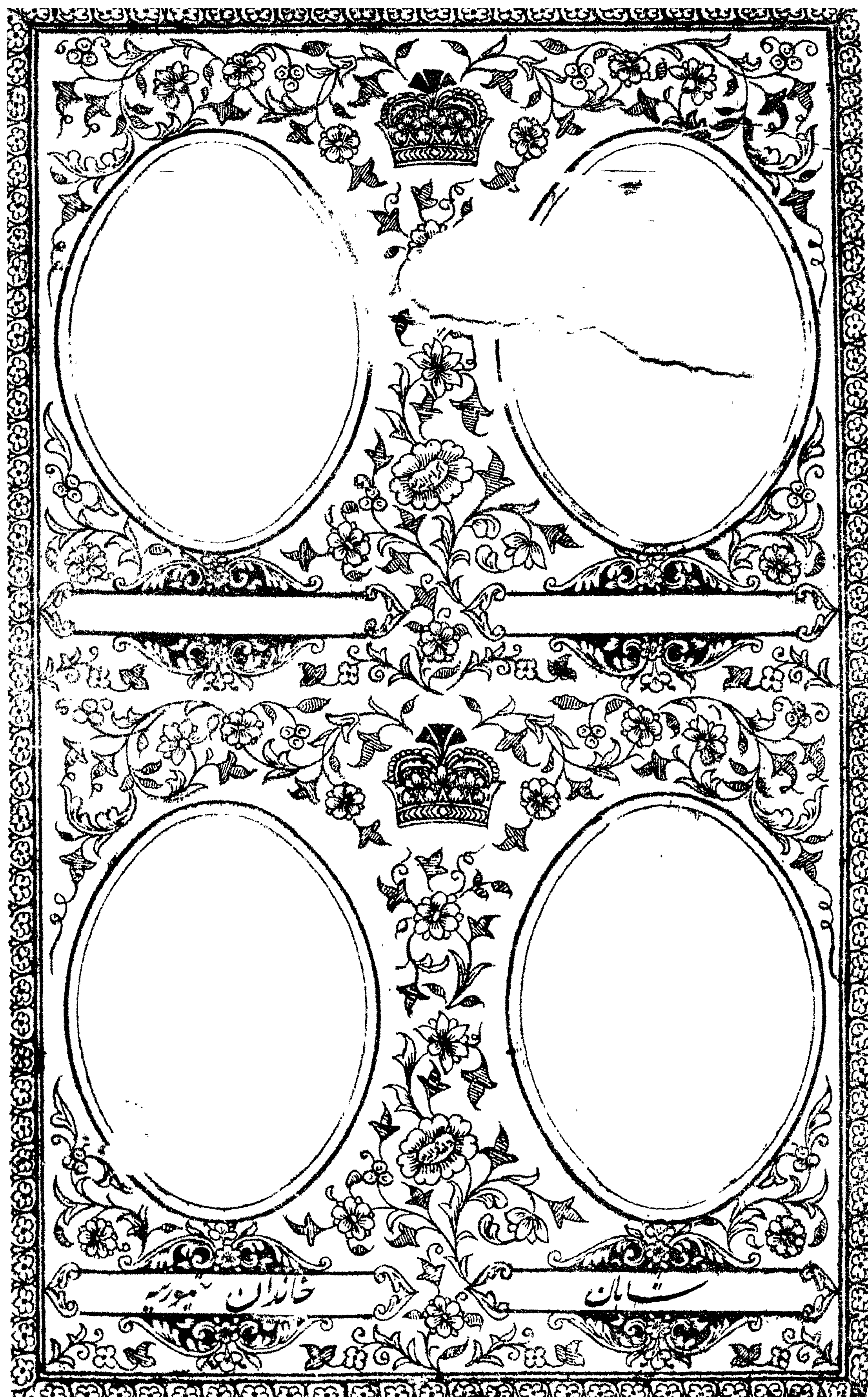
کر رحم غریبی پہ مرے گردش ایام
بے مہری جانان تو مرے ساتھ وفا کر
او سوزش دل واسطہ دوری تپ ہو
اے دست جنون میرے گریبان سے خبردار
مجھ عاشق جانباز کو کیون تو نے ستایا

بدعہدی دوران نہ کر اتنا مجھے بدنام
اے نالہ شبگیر مرے حق مین دعا کر
او روز سیہ جلد کہین وصل کی شب ہو
اے خار مغیلان مرے دامان سے خبردار
بتلا دے کسی بات سے باہر مجھے یا یا
کیون چرخ ستمگر یہ مرا حال بنایا

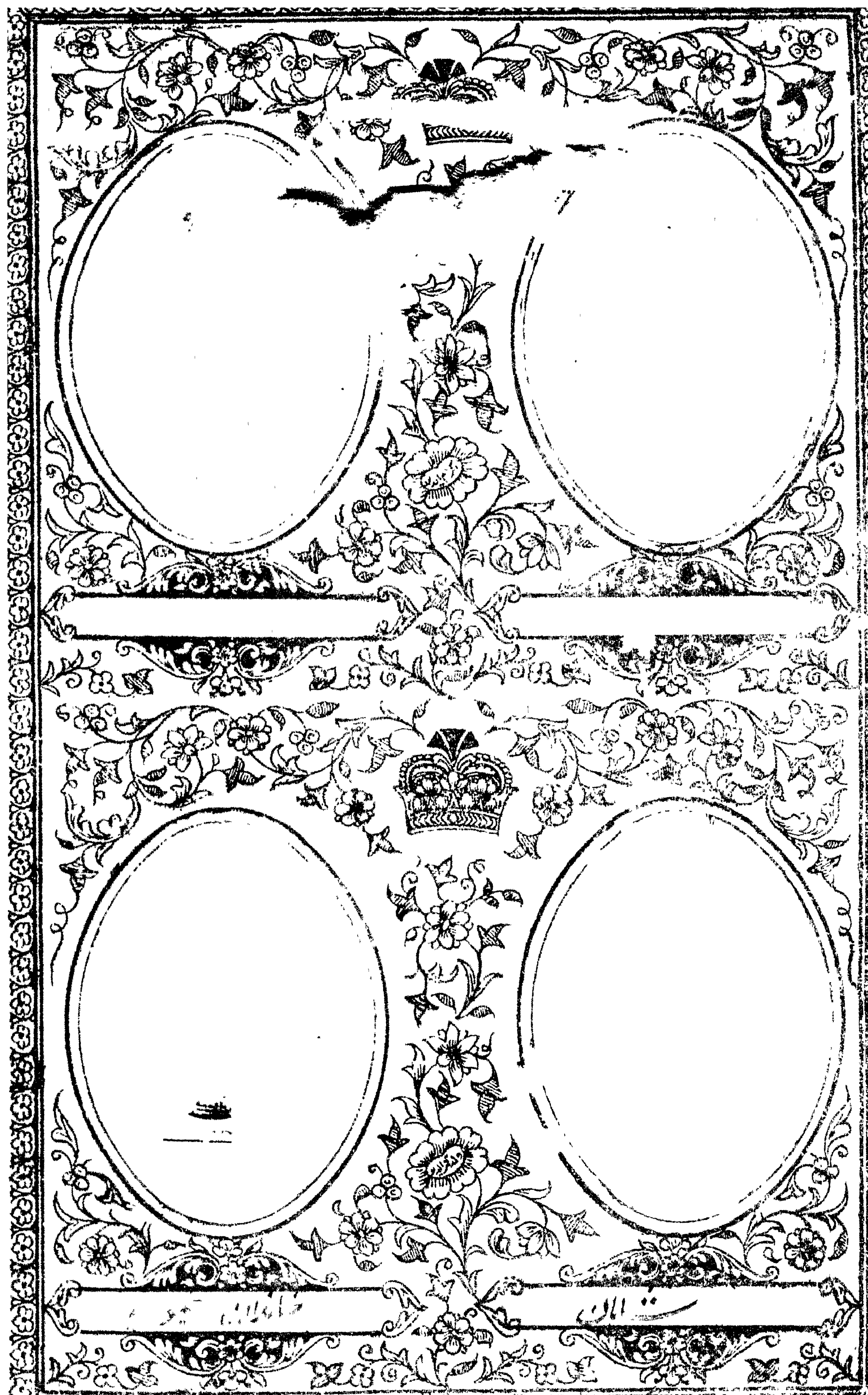
برگشتگی بخت نہ رکھ اتنا تو ناکام
اے رنج تو ہی دل کی مسرت کا سبب ہو
اے گرد رہ یار تو آنکھون کو ضیا دے
رنجیدگی یار عنایت کی یہ جا ہے
زندہ کو تو مردہ کیا مردہ کو جلایا
شہباز کو کنجشک کے پنجہ مین کیا ہے

ای شومی طالع نہ کر اتنا مجھے بدنام
حرمان تو ہی اب دافع اقسام تعب ہو
طوفان مری کشتی کو کنارے سے لگا دے
کر عفو گناہون کو مرا حال برا ہے
اے عیسی دوران تجھے کچھ رحم نہ آیا

اب دیکھیے قانون قدرت اسطرح پہچانا جاتا ہے۔ بہادر شاہ ثانی بادشاہ دہلی سے جو سلاطین تیموریہ مین سب سے پچھلا بادشاہ تھا ابن در ابن امیر تیمور تک سترہ پشتین ہوتی ہین اسطرح پر کہ۔ (۱) امیر تیمور (۲) میران شاہ (۳) سلطان مرزا (۴) ابو سعید (۵) عمر شیخ (۶) بابر شاہ (۷) ہمایون (۸) اکبر شاہ (۹) جہانگیر (۱۰) شاہجہان (۱۱) عالمگیر (۱۲) بہادر شاہ (۱۳) جہاندار شاہ (۱۴) عالمگیر ثانی (۱۵) شاہ عالم (۱۶) اکبر شاہ ثانی (۱۷) سراج الدین بہادر شاہ ثانی۔ اور بہادر شاہ ثانی کی اولاد بھی بعد دستہاے مرقومہ بالا سترہ بیٹے تھے دیکھو شجرۂ خاندان تیموریہ مطبوعہ نادر المطابع دہلی) اسمین اشارہ یہی تھا کہ سترہ پشتون سے زیادہ اب نوبت نہ آئیگی۔ پھر یہ کہ امیر تیمور بانی سلطنت کی پیدایش ۲۸ شعبان قریب طلوع آفتاب اور ابوظفر بہادر شاہ خاتم سلطنت کی پیدایش ۲۸ شعبان قریب غروب آفتاب ہوئی امیر تیمور کے لڑکون مین ایک کا نام شاہرخ مرزا اور ولیعہد کا جلال الدین میران شاہ اور بہادر شاہ کے ایک لڑکے کا نام مرزا شاہ رخ اور ولیعہد کا مرزا دارا بخت میران شاہ تھا۔

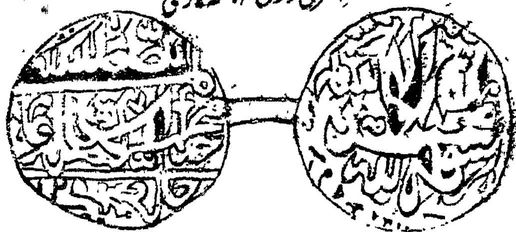

شاہان
خاندان تیموریہ

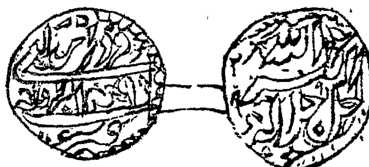




سکہ ہائے طلائی عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ

اشرفی بوزن ۱۰ ماشہ ۷ رتی





وزن ۱۱ ماشہ





وزن ۱۱ ماشہ





وزن ۱۱ ماشہ



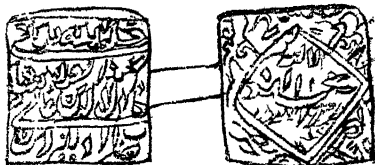


وزن ۱۱ ماشہ

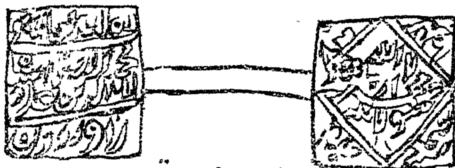




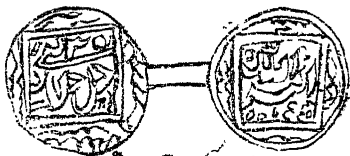
وزن ۱۱ ماشہ



وزن ایک تولہ ۲ رتی



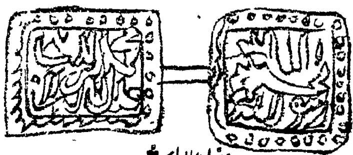
وزن ۱۰ ماشہ ۷ رتی



وزن ایک تولہ ۵ رتی



وزن ۱۱ ماشہ



وزن ۱۱ ماشہ



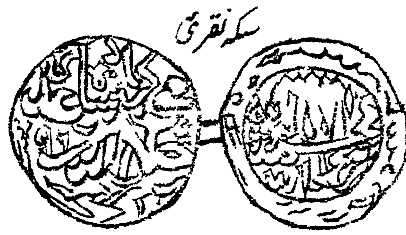
وزن ۱۱ ماشہ ۲ رتی



۱۱ ماشہ

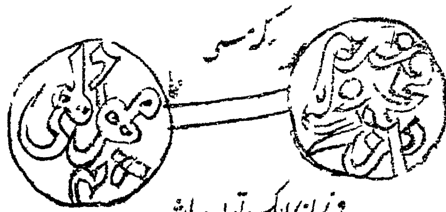
سکہ ہائے نقرئی و سیمین عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ

سکہ نقرئی



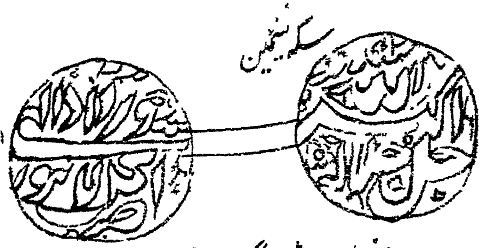
وزن ساڑھے ۱۱ ماشہ

سکہ مسی



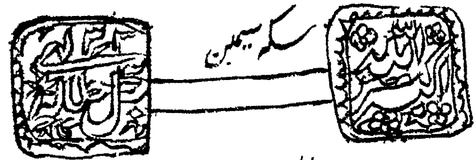
وزن ایک تولہ ۸ ماشہ

سکہ سیمین



وزن ساڑھے گیارہ ماشہ

سکہ سیمین

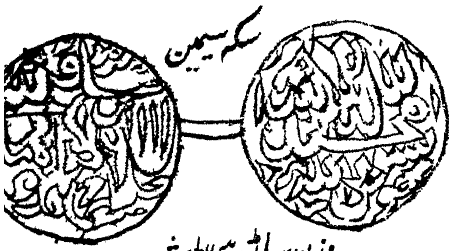


وزن ساڑھے ۱۱ ماشہ

سکہ مسی ۱ تولہ ۲ ماشہ



سکہ سیمین



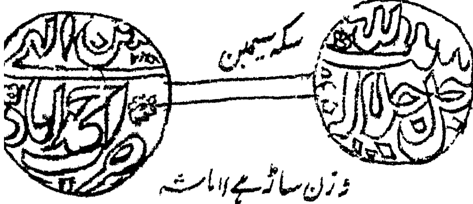
وزن ساڑھے ۱۱ ماشہ

سکہ سیمین



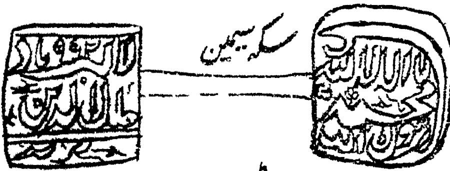
وزن ساڑھے ۱۱ ماشہ

سکہ سیمین



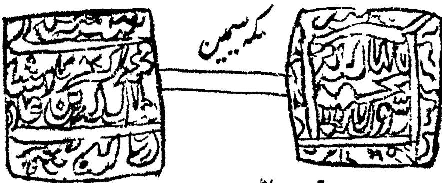
وزن ساڑھے ۱۱ ماشہ

سکہ سیمین



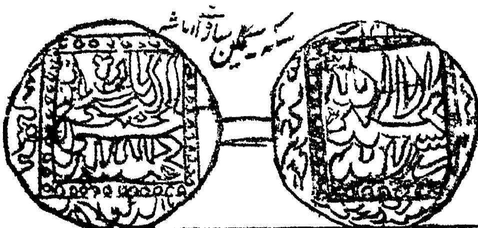
وزن ساڑھے ۱۱ ماشہ

سکہ سیمین



وزن ساڑھے ۱۱ ماشہ

سکہ سیمین ساڑھے ۱۱ ماشہ



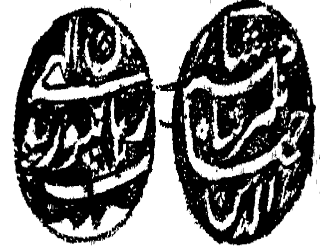
نوری سکہ



ماہ بہمن الٰہی ضرب سیسرام ۱۰۲۶

نورالدین جہانگیر شاہ اکبر شاہ

بہمن الٰہی ضرب برہانپور سنہ ۱۲



سکہ نقرئی

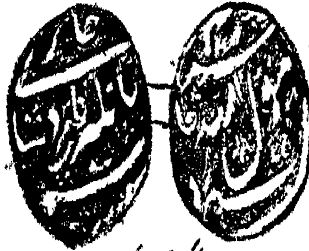


رسول اللہ ضرب ... نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ



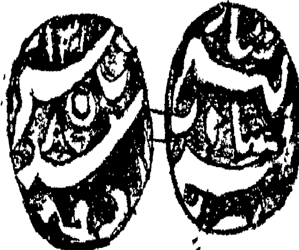
لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ ضرب جالو

محمد جہانگیر بادشاہ غازی



ز جہانگیر شاہ اکبر شاہ

سکہ قندہار شد دلخواہ



نورالدین جہانگیر شاہ اکبر شاہ

ماہ فروردی الٰہی ضرب جہانگیر نگر سنہ



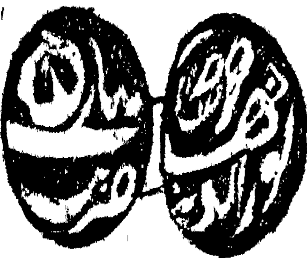
نورالدین جہانگیر شاہ اکبر شاہ

ماہ آذر الٰہی ضرب سنہ ۱۰۳۲ ۱۷



نورالدین جہانگیر شاہ اکبر شاہ

ماہ اردی بہشت الٰہی ضرب سیسرام



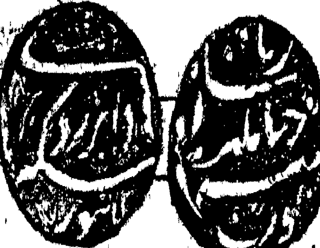
نورالدین جہانگیر شاہ اکبر شاہ

ماہ مہر الٰہی سنہ ۱۰۲۱ ۱۸



ز نام شاہ جہانگیر شاہ اکبر نور سنہ

ہمیشہ باد ابر زر روی سکہ لاہور ۱۰۲۸



لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ

ضرب نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی









کہ مردون کے کارنامون سے صفحات تاریخ پر ہین اور اونکی شجاعت جوانمردی تھوڑی ثابت قدمی یادگار عالم ہین۔ لیکن ہم اون خواتین کے حالات لکھتے ہین جنہون نے باوجود عورت ہونے کے مرد میدان بنکر جوہر شجاعت دکھائے اور اپنے نمایان قابلیتون کی بدولت وہ ممتاز و مفتخر ہوئین

امتہ الحبیب عرف حمیدہ بانو بیگم

یہ عصمت پناہ خاتون سلطان یزدانی کی چہیتی بیٹی تھی جو خلیفہ بایزید کا اک شجاع جنرل تھا۔
یزدانی گو کاؤسی نہ تھا اسکا نسب کیخسرو سے ملتا تھا مگر پھر بھی شرفاے ایران سے ضرور تھا۔
امتہ الحبیب کا باپ یزدانی اگرچہ اصل مین آتش پرست تھا۔ اور بظاہر زرتشتی مذہب نیز وساتیر کا پابند تھا لیکن آخر مین مسلمان ہوگیا تھا۔
جب خلیفہ دوم فاروق اعظم نے ملک ایران پر حملہ کیا اوس زمانہ سے اکثر ایرانی خاندان مسلمان ہوگئے اور زرتشتی مذہب کی بنیاد نہایت کمزور پڑ گئی تھی۔ چنانچہ امتہ الحبیب کے اہل خاندان بھی کثیر التعداد بزرگ مسلمان گذرے تھے۔ یزدانی کسی کی تلقین سے مسلمان نہین ہوا بلکہ لڑکپن ہی کے زمانے مین ہوش سنبھالتے ہی آتش پرستی کا طریقہ اوسکے نزدیک مشتبہ تھا وہ آتش پرستون کے مذہبی اصول پر بڑی مخالفت کے ساتھ نکتہ چینی کرتا تھا۔ غرض وہ متواتر جہان بین اور مباحث کے بعد مسلمان ہوگیا۔ اور ساتھ ہی اسکی بی بی بھی دولت اسلام سے مشرف ہوئی۔
اسوقت امتہ الحبیب گیارہ سال کی ہوگی۔ لیکن اس کمسنی مین بھی اسکی خلقت اور فطرت اسکے بالکل مغائر تھی۔ یہین خدا نے وہ عقل اور ذکاوت عطا فرمائی تھی کہ بغیر سوچے سمجھے منہ سے کوئی بات نہ نکالتی تھی اور بعینہ فطرت کی اصلیت اور اشیا کے حدوث اسباب مین بیٹھنے اور بات کی تہ تک پہونچنے کی نہایت سرگرمی کے ساتھ سعی کرتی اور اوس سے معانئے نئے عمدہ نتائج نکال لیتی تھی۔
امتہ الحبیب نے جب دیکھا کہ میرے والدین مسلمان ہوگئے تو سخت خلجان مین مبتلا ہوئی۔ جب یزدانی اور اوسکی بی بی نے اپنے روشن دل اور فہیم لڑکی کو مضطر و سراسیمہ دیکھا تو بہ شفقت کہا کہ پیاری امتہ الحبیب تم ہرگز کسی بات کا خیال نہ کرو۔ ہم تمہیں مسلمان ہونیکا قصد نہ کرین گے تم اپنی دل کی مختار ہو خواہ زرتشتی مذہب برتو اور دساتیر پر ایمان رکھو خواہ دولت اسلام حاصل کرو۔ غرض ہم کسی بات مین کبھی تمھین مجبور نہین کرسکتے۔
امتہ الحبیب اپنے مان باپ کی یہ منصفانہ اور فرحت انگیز تقریر سنکر بہت خوش ہوئی اور بڑی آزادی کے ساتھ اسلامی اور زرتشتی مذہب کے اصول کی تحقیق و تنقیح کرنے لگی۔ دو سال مین کامل تفتیش کے بعد تیرہ برس کی عمر پر پہونچکر مذہب اسلام قبول کرلیا۔
اسکے مسلمان ہونے سے والدین کمال مسرور ہوے امتہ الحبیب کا کوئی بھائی نہ تھا۔ اسلیئے یزدانی کو کمال اومنگ اور شوق تھا کہ وہ اپنی تمام دلی ارمانون کو اسی سے پورا کرے۔ اسی باعث وہ اسے مردانہ لباس پہنایا کرتا۔ اور لڑکون کی طرح ہر قسم کے علمی اور سپاہیانہ تعلیم دلوایا کرتا تھا۔ اول گھوڑے پر چڑھنا سکھایا۔ پھر تیر اندازی کا فن حاصل کرایا۔ غرض جسقدر علوم فنون سپہگری کے متعلق ہوتے ہین وہ یزدانی نے اپنی پیاری بیٹی کو سکھا کر فوجی افسر کے قد مقابل بنا دیا۔
اسوقت امتہ الحبیب کو عموماً شرفا کی مجلس ہونیکا اتفاق ہوا اوسکے اخلاقی خیالات ایسے پاکیزہ تھے کہ ہر متنفس اوس سے بمحبت پیش آتا۔ اور تمام مسلمان رئیس اسکی ذاتی قابلیتون کے باعث اوسکی صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے۔ مگر یہ اپنے عزیز اور بیش بہا وقت کو اکثر خلیفہ کے اولاد مین خرچ کرنا پسند کرتی تھی اور وہ بھی اسکی قابلانہ لیاقت کے باعث اوسے دلسے چاہتے تھے۔ خلیفہ کے فرزند اور یہ باہمی بہن بھائی کی طرح رہتے تھے۔
امتہ الحبیب کچھ علمی میدان طے کرکے مدرسہ سلطانیہ حربیہ مین بھرتی ہوئی اور یہان اوسنے اپنی فطری لیاقت اور جودت ذہن کی بدولت تھوڑے زمانہ یعنے صرف سولہ مہینے

میں جنگ کے تمام اصول سیکھ لیے اور اب وہ اپنے ہمعصر فوجی
نوجوانوں میں فی الجملہ ممتاز ہو گئی ۔

جب اسکی قابلیت اور شعور نے شباب کے ساتھ ملکر اک ولولہ
عالم پیدا کیا تو اکثر شاہزادوں نے نکاح کی درخواست کی ۔
مگر اسنے فوراً انکار کر دیا کیونکہ اوسکو قطعی شادی سے نفرت
تھی اس لئے کہ اوسکو مختلف صحبتوں اور متواتر تجربوں سے
ثابت ہو گیا تھا کہ عورت عقد کے بعد بالکل آزادی سے
آزاد ہو جاتی ہے اور قیدیوں کیطرح پابند رہتی ہے اسکے
تمام حوصلے برباد کر دیے جاتے ہیں اور خاوندوں کا کج خلق
ہونا گویا بالکل اپنی زندگی کو جیتے جی موت کے دریا میں
ڈال دینا ہے ۔

یزدانی کے وساطت سے بھی بہت سے پیغام عقد آئے لیکن
اوسنے اپنی بیٹی کی آزاد طبیعت کا موازنہ اور نیز بلحاظ اصول
اسلام کہ ہر بالغ شادی کرنے کی مجاز و مختار ہے بطور خود کہیں
اقرار نہیں کیا ۔ اور اوسکی مزاج پر اوسکو چھوڑ دیا ۔

جب امتہ الحبیب کی عمر ۱۹ برس کی ہوئی تو یزدانی بایزید کے
فوج میں بھرتی ہو گیا تھا ۔ اور چند ہی دن میں اپنی ذاتی
قابلیتوں کیوجہ سے بایزید کے یہاں وہ اقتدار و عروج
حاصل ہو گیا کہ ایک ایرانی ترکی افواج کا جنرل بن بیٹھا ۔
امتہ الحبیب بھی اپنے باپ کے ساتھ ہی بایزید کے یہاں
فوج میں داخل ہو گئی ۔ اگرچہ بایزید اول اول امتہ الحبیب
جیسی نوجوان حسینہ دختر کو مردانہ بھیس میں رکھتے ہچکچاتا
تھا لیکن پھر اوسکی بیدار مغزی اور ذاتی لیاقت اور مدلل تقریر
نے بایزید کے تمام تذبذبات مٹا دیے اور اوسکو فوج کی
لفٹننٹی کا عہدہ ملگیا ۔

یہ امر حیرت انگیز ہے کہ نوجوان امتہ الحبیب ۲۴ سال
کی عمر تک جو عین شباب اور دل کے جذبات اور پرجوش ولولوں
کا عالم ہے اپنے ہمعصر فوجی نوجوانوں میں بالکل عصمت
و پاکدامنی سے رہی ۔ اوسکی بے لوث طبیعت میں کبھی نفسانی
جوش اور نفرت انگیز ولولے نہیں آئے ۔ گو وہ ایک
نہایت حسین نوخیز عورت تھی مگر قدرت نے اوسکو کبھی
اپنی نوجوانی کے اوچھار دیکھنے کی اجازت نہیں دی ۔ اور
اوسکے سب سے بڑے دو سبب معلوم ہوتے ہیں ۔
یا تو یہ کہ اسکی طبیعت فطرتاً بالکل صاف تھی اور کبھی کوئی
مذموم خیال اوسکے ذہن نشین نہیں ہوا ۔ یا یہ کہ کبھی کوئی
نوجوان کسی حالت میں اسے بُری نگاہ سے گھورتا نہ تھا ۔

جب بایزید کی فوج کسی مہم پر جاتی وہ اپنے فوجی افسروں
کے امتحان اور آزمائش کی غرض سے مصنوعی جنگ کا حکم
دیدیتا تو شیر دل امتہ الحبیب فنون جنگ میں مردوں سے
کم نہ رہتی تھی ۔

انجام کار بایزید کا تیمور سے مقابلہ ہوا اور متواتر گھمسان
لڑائیوں کے بعد بایزید نے شکست فاش کھائی اور
امتہ الحبیب اپنے بہت سے مددگار جان نثاروں کے
ہمراہ گرفتار ہو گئی ۔

ایک معتبر مورخ امتہ الحبیب کے اوسوقت کی حالت کا فوٹو
کھینچتا ہے کہ یہ بالو لانبے قد کی عورت تھی ۔ اور اسکے ہاتھ
پیر کسیقدر چوڑے تھے ۔ آنکھیں بڑی اور متوالی تھیں مگر
ہاں ان کی پتلی سیاہ نہ تھی بلکہ بجائے سیاہی کے ایک
نیلا ڈورا تھا جیسے کسی بیمار کی گودی اور نازک کلائی میں تحفظ
مرض اور تحفظ نگاہ کے لیئے باندھ دیتے ہیں ۔ رنگ
گندمی سے کسیقدر کھلتا ہوا جو صبح کی سپیدی اور آفتاب
زردی کے مابین تھا لیکن اوسمیں صفائی انتہا درجہ ہونے
کے علاوہ رُعب و وجاہت اور اوسکے مزاج میں نہایت
انکسار اور خلق تھا لیکن ان دونوں باتوں کے ساتھ
چہرہ سے دلیری اور شجاعت کی شان نمودار تھی ۔
اوسکے خوبصورت رخساروں پر متعدد سیاہ
تل نہایت ہی بھلی معلوم ہوتی تھے ۔ جسوقت وہ
تیموری فوج پر حملہ آور ہوئی تو اپنے خوبصورت مگر مضبوط
اور قوی جسم کو زرہ بکتر سے چھپائے ہوئی تھی ۔ ایک
آہنی خود سر پر رکھا ہوا تھا ۔ سر سے دو گز اوپر نیزے
کا پھل اختر تابندہ کیطرح جگمگا رہا تھا ۔ ڈاب میں
ایک مرصع لگا ہوا تھا ۔ کمان شانے پر پڑی
ہوئی ترکش پشت پر لٹکی ہوئی داہنے ہاتھ میں
ایک بڑا بھاری فولادی گرز دونوں پہلوؤں میں دو
تلواریں لٹک رہی تھیں ایک بیل پیکر گھوڑے پر سوار
نیئے انداز اور عجیب آن بان سے گھوڑے کو اوڑھائے ہوئے

کسی سورما کے دل کی طرح آگے بڑھتی چلی آتی تھی۔
الغرض اس فتح کے دوسرے دن شہنشاہ تیمور نے
حکم دیا کہ بایزید کی فوج کے جسقدر لوگ گرفتار ہو کر آئے
ہین قتل کر دیے جائین اس تیموری حکم کے اجرا ہوتے ہی۔
امتہ الحبیب نے تیمور جیسے خونخوار اور بادشاہ کے سامنے
آکر دلیری سے کہا کہ بادشاہ! مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ ہرچند
کہ اسکا یہ سادہ فقرہ کچھ ایسا مؤثر نہ تھا اور تیمور سے قہار
سلطان کے آگے اسقدر وقعت نہ رکھتا تھا کہ اسکی توجہ
اسطرف مبذول ہوتی۔ لیکن پھر بھی چند ندیمون اور
ارکان سلطنت کی سعی سے اُسنے اُس دلیر اور خاتون
کو جو مردانہ بھیس مین بادشاہ کے سامنے کھڑی تھی پاس
بلایا اور کہا کیا کہتا ہے۔
امتہ الحبیب بادشاہ کا یہ آرزومند فقرہ سنکر آگے بڑھی
اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ گویا ہوئی کہ اے بادشاہ
تو نے جو بایزید پر یورش کر کے صدہا بندگان خدا کی خونریزی
کی اور ستر ہزار بیگناہ ترکون کو فریب دیکر سرنگ کے ذریعہ
سے اوڑا دیا اور اونکے معصوم بچون ناکردہ گناہ عورتون کو
بیوہ کر دیا۔ مین تجھے یقین دلاتا ہون کہ تو نے بہادر ترکون
کی خونریزی نہین کی بلکہ اسلام کی بنیاد اوکھاڑ کر پھینکدی
یہی حامیان اسلام اور جان نثار ترک تھے جنھون نے تمام اہل
یورپ پر مردانہ حملے کر کے اونکا قافیہ تنگ کر دیا تھا۔ یہی
بہادر ترک تھے جنہون نے تمام مخالف سلطنتون کو زیروزبر
کر کے اپنے لیئے فاتحان قوم کا معززانہ خطاب حاصل کیا
تھا۔ بھلا کسی آسمانی شریعت یا قانون سلطنت مین تو
یہ بتا سکتا ہے کہ مسلمانون کو اسیر بیرحمی اور ظلم کے ساتھ
قتل کرنا جائز ہے۔ اگرچہ بایزید نے نہایت تواضع اور
فروتنی کے ساتھ تجھ سے صلح کا پیام دیا اور ایک بیگناہ
مخلوق کی جان بچانے کے لیے تجھ سے متکبر اور نخوت پسند
سے بعجز وانکسار پیش آیا مگر تو نے اسپر بالکل التفات نہ کیا۔
اور اوسکے جواب مین یہ لکھ بھیجا کہ جبتک مین تیرے ملک
پر فتحیاب نہونگا میرا نام فاتحان اولوالعزم کے رجسٹر مین
کبھی درج نہین ہو سکتا۔
اسمین شک نہین کہ ایک روز تیری عمر کا پیمانہ لبریز
ہو کر چھلک جائیگا۔ اور ضرور ایک دن رب الافواج کے
سامنے کھڑا ہوگا۔ جب وہ ان ستم رسیدون کی بابت
بازپرس کریگا تو تو کیا جواب دیگا مین اس بے نتیجہ بات
کی بابت زیادہ بحث کرنا طول سمجھتا ہون۔
صرف اسقدر اور عرض کرنا چاہتا ہون کہ آجتک کبھی قیدیون
پر بہادرون کی تلوارین اوٹھی ہین۔ ہم بے بس مقید ہین
ہمارے ہاتھ پاؤن زنجیرون مین جکڑے ہوے ہین۔
یہ نہایت ہی بزدلانہ اور نفرت انگیز فیصلہ ہے کہ تو ہمین
اس حالت بے بسی مین گردن مارے جانے کا حکم دیتا ہے۔
امتہ الحبیب نے سلسلہ تقریر ختم کرنے کے بعد اپنا ہاتھ
سر تک لیجا کر اپنا آہنی خود جو ابھی آفتاب کے شعاع [illegible]
جگمگا رہا تھا اوتار کر زمین پر پھینکدیا اور ایک نہایت
کرخت لہجہ مین کہا۔ اے سلطان او دیکھ اور خوب دیکھ
کہ مین اک ناتجربہ کار عورت ہون تو مجھ سے اس بات
کا عمدہ طور سے اندازہ کر سکتا ہے کہ جس قوم کی عورتین
ایسی بیخوف وجری ہون اونکے مرد کیسے مرد میدان
ہونگے۔
امتہ الحبیب کو قدرت نے ایسی دلفریب صورت عطا
فرمائی تھی کہ دیکھنے والا آئینہ کی طرح حیرت مین سما جاتا
تیمور دیکھتے ہی دیکھتے ہی لوٹ ہو گیا۔ اور منکسر المزاجی
اور متواضعانہ اخلاق کے ساتھ نرم الفاظ مین کہا کہ جو کچھ تو نے
بیان کیا سب سچ ہے لیکن مختلف فتوحات کے دلچسپی نے
وہ جدید سامان پیدا کر دیے ہین جنھون نے اصلی واقعات
کو مٹا دیا۔ جا مین نے تیرا اور تیرے ہمراہیون کا قصور
معاف کر دیا اور اسوقت سے وہ آزاد ہین۔
امتہ الحبیب بادشاہ کو سلام کر کے اپنے ہمراہیون کے
لشکر بایزید مین چلی۔ اسکے چلے جانے کے بعد شاہ
تیمور نے یزدان کے پاس عقد کا پیغام بھیجا۔ اول تو
وہ یہ سوچکر کسیقدر متفکر ہوا کہ تیمور شاہ نہایت غضبناک
اور خونخوار بادشاہ ہے۔ اور دوسرے امتہ الحبیب
کو کسی قسم کا صدمہ پہونچے مگر جب اوسنے اپنے بیٹی کا
میل بھی اوسطرف پایا تو فوراً قبول کر لیا۔
میدان جبل الطیر مین جاسے عقد تجویز ہوئی۔ تیمور نے

امتہ الحبیب کے مہر مین ملک چین لکھا اور قاضی نے
معمولی خطبہ پڑھکر ان دونون کا عقد باندھ دیا -
امتہ الحبیب شاہی محل مین داخل ہوئی اور آج کے
دن سے حمیدہ بانو بیگم کے نام سے پکاری جانے لگی -
گو حمیدہ بانو بیگم کے علاوہ تیمور کی تین بیگمین اور بھی تھین
مگر تمام بیگمات مین نسبتاً یہ تیمور کی بہت پیاری تھی - اسنے
اپنی ظاہری خوبصورتی اور حسن و جمال ہی سے تیمور کو اپنا
گرویدہ نہین کیا بلکہ اپنے روشن دماغی اور بیدار مغزی
اور خلق وغیرہ سے نہ صرف بادشاہ کو بلکہ حرم سرا کی
تمام بیگمون کو اپنا فریفتہ کر لیا تھا - اسنے قریباً کل حرم سرا
مین وہ ہر دلعزیزی اور رسائی پیدا کر لی تھی کہ ہر ایک بیگم
اسکی عظمت کو بلحاظ دیگر محبت سے پیش آتی - تیمور جنگی
امور مین بھی اس سے مشورہ لیتا اور جبتک تیمور زندہ رہا
ہر خطرناک معرکہ مین مسلح ہو کر اسکے ساتھ رہتی اور
جوہر مردانگی دکھاتی -

یہ خاتون ترکی عربی - فارسی کے سوا چینی اور زرتشتی
زبان بھی جانتی تھی اور فن موسیقی کی پوری ماہر تھی -
فن شاعری مین اسقدر دستگاہ تھی کہ ترکی اور عربی زبان
مین اچھے اشعار موزون کر لیا کرتی تھی لیکن شاعری کی
طرف اسقدر منہمک نہ تھی کہ کسی دوسرے ضروری کام پر
اسکو ترجیح دیتی اور اسکے اشعار جوانمردی اور دیگر مضامین
سے مملو ہوتے تھے حسن و عشق کی ولولہ انگیز فقرات سے
بالکل پاک تھے -

یہ اپنی حرم سرا کی بیگمون کے نام مختلف زبانون مین
اپنے ہاتھ سے خطوط لکھتی بلکہ اوسکا منصبی فرض تھا کہ
تمام سلطنت کے افسرون اور عہدہ دارون کے نام
جسقدر احکام اور فرامین صادر ہوتے تھے اُنھین خود
اپنے ہاتھ سے لکھتی تھی - نیز تیمور کے حضور مین جسقدر
عرایض اور استغاثے یا یادداشتین اور رپورٹین گذرتین
جو روزانہ سیکڑون کے تعداد سے متجاوز ہوتی تھین انکے
متعلق احکام و تجاویز اور فیصلے اسی کے ہاتھ کے لکھے ہوتے
تھے - غرضکہ حمیدہ بانو بیگم جیسی فصیح و بلیغ اور عقل و تمیز
کا پتلا تھی ویسی ہی اپنی تعجب خیز فیاضی اور حیرت انگیز

خوش اخلاقی مین بھی مشہور تھے -

یہ اپنے فرائض اور اوقات کی بڑی پابند تھی جسکی
مثال ایشیائی سلطنتون مین کم ملتی ہے - اکثر مختلف علوم
کی کتب بینی اور مطالعہ مین معروف رہتی اسکی سب سے
بڑی یادگار دو کتابین ہین جو اسنے امیر تیمور کے انتقال کے
بعد قسطنطنیہ مین رہکر لکھی ہین جنسے اسکی ذاتی قابلیتون
اور فطری لیاقتونکا کافی پتہ ملتا ہے -

ایک کتاب کا نام ترکی خواتین ہے اور دوسری کا نام
امیر تیمور کی فتوحات ہند - یہ دونون کتابین اصل اسکے
اون سفری مشاہدات اور کتب بینی کی تحقیقات کا نتیجہ
ہین جنکو وہ وقتاً فوقتاً بطور یادداشت ضبط تحریر
کرتی گئی -

ترکی خواتین کی تاریخ اک ضخیم کتاب ہے اسمین خصوصیت
کے ساتھ ترکی شرفا کی خواتین کے اخلاق و عادات
طرز معاشرت مقامی تعلقات اور باہمی میل جول -
شائستگی و تہذیب - اپنے شوہرون کے ساتھ محبتانہ
برتاؤ - انتظام خانہ داری کی کیفیت یہ تمام باتین بالتفصیل
ارقام کی ہین - اور یہ بھی جتایا ہے کہ عورتون کو بالعموم
کون کون سی باتین اختیار کرنی چاہئین جن سے انکے
خانگی انتظام کی کیفیت بوجہ احسن انجام ہو سکے اور
وہ کون کون سی باتین ہین جنکے ذریعہ سے عورتین
اپنی ہجلیسون اور ہمصحبتون مین امتیاز کی نظر سے
دیکھی جانے کے قابل ہو سکتی ہے اور اونکے خاوند
انھین ہمیشہ عزیز رکھ سکتے ہین -

دوسری کتاب تیمور کی فتوحات ہے یہ اک نہایت
ہی عجیب و غریب اور بیمثل تاریخی خزانہ ہے اوسکے
اوراق مین حمیدہ بانو بیگم نے ان مورخون کے متعصبانہ اور
جاہلانہ اعتراضون اور ابلہانہ حملون کے نہایت متانت
اور سنجیدگی کے ساتھ معقول جوابات دیے ہین -
جنھون نے آغاز فتوحات سے امیر تیمور کے تعجب انگیز
پالیسی پر حملے کیے ہین جو دلچسپ اور تعجب ناک واقعات
پر کہ تیمور کے متعلق اسمین مندرج ہین اور تاریخون مین
بہت کم دیکھے گئے ہین - اس کتاب کے تقریباً تین حصون

میں تو تیمور کے عادات و اخلاق اور تمدنی و ملکی حالات اور
اوسکے معاشرتی طرز پر بحث کی گئی ہے - اور آخری حصہ
میں حمیدہ بانو بیگم نے نہایت ہی مجمل طور پر اپنی تاریخ
زندگی کے واقعات درج کیے ہیں - ان دونوں کتابوں کا
اول فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا گیا - اور پھر فرانسیسی
سے مختلف زبانوں کے قوالب میں ڈھالی گئیں حمیدہ بانو
بیگم کی طبیعت سینے پرونے کیطرف مائل نہ تھی - کیونکہ عالم
طفلی سے اسوقت تک اسے اسطرف کبھی توجہ نہیں دلائی
گئی - نہ کبھی اُسے اوسکی ضرورت پڑی - البتہ زرہ
بکتر بنانا خوب جانتی تھی - شہنشاہ تیمور جسقدر زرہ
بکتر معرکہ آرائی کے وقت استعمال میں لاتا تھا وہ سب
اسی کے ہاتھ کی بنائی ہوئی تھیں -

حمیدہ بانو بیگم بیشک اسلامی دنیا میں داخل ہو چکی
تھی مگر اصول اسلام کی پابندی میں سرگرم اور مستعد نہ تھی
پنجگانہ نماز جو اسلام کا رکن اعظم بلکہ اسکی اصل اور
بنیاد قرار دی گئی ہے یہ کبھی اُنھیں بھی پابندی اور
قید کے ساتھ ادا نہ کرتی تھی اور سب سے زیادہ
تعجب ناک بات یہ ہے کہ وہ باوجود مسلمان ہونے کے
بھی کبھی کبھی حالت تنہائی میں اپنے سابق مذہب زرتشتی
پر مائل ہوجاتی اور چقماق جھاڑ کر آتش پرستی پر محو
ہوجاتی تھی - گویا اسلامی حالت میں بھی زردشتی
مذہب کی محبت کے لیے اوسکے دل میں خاطرخواہ
جگہ باقی تھی -

حمیدہ بانو بیگم کی خوبصورت اور روشن تصویر میں یہ ایک
تاریک اور بدنما پہلو ہے جس سے اسلامی مورخوں کی
نگاہ میں اسکا اسلام مشتبہ نظر آتا ہے اور یہی وجہ ہے
کہ بعض عربی تاریخوں میں اسے ملحدانہ اور نیچرل خیالات
کی عورت بتایا گیا ہے - لیکن با اینہمہ ہمیں اس امر کا
اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ حمیدہ بانو بیگم اپنے زمانہ کی ایک نہایت
ہی خلیق اور متواضع اور باحیا اور شجاع عورت تھی اور اُسے
ہر قسم کے علوم و فنون سے بڑی دلچسپی حاصل تھی -

حمیدہ بانو بیگم بہت مستقل مزاج تھی قلعہ اصطخر کی عظیم الشان
لڑائی اسکی ہمت مردانہ سے سر ہوئی -

قلعہ اصطخر کا گورنر ایک شخص شریف حسن نامی جو تیمور کیطرف
سے اسپر غائبانہ تصرف رکھتا تھا باغی ہو گیا اسپر تیمور نے
مشتعل ہوکر جنگ کا حکم دیدیا ہے - یہ سنتے ہی حمیدہ بانو بیگم
تیمور کے سامنے آئی اور گورنر اصطخر کا مقابلہ کرنے کی خود
درخواست کی اور باوجود تیمور کے انکار کرنے پھر بارہ ہزار
فوج کی محبت سے روانہ ہوگئی - اور قلعہ کا جاکر محاصرہ کرلیا
اور ایک خط بایں مضمون شریف حسن کے نام ارسال کیا

"شریف حسن تم نے جو یہ بغاوت کی آگ بھڑکائی اچھا نہیں
کیا - میں تمھیں یقین دلاتی ہوں کہ اگر تم اب بھی اپنی سرکشی
اور خودسری سے باز آگئے تو شہنشاہ تیمور کے نزدیک تمھاری
ویسی ہی وقعت تسلیم کیجائیگی جیسے اس سے پیشتر تھی - اور
اگر تمنے صرف بعض مغرور اور نخوت پسند اشخاص کے اشتعال
طبع سے اس آگ کے مشتعل کرنے کی سعی کی تو پھر تم خوب
سمجھ لینا کہ بغاوت سرکشی کا نتیجہ تمھیں بہت جلد ملجائیگا - تمہارے
ساتھیوں کی مغرورانہ گردنیں توڑ کر زمین پر ڈالدی جاوینگی -
اور تمہارا تن بے سر بہادروں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے
پاش پاش کردیا جائیگا - اگرچہ میں عورت ہوں لیکن اپنے
ارادہ کی پوری ہوں - میں نے مصمم قصد کرلیا ہے کہ جبتک
جسم میں روح باقی ہے لڑائی سے منھ نہ موڑونگی اور تاوقتیکہ
تمہاری نعش گھوڑوں کی سموں سے روندی نہ دیکھ لونگی ہرگز
صلح پر آمادہ نہونگی - میں مخلوق خدا کی خونریزی سے اپنی
خونخوار تلوار کو رنگین کرنا پسند نہیں کرتی - اور یہی وجہ ہے
کہ بااصرار تم سے کہتی ہوں کہ اپنی اس غلط کاری اور ناعاقبت
اندیشی پر متنبہ ہوجاؤ - باقی والسلام -

جب یہ خط شریف حسن کے پاس بھیجا اسے حمیدہ بانو بیگم
کو فریب دینے کا موقع اچھا ہاتھ لگ گیا - اسوقت ایک
لجاجت آمیز عرضی بیگم کی خدمت میں روانہ کی اوسمیں لکھا
تھا کہ آپ کے غلام کا سر حاضر ہے چاہے اسے تلوار سے
کاٹکر فتراک میں باندھیے چاہے تاج بخشی کیجیے - خدا گواہ
ہے کہ نہ میں باغی ہوں نہ بغاوت کی آگ بھڑکانے میں
کوشش کی - البتہ بعض پیچیدہ معاملات ایسے درپیش
ہیں جنھوں نے میری بغاوت کا فرضی اعلان دیدیا ہے اور
فرض کیا جائے کہ اگر مجھ سے بغاوت وقوع پذیر ہوئی ہو

تو مین اوسکی معافی کی التجا کرتا ہون - غلام سے کبھی سرتابی عمل مین نہ آئیگی - کل حضور کے لیئے قلعہ کا دروازہ کھولدیا جائیگا اور غلام خود بھی دست ادب باندھکر حاضر ہوگا -

حمیدہ بانو بیگم یہ تسلی آمیز فقرہ پڑھکر خوشی سے پھولی نہ سمائی - اس اطمینان کے باعث آرام سے سو رہی تھی کہ حمیدہ بانو بیگم کے خیمہ کے پہرہ دار بھی بیخبری کی میٹھی نیند لے رہے تھے - ہمین اس خواب خرگوش کے وقت (شب کے دو بجے) شریف حسن نے خوفناک شبخون مارا جبکہ چارون طرف تاریکی پھیل رہی تھی اور سکوت کا عالم تھا - مگر خوش نصیبی سے حمیدہ بانو بیگم اسوقت امیر تیمور کے نام خط لکھنے مین مصروف تھی کہ یکایک گھوڑون کے سمون کی دہشت ناک صدائین گوش زد ہوئین - پہرہ والے سپاہی نے بھرائی آواز مین کہا حضور دغاباز ومکار غنیم کی فوج آپہونچی - سپاہی کی اس خوفناک گفتگو سے حمیدہ بانو بیگم حواس باختہ ہوگئی لیکن اوسنے اپنی پریشانی مجتمع کرکے بہت استقلال سے کام لیا اور مسلح ہونے پر آمادہ ہوگئی - ابھی فوج لباس سے پورے طور پر مرتب نہوئی تھی کہ فوج مخالفت نے اوسکے خیمہ کو آکر گھیر لیا - اب پہرہ دار بھرائی آواز مین چلایا کہ غنیم نے خیمہ کا بھی محاصرہ کرلیا وہ بہت استقلال کے ساتھ خیمہ سے باہر آئی دیکھا کہ میری تمام سپاہ غفلت مین قتل ہو رہی ہے اور غنیم کے ایک بڑے دستہ نے میرا خیمہ گھیر لیا ہے - اسوقت حمیدہ بانو بیگم بالکل تنہا تھی کوئی اوسکا مددگار نہ تھا اس نے نہایت استقلال سے للکار آواز دی کہ او فریبی دغاباز شریف حسن کدھر ہے سامنے آ اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھا - یہ سنکر نوجوان شریف حسن کا بڑا بیٹا آگے بڑھا اور گستاخانہ لہجہ مین کہا بیگم صاحبہ آپ تو محاصرہ مین آچکی ہین اب آپکا جانبر ہونا محال ہے اگر آپ مجھے بجاے اپنے شوہر کے سمجھین تو ابھی محاصرہ اٹھا دیا جاے اور آپکو عزت وتوقیر سے قلعہ مصطفیٰ کی حکومت دیدی جاوے -

اس بات پر حمیدہ بانو بیگم نہایت برہم ہوئی اور فوراً ترکش سے ایک تیر نکال کر ایسا مارا کہ وہ گھوڑے سے نیچے آرہا - اسنے اوسیوقت اپنے باڈی گارڈ کو بلند آواز سے پکارا اونکی تعداد مین کل پانسو تھے جو اس پرخوف رمنہ مین اپنی بیگم کو چارون طرف ڈھونڈتے پھرتے تھے - حمیدہ بانو بیگم اس آواز مین ناکامیاب ہوئی - دوسری آواز دینے کا قصد تھا کہ شریف حسن ایک کامل سوارون کے گروہ سے اس جریدہ عورت پر آگرا - درحقیقت یہ ایک نہایت نامردی اور بزدلی کا حملہ تھا جو شریف حسن نے حمیدہ بانو بیگم پر کیا مگر حمیدہ بیگم نے بڑی استقلال اور بھوڑسی سے آگے بڑھکر مخالف کے کثیر التعداد فوج سے مقابلہ کیا -

شریف حسن نے اپنی فوج کو حکم دیدیا تھا کہ حتی الوسع اس بہادر خاتون کو زندہ قید کرلیا جائے اور تاوقتیکہ مین حکم ندون کوئی حملہ نہ کرے - یہ حکم حمیدہ بانو بیگم کے حق مین نہایت مفید تھا ورنہ باغی فوج کا ایک دستہ اوسپر حملہ کرنے کے لیئے کافی تھا حمیدہ بانو نے باغی فوج کا ایک حلقہ اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو گھوڑے کی باگین روک کر کھڑی ہوگئی اور جب فوج نے اوسپر حملہ کرنے سے کسیقدر تامل کیا تو وہ متعجب ہوئی لیکن فوراً تاڑ گئی کہ انکا منشا مجھے زندہ گرفتار کرنیکا ہے - یہ خیال کرکے اپنے خود یورش کرنا چاہی تھی کہ شریف حسن نے مخوف ہو کر اپنے سوارون سے کہا کہ اسے تنہا سوا ادھر آؤ دشمن کے فوج نے میرا محاصرہ کرلیا اونکا پریشان ہو کر کوٹنا تھا کہ حمیدہ بانو بیگم نے فوراً پیشت کیسرت سے تالی کیا اور بلند آواز مین ڈپٹ کر کہا او فریبیون ہوشیار ہو جاؤ تمہاری فکر کا نتیجہ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہے - دیکھو میری امداد کے لیے اور بھی فوج پہونچ گئی ہے -

ادھر تو شریف حسن کی فوج مین اضطراب اور پریشانی پھیل گئی ادھر حمیدہ بانو بیگم کی فوج سب طرف سے سمٹ سمٹا جنگ پر آمادہ ہوگئی - حمیدہ حریف کی فوج مین درانہ گھس پڑی - اسنے بہت سے آدمیون کو اپنی تونخوار تلوار سے مار کے گرادیا - اور جو قریب آیا موت کے دریا مین غرق ہوا - دشمنون کا غول منتشر ہوگیا - اور گھمسان کی جنگ ہونے لگی - صبح تک معرکہ رزم گرم رہا - حمیدہ زخمون سے چور چور ہوگئی - لیکن خوش نصیبی سے میدان اسی دلیر خاتون کے ہاتھ رہا -

حمیدہ بانو بیگم زخمون سے اسقدر نزار ہوگئی تھی کہ اوسے بالفعل محاصرہ سے ہاتھ اوٹھانا پڑا چنانچہ وہان سے ہٹ کر تیس میل کے فاصلہ پر موضع سلطانہ مین آکر

مقیم ہوئی یہان زخمون کا علاج کرایا اور اندمال کے بعد تندرست ہو گئی۔

اگرچہ اس شبخون مین حمیدہ کے تین ہزار پانسو سوار پیدل کام آئے اور کچھ زخمی ہوئے۔ مگر چونکہ سامان رسد اسکے پاس معقول نتھا اسلیئے اس نے دوبارہ قلعہ کیطرف باگ اوٹھا اور قریب پہونچتے ہی چھ سات میل کے فاصلہ سے باقی افواج سے مقابلہ کیا دس روز تک جنگ مغلوبہ ہوئی۔

گیارھوین دن حمیدہ نے قلعہ تسخیر کرلیا شریف حسن خاص میدان کارزار مین قتل ہوا اور اوسکے اہل وعیال زندہ گرفتار ہوئے حمیدہ نے اونکے ساتھ راحمانہ برتاؤ کیا۔ اور قلعہ مفتوحہ اپنے ایک معتبر افسر کے سپرد کرکے مراجعت کی۔

تیمور کی تین بیگمین اور بھی تھین لیکن دو بیگمین اپنے شوہر کے سامنے ہی انتقال کر گئی تھین حمیدہ اور فخر النسا بیگم بقید حیات تھین۔ جب تیمور بیمار پڑا اور روز بروز اسکی حالت ردی ہونے لگی تو حمیدہ نے تیمور سے عرض کیا کہ میرے لیئے کیا ارشاد ہوتا ہے تیمور نے عالم سکرات سے ہوش بجا کرکے کہا کہ میرے انتقال کے بعد تم تخت نشین کیجاؤ۔ لیکن جب تیمور کا انتقال ہوا تو حمیدہ بالو بیگم کا سوتیلا بیٹا ایک خونخوار معرکہ کے بعد سلطان بنایا گیا۔ اسوقت یہ شجاع خاتون بہت سازو جواہر ہمراہ لیکر براہ راست شہر طفلس کو چلی گئی۔ شہر سمرقند سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر انزار نام شہر آباد ہے جہان امیر تیمور بستر علالت پر رہکر رحلت فرما ہوا۔ اسکا مقبرہ سمرقند مین ہے تیمور نے کل ۳۶ سال سلطنت کی اور ۸۰۷ھ ہجری مین اکہتر برس کی عمر کو پہونچکر راہ فنا اختیار کی۔ امیر تیمور کی ولادت۔ تخت نشینی اور وفات کی تاریخ رباعی ہذا سے نکلتی ہے۔

سلطان تیمر کہ مثل او شاہ نبود — در ہفت صد و سی و شش آمد بوجود
در ہفتصد و ہفتاد و یکے کرد جلوس — در ہشت صد و ہفت کرد عالم بدرود

حمیدہ بیگم کے سات فرزند ہوئے گر مر گئے کت بیٹی کے سوا کوئی دوسرا اوسکا متعلق نہ تھا۔ جسطرح تیمور کے یہان اسنے پردہ نہین کیا اسیطرح اب بھی آزادانہ طور پر سر بازار گھوڑے پر گشت کرتی تھی۔ اگرچہ ارکان سلطنت نے چند مرتبہ اسکو لکھا کہ آپ اسطرف کا رخ کرین تو ہم میران شاہ کو قتل کرکے آپکو تیمور کا حسب وصیت شاہ جانشین کرین مگر اس نے سلطنت کی پروا نہ کی اور اونھین جواب مین لکھدیا کہ دارین کی سرخروئی مدنظر ہے تو اپنے موجودہ بادشاہ کی اطاعت مین گردن تسلیم و رضا خم کرتے رہو۔

طفلس کے کوہ کری پر اس خاتون نے ایک خوشنما عمارت بناکر سکونت اختیار کی یہان چند معاملات پیچیدہ ایسے پیش آئے کہ اوسنے طفلس چھوڑکر بالعموم سکونت منتقل کرنی پڑی اور ملک نے وہان بھی چین نہ لینے دیا تو وہ قسطنطنیہ آئی اور یہین انتقال کیا۔

حمیدہ کے انتقال کے وقت زروجواہر اور نقد وجنس کچھ نہ تھا البتہ ایک بڑا کتب خانہ تھا جو آخری وقت وقف کرگئی تھی۔ اس کتب خانہ مین مختلف علوم وفنون کے ایک لاکھ پچھتر ہزار کتب تحصیل اس مشہور اور فیاض دل خاتون نے ساٹھ برس کی عمر مین انتقال کیا۔

فخر النساء بیگم

اسکا پہلا عقد اک قاہرہ کے شاہزادہ سے ہوا جب یہ سن بلوغ کو پہونچی تو اوس خاوند نے اپنی بے التفاتی ظاہر کی جب اسکے والدین نے اس معاملہ مین امداد نہ دی تو یہ اسکندریہ آئی اور قاضی کی عدالت مین شوہر کے برخلاف دعویٰ کرکے خلع یعنی آزادی حاصل کی۔

اسکے بعد ایک خاندانی نفٹنٹ سے نکاح کیا جس سے اسکے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ دو بچپن اور ایک بالغی کی حالت مین مری اور مفقود الخبر ہوئے۔

نفٹنٹ جنگ مین کام آیا۔ ان حادثات سے فخر النساء رنجیدہ ہوکر اپنے وطن اور وطن سے کراچی حیدرآباد مختلف شہرون سے گذرتی ہوئی براہ ملتان افغانستان کے بلاد کے سمت روانہ ہوئی۔

وہ کسی نہ کسی طرح تیمور کے محلات مین داخل ہوئی اس سے تین لڑکے اور چار لڑکیان پیدا ہوئین میرانشاہ جو تیمور کا جانشین ہوا اسی روشن دماغ بیگم کے بطن سے تھا۔ یہ بیگم نہایت متشرع اور پابند صوم وصلواۃ تھی

بعد نماز فجر قرآن شریف کی تلاوت مین بہر دن اپنی آنکھون سے
آنسوؤن کا دریا بہاتی - وہ اپنے ماتحتون کے ساتھ زجر و
توبیخ روا نہ رکھتی سخاوت و ترحمانہ برتاو رکھتی جس سے وہ
ہر صغیر و کبیر کی آنکھون مین نور تھی یہ اپنے خاوند کے کچھ دن
عازم ملک بقا ہوئی -

ارجینی یا عظمت النسا بیگم

یہ سلیقہ شعار اور پاکدامن خاتون شہنشاہ تیمور کی تیسری
بیگم ہے جو اصل مین ایک برہمنی خاتون تھی - جب تیمور نے
ہندوستان پر یورش کی اور دہلی کو پامال کر کے ہردوار
مین پہنچ اوس موقع پر پہونچا جبکہ ہجوم کا زمانہ عروج پر تھا
اور ہزارون پری جمال حسینون کا مجمع تھا - انہین اک ارجینی
خاتون بھی تھی جس کے اقبال کا ستارہ چمکنے کو تھا اور اک
بادشاہ اولوالعزم کی بیگم بننا مقدر مین تھا - غرض تیمور نے
قتل عام کا حکم نافذ کر دیا جسپر ہزارون بیگناہون کی گردنین
اوڑنے لگین اور ترکون کی خون آشام تلوارین اپنا کام بہت
سرعت کے ساتھ کرنے لگین جب اس خونریز کام سے
فراغت حاصل کر کے تیمور وہان سے لوٹا تو قیدیون مین
ارجینی مذکورہ بھی آئی - جب تیمور کے سامنے لائی گئی تو
اوسکی تجسسانہ نظرین سب سے پیشتر ارجینی پر پڑین
یہ لڑکی اٹھارہ برس کی تھی تیمور اسکی خوش وضع اور جوبنون
پر آئی ہوئی جوانی دیکھکر فریفتہ ہوگیا اور اوسکا اصلی وطن
اور حسب و نسب دریافت کیا -
اس پریوش نے بڑی بیباکی اور سختی کے لہجہ مین کہا
اے شاہ معظم مجھ بدنصیب کا نام ارجینی ہے میرا مہربان
باپ اور ایک بھائی دو چچا شجاعت کے جوہر دکھا کر اور
داد جوانمردی دیکر تیرے جنگجو لشکر کے ہاتھ سے مارے گئے
مجھ تیرہ بخت کا اصلی وطن شہر بنارس ہے اور مین معزز خاندان
اور بزرگ قوم برہمن سے ہون - علم سنسکرت مین اپنی
جاے ولادت یعنی بنارس مین حاصل کیا -
غرض ارجینی کی فصاحت و بلاغت اور حسن دلفریب نے
تیمور کو اوسکا گرویدہ کر دیا اور خوش قسمتی سے اوسکے سر پر
بیگم کا تاج رکھا گیا اور تیمور کے عقد سے سرفراز ہوئی - اور
عظمت النسا بیگم نام رکھا گیا - ہر چند کہ انکے بطن سے ۳
فرزند ہوئے لیکن انکی زمانہ کے ہوا موافق نہ آئی اور
باشارہ میران شاہ یکے بعد دیگرے مار ڈالے گئے -

آرام دل

یہ ایک انتہا درجہ کی خوبصورت نوجوان نوخیز کنیز تھی جو
قزاقون کے ذریعہ سے خانزمان کے ہاتھ پڑ گئی تھی خان زمان
شہنشاہ ہمایون کے دوران حکومت مین فوجی جنرل تھا
اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دربار مین امراء
کے ممتاز منصب سے معزز تھا - آرام دل بکمال خوبصورت
عورت تھی اسکا سینہ اوبھرا ہوا تھا پتلی کمر - آنکھین آہو کی
مثال تھین - گویا دست قدرت نے سچے موتی کوٹ کوٹ
کر بھر دیے تھے اعضا سڈول تھے رنگت نہایت صاف
اور لطیف تھی دہانہ بالکل چھوٹا تھا - غرض جو باتین ایک
انسان مین خوبصورتی اور دوسرون کو گرویدہ کرنیکے لیے
شایان ہین وہ سب اس مٹی کی پتلی مین موجود تھین -
خان زمان اس سے انتہائی محبت رکھتا تھا -
شاہم بیگ نامے ایک نوجوان شخص جو اپنی ملاحت
اور خوبصورتی کے لیے شہرت پذیر تھا پہلے ہمایون بادشاہ
کے منظور نظر ہو کر ہمایون کے زمرۂ خواصون مین داخل
ہوگیا لیکن ہمایون کو جب اسکی باطنی بدصورتی کی اطلاع
ہوئی تو فوراً اوسکے جلاوطن ہونیکا حکم نافذ فرمایا اسی
اثنا مین خان زمان کے دل پر شاہم بیگ کی دلپذیر صورت
کا کاری تیر لگا اور وہ اوسکا شیفتہ و فریفتہ ہوگیا - اور
تھوڑے عرصہ مین یہ راز طشت از بام ہوگیا - ملا پیر محمد
کے وساطت سے ارا کین سلطنت نے خانزمان خان کے راز
کو نفرت انگیز پیرایہ مین بیان کیا شاہ نے پر غضب ہو کر
خانزمان کے استقبال پر فوج کا ایک معقول دستہ
شاہ کی جانب سے معین ہوا اوسوقت خان زمان خان کو بجز
اسکے اور کچھ چارہ نہین ہوا - کہ شاہم بیگ کو اپنے گھر سے
نکال کر جلاوطن کردے -
شاہم بیگ خان زمان سے علیحدہ ہو کر عبدالرحمن کی حکومت
مین پہونچا جو اسکا پرانا دوست اور قدیمی شکر گذار تھا -

اوسنے باعزاز تمام اسے اپنے خلوتخانہ مین اوتارا۔ اور زیادہ عرصہ تک مہمان رکھتے اور اوسکے ساتھ ہم نوالہ وہم پیالہ ہونے سے کمال مسرور ہوا۔

جس زمانہ مین شاہم بیگ خانزمان کی صحبت مین تھا اوس زمانہ مین اسنے آرام دل کو دیکھ لیا تھا اور اوسکی دلفریب تصویر نے اوسکے دل سے وہی کام کیا تھا جیسے زہر آلود تیر کسی کے ملایم سینہ سے۔

شاہم بیگ نے اسکی صورت کو بغور دیکھا اسوقت اسنے بھی اپنی حسن کے کرشمون اور غمزہ ناز کی کمندون سے پورا کام لیا۔ یاقوتی لبون پر فوراً مسکراہٹ نمایان ہوگئی اور آنکھین جادو کے دلفریب خنجر چلانے لگین۔ الغرض دل آرام کی ان نازافرینیون نے شاہم بیگ پر وہ سحر کیا کہ اوسکا دل قابو سے باہر ہوگیا۔

محسن کش شاہم بیگ نے اپنے مربی اور ولی نعمت کے احسانات کی یہ تلافی کی کہ چند دن مین دل آرام سے میل پیدا کر لیا۔ اودر ادھر یہ بیوفا عورت بھی اسکی محبت مین گرفتار ہوکر باہم گر عیش و عشرت مین مصروف ہوئی۔ عشق و مشک کی بو ہرگز نہین چھپ سکتی۔ جب یہ راز خانخانان پر کھلا تو اوس نے اپنی بدنامی کا دھبہ مٹانے اور شاہم بیگ کی خاطر کیواسطے آرام دل کو اسکی نذر کردیا۔

غرض جس زمانہ مین یہ عبدالرحمن کا مہمان تھا آرام دل بھی اسکی ہمراہ تھی ایک دن شاہم بیگ کی محفل نشاط گرم تھی شراب کا دور چل رہا تھا اسوقت شاہم بیگ کے دلمین یکایک آرام دل کا خیال آیا جس نے اسکی اس عیش و نشاط کی محفل کو خاک مین ملا دیا۔ اس نے نہایت بدتمیزی سے عبدالرحمن سے آرام دل کو حاضر لانیکی التجا کی عبدالرحمن کی حمیت کے تقاضا نہ کیا کہ ایسے فعل کو اختیار کر کے اسکی تعمیل کرے۔ اوسنے صاف انکار کردیا۔

غرض شاہم بیگ کی محبت مین جو سوار ونکا دستہ خانخانان نے کردیا تھا اوسکو اشارہ کیا کہ عبدالرحمن کو گرفتار اور پابہ زنجیر کر کے زدوکوب کرو چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

عبدالرحمن کے باپ مونڈبیگ کو جب اس سراپا ذلت حادثہ کی خبر پہونچی تو وہ اوباشون کے معقول جمعیت سے شاہم بیگ کے سر پر آفت کیطرح نازل ہوا اور بڑی خونخواری کے ساتھ جانبین کے کثیر التعداد آدمی کام آئے اور شاہم بیگ کے جسم پر ایک جانستان تیر ایسا چھدا کہ وہ مدہوش ہوکر گھوڑے سے گرا اور گر کر دونون جہان سے اوٹھا۔

یہ لائف آرام دل کے متعلق ہین جسکا نتیجہ یہ خونریزیان ہوئین۔

آسایش بانو بیگم

یہ باعصمت خاتون شہزادہ محمد مراد بخش کی بیٹی حسن و جمال کے علاوہ نہایت متین و سنجیدہ اور بیدار مغز تھی۔ چھوٹی سے عمر مین اسکے لیے ایک معلمہ رکھی گئی جو علاوہ فارسی کے عربی مین بھی اعلیٰ درجہ تک تھی اوسنے آسایش بانو بیگم کو ایک مستعد تعلیم یافتہ خاتون بنا دیا۔ فارسی کے سوا اسکی زبان اچھی لوتی تھی۔ پورا کلام مجید حفظ تھا اور بہت سا وقت اسی کے دور مین صرف کرلی تھی اسکی تمام ہمنشین اور خواص و کنیزکین بھی قرآن خانی جاننے مین مصروف رہتین اور ایسی عورتون کو اسکے حضور مین دخل و بار تھا۔ یہ علاوہ باعصمت و عفت ہونے کے نہایت سخی فیاض تھی۔ ناموز شہزادیان اور بیگمات جو بطور نظربندی محل مین داخل تھین وہ بھی مسلح رہتی تھین اور اونکے لیے آزادی تھی اور چونکہ یہ میدان جنگ مین مردون کے پہلو بہ پہلو داد شجاعت دیتی۔ اسلیے اوسکو اطمینان تھا کہ مین انکی پوری حفاظت کرسکونگی۔ یہ اکثر باغون اور رمنون کے سیر مین گھوڑے پر سوار ہوکر سیر کرتی اسنے اپنی کنیزون کا اک باڈی گارڈ بنایا تھا اور انکے لیے زرین وردیان طیار کرادی تھین یہ گارڈ ہر وقت اسکے جلو مین رہتا تھا۔ اسکی تمدنی اور معاشرتی حالت نہایت عمدہ اور نتیجہ خیز تھی البتہ یہ کسیقدر تندخو تھی لیکن اس بدمزاجی پر بھی وہ کسی کی نگاہ مین دشمن نہ تھی والدین اور بیگمات محل اوسکو جان و دل سے چاہتے تھے۔

خواجہ محمد صالح ولد خواجہ طاہر نقشبندی کے ساتھ اسکا عقد ہوا۔ جو جہیز عالمگیر نے آسایش بانو کو دیا تھا اس سے زیادہ اپنی بیٹیون کو نہین دیا تھا۔

اس نے عقد مین آتے ہی اپنے شوہر کو ایسا مطیع و فرمانبردار بنالیا کہ وہ بلا مشورہ اور رائے کے بطور خود کوئی کام نہ کرتا تھا اور ہر امر مین اسکی دلجوئی اور آسایش مدنظر رکھتا تھا۔ اور یہ اوسکی اعلیٰ درجہ کے علم اور پرمغزی و روشن دماغی کا نتیجہ تھا لیکن صد حیف موت کے تند جھونکے نے اس نوخیز ثمر کو جو

ابھی پوری طرح سے پختہ ہوا تھا نخل حیات نے گرادیا شادی سے صرف چھ سال زندہ رہکر عین شباب مین ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۰۹ھ مین انتقال کیا۔

آغا بیگی

یہ ذہین اور عالی دماغ لڑکی میران شاہ کی بیٹی اور شہنشاہ تیمور کی پوتی تھی۔ اسکا طرز عمل شریفانہ اور عادات وخصائل اخلاق اور تہذیب پر مبنی تھے۔ یہ بیگم جیسے فطرتاً شوخ بیباک تھی ویسے ہی قدرت نے اسے سنجیدگی اور متانت کا حصہ بھی عطا فرمایا تھا۔ یہ اکثر لب بند اور ساکت رہتی تھی ممکن نہ تھا کہ آغا بیگی کے آگے بغیر دریافت کیئے کوئی بات کر سکے۔

جو کچھ اسے امیر سے مشاہرہ ملتا وہ تمام غربا کو تقسیم کرتی اور اپنی فیاضی وسخاوت کیوجہ سے ہر دلعزیز تھی۔ اس مہذب اور سنجیدہ خاتون کی شادی سعد وقاص سے ہوئی جو خاندان تیموریہ اور شرفاء یگانہ مین اہل وقار اور سب سے زیادہ ممتاز اور عالم و فاضل فصیح وبلیغ وفیاض وسخاوت شعار تھا۔

جب آغا بیگی نے اُنیس برس کی عمر مین قدم رکھا تو مختلف شہزادون کی جانب سے نسبت کی صدہا درخواستین آئین مگر اس نے منظور نہ کیا۔ سعد کی حسن لیاقت کیوجہ سے آغا بیگی کی شادی سعد سے کردی گئی۔

شادی کے کچھ دن بعد اسکا مہربان باپ میرزا میران شاہ سلطنت کو چھوڑ کر عین شباب مین طعمہ اجل ہوا۔

سنہ ۸۱۱ھ مین جبکہ قرا یوسف ترکمان سلطانی سرحدات پر یورش کی تو امیر بسطام نامی جو شاہرخ ابن تیمور کی جانب سے قلعہ کا حکمران تھا قلعہ خالی کرکے فرار ہوگیا۔ اور سعد وقاص کے بغداد مین چلا گیا۔ سعد نے مشتبہ سمجھا فوراً اسے قید کرلیا جب شاہرخ کو خبر ہوئی اسکے جسم مین آتش غضب مشتعل ہوگئی سعد کو ایک فرمان بایں مضمون روانہ کیا کہ بسطام کو قید سے آزاد کردیا جائے اور اس سرکشی اور بغاوت انگیزی کی آتش کو یہین تک رکھا جائے اگر تم نے اسکے بھڑکانے مین کوشش کی تو پھر جو بدترین نتیجہ ایک سرکش باغی کا ہونا چاہیئے وہی تمہارا ہی۔ سعد نے اس فرمان کی پروانہ کی اور اسکے خوف سے بسطام کو اپنے ہمراہ لیکر تبریز چلا گیا۔ قرا یوسف نے جب عراق عجم پر یورش کی تو بسطام کو قید سے آزاد کیا اور ایک جرار فوج کے بسطام کے بھتیجے کو قم کی سمت روانہ کیا کہ وہ آغا بیگی کو قید مین لے آئے۔

آغا بیگی چونکہ نہایت بیدار مغز اور ہوشیار عورت تھی اور ہر بات مین نہایت احتیاط سے کام لیتی تھی اخی فرخ کے یہان بھیجنے اور قرا یوسف کی پیام دینے سے فوراً سمجھ گئی کہ کچھ دال مین کالا ہے آغا بیگی نے قرا یوسف کے کچھ گذشتہ ماجرا کو ذہن نشین کرکے اپنے خدام اور لونڈیون کو مسلح ہونے کا حکم دیدیا اور خود بھی اسلحہ زیب تن کرکے امادہ جنگ ہوگئی۔

آغا بیگی چونکہ اپنے باپ کے ساتھ اکثر معرکون مین شریک ہوچکی تھی اور جنگ کے فراز ونشیب سے تجربہ اوٹھا چکی تھی اور اپنے مستقل ارادے اور اپنی فراخ حوصلگی سے اس مہم مین وہ کارنمایان کیئے اور جوانمردی ومستعدی کے جوہر دکھائے کہ اخی فراخ اسکے مقابلہ سے میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

آغا بیگی نے بڑی پھرتی سے تمام ترا کمہ فوج کو قید کرلیا اور سب کے سر اپنی خونریز تلوار سے کاٹ کر میرزا شاہرخ کے حضور مین روانہ کردیے۔

میرزا شاہرخ نے آغا بیگی کی اس شجاعانہ حملہ کی بہت تعریف کی اور ایک خوشنودی کا فرمان جسمین آغا بیگی کی نسبت سے تعریفی جملہ لکھے گئے تھے روانہ کیا جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ اگر آغا بیگی جیسی اور بھی عورتین شجاع اور بہادر ہوتین تو ضرور عورتین مردون پر فوق رکھتین۔

ارزم بالو

یہ ذکی الطبع لڑکی سیادت خان صفوی کی اکلوتی بیٹی تھی جو شاہجہان کے حضور مین نہایت محترم اور باوقار شخص تھا۔ درباری لوگ عموماً اسکی عظمت کرتے تھے اور یہ ہمیشہ اپنی فیاضانہ حوصلہ مندی بلند نظری سے سبکو خوش رکھتا تھا۔ ارزم بالو چونکہ اپنے ماں باپ کے اکلوتی اور چہیتی لڑکی تھی اسلیئے عموماً سیادت خان کے متعلقین اس سے بیحد الفت کیا کرتے تھے۔

یہ عقیلہ خاتون علاوہ حسن وجمال اور شرافت ونجابت کے علمی دستگاہ بھی رکھتی تھی اسکی خداداد ذہانت کا عام طور پر شہرہ تھا۔ سیادت خان نے ایک ضعیفہ معلمہ کو اسکی تعلیم وتکلم کے لیئے

مقرر کیا تھا۔

اسنے اپنی ذکاوت کے باعث تھوڑے زمانہ مین تعلیم سے فارغ ہوکر سپاہیانہ فنون حاصل کیئے۔ گھوڑے پر چڑھنا۔ تیر اندازی مین اسنے اعلیٰ درجہ کی مشق بہم پہونچائی۔

جب عالمگیر کا دارا شکوہ سے مقابلہ ہوا آرزم بانو دارا شکوہ کی فوج مین اپنے باپ سیادت خان کیساتھ موجود تھی اور اوسکے پہلو بہ پہلو نہایت بہادری اور آزادی سے عالمگیری فوج پر برابر تیر دشمنکا مینہ برسا کر داد شجاعت دے رہی تھی۔ عالمگیر اس شجاعت پناہ اور قابل خاتون کی نسبت مختلف لوگون سے تعریفی الفاظ سنا کرتا تھا اور اوسکی ذاتی قابلیت اور فطری لیاقت کا شہرہ سن سنکر مسرور ہوتا تھا اسی اثنا مین اولی العزم بادشاہ نے اپنے سبسے چھوٹے شاہزادہ محمد کام بخش کی نسبت آرزم بانو کے ورثا کے پاس بھیجی جسے اونھون نے بخوشی منظور کر لیا۔

۱۰۹۴ھ ربیع الاول کی ۱۵۔ تاریخ یکشنبہ کا دن اس مبارک تقریب کے لیئے انتخاب کیا گیا۔ اُسدن کا لطف انگیز سما قابل دید تھا۔ درختون پر بے شمار زربفت کے تھان لپیٹ دیئے گئے تھے صدہا۔ خوبصورت اور نازک اندام لڑکے زرق برق کی زرتار وردیون سے آراستہ قدم قدم پر باقاعدہ کھڑے ہوئے تھے جنکے نزاکت آمیز ہاتھون مین عطر مین بھگوئے ہوئے گلدستے دلفریب گلون مین پھولون کے روپہلی سنہلی گچھے عجیب وغریب بہار دے رہے تھے۔ غرض شاہزادہ محمد کام بخش۔ بایں شان تزک مسجد تک آیا۔ قاضی شیخ الاسلام نے مسجد شاہی مین شاہزادہ کا نکاح آرزم بانو سے کردیا۔

ایک پہر رات گذرے عالمگیر نے اپنے دست مبارک سے خوش نصیب فرزند کے سر پر بیش قیمت گوہر کا سہرہ باندھا اور تمام محلون کی بیگمات کو حکم فرمایا کہ غسلخانہ کے دروازہ سے نواب زیب النساء کی محل تک شاہزادہ کی بارگاہ مین دوطرفہ پاپیادہ جائین اور شاہزادہ عالیجاہ کو پہونچا کر واپس آئین

آرزم بانو کو شادی کے بعد باغون کی سیر جا بانہ گشت معرکون کی شرکت سے قطعی روکدیا گیا اور اُسنے اس پابندی کو ایک فرمانبردار عورت کیطرح انگیز ا۔ اور اپنے شوہر کی اطاعت مین ثابت قدم رہی۔ اور اپنی مدت العمر اوسے خوش رکھا۔

آرام جان بیگم

یہ باعصمت اور شریف بی بی نورالدین جہانگیر بادشاہ کی پانچوین بیگم ہے۔ سوائے حسن وجمال ظاہری عقل ودانش او عیش و نشاط کا کافی سرمایہ رکھتی تھی۔ ہرچند کہ جہانگیر کی اور بیگمات بھی خوش سلیقہ اور جودت طبع مین طاق تھین لیکن اسکی ذکاوت اور رسائی فکر تک نہین پہونچتی تھین۔

آرام جان نے فارسی مین سبسے زیادہ اشعار اور قصاید کہے لیکن افسوس کہ وہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر ملک کے سامنے نہین آئے جو اشعار زبانی سنے سنائے لوگون کے یاد رہے وہی اوسکی یادگار سمجھنی چاہیئے۔

ہم اس باعصمت روشن دماغ خاتون کی شاعری اور حاضر جوابی کا نمونہ ذیل کے ایک مختصر فسانہ سے ناظرین کو دکھانا چاہتے ہین۔ جس سے اسکی طبیعت اور ساتھ ہی عقل کا بھی بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔

ایکدفعہ جہانگیر ایک شہزادہ سے شطرنج کھیل رہا تھا اور باہم یہ بازی مقرر ہوئی کہ جو شخص مات کھاجائے وہ شرط مین اپنی خاتون ہارجائے اتفاق سے شہزادہ کی بازی چڑھی ہوئی تھی اور جہانگیر کی بازی کمزور ہوگئی تھی۔

جہانگیر کو جب کوئی چال زور دار چلتی نہ بن پڑی اور مات کی ڈراونی تصویر سامنے آگئی۔ نقشہ کو اسیطرح چھوڑ کر کھڑا ہوگیا اور محل مین داخل ہوکر سبسے پہلے **نورجہان بیگم** کے پاس آیا جو نہایت ہی ذکی الطبع عورت تھی اور اپنے شرط کی ایک بیگم کا دیدینا بیان کیا۔ نورجہان یہ وحشت انگیز تقریر سنکر سن ہوگئی اور عرض کیا۔

تو بادشاہ جہانی جہان زدست مدہ
کہ بادشاہ جہان را جہان بکار آید

جہانگیر یہان سے مایوس ہوکر **حیات النسا بیگم** کی خلوت مین پہونچا اور اوسی واقعہ کو دوہرایا۔ بیگم نقشہ شطرنج کے متعلق سکوت کرکے یہ شعر پڑھدیا۔

جہان خوش است ولیکن حیات می باید
اگر حیات نباشد جہان چہ کار آید

جہانگیر کے دلمین ان دونون بیگمون کے جواب ایک عجیب

تغیر اور انقلاب پیدا کر دیا اور وہ اپنے تیسری بیگم کے پاس جسکا تخلص فنا تھا آیا اور وہی شطرنج اور اور اوسکی شرط کا ذکر درمیان لایا ۔

لیکن اس تیسری بیگم نے اول الذکر بیگمات سے نہایت معقول شعر جوابا کہا ۔ بیت

جہان و حیات وہمہ بیوفا است
فنا را نگہدار کا خر فنا است

جہانگیر نے اپنی چوتھی بیگم کو جسکا ہم تذکرہ کر رہے ہین طلب کیا اس عاقلہ اور ذہین بیگم نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور آپ وہ نقشہ شطرنج میرے سامنے کھینچین جسمین شکست کیصورت ہے ممکن ہے کہ اس خادمہ کے خیال مین کوئی چال آجائے ۔ جہانگیر نے وہی نقشہ آرام جان کے روبرو جما دیا اس ہوشیار اور طبع بیگم کسیقدر غور و فکر کے بعد عرض کیا

شاہا دو رخ بدہ و دلارام را مدہ
پیل و پیادہ پیش کن و اسپ کشت مات

جہانگیر اس شعر کو سنکر پھڑک گیا اور بے اختیارانہ مسرت سے اسکا چہرہ چمکنے لگا ۔ اور آرام جان کی روشن دماغی پر عش عش کرتا ہوا اپنی کامیابی سے خوش ہوکر شاہزادہ سے اوس چال پر بازی جیت لی ۔ اس خطا سے آرام جان کی ذہانت اور طباعی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے ۔

ارجمند بانو یا ممتاز محل

یہ معزز شاہزادی شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ کی پہلی بیگم ہے جسکے دل اور حسن اور خداداد عقل کا شہرہ دور دور پہنچا ہوا تھا ۔ اس بیگم نے نہ صرف اپنے حسن ظاہری سے شاہجہان جیسے نامور اور اولوالعزم بادشاہ کا دل اپنی طرف کھینچ لیا تھا ۔ بلکہ اپنی فطرتی قابلیت اور اپنی عالی دماغی اور اخلاق سے فریفتہ اور گرویدہ بنا لیا تھا ۔ گو شاہجہان کی دوسری بیگم عزیز النسا بھی بڑی لایق و قابلہ تھی ۔ اور حسن و خوبی مین بیمثل تھی لیکن جو بات قدرت نے اس بیگم کی فطرت مین رکھدی تھی وہ کچھ اور ہی دلچسپی لیے ہوے تھی ۔ یہی وجہ تھی کہ بادشاہ اس سے کمال درجہ محبت رکھتا تھا ۔

ارجمند بانو کے عام حالات زندگی پر سرسری نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت ہی مخیر اور فیاض عورت تھی ۔ اور اور اوسے دوسری شہنشاہ بیگمون اور نامور شاہزادیون کیطرح جو آرایش و زینت پر دلدادہ ہین بظاہر دنیا کے مال و دولت اور تجمل و ثروت کے حاصل کرنیکی طمع نہ تھی وہ ایک نہایت دانشمندی اور ہر قسم کے اعلی درجہ کے شاہی اوصاف اور حکیمانہ قابلیتون کا مجموعہ تھی ۔

جب شاہجہان تخت نشین ہوا تو ارجمند بانو کو علاوہ بیش قیمت جڑاؤ زیور اور طلائی ساز و سامان کے دو لاکھ اشرفیان نقد عطا فرمائین ۔ اس سر چشم بیگم نے اپنی فیاضانہ ہمت سے اوسی وقت تمام اشرفیان اور سامان بادشاہ پر نچھاور کر کے فقرا اور محتاجون کو دیدیا ۔ دوسرے سال جلوس کے موقع پر پچاس لاکھ روپیہ سرکاری خزانہ سے اوسکو عطا فرمایا اس دریادل نے اوسی جلسہ مین اس روپیہ کو بھی خرچ کر دیا اور اپنی ضروریات کے لیے ایک حبہ نہ رکھا ۔

گو شاہجہان اپنی اس پیاری بیگم کو سولہ[۱۶] لاکھ روپیہ سالانہ دیا کرتا تھا اور کل خرچ شاہی اخراجات سے اوٹھتا تھا لیکن جب اس عالی حوصلہ نے انتقال کیا تو اسکے خزانہ مین کچھ باقی نہ تھا ۔ کیونکہ اس نے اپنے زمانہ حیات مین کل صرف کر دیا تھا ۔

ایکدفعہ ارجمند بانو اپنے محل مین اک دیوان کا مطالعہ کر رہی تھی ایک نہایت ہی نتیجہ خیز شعر اسکے زیر نظر تھا جسکا جوشیلا مضمون اسکے دماغ مین بجلی کیطرح کوند رہا تھا انجام کار اوسمین ایک فوری جوش پیدا ہوا اور وہ از خود رفتہ ہوکر اوس شعر کو بلند آواز سے پڑھنے لگی ۔ اس بیخودی کے عالم مین شاہجہان بھی بغیر مطلع کیے محل مین چلا آیا اور اوسنے خلاف معمولی یہ حالت دیکھکر تعجب کیا جب ارجمند بانو کی از خود رفتگی کم ہوئی اور اوسنے شاہجہان کو سامنے کھڑا دیکھا فوراً چونک پڑی اور یکایک سر سے پاؤن تک تھر تھر کانپنے لگی ۔ اور فوراً مودب کھڑی ہوگئی اور آداب شاہی کی پابند ہوکر عرض کیا کہ مین مجھے مطالعہ کتاب نے ایسا بیخود کر دیا کہ حضور کے تشریف آوری کی خبر تک نہوئی ۔ بیگم کی یہ دلفریب تقریر سنکر بادشاہ نے نہایت تسلی آمیز لہجہ مین

کہا بیگم تم مجھے معذور رکھنا مین تمہارے بیش قیمت وقت مین بے قاعدہ مخل انداز ہوا۔ چونکہ کئی روز سے تمہین دیکھا نہ تھا اسلیے اسوقت تمہارے اشتیاق ملاقات نے ایسا دیوانہ بنایا کہ بغیر اطلاع چلا آیا یہ کہکر بادشاہ نے سفید موتیون کا کنٹھا ارجمند بانو کے گلے مین ڈالدیا اور متبسم ریز ہوکر کہا مین تمہارے اس جوش کے مبارکباد دیتا ہون۔

یہ بیگم خانہ داری کے امور مین بہت قابل تھی۔ بڑے بڑے قابل امرا سے خط وکتابت رکھتی اور آزادانہ طریقہ سے ہر بات پر عالمانہ بحث کیا کرتی تھی۔ بعض مورخین نے اسکی روشن لالٹ پر اپنی غلط بیانی کے سیاہ برقع سے بدنما بنایا ہی لیکن افسوس ہے کہ انھون نے مورخانہ فرائض کو بالکل ادا نہین کیا اور اندھا دُھند ایک نے دوسرے نے نقل کرکے شہرت دیدی۔

در اصل ارجمند بانو کی سوانح عمری پر جہانتک نظر ڈالی جاتی ہو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت صحیح حوصلہ مند عالی دماغ بلند خیال پرلے درجہ کی فیاض اور انتہا سے زیادہ تیز عقل عصمت مآب۔ خوش نصیب خاتون تھی۔ اوسکی ہان شاہجہان سے چودہ اولادین ہوئین سات تو کمسنی کے زمانہ مین داخل جنت ہوئین سات باقی رہین جو ارجمند بانو کے سامنے زندہ رہین اسمین چار نامور شہزادے اور تین شہزادیان تھین جسکے نام مفصلہ ذیل ہین

دارا شکوہ ۔ شاہ شجاع ۔ میرزا مراد۔ اورنگ زیب عالمگیر انجمن آرا ۔ گیتی آرا ۔ جہان آرا ۔ یہ کل اولادین ممتاز محل کی اکیس سال کی خانہ داری کا پھل ہین ۔ اس عفت پناہ بیگم نے سنہ ۱۰۴۰ھ مین سترھوین ذیقعد کو رحلت فرمائی۔

مرتے وقت اوسنے شاہجہان سے مخاطب ہوکر ایک نہایت غم آلود لہجہ مین کہا خدا کا شکر ہے کہ حسن عادت اور طبیعت پر مین پیدا کیگئی تھی اوسی مین اپنی عمر نہایت وضعداری سے بسر کی اب میرے دلمین کوئی حسرت باقی نہین۔ جب لوگ ذرا دولتمند ہوجاتے ہین تو اونکے ولولے اور حوصلے نئی نئی تمناؤن اور مسلسل آرزوؤن کا شوق دلانے لگتے ہین سگر افسوس اسوقت یہ ہرگز معلوم نہین ہوسکتا کہ ان بے تعداد شوقون کا نتیجہ کیا نکلے گا دنیا کے کشادہ منظر اور زمین کی فراخ سطح پر لاکھون ایسی خوشنما اور عظیم الشان عمارتین نظر پڑینگے جنکی ایک ایک افتادہ اور گلی اسنام خشت کے نیچے آرہا شوق حسرتون کے گلے مل مل کر ہمیشہ رویا کرتے ہین۔ کیا ان عالیشان عمارتون کے بانیون کو معلوم تھا کہ ہماری آرزوئین یون تہ خاک ہونگی ہرگز نہین۔ اس نتیجہ خیز گفتگو کے سلسلہ کو جسمین دنیا کی خواہشات سے ممتاز محل نے اپنی حیات سے آخر تک قطعی تنفر ظاہر کیا دوبارہ ختم کیا اور کامل دس پہر کے درد زہ نے اوس محترم بیگم کو لڑکی پیدا ہونیکے بعد موت نے اپنی ظالم آغوش مین کھینچ کر شاہجہان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا کرلیا۔

شاہجہان کی بقیہ زندگی مین کوئی ایسا موقع کم گذرا ہوگا جسمین ممتاز محل کی یاد اسے نہ ستاتی تھی۔ جب اوسکی خوبصورت اور دلفریب تصویر کا بادشاہ کے مراۃ خیال مین عکس پڑتا شاہجہان زار قطار رونے لگتا اور ایک نہایت ہی عالم سوز اور پُر درد آہ کھینچکر اس زمزمہ سے زبان کو آشنا کرتا۔

جب ممتاز محل نے رحلت کی تو اوسکی خزانہ سے سخاوت کی بدولت صرف ایک کرور روپیہ نکلا۔ اس مرحومہ کی بیٹیان اسکی رحلت سے قبل وفات پاگئی تھین اور اب چار شہزادے اور اب چار شہزادے اور ایک شہزادی بیگم نام بقید حیات تھے۔

شاہجہان نے حسب وصیت ممتاز محل اسکے تمام خانگی سامان اور ایک کرور روپیہ کے دو حصہ کیے ایک حصہ تو بادشاہ بیگم کے تفویض کیا جو سب سے بڑی شہزادی جہان آرا بیگم تھی اور دوسرا حصہ چارون شہزادون پر بحصہ مساوی تقسیم کردیا۔

شاہجہان نے اوس بیگم کے مزار پر ایک نہایت عظیم الشان اور بہترین عمارت اسکی یادگار مین طیار کرائی جسکا نام روضہ تاج محل یا تاج بی بی کا روضہ مشہور ہے۔ یہ حیرت انگیز تعمیر پورے بارہ سال مین پچاس لاکھ روپیہ کی لاگت سے طیار ہوئی تھی۔ بادشاہ نے اسکے مصارف اور خرچ کے لیے چند مواضع اطراف کی اور تمام دوکانین مقرر کردی تھین جسکی سالانہ آمدنی دو لاکھ روپیہ سے زیادہ تھی۔ اس شان وشوکت کی عمارت تمام دنیا کے وسیع سطح پر نہین دور دور سے اسکی دیدار کے لیے شائقین آتے ہین اور بھی دلکش عمارت کا سمان اپنے دلمین لیجاتے ہین غرض یہ وہ عمارت ہی جس سے ممتاز محل کا نام آجتک زندہ ہی۔

امۃ الحبیب

یہ شریف خاتون محمد معظم شاہ عالم بہادر غازی بادشاہ ابن عالمگیر کی عزیز اور چاہتی بیگم ہے۔ اس رشک پری اور حسینہ خاتون کی

ولیکن صورت اور داہد قریب حسن کا شہرہ اور اسکی سپاہ گری کا
جہان مین غلغلہ تھا۔

گو شاہ عالم کی دوسری بیگم مہرپرور حسن وجمال مین اور عقل و
دانش مین امۃ الحبیب سے کم نہ تھی مگر جوہر قدرت کے فیاض ہاتھون
نے امۃ الحبیب کی فطرت مین کوٹ کوٹ کر بھردیے تھے اسمین مہرپرور کبھی
اسکی مشارکت نہین کرسکتی تھی یہ مانا کہ مہرپرور حسین تھی فیاض تھی پر مغز اور
ہوشیار تھی حوصلہ مند اور بلند ہمت تھی اور باعتبار اپنی خداداد قابلیت
اور فصیح البیانی و شائستگی کے بےمثل تھی۔ مگر جو چیز شاہ عالم کی
روح تھی یعنی دلاوری اور بہادری وہ اسمین بالکل نہ تھی۔

امۃ الحبیب یا حمیدہ بانو بیگم محل شاہ امیر تیمور اور امۃ الحبیب
محل شاہ عالم جسکا تذکرہ زیر قلم ہے علاوہ ہم اسم ہونے کے اکثر صفات
و اخلاق مین ایک دوسرے کے قدم بقدم تھین دونون کا طرز
معاشرت۔ تمدن۔ اور علمی قوت یکسان تھی جیسے حمیدہ بانو بیگم
ایک پاکباز و باعصمت خاتون تھی ویسی ہی یہ بیگم بھی پاکدامن
اور عفیفہ تھی۔ جیسے اُسنے اپنی جوانمردی اور لاثانی بہادری سے
تیمور سے غضبناک بادشاہ کو اپنا شیفتہ بنالیا تھا اور اپنی بیباکی
اور جانبازی سے چند کروڑ ہی مہین اپنی سرکردگی مین سر کی تھین
اسیطرح اس جانباز اور شجاع بیگم نے اپنے شوہر کی ترقی مین
چند مہلک لڑائیون مین جان لڑادی تھی اسیطرح یہ خاتون
مردانہ وار مسلح ہوکر مخالف کے خونخوار لشکر پر زبردستی سے حملہ آور
ہوتی۔ اسیطرح جیسے حمیدہ بانو کا علمی فیاضی مین تمام محلسرا کی
بیگمات سے رتبہ بڑھا ہوا تھا اور اوسکا علمی مذاق بلند تر تھا۔
ایسی ہی اس ممتاز و مفخر خاتون کا علمی ترقی عروج پر تھی جسطرح
حمیدہ بانو نفاست پسندی اور بلند حوصلگی اور رون سے مستثنیٰ
تھی اسیطرح امۃ الحبیب ان باتون مین شاہی بیگمات سے
زیادہ ممتاز تھی ہم اک چھوٹا سا واقعہ تمثیلاً پیش کرتے ہین
جس سے امۃ الحبیب کے سپاہیانہ قوت اور دلیری کا بھی حمیدہ
بانو سے مقابلہ ہوجائے۔

آگرہ سے سات آٹھ کوس کے فاصلہ پر ایک نہایت وسیع
اور فراخ جنگل جاجو نامی ہے اس مقام مین گیارہ سو انیس
مین محمد اعظم شاہ اور شاہ عالم بہادر کے دو خونخوار لشکرون کا بڑی
خونریزی اور سفاکی کیساتھ مقابلہ ہو۔

محمد اعظم شاہ اور شاہ عالم بہادر دونون سوتیلے بھائی تھے
عالمگیر نے اپنی حیات مین اپنی تمام اولاد اور مذکور العہد شہزادون
کو مختلف ممالک مساوات تقسیم کردیئے تھے۔

محمد اعظم نے ایک بڑی جمعیت کیساتھ دکن سے حرکت کی اور
شاہ عالم بہادر کی سلطنت کے روشن چراغ کو اپنی فوجی ہوا سے
بجھانے کے فکر مین یلغار کرتا ہوا گوالیار کے متصل آپہونچا۔
اسکے ہمراہ علاوہ پیادون کے پچاس ہزار سوار جرار کا لشکر تھا۔
شاہ عالم کو جب یہ خبر پہونچی تو اوسنے امۃ الحبیب کے مشورہ سے
از راہ انسانیت ایک خط بیگم ہی کے ہاتھ سے لکھوایا جس سے
اس خاتون کی ذہانت اور طباعی کا کافی ثبوت ملتا ہے۔

عزیز من سلمہ

تمہین معلوم ہے کہ حضرت جنت آشیان سلطان المعظم مرحوم
نے خاص اپنے قلم مبارک سے ایک وصیت نامہ مرتب فرمایا تھا۔
جسکی منشا کے مطابق سبکو برابر برابر ملک تقسیم کردیئے گئے جسمین
انجام کو مخالفت اور خونریزی عمل مین نہ آئے مگر تمہارا حریص
نفس ان زرخیز صوبون پر قانع نہوا اور طمع نے تمہاری یہانتک
نوبت پہونچائی کہ اپنے ایک نہایت قدیم خیرخواہ بھائی کے خون
مین ہاتھ تر کرتے اور اوسکے ساتھ ہزار ہا بندگان خدا کی جانین
تلف کرنے کو بہادری سمجھنے لگے گو تمہارے یہ خیالات شاید وہ
نتیجہ نہ پیدا کرسکین جیسے تم نے اپنے زعم مین خیال کر رکھا ہے۔
تاہم اگر تم چاہتے ہو تو مین ایک دو صوبے اور اپنی طرف
سے تمہاری نذر کرسکتا ہون۔ کیونکہ مین اس بات کو پسند نہین
کرتا کہ میری تمہاری اس ذلیل اور حقیر نزاع مین ہزار ہا مسلمانون
کی خونریزی کیجائے اور ایک کثیر التعداد خدا کی مخلوق بہادران
لشکر کی خونریز شمشیرون سے صفحۂ دنیا سے حرف غلط کیطرح
مٹادیا جائے۔ پس ایک بڑے شہر کی آمدنی ایک بیگناہ مسلمان
کے خونریزی کے قصاص مین دیدیجائے تو بھی اوسکے خون کا
معاوضہ نہین ہوسکتا۔ پس ہمین آپسمین چاہیئے کہ والد ماجد کی
تحریری وصیت پر بدل وجان عمل کرین اور عطیۂ ایزدی
پر شکر کیساتھ راضی ہوجائین۔ اور اگر تمہاری طمع و بے انصافی
تمہین اسی پر مجبور کرتی ہے اور تمہاری رگون مین مردانگی کا خون
دوڑ رہا ہے تو اس سے بہتر اور کوئی بات نہین کہ مین اور تم
بنفس واحد کسی محل کے میدان مین مقابلہ کرکے تقدیر آزمائی
کرلین۔ تلوار و تقدیر اور بہادری دونون کا فیصلہ بغیر ہزار ہا۔

بندگان خدا کی جان جائے بہت آسانی سے فیصلہ کردیگی۔ مین
محبت تمام کرچکا اور تمہارے جواب آنے تک منتظر رہونگا۔
راقم۔ محمد معظم شاہ عالم بہادر ابن شہنشاہ عالمگیر خلد آشیان۔
جب اعظم شاہ کے پاس بڑے بھائی کا نامہ و پیام پہنچا وہ سخت برہم
ہوکر کہنے لگا کہ شاید اوس باختہ حواس نے گلستان بھی نہین پڑھی
کہ اوسکی کوتاہ نظر فلاسفر سعدی کے اس فقرہ پر بھی نہین پڑی کہ
"دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند وہ درویش در گلیمے بخسپند"
شاہ عالم بہادر ابھی اپنے خط کے جواب کا منتظر تھا کہ جاسوسون نے
خبر دی کہ محمد اعظم شاہ کی فوج سرعت کیساتھ آگے بڑھی اوسکا
قصد ہے کہ دریائے چنبل فتح کرکے اوسے اپنے تصرف مین لے آئے
اس وحشتناک خبر کے استماع سے شاہ عالم پریشان ہوکر امتہ الحبیب
کے پاس گیا اور اوس نے اپنے پرایوٹ کمرہ مین لیجاکر من وعن
حالات بیان کیے۔

امتہ الحبیب نے دست بستہ عرض کیا آپ مشوش ہون اور
صرف اس امر کی تدبیر کرین کہ مخالف دریائے چنبل عبور نہ کرسکے۔
جبتک غنیم دریا کے عبور کرنے کی تدابیر مین مصروف رہیگی۔
آپ اس عرصہ مین جنگ کا فراز و نشیب خوب دیکھ بھال لین گے۔
شاہ عالم امتہ الحبیب کے اس عاقلانہ تقریر سے بہت خوش ہوا۔
اور خان زاد خان اور صف شکن خان کو بلایا جو توپخانہ کے دو بڑے
شجاع اور خونخوار داروغہ تھے فرمایا اپنے ہمراہ چند فوجی بہادر اور
تیز اخان جو اول کو ساتھ لیکر دریا کے پل پر قبضہ رکھو اور کسیطرح
دشمن کی فوج کو عبور کرنے نہ دو اسی اثنا مین جاسوسون کے
ذریعہ خبر ملی کہ اعظم شاہ کا قصد ہے کہ سموگڈھ کی گذرگاہ سے نکلکر
اکبرآباد کو پس پشت چھوڑ کر سامنے سے یورش کرے۔ شاہ عالم
بہادر نے حکم فرمایا کہ فوج کا ایک معقول دستہ براہ جاسوسی
ناکے پر نہایت ہوشیاری کے ساتھ کھڑا رہے اور رستم دل خان
کو حکم ہوا کہ اپنی ہمراہی مین چند افسر اور کثیر التعداد توپخانہ کے
سوارون کو لیکر گردآوری مین مصروف رہے اور دشمن کے
لشکر کی نقل وحرکت و سکون سے پے در پے اور متواتر خبر مین
پہونچاتا رہے۔

شاہ عالم بہادر نے اپنی باقیماندہ فوج کو دو حصون پر تقسیم کیا
ایک دستہ فوج امتہ الحبیب کے زیر کمان کیا اور دوسرا حصہ
شہزادہ محمد عظیم کی سرکردگی مین مقرر کیا۔ اور خان زمان کی نسبت
حکم صادر ہوا کہ فوج بندی مین مصروف رہے تاکہ جسوقت امتہ الحبیب
یا شہزادہ محمد عظیم کو فوجی مدد کی ضرورت پڑے فوراً مدد دی جائے
شاہزادہ محمد عظیم کی بابت حکم صادر ہوا کہ اپنی والدہ امتہ الحبیب
کی رائے سے ہر مو تجاوز نہ کرے۔ باقی تین شہزادون کو
چھوٹے چھوٹے فوجی دستون کی کمان دیکر اونکے ماتحت پختہ
کار اور جنگ آزمودہ افسرون کو متعین کیا۔

امتہ الحبیب تقریباً بیس ہزار فوج لیکر آہستہ آہستہ آگے
بڑھی امتہ الحبیب کو معلوم نہ تھا کہ اس جنگ کا نتیجہ کیا ہوگا لیکن
اسے اس بات کا یقین کامل تھا کہ اگر اس معرکہ مین فتح ہوگئی
تو میری عظمت وشان شاہ کے دلمین ایک سے دہ چند ہوجائیگی
اور اگر شکست ہوئی تو منھ دکھانے کے قابل نہ رہونگی۔ غرض اسی
امید و یاس کے عالم مین امتہ الحبیب اپنے گھوڑے کو تھامے
ہوئے لوہے مین غرق لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔
ادھر محمد اعظم شاہ اپنے فوج کو آراستہ کیئے پچاس ہزار جنگ
آزمودہ سوارون کی جمعیت سے برہنہ تلوارین کیئے آگے بڑھا۔
یہ صحیح ہے کہ محمد اعظم شاہ کی فوج بہ نسبت شاہ عالم کم تھی۔
سامان حرب بھی جیسا کرنا چاہیئے ویسا نہ تھا مگر فوجی افسر کسیقدر
تجربہ کار اور جنگ آزمودہ تھے۔ علاوہ ازین محمد اعظم شاہ خود
بھی بہادر اور دلیر تھا۔ اوسنے اپنی فوج کی قلت اور شاہ عالم کی
کثرت پر کچھ خیال نہ کیا اور غضبناک ہوکر شاہ عالم کی فوج مین گھس پڑا
حالانکہ محمد اعظم شاہ کی یہ ایک بڑی غلطی اور ناتجربہ کاری تھی کہ اپنے
سامان جنگ کے عمدہ طور پر فراہم ہوتے اور لشکر کی تعداد کمی
ہونے پر ایسے خونخوار معرکہ مین کود پڑا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اوسکی
تمام فوج بڑی سفاکی کے ساتھ کھیرے ککڑی کیطرح کٹ گئی۔
اور اوسکی نعش گھوڑون کی ٹاپون کے سمون مین نہایت بیرحمی
سے روندی گئی۔ لشکر کے میمنہ پر خود محمد اعظم شاہ موجود تھا۔
اور میسرہ کو شہزادہ محمد بیدار بخت سنبھالے ہوئے تھا۔ یہ جرار
لشکر اس سمت کو چھوڑ کر جدہر امتہ الحبیب اور شہزادہ محمد اعظم شاہ
اسکا حملہ روکنے کے لیئے کھڑے تھے۔ دوسری سمت آہستہ آہستہ
بڑھ رہا تھا کہ دفعتہً شہزادہ محمد بیدار بخت محمد اعظم شاہ کا اشارہ
پاتے ہی ایک بڑے فوجی دستہ کو ساتھ لیکر شاہ عالم کے
پیش خانہ پر جا پڑا۔ رستم علی خان جو چند فوجی افسرون کیساتھ
یہان موجود تھا ہرچند کہ اسنے بڑی دلیری اور جانبازی کیساتھ

اسکا حملہ روکنے مین کوشش کی اور نہایت سفاکانہ مقابلہ کیا۔ لیکن آخرکار اوسے شکست ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد میدان صاف ہوگیا کچھ بہادر خون مین نہا نہا کے ٹھنڈے ہوگئے اور کچھ طاقت مقابلہ نہ دیکھکر فرار ہوگئے۔ بیدار بخت کے لشکریون نے شاہ عالم کے پیش خانہ کو لوٹ لیا اور خیمہ مین آگ لگا دی۔ اور خوب لوٹ مار کی۔

غافل اور بیخبر امتہ الحبیب اور شہزادہ محمد عظیم نے جب اس مخالفانہ حملہ کی اطلاع پائی تو دونون نے اپنے عظیم الشان لشکر کو بڑی سرعت کے ساتھ اسطرف عاجلانہ جنبش دی اور آندھی مینھ کیطرح اِدھر جھپٹے ہر طرف سے فوجین سمٹ سمٹا کر جمع ہوئین اور نہایت تند اور تیز سیلاب کیطرح محمد اعظم شاہ کی فوج کے مقابل آپڑین اگرچہ اس دانی شکست سے شاہ عالم فوج مین کسیقدر پریشانی پیدا ہوگئی اور لشکر پر بھی کچھ اثر محسوس ہوا لیکن امتہ الحبیب کے عاقلانہ تدبیر اور دوراندیشی نے اسوقت بہت بڑا کام کیا۔ اور ڈوبتے ہوے جانباز سپاہیون کے دلون کو استقلال کی طناب سے کھینچا اور بڑی متانت اور سنجیدگی سے فوجی سردارون کو تسلی کی اور اونکے فکر کو بالکل دور کردیا۔

یہان بیدار بخت نے جب شاہ عالم کے پیش خانہ کی متعینہ فوج کو زک دی تو ذوالفقار خان اور دیگر مقربان درگاہ نے محمدؐ اعظم شاہ سے عرض کیا کہ آج فتح کے شادیانے بجا دیے جائین اور یہی فتح جنگ کا خاتمہ سمجھنی چاہیئے۔ حضور اپنا خیمہ یہین نصب فرمائین اور کل پر مقابلہ کے لیے لشکر کو حرکت کرنیکے لیے حکم صادر فرمائین۔ ابھی محمد اعظم شاہ کی اکثر فوج غارتگری مین مصروف تھی کہ امتہ الحبیب اپنی جرار فوج کے دستہ کو اک بلند مقام سے کھڑے ہوے اپنے سپاہیون کی دلیری کو پرشوق نظرون سے دیکھ رہی تھی۔ اور اپنے فوجی افسرون کو جنگی قواعد سے بتا رہی تھی کہ فلان مقام سے اس اس طرح پر حرکت کرو۔

محمد اعظم شاہ کا جب ایک دستہ کٹ چکا تو دوسرا اوس سے قوی تر آگے بڑھا۔ امتہ الحبیب نے اسوقت یہ بڑی چالاکی کی کہ اپنے اوس دستہ کو جو دیر سے لڑ رہا تھا پیچھے ہٹا لے گئی اور ایک تازہ دم دستہ اسکے مقابلہ مین لے آئی۔ اسنے بڑی ہوشیاری سے مخالف کی فوج کو دندان شکن جواب دیا۔ اور طرفین سے تیر و تلوار کا مینھ برسنے لگا۔ یہ جنگ سخت گھمسان کی تھی۔ ہزارون سر بریدہ ثمرات کیطرح جسم کی شاخون سے گر چکے تھے۔ اور حاجو کا میدان بہادرون کے خون سے دریاے طوفان خیز کیطرح لہرین لے رہا تھا۔ اس سخت گھمسان کی جنگ مین راؤ دلپت بندیلہ اور راجہ رام سنگھ جو اپنی بہادری کیوجہ سے مشہور تھے دیگر نامور سردارون کے ساتھ امتہ الحبیب کے ہاتھ سے مارے گئے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی امتہ الحبیب کو اپنے بہت بڑے افسر باز خان کے مارے جانیکا اسقدر صدمہ ہوا جس سے اوسکی تلافی غیر ممکن تھی۔ جب یہ لڑائی اپنا خوفناک چہرہ زیادتی سے آشکار کرنے لگی تو خان عالم اور منور خان جنھین اس عہد کے دلاورون نے صف شکن کا خطاب دیا تھا اور جنکی شہرت کا جھنڈا دکن کے اکثر معرکون مین گڑ چکا تھا کوہ پیکر ہاتھیون پر سوار ہوکر محمد اعظم شاہ کی فوج مین سے نکلے اور پھرتی کے ساتھ شاہزادہ کا اشارہ پاتے ہی نہایت بیباکی سے منور خان نے اک مطول نیزہ محمد عظیم کیطرف چلایا۔ شہزادہ نے سرعت کے ساتھ گو منور خان کے نیزہ سے اپنے کو بچایا لیکن پھر بھی اوس شجاع کے نیزہ کا وار بالکل خالی نہین گیا۔ اور جلال خان قراول خان کے مونڈھے پر اوچٹن ہوا بڑا جو شہزادہ کے پیچھا بیٹھا ہوا تھا۔ اسپر شہزادہ نے طیش کھا کر حریف کے سینہ پر اک سم آلود تیر مارا۔ یہ تیر ایسا کاری تھا کہ منور خان چشم زدن مین ہاتھی سے نیچے جا رہا۔

خان عالم اپنے بھائی کے مارے جانے سے سخت اندوہگین ہوا اوسکی نظرون مین عالم سیاہ ہوگیا۔ وہ انتہا سے جوش کیساتھ نیزہ اوٹھا کر شہزادہ محمد عظیم پر حملہ آور ہوا شہزادہ نے بڑی چستی سے اوسکا وار خالی دیا اور جلال خان کے تیر سے خان عالم نے بھی اپنے بھائی کے سرہانے آرام کیا۔ یہ دیکھکر شہزادہ بیدار بخت پسر محمدؐ اعظم شاہ فوج کے ایک زوردار دستہ کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور متواتر حملون سے بڑے بڑے سردارون کو قضا کے گھاٹ اوتار دیا۔ محمدؐ عظیم کے لشکریون کے پاون اوکھڑ گئے اور مورچہ ہاتھ سے نکل گیا۔ محمدؐ معزالدین برادر محمدؐ اعظم ہرچند کہ اوسکی مدد کو پہونچا لیکن بیدار بخت کا ایسا زبردست حملہ تھا کہ وہ اس سے کبھی نہ رُک سکا اور دوسرا مورچہ بھی نکل گیا۔ اسوقت امتہ الحبیب ہاتھی پر سوار تھی اور اپنی فوج کو روکے ہوے ایک اونچی سطح سے اس خونخوار

جنگ کے ہولناک منظر کو قہرآلود نظرون سے دیکھ رہی تھی۔ جب اسنے دیکھا کہ یہ فوج محمد عظیم کو برابر دباتی چلی جاتی ہے اور اب تیسرے مورچہ پر پہونچا چاہتی ہے تو وہ نہایت سنجیدگی اور استقلال سے آگے بڑھی اور حملہ آورون کے پیچھے سے ایک نہایت بیباکانہ اور زبردست حملہ کیا۔

شہزادہ بیدار بخت جو اپنی فتح کے جوش مین آگے بڑھا چلا جاتا تھا دفعتًا اوسکے ایک گرج کی صدا گوش زد ہوئی جس سے تمام میدان جنگ گونج اوٹھا۔ معلوم ہوا کہ فوج مخالف نے پشت کی جانب سے حملہ کیا ہے۔ اس نے گھبرا کر ادھر کا رخ کیا اور مفتوحہ مورچہ پر لوٹ گیا۔ لیکن اسکا اوس مورچہ پر جانا تھا کہ آن واحد مین امۃ الحبیب کی فوجین دور دور تک پھیل کر ہلالی شکل مین صف آرا ہوگئین اور تمام راستے رُک گئے کچھ کم تین گھنٹہ تک سکوت کا عالم رہا۔ شہزادہ محمد بیدار بخت چونکہ حملہ کرتے کرتے تھک گیا تھا اور محاصرہ مین آچکا تھا۔ بہت سے جان نثار وفادار شجاع مارے جاچکے تھے اسلیے اوسکو حملہ کرنیکی جرأت نہ ہوئی لیکن اوسکی خودداری اس امر کی بھی مقتضی نہوئی کہ وہ مفتوحہ مورچون سے ہاتھ اوٹھائے۔

تین گھنٹہ کے بعد امۃ الحبیب نے اپنی فوج کو گولہ بازی کا حکم دیا اور اوسنے اسقدر متواتر اور پے درپے گولے برسائے جس نے محصورین کا بالکل کام تمام کردیا اور انھین مین بیدار بخت بھی ایک گولہ کی ضرب سے راہی ملک بقا ہوا۔ یہ خبر وحشت اثر فورًا محمد اعظم شاہ کے گوش زد ہوئی کہ تمہارا فرزند لقمہ اجل ہوگیا۔ یہ خبر سنکر محمد اعظم شاہ کی حالت خراب ہوگئی اور اپنے سینہ پر غم کی سل رکھکر مست ہاتھی کیطرح بڑی سرعت کیساتھ دشمن کے مقابل آیا اور دیر تک بہادرانہ حملون اور جانبازکوششون سے مقابلہ کرتا رہا۔

اسوقت میدان جنگ کا نظارہ قابل دید تھا۔ دن قریب تمام ہونے کے تھا محمد اعظم شاہ اس خوف سے کہ مبادا سورج نہ غروب ہوجائے بڑھ بڑھ کر نہایت عجلت سے متواتر جانشکن حملہ کررہا تھا اور مدمقابل بڑی احتیاط سے اسکے پرزور حملے روک رہے تھے۔ الغرض آفتاب مغربی گھا بیٹھن مین کسی پردہ نشین پریوش کیطرح چھپ گیا۔ اسلیئے ناچار محمد اعظم شاہ نے جنگ کے موقوف کرنیکا حکم دیا۔

یہ شب محمد اعظم شاہ اور اوسکے لشکریون کے لیے خوفناک تھی اسکی تمام فوج پر مخالفون کا رعب جمگیا تھا۔ نصف شب گذرے محمد عظیم شاہ نے ایک مجلس مرتب کی اور فوج کے تمام افسرون اور جرنیلون کو بلاکر کہا کہ کل تا وقتیکہ مین اکبرآباد نہ فتح کرونگا ایک منٹ چین سے نہ بیٹھونگا۔ تمھین کل نہایت جانبازی سے کام لینا چاہیئے۔

ادھر امۃ الحبیب رات بھر اپنے فوج کے انتظام اور مورچون کی مضبوطی اور شہر کو بچون کی مضبوطی مین مصروف رہی اور محمد عظیم شاہ کو بلاکر جنگ کے تمام اوتار چڑھاؤ اور فراز نشیب سے آگاہ کیا اور ساتھ ہی اسکے یہ ہدایت کی کہ جبتک مخالف کی فوج حملہ کرتے کرتے تھک نہ جائے ہماری طرف سے حملہ نہ کیا جائے۔

صبح ہوتے ہی نقارہ پر چوب پڑی اور دونون طرف کے لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے۔ سب سے پہلے خود محمد اعظم شاہ ایک جانباز فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا اور پہلے ہی حملہ مین فوج مخالف کو اپنی تلوار کے جوہر دکھائے۔ امۃ الحبیب کی فوج آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی گئی اور ساتھ ہی انھین جوابھی دیتی گئی۔ محمد اعظم شاہ نہایت بیباکانہ اور سفاکانہ حملے کرتا ہوا آگے بڑھا چلا گیا۔ اور فوج کو منتشر کرکے امۃ الحبیب کے باڈی گارڈ تک پہونچ گیا اسوقت محمد عظیم نے اپنی فوج کو للکارا اور بڑی شجاعت سے مخالف کے حملہ کو روکدیا۔ فوج نے اپنے افسرون کا اشارہ پاتے ہی تلوارین نیام سے گھسیٹ لین اور اپنی پوری قوت سے دشمن پر پل پڑی۔ یہ جنگ ایسی ہولناک تھی کہ اسکے یکسو ہونے پر فریقین اپنی فتح و شکست کا خیال کرتے تھے۔ اسی اثنا مین محمد بیدار بخت کے چھوٹے بھائی شہزادہ والاجاہ کے ہاتھی کی مستک پر ایک گولہ پڑا اور فیلبان کو ہلاک کرکے ہودج مین شہزادہ والاجاہ کا کام تمام کردیا اسی کے قریب ایک اور غضب آلود گولہ ٹپکا جس کے زمین پر گرنے سے پہلے ایک نہایت حسین اور پری تمثال خاتون یعنے شہزادہ والاجاہ کی بیگم کی نعش ہاتھی کی پشت سے نیچے آرہی۔ مورخ لکھتے ہین کہ شہزادہ والاجاہ کی سواری کا فیل پے درپے گولہ اندازی سے تنگ آکر اسکی نعش کو لشکر سے نکلا اور اکبرآباد کیطرف منہ اوٹھائے چلا گیا۔ ہر چند

محمد اعظم شاہ نے اپنے چھوٹے فرزند کی نعش کا پتہ لگانا چاہا مگر آجتک نہین سراغ چلا۔

اسکے بعد محمد اعظم شاہ کی فوج نے تین گھنٹہ تک کوئی حملہ نہ کیا کیونکہ وہ متواتر حملون سے بیدل اور دل شکستہ ہوگئی تھی۔ لیکن امتہ الحبیب نے موقعۂ جنگ سوچکر خود حملہ کردیا۔ چنانچہ فوج نے میمنہ سمت سے جنبش کی اور نہایت آہستگی سے آگے قدم بڑھائے اور ساتھ ہی میسرہ نے بھی سبقت کی۔ اودھر سے محمد اعظم شاہ کی فوج نہایت خوفناکی سے ننگی تلوارین اوٹھائے اسطرف بڑھی۔ امتہ الحبیب نے اپنی فوج کو ہلالی خطوط پر صف آرا کیا اور محمد اعظم کو ہالہ کی مانند چارون طرف سے گھیر لیا۔ قدرت ایزدی سے ایک تیز و تند ہوا ایسے رخ سے چلی کہ وہ امتہ الحبیب کے پشت اور محمد اعظم شاہ کی فوج آگے تھی۔ امتہ الحبیب نے ایسے موقعہ کو غنیمت سمجھکر لشکر کو گولہ باری اور تیر چلانیکا حکم دیدیا۔ جو تیر کہ جہان آشوب ہوا کی امداد سے محمد اعظم شاہ کے لشکر پر پڑتا تھا زرہ بکتر کو چھیدتا ہوا سینہ کے پار ہوجاتا تھا۔

اس جنگ کے اول حصہ مین اگرچہ محمد اعظم شاہ کے سفاکانہ حملون اور رستمانہ کوششون نے اسکے تمام افسران فوج کو یقین دلادیا تھا کہ بیشک آج یہ پالا ہمارے ہی ہاتھ رہیگا۔ اور فتح کے ڈنکے ہمارے ہی نام پر بجین گے اور کچھ دیر کے لیے ایسا ہی ہوا بھی کہ شاہ عالم کی فوج باوجود اپنے غلبہ کے اس دریاے غیرت کے نہنگ کے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر قریب تھا کہ شکست کھاکر بھاگ جائے لیکن اوکی یہ مسرت عارضی اور نقش بر آب تھی اس قہر آلود ہوا کا چلنا انکے لیے غضبناک ہوگیا اور اوسکی پریشان اور ہولناکی نے مخالف سے بیشتر ھی انہین مغلوب کردیا۔ اور انکے بے تعداد بہادرون کو خاک مین ملادیا۔ گو اسوقت محمد اعظم شاہ کے بازو بالکل ٹوٹ گئے تھے مگر وہ پھر بھی حملہ کرنے سے خوف نہ کرتا تھا۔

ذوالفقار خان جو محمد اعظم شاہ کی فوج کا ایک بہادر جنرل تھا جب اسنے دیکھا کہ ہمارے لشکر کے بے تعداد بہادر کٹ چکے اور بے انتہا زخمون سے چور چور کردیے گئے اور نیز محمد اعظم شاہ ایک ایسے سنگین محاصرہ مین آچکا کہ اب اوسکا جانبر ہونا دشوار ہے تو خود محمد اعظم شاہ کیخدمت مین گیا اور عرض کیا اب مصلحت وقت یہی ہے کہ آپ اس جنگ سے دستکش ہوکر ہٹ چلئے اور کسی پرامن جگھہ پر پہنچکر اپنی فوجی قوت کو درست کیجیے اور از سرنو تدارک و تلافی مین کوشش کیجیے۔

محمد اعظم شاہ نے ذوالفقار خان کی یہ تقریر سنکر نہایت برافروختہ ہوکر کہا تم اپنی جان جہان چاہو سلامت لیجاؤ لیکن مین یہان سے جنبش نہ کرونگا۔

اسکے بعد ذوالفقار خان اور حمید الدین خان وغیرہ اعظم شاہ کی رفاقت چھوڑکر گوالیار چلے گئے۔ اور انکے چلے جانے سے بہت سے شکستہ دل لوگون نے راہ گریز اختیار کی اب اعظم شاہ کے محبت مین بجز دو تین سو سوارون کے اور کوئی نہین دکھائی دیتا۔

اعظم شاہ ایک کوہ پیکر ہاتھی پر سوار تھا اور پہلو مین شہزادہ عالی تبار بیٹھا ہوا تھا جسے اعظم شاہ نے اسکی کمسنی کے باعث اپنے ساتھ ہودج مین بٹھا لیا تھا۔ یکایک اعظم شاہ کے فیلبان کے سر پر ایک گولہ گرا اور اپنے ساتھ ہی زمین مین اوسے بھی لیتا گیا۔ ہرچند کہ ہاتھی بیشمار زخمون کیوجہ سے نہایت مضطرب اور بے قرار تھا لیکن اوسنے بلحاظ غیرت و شجاعت پھر بھی انتہا درجہ جوانمردی سے کام لیا اور ہودج کے اندر سے پاؤن نکالکر ہاتھی کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

بدنصیبی سے ہاتھی زخمون سے اسقدر نزار ہوگیا تھا کہ اوسمین حرکت کرنے تک کی قوت باقی نہ تھی اس کشمکش مین تھا کہ دفعتاً ایک زہر آلود تیر اسکی پیشانی پر ایسا جانستان لگا جس سے وہ جانبر نہو سکا۔

رستم علی خان نے اعظم شاہ کے ہاتھی پر چڑھکر اسکا سر کاٹ لیا۔ شاہ عالم بہادر کے لشکر مین فتح کا نقارہ بجنے لگا۔ محمد اعظم شاہ کی تاریخ وفات کا مادہ "باے محمد اعظم" نکلا۔ ١١١٩ھ

رستم علی خان محمد اعظم شاہ کا سر لیکر شاہ عالم کی خدمت مین حاضر ہوا یہ سر اوسنے دامن کے نیچے سے نکالکر اور اوسکے خون آلود رخسارہ کو دانتون سے چباکر شاہ عالم کے ہاتھی کے پاؤن مین ڈالدیا۔ شاہ عالم کو بزدل رستم علی خان کے یہ ذلیل حرکت سخت ناگوار معلوم ہوئی اور اوس نے پہلے اس بدسرشت کیطرف غضبناک ہوکر دیکھا پھر بڑی رقت کے ساتھ اپنے بھائی کی اوس عبرتناک حالت پر خون کے آنسو رودیا۔

پھر شاہ عالم نے اپنے خیمہ مین آکر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرکے اپنے بھتیجے بیدار بخت اور اوسکے فرزند بیدار دل کو حاضر لانیکا حکم دیا بموجب حکم یہ دونون خیمہ مین لائے گئے شاہ عالم نے کمال لطف و محبت سے انھین گود مین بٹھایا اور پدرانہ ہاتھ انکے سر پر پھیر کر امان جان کی خوشخبری دی اور اپنے بیٹون کیطرح انکی پرورش و تربیت کا حکم دیا۔ بعدہ اعظم شاہ کی تمام مغموم مستورات کی تسلی کی اور رسم تعزیت ادا کرنے کے لیے خود اونکی فرودگاہ مین گیا۔

غرض اس جنگ مین امتہ الحبیب نے وہ داد مردانگی دی کہ صفحہ تاریخ پر آجتک یادگار رہین۔

ارہم بائی یا قدسیہ بیگم

یہ پری پیکر خاتون ابو الفتح محمد شاہ خلف جہان شاہ ابن بہادر شاہ کی معزز بیگم تھی جسکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی مگر افسوس محمد شاہ کی تلون مزاجی نے اسے بھی اپنے ہی رنگ مین رنگ کر عیش نواز اور مے نوش بنا دیا۔ محمد شاہ نے اپنی تعیش نواز طبیعت کی بدولت جسقدر دہلی کی سلطنت اور خزانہ کو صدمہ پہونچا اوراق تاریخ اوسکے شاہد ہین۔

نواب قدسیہ بیگم نہایت عالی دماغ اور موزون طبع اور رعنائی تخلص کرتی تھی۔ اوسکی موزونی طبع کا نتیجہ ذیل کا مطلع ہے۔

مین جانتی تھی آنکھ لگی دلکو سکھ ہوا
کمبخت کیسی آنکھ لگی او ر دکھ ہوا

اس بیگم نے اپنے شوہر کی رحلت کے بعد سنہ ۱۱۶۲ھ مین ایک نہایت موزون قدسیہ باغ اپنے نام سے لگایا اس خوشنما باغ مین نہایت دلفریب بارہ دری اور ایک شاندار مسجد بھی تعمیر کی گئی تھی جو بیرون کشمیری دروازہ اسوقت تک موجود اور مٹے ہوے نام کی یادگار ہے۔

اس دلفریب باغ اور عمارت کی گذشتہ زمانہ مین نظیر نہ تھی لیکن انقلاب زمانہ نے اوس عالم فریب تصویر کا رخ بالکل بدل دیا۔ اسکے وسط مین اک مختصر نہر روان ہے۔ بارہ دری نہایت وسیع ہے جسمین دلچسپ شہ نشین ہے مگر افسوس کہ یہ بارہ دری اب جابجا سے کسی مایوس کے دل کیطرح ٹوٹتی جاتی ہے۔ اس باغ کے مشرقی سمت دریا واقع ہے جب کوئی اسکا نظارہ کرتا ہے دور تک پانی کی دلفریب لہرین بہار کا عالم دکھاتی ہین ایک طرف دریا کی موجین اور اودھین آسمان کا عکس لطف دیتا ہے اور دوسری سمت سبزہ زار چمنستان کا تماشا بہار دکھاتا ہے۔

اکبر آبادی یا اعزالنساء بیگم

یہ خاتون شاہجہان بادشاہ کی دوسری بیگم ہے جو اپنی دلفریب نزاکت اور دلگیر صورت مین عدیم المثیل تھی اس بیگم نے اپنے وسیع الاخلاقی اور منکسر المزاجی سے حرم سرا کی تمام عورتون مین ہر دلعزیزی پیدا کرلی تھی۔

ممتاز محل بادشاہ کی اول بیگم کے انتقال کے بعد اکبر آبادی کا اقتدار اور اثر شاہجہان پر ایسا ہی ہوا جیسا کہ کسی زمانہ مین ممتاز محل کا تھا۔ اکبر آبادی بیگم اگرچہ شاہجہان کے انتقال کے بعد قریباً بارہ سال تک جی اور سلطنت کیطرف سے اسکی رعایت اور دلجوئی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا لیکن اس سیر چشم خاتون نے اسکی کوئی پروا نہ کی اور گوشہ عافیت مین بیٹھکر اپنی باقی حیات یاد خدا مین بسر کردی اور چوتھی ذیحجہ سنہ ۱۰۹ ہجری کو رہگرائے عالم بقا ہوئی۔

اس بیگم نے بطور یادگار دہلی مین فیض بازار کے متصل اک نہایت خوبصورت اور عالیشان مسجد تعمیر کرائی جو اکبری مسجد کے نام سے مشہور ہوئی۔ اسمین ایک مسافرخانہ اور طلبا کے سکونتی مکانات ہین گو یہ مسجد اور مکانات اب ویران پڑے ہین لیکن پھر بھی اکبر آبادی بیگم کی حشمت و شوکت در و دیوار سے برس رہی ہے۔ یہ مسجد سنگ سرخ سے بنائی گئی ہے اسکے گرد سب خوبصورت مکانات اور پختہ سنگین حجرے نہایت کشادہ اور فراخ ہین جنمین چارسو طالب علم باسائش تمام رہ سکتے ہین۔ ہر حجرے کے آگے ایوان اور ایوان کے آگے سرتاسر چار گز کے عرض سے پختہ چبوترہ ہے۔ غرض اس عمارت کا طول ایکسو چھتین ۱۳۶ گز اور عرض ایکسو چار گز کا ہے۔ اس مسجد کے دروازہ پر ایک کتبہ بخط نستعلیق بڑی آب و تاب کیساتھ لکھا ہوا ہے جسمین اسکی تعمیر کا ہونا سنہ ۱۰۶۰ھ

مین پایا جاتا ہے۔

اورنگ آبادی محل

یہ باعصمت خاتون اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی چوتھی بیگم ہے جو علاوہ حسن ظاہری حسن باطنی بھی رکھتی تھی۔ اسکی بلند خیالی اور حوصلہ مندی سے عالمگیر کی آنکھون مین اسکا اعزاز اور اتحاد تھا۔

عالمگیر کی کوئی جنگ ایسی نہ تھی جسمین اسکی معیت نہ ہوتی ہو باہمی مفارقت شاہ کو سخت ناگوار تھی۔

ہرچند کہ عالمگیر عورات کی صحبت سے دلچسپی نہ رکھتا تھا لیکن اس بیگم سے اسقدر الفت تھی کہ جبتک دن مین چند بار اسے دیکھ نہ لیتا حسرت دیدار نہ مٹتی تھی۔

اورنگ آبادی کی مبارک شکم سے صرف ایک لڑکی مہرالنسا بیگم پیدا ہوئی جو بلوغت کو پہونچکر عالمگیر کی چارون لڑکیون سے زیادہ تیز ہوش اور عالیدماغ ہوئی۔ اور انجام کار ایزدبخش فرزند مرادبخش کے عقد مین آئی۔

نواب مہرالنسا بیگم بڑی تیز اور عاقلہ تھی چونکہ یہ صاحب طریقت تھی اسلیے زیب النسا بیگم سے ہمیشہ اسکے نوک جھوک ہاکرتی تھی اور اکثر مسائل پر زور شور کے ساتھ بحث ہوا کرتی تھی اور جب ان دونون کے بحث مین زیادہ طوالت ہوتی۔ تو خود عالمگیر کہ ایک زبردست متبحر عالم تھا نہایت منصفانہ فیصلہ کردیا کرتا۔ اسے تقریر کرنے کا بہت شوق تھا۔ عورتون کے بڑے بڑے مجمعون مین ایسے زوردار اور نتیجہ خیز لکچر دیتی کہ سامعین حیرت مین رہجاتے تھے۔

مہرالنساء کے اخلاقی خیالات اور پرنصیحت لکچرون نے محل مین انتشار ڈالاکہ اکثر عورتون کے خیالات مین تبدیلیان واقع ہوگئین اور جن مسلمان مستورات مین بہت سی ہندوانی رسمین مروج تھین اور انکی طرز معاشرت مین خلاف شریعت باتین پائی جاتی تھین یک سخت اوٹھ گئین۔

یہ سلیقہ شعار خاتون ۱۱۱۶ھ مین بعمر ۴۸ سال راہی ملک بقا ہوئی اگر اورنگ آبادی بیگم کی حیات مین اس روشن دماغ اور عالی ہمت بیگم کا انتقال ہوتا تو اسکا جانگداز صدمہ اسے جیتے جی فنا کردیتا۔

اورنگ آبادی کی بہت بڑی یادگار ایک نہایت خوشنما اور عالیشان مسجد پنجابی کٹرہ دہلی مین واقع ہے۔ یہ لوگ بظاہر مرگئے اور انکے گوشت واستخوان کا شاید نام ونشان تک نہوگا لیکن وہ اپنے زندہ یادگار صدقہ جاریہ کا دلفریب اور قیمتی نمونہ ایسا چھوڑ گئے ہین کہ وہ گویا بقید حیات ہین اور تا قیام عالم اونکا نام صفحہ ہستی سے مٹائے نہ مٹےگا۔

آئی بیگم

یہ امیرزادی نجابت خان ابن سربلند خان کی پیاری بہن ہے نجابت خان عالمگیر کا ایک مفتخر جنرل تھا جو اپنی شجاعت اور متواتر لڑائیون مین مخالفون کو شکست دیکر نامور ہوا تھا۔ عالمگیر اس عفت پناہ خاتون کو اپنی شاہزادیون کے برابر سمجھتا تھا۔ ہرچھوٹی بڑی تقریبات مین اسکی شرکت ضرور ہوتی تھی۔ بہرحال اس بیگم نے ۱۰۸۰ھ مین اس عالم ناپائدار سے رحلت کی۔

افسوس کہ نجابت خان دم واپسین کے وقت اسکے پاس موجود نہ تھا اور اس آخری دیدار کے لیے اوسکو ہمیشہ حسرت کیساتھ افسوس کرنا پڑا۔

بدرالنسا بیگم

یہ اسم بامسمی شہنشاہ عالمگیر کی پانچوین بیٹی ہے جب بدرالنسا بیگم نے خیر سے پانچوین سالگرہ کی عقدہ کشائی کی ایک حسین اوستانی اسکے تعلیم کے لیے جو قرأت قرآن مین کامل دستگاہ رکھتی تھی انتخاب کرکے مقرر کیگئی اسنے اپنی خداداد ذہانت سے صرف دو سال مین پورے تیس پارہ حفظ کرلیے جسکی مسرت مین عالمگیر نے تمام اہلکار اور فوجی لشکریون کو دعوت کے سوا انعامات اور خلعت تقسیم کیے۔

بدرالنسا خوش الحان تھی اور اوسکی ولولہ انگیز آواز مین ایسا دلکش اثر تھا جو بیک صدا انسان کو محو دازخود رفتہ کردیتا تھا۔ چنانچہ ایکدن بدرالنسا نماز صبح سے فراغت

کرکے صحن چمن مین نہایت خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت
مین مصروف تھی اتفاق سے اوسوقت عالمگیر بھی
نماز پڑھکر چمن مین ٹہلتا ہوا ادھر آنکلا اور بدر النساء کی
لہجہ پر ہمہ تن گوش بآواز ہوگیا۔

بدر النساء نہایت خوش آواز تھی اور اور اصول قرأت
کے موافق قرآن پڑھ رہی تھی اور آیات بھی باعتبار اپنے دل
اور نیز معنون کے نہایت موثر تھین ان بالون نے عالمگیر کو جو
فطرتاً کلام ربانی کا دلدادہ تھا محو کردیا اور عرصہ تک اسپر ایک
عجیب حالت طاری رہی - آدھ گھنٹہ مین جب بدر النساء
اپنی معمولی تلاوت سے فارغ ہوئی تو عالمگیر نے اپنی اوسی
وجد کی حالت مین آکر کمال مسرت کے ساتھ اوسکی نورانی
پیشانی کو بوسہ دیا اور گلے سے لگاکر بہت دعائین دین۔

اسکے بعد بدر النساء کو مذہبی عربی کی تعلیم دلائی گئی چار سال
مین وہ عربی کی فاضل ہوگئی - عالمگیر وقتاً فوقتاً امتحانی سولات
پیش کرتا - اور اوسکی معقول ومدلل جواب پاکر بیحد خوش ہوا
کرتا تھا - بدر النساء کو جب عربی مین کامل دستگاہ ہوگئی
تو اب اسنے دیگر علوم وفنون کیطرف توجہ کی اور سب سے
اول ریاضی اور علم ہیئت پر اسکی پرشوق نظرین پڑین لیکن
اوسنے اوصول اسلام کے خلاف سمجھکر اس سے دستکشی
کرلی -

یہ ذہین بیگم قرآن وحدیث کی نہ صرف عالم وماہر تھی بلکہ عامل
اور سخت پابند تھی قرآن وحدیث کی تلاوت اوسکا روزانہ
کام تھا اور عبادت وزہد مین مصروف رہنا عام شیوہ تھا - عالمگیر
جو مذہبی اصول کا سخت پابند اور اسلام کا فدائی تھا بدر النساء
کے اسی زہد واتقا اور عبادت وریاضت پر شیفتہ اور فریفتہ
اور اوسکی عالمانہ تقریر وتحریر پر عشعش کرتا تھا -

عالمگیر کی متعدد اولاد مین صرف بدر النساء بیگم اور اوسکے دو
حقیقی بھائی محمد سلطان اور محمد معظم شاہ عالم بہادر بھی حافظ
قرآن تھے -

بدر النساء بیگم کا منجھلا بھائی محمد معظم شاہ عالم بہادر شیعہ
مذہب تھا اور اگرچہ عالمگیر کیوجہ سے جو پکا اور کٹا سنی تھا -
سنیون کو کسی حیلے سے ناجائز و بیجا تشدد نہ کرسکتا تھا مگر
پھر بھی اونھین موقع بیموقع حقارت اور نفرت کی نظرون سے
ضرور دیکھتا تھا - شاہی محل اور نیز عالمگیری دربار مین بکثرت
ارکان سلطنت اور بیگمات تو سنی تھین اور بعض شیعہ پھر ان
دو متضاد مذہبون کے اختلاط سے یہ ممکن نہ تھا کہ باہم کسی قسم
کا تنازعہ نہ ہوتا - لہذا باہر دونون جگہ بڑے زور شور سے
مناظرے ہوتے اور نہایت دھوم دھام سے مباحثون
کی مجلسین گرم رہتین - آخرکار ان باہمی مباحثون کی یہانتک
نوبت پہونچی کہ فریقین کی رائے سے بدر النساء بیگم اس اختلاف
کے رفع کرنے کے لیے پنچ مقرر کیگئی جس نے اپنی خداداد عقل
اور سلیم الفطرتی سے ایک ایسا معقول اور شافی فیصلہ دیا جس سے
تمام شیعون کو ساکت وخاموش ہونا پڑا جس وقت شیعہ بیگمات
نے اسکی نہایت پرجوش ودلچسپ اور عالمانہ زبردست
تقریر سنی تو انکے منھ کھلے کے کھلے اور سب کے سب تحیر انگیز
صورت مین بدر النساء کے چہرہ کو تکنے لگین جسکا اثر یہ ہوا
کہ بیسیون مستورات تو سنی ہوگئین اور بیسیون نے سنی
ہونے کا زبانی اعتراف کیا -

بدر النساء بیگم کی تاریخی زندگی مین یہ ایک عجیب دلچسپ
بات پائی جاتی تھی کہ وہ جیسی زیادہ حلیم الطبع منکسر المزاج
اور خلیق ونرم دل تھی ویسی ہی تندمزاج اور ہٹیلی تھی جسطرح
اوسنے اپنے مصاحبون کو ادنے ادنے سی خوشکن بات پر
بیشمار انعامات اور گران بہا خلعتون سے مالامال کرنا کوئی
بات نہ تھی اسیطرح ذراسی ناخوشی اور سنجیدگی کیوجہ سے
انھین خون کے آٹھ آٹھ آنسو رلانے بہت سہل تھے -
اور اسکی وجہ خاص یہ بھی تھی کہ بدر النساء اپنے باپ کی چہیتی
بیٹی تھی -

لیکن افسوس ہے کہ جو زمانہ اسکی تعلیم وتعلم سے گذر کر
اپنی خداداد لیاقتون کے خرچ کرنے کے آنیوالا تھا وہ نہ آسکا
اور بغیر گل مراد حاصل ہوے عین عالم شباب صرف ۲۳ برس
کی عمر مین سنہ ۱۰۸۱ھ مین انتقال کیا - اور دنیا کے دلچسپ اور
نشاط انگیز سامانون سے پوری طرح بہرہ مند نہوئی تھی
کہ گلچین قضا نے اسکو برباد کردیا -

بخت النساء بیگم

یہ باعصمت خاتون ہمایون بادشاہ کی محبوبہ لڑکی اور اکبر بادشاہ کی بہن ہوتی ہے جو علاوہ حسن وجمال عقل ودانائی مین نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام ایشیائی دنیا بالخصوص مشرقی حصون مین زیادہ معزز ومشہور ہے - یہ بیگم حوصلہ مندی بلند نظری کے علاوہ تمام شریفانہ اوصاف اور مہذبانہ اطوار مین اپنا جواب نہ رکھتی تھی اسکے تواضع - اخلاق اور فیاضی کی شہرت تمام دنیا مین پھیل گئی تھی اور اوسکی سیرچشمی اور مہمان نوازی کی دھوم ایک عالم مین شہرت پذیر تھی - ہمایون کو جسقدر الفت ومحبت اپنی اس فیاض اور خلیق بیٹی سے تھی - دوسرے سے نہ تھی

اس جمیلہ خاتون کی معاشرت اور طرز زندگی مین جو چیز سب سے زیادہ پسند اور قابل تعریف ہے وہ یہ ہے کہ باوجود نفاست پسندی کے فضول شان وشوکت اور بے نتیجہ تزک احتشام کو عزیز نہ رکھتی تھی جب کبھی تفریح طبع کے لیے بازار مین نکلتی تو نہایت سادہ لباس سے آراستہ ہو کر معمولی حیثیت سے نکلتی اور یہ سادگی اوسکی محل اور معاشرت کے تمام چیزون مین پائی جاتی تھی - گویا اوسکی فطرت بالکل سادہ طور پر واقع ہوئی تھی - یہ عام بازارون تفریح گاہون اور جنگل وباغات کے مسرت انگیز منظرون مین آزادانہ طور پر پھرا کرتی تھی جو کچھ جلسون علمی مجلسون مین ہمیشہ شریک ہوا کرتی تھی لیکن باوجود اس آزادی کے تحفظ عصمت کے دائرہ سے کبھی قدم باہر نہ نکالتی - جس متانت وشرم سے یہ باعفت خاتون مردون کے جلسہ مین شریک ہوتی - دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ عورت نہین ہے بلکہ عصمت وعفت کی تصویر ہے - اس حسینہ کی صورت سے جس جرأت وشان کا اظہار ہوتا تھا وہ ہرگز معرض تحریر مین نہین آسکتا جسوقت وہ گھوڑے پر سوار ہوتی تھی صورت سے وقار وتمکنت شاہانہ جاہ وجلال برستا تھا -

اسکی تجربہ کاری اور صائب رائے کے ڈنکے چاردانگ عالم مین بجگئے تھے - ہمایون اور اکبر بڑی بڑی مہمون مین اوسکا مشورہ لیا کرتے - اور اوسکی رائے پر عملدرآمد کیا جاتا غرض بخت النساء بیگم اپنی بیدار مغزی اور بلند نظری تجربہ کاری مین اسدرجہ مشہور تھی کہ اگر ایسے متین اور سنجیدہ بادشاہ کے بقدر وسیع دربار اور محل مین کوئی متنفس اسکے ہم پلہ نہ تھا یہ وہ خاتون تھی جو ایک پوری سلطنت کا انتظام خاص اپنے دل ودماغ کی قوت سے کرسکتی تھین -

بہار بانو بیگم

یہ اسم بامسمی بیگم نہایت جمیل وحسین تھی اسکے باپ کا نام جہانگیر بادشاہ تھا - اسکے حسن وجمال اور علم وفضل کا شہرہ ہندوستان کے ہر گوشہ مین پھیلا ہوا تھا - بادشاہ کو نسبتہً تمام اولاد مین یہ خاتون بہت ہی پیاری تھی اسیواسطے اسکے مزاج مین تندی اور سخت گیری زیادہ تھی محلسرا کی تمام بیگمات اسکے عتاب سے پرخوف رہتی تھین -

جب بہار بانو بیگم بالغ ہوئی تو اسکی شادی ۱۳۰۵ھ مین شہزادہ طہمورث پسر شہزادہ دانیال کے ساتھ کردی گئی لیکن سخت افسوس ہے کہ شہزادی بہار بانو بیگم کو اس عیش وعشرت مین زندگی بسر کرنا حسب دلخواہ نصیب نہوا اور دنیا کی بہار اچھی طرح نہ لوٹی تھی کہ عین عالم شباب مین اس گلدستہ خوبی کو طاق گیتی سے موت کے بیدرد ہاتھون نے اوٹھا لیا -

بائی اودیپوری

یہ سراپا خوبی خاتون راجہ اودیپور کی بیٹی ہے اس عورت کو خداوند تعالی نے وہ صورت وشکل عطا فرمائی تھی کہ اگر زاہد صد سالہ کی بھی اسپر نظر پڑجائے تو درود پڑھنے لگے اور بہشت کی حور خیال کرے - علاوہ حسن ظاہری کے اوسمین حسن باطنی تھا جو نسبت کسی راجہ یا شہزادہ کی اس سراپا ناز کی بات آتی راجہ خود اسکی رائے دریافت کرتا تھا یہ بالا بالا اسکی تحقیق وتدقیق کرتی اسی انتخاب مین اس نازنین نے اٹھارھوین سال مین قدم رکھا -

چونکہ بائی اودےپوری ہتیار بند اور دلیر تھی اور مردون کے
پہلو بہ پہلو دادِ مردانگی دیتی تھی اسلیے راجہ کیطرف سے اسکو
بالکل آزادی حاصل تھی - یہ اکثر اوقات گھوڑے پر سوار ہوکر
جابجا گشت کرتی اور جب کوئی عظیم الشان جنگ پیش آتی
تو ہتیار بند میدان مین جاکر اپنی بہادری کے جوہر دکھاتی -

اب بائی اودےپوری کی عمر قریباً پچیس سال کی ہوگئی
لیکن اسنے اپنے لیے کوئی شوہر تجویز نہ کیا یا کوئی اسکے
موافق مزاج بہم نہ پہونچا -

جب عالمگیری فتوحات کے پھریرے دکن مین اوڑ چکے
اور وہان کی کل حکومت بادشاہ کے قبضہ و تصرف مین کامل
طور پر آچکی تو اب عالمگیر راجپوتانہ کا دروازہ تھا اور اسکا
فتح کرنا اوسکے لیے نہایت ضروری تھا چنانچہ اجمیر مین ایک
بڑی خونریز جنگ ہوئی جابجا بہادرون کے خون سے
میدان جنگ گل لالہ بنگیا اس جنگ سے حسب دلخواہ
اطمینان حاصل کرکے تعلقہ جودھپور اور دیگر پرگنات کو یکے
بعد دیگرے عالمگیر نے فتح کر لیا -

عالمگیر خاص اجمیر اور اوسکے اضلاع کو فتح کرکے جودھپور
کیطرف بڑھا لیکن رانا نے لڑائی سے قطع نظر کرکے ایک
درخواست متضمن معافی گذرانی جسمین علاوہ آوارگی جبر کے
راجہ جسونت سنگھ کے بیٹون کی اعانت سے آیندہ کے لیے
دستکش ہونیکا اقرار تھا -

عالمگیر نے بنظر ترحم اوسکی گذشتہ قصور سے چشم پوشی کرکے
انتظام کے لیے جان جہان بہادر کو چھوڑا اور خود دار الخلافہ
کی طرف متوجہ ہوا - چند روز کے بعد رانا نے راجپوتون کی
معقول فوج جمع کرکے کھلم کھلا بغاوت کا اعلان دیدیا -

عالمگیر جیسا رحمدل اور نیک سیرت تھا ویسی ہی تندخو
اور جوشیلا بھی تھا اس وحشتناک خبر کے سنتے ہی اسکے
تن بدن مین آگ لگ گئی اور اوسنے اوسی وقت بدنصیب ناکی
سرزنش اور نیز راجپوتون کے استیصال اور بیخ کنی
کا ارادہ کیا - اور ایک فوری جوش کیساتھ اجمیر کی طرف
باگین اوٹھادین -

اور بادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم نافذ ہوا کہ فوراً اوجین
آپہونچے اور حکم ثانی کا منتظر رہے اور دوسرے بادشاہزادہ
محمد اعظم کی طلبی مین حکم صادر ہوا کہ بنگالہ کو بہت جلد پس پشت
ڈالکر اپنے آپکو اجمیر پہونچا دے - جب عالمگیری فوج اجمیر کے متصل
پہونچی تو بادشاہ نے شہزادہ محمد اکبر کو رانا کی سرزنش کے لیے
انتخاب کیا اور ایک خونخوار فوج کا بھاری دستہ مصاحبت
مین دیکر اوسطرف روانہ کیا -

رانا کو جب یہ خبر ہوئی تو اوسنے اودےپور اپنے
دار السلطنت کو اپنے ہاتھ سے ویران و تباہ کر ڈالا اور
خود معہ اہل وعیال پہاڑون کے دامن جا چھپا -

وہان شاہی فوج نے پہنچکر ہزارون راجپوتون کو موت
کی میٹھی نیند سلادیا اور ایک جنگ عظیم کے بعد راجپوتون
نے شکست فاش اوٹھائی -

جب رانا کے لشکر کو شکست ہوئی تو منجملہ اون قیدیون
کے جو عالمگیر کے دربار مین زندہ گرفتار ہوکر آئے تھے
ایک رانی اودےپوری بھی تھی جسے عالمگیر سا سنجیدہ
اور باوقار باشرع بادشاہ بھی دیکھکر بیچین ہوگیا اور اپنے
ایما سے بائی اودےپوری کو محلات مین داخل کیا - عالمگیر
نے اس حسین وخوبصورت وذہین وطباع خاتون کا موقع
وبے موقع ہر بات مین امتحان لیا اور ہر امر مین قابل
ولایق پایا بالآخر اوسکے حسن ولیاقت کا بخوبی موازنہ
کرکے سلسلہ بیگمات مین داخل کرلیا -

چنانچہ شہزادہ محمد کام بخش اسکی مبارک شکم سے تولد ہوا
جو بالغ ہوکر عقل وفراست مین اپنے تمام بھائیون سے
ممتاز تھا -

بائی بھوت دی

یہ نیک خو خاتون راجہ کشتور کی بیٹی ہے جس کے دل افروز
حسن اور ترقی پذیر علم و ادب کا چرچا اس زمانہ مین گھر گھر
پھیلا ہوا تھا اور جسکی لائف اس قابل ہے کہ ہم ہندوستانی
عورتون کے مقابلہ مین بطور نمونہ اسکے حالات پیش کرین
گو یہ ایک ہندو گھر مین پیدا ہوئی اور ہندو ہی خاندان
مین تربیت پائی لیکن اوسکی طرز معاشرت اور تمدنی حالت
جسقدر رہی تھی وہ سب نرالی اور انوکھی طرز کی تھی - اسکو
مسلمانون سے تعصب نہ تھا بلکہ اونکی قدر و منزلت اور
شان و شوکت کا اثر اسکے دل مین موجود تھا اور رگ رگ

باقی رہا اوسے مسلمانون کی ترقیات اور دینی دینوی بہبودیات پر ہرگز حسد نہ تھا۔ تاہم ہندوون کے تنزل پر بھی اسکو ملال ہوتا تھا۔

اسکو ایک عرصہ تک شادی سے کد رہی جن امیرزادون کی نسبتین آئیں وہ اسکو ذہانت اور طباعی کے مقابلہ مین کم تھین قابل پذیرائی نہ تھین۔

اسکی درمیانی حالات کم و بیش کیطرح معدوم ہین مورخین کو اسکا پتہ نہ چلا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بائی بھوت دی کی شادی کون سے مہینہ مین اور کس عمر مین ہوئی نہ یہ پتہ مل سکتا ہی کہ وہ خاندان تیموریہ مین کسطرح داخل ہوئی آیا اوسکے باپ راجہ کشتور نے بطریق ہدیہ پیش کی یا کسی معرکہ مین زندہ گرفتار ہو کر یہانتک پہونچی لیکن اسقدر یقین کے ساتھ کہا جاتا ہی کہ ایک زمانہ کے بعد اور اغلب ہی جبکہ عالم شباب نے پختگی حاصل کرلی ہوگی ہم اسے شہزادہ محمد سلطان ابن عالمگیر کے محل مین پاتے ہین۔ جب بائی بھوت دی شاہزادہ محمد سلطان کے نکاح مین آئی تو اوسے اس سے کمال محبت و الفت پیدا ہوگئی اور چندون مین جانبین سے وہ کشش پیدا ہوئی کہ ایک کو ایک کے لحظہ بھر جدائی نہایت شاق تھی شہزادہ محمد سلطان اس نیک سیرت خاتون کے ہر ایک ادا پر جان دیتا۔ بائی بھوت دی کی نہایت خوش قسمتی تھی کہ اوسے شہزادہ محمد سلطان جیسا شوہر ملا فارسی زبان کے علاوہ ترکی اور عربی مین اسکو پوری مہارت تھی اور ہر قسم کے علمی مذاق سے زیادہ دلچسپی رکھتا تھا تہوری اور لاادری اسکی فطرت مین قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھردی تھی اکثر معرکون مین اسنے وہ خداداد شجاعت دکھائی تھی کہ تاریخی صفحات کا آسمان اسکی اختر درخشان حالات سے ابتک روشن و منور ہے اس علم و ہنر کے پتلے نے سنہ ۱۰۸۸ھ مین اس دار ناپائدار سے کوچ کرکے اپنے رفیق زندگی کو [illegible] داغ مفارقت دے گیا۔

بچھمنی بیگم

یہ عقیلہ بیگم سلطان بلند اختر کی بیٹی اور محمد شجاع ابن شاہجہان بادشاہ کی پوتی ہے جو حسن و جمال کے علاوہ نہایت متین و سنجیدہ اور صاحب عقل و شعور تھی۔ اس بیگم کو اپنے چمن کی آبیاری کرنے اور دختون کے سیکھنے کا کمال شوق تھا بعد فراغ کلام مجید اور درود شریف کے طلوع آفتاب سے قبل کیا کرتی تھی۔

یہ اپنے تمام منصبی فرائض اپنے ہاتھ سے ادا کرتی تھی اسے کسی ادنی تر کام کرنے مین دریغ نہ ہوتا تھا۔ ملازمون کے دست نگر نہ تھی کہ ہر ایک کام اونھین کے کیے ہو تو ہو ورنہ یہ خود نہ کرے ایسا نہ تھا اسکو کبھی کسی کام مین عار نہوا یہ بیشتر خاموش رہتی تھی لیکن افسوس اسنے ابھی اپنے باپ کے بلند سایہ مین حسب دلخواہ نشو و نما نہ پائی تھی کہ قضا نے اوسے بے پدر بنا دیا۔ اور کمسنی کے عالم مین اوسکو یتیمی کا دلخراش لقب ملگیا۔ ہر چند کہ اسکے لیے کسی ساز و سامان اور آسائش مین کمی نہین آئی لیکن جو قدرتی سایہ باپ کا ہوتا ہے اور جو اولاد اوس سے بہرہ مند ہو کر مسرت کے گودون مین رہتی ہے وہ بلند اختر کے بعد مرگ کبھی حاصل نہین ہو سکتی۔

اونتیسوین ربیع الاول سنہ ۱۱۷ھ ہجری آخر شب عالمگیر کو یہ خبر گوش زد ہوئی کہ سلطان بلند اختر نے اس دار ناپائدار سے کوچ کیا۔ عالمگیر کو اس دلخراش خبر سے سخت صدمہ ہوا اور مرحوم کی دختر بچھمنی بیگم کو محل مین لایا۔ اوسکے سر پر مشفقانہ ہاتھ پھیر کر ارشاد کیا کہ اے دختر تو اپنے دلمین ہرگز خیال نہ کیجیو کہ تیرا باپ اس دنیا سے اوٹھ گیا اور تیری حسرتون کا خاتمہ ہوگیا ہرگز نہین مین اوس سے زیادہ ہون اور تیری آزردہ خاطری سے مجکو بلند اختر سے زیادہ صدمہ پہونچیگا مین اسوقت سے تجھے اپنے فرزندون سے زیادہ خیال کرونگا۔ اور تیرے ساتھ وہی برتاؤ کرونگا جو اک مہربان پدر اپنی اکلوتی اولاد سے کرتا ہے۔ تیری آزادی مین کوئی خلل واقع نہوگا عالمگیر کے زبان سے یہ تسلی آمیز الفاظ نکل رہے تھے اور ساتھ ہی اسکے آنکھون سے آنسوؤن کا بادل برس رہا تھا قاعدہ کی بات ہے جب غم مین کوئی کسی کی تسلی کرتا ہے تو بجائے اسکے کہ ایک غمزدہ کو صبر و استقلال ہو الٹا اوسکو امنڈ کر رونا آتا ہے اور اپنے عیش کا سمان بالکل آنکھون کے سامنے تصویر کیطرح پھر جاتا ہے بچھمنی بیگم کی بھی ہچکی لگ گئی اور اوسکا رومال نچوڑنیکے قابل ہوگیا اوسنے اپنی طبیعت کو سنبھال کر اپنے تئین بادشاہ کے قدمون پر ڈالدیا اور عرض کیا کہ خداوند نعمت

حضور کو ہمارے سر پر قایم رکھے مجھے باپ کا جانسکن صدمہ ہرگز زندہ نہ چھوڑتا اگر ظل سبحانی سے مہربانون نے میرے زخم دل کے لیے مرہم آپکی ذات ستودہ صفات ہے اور جسقدر میرے حق مین ارشاد ہوا مجھے اوس سے دہ چند توقع ہے - مین بھی حضور کے اطاعت و فرمانبرداری سے سرمو تجاوز نہ کرونگی اور آپکے ہر ارشاد کو فرض عین سمجھکر اوسکے تعمیل مین اپنا فخر سمجھونگی -

بجمنی یہین تک کہنے پائے تھے کہ عالمگیر نے بڑی ہمدردی سے اوسکا سر اوٹھا کر اوسے اور بلند اختر کے سر فرزندون کو بیشمار زر و جواہر اور مالتی خلعت عطا فرما کر رخصت کیا -

سلطان بلند اختر جو عالمگیر کا بھتیجا اور محمد شجاع ابن شاہجہان کا فرزند تھا اگرچہ عالمگیر کا سخت مخالف تھا لیکن عالمگیر کو اسکے مرنیکا اوتنا ہی رنج ہوا جیسا اپنے فرزند شہزادہ محمد سلطان کا - یہی سلطان بلند اختر اپنے باپ محمد شجاع کی فوج کا ایک بڑا بہادر جنرل اور خونخوار افسر تھا اور عالمگیری یورش بڑے زور شور سے روک رہا تھا - محمد شجاع کی تمام جنگجو فوج کی کمان اسکی ہاتھ مین تھی اور یہی بار بار عالمگیر کی بہادر فوج کا مدمقابل رہا اگرچہ اسے چند پے درپے اور متواتر شکستین ہوئین دیگر وہ بار بار کی شکستون سے کبھی دل شکستہ نہین ہوا اور انتہا سے زیادہ نقصان اوٹھانے کے بعد بھی جنگ سے کبھی اوسکی طبیعت اوچاٹ نہین ہوئی -

عالمگیر کے رحمانہ اخلاق اور فیاضانہ عادات کی یہ ایک عام اور مذہبی قتال ہے کہ وہ اپنے دشمنون اور مخالفون کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کرتا تھا جیسے کسی اپنے دوست کے دوست کو ہونا چاہیے - بہرحال یہ بالکل معلوم نہین ہوا کہ اس عفت پناہ خاتون کی شادی کس سے ہوئی اور کب ہوئی اور کس عہد مین انتقال کیا -

بیگم سلطان

یہ دلیر اور باحوصلہ خاتون ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کی نہایت عزیز بیٹی تھی جو باعتبار شجاعت و مردانگی اور سخاوت و دریادلی اپنے مہاجرین عورتون سے معزز و مفتخر تھی حسن و وجاہت اور عالی دماغی و زیرکی کی ہندبھر خصوصاً دکن مین بڑی شہرت تھی -

سنہ ۱۰۰۴ھ مین جب شہنشاہ اکبر کا صف شکن لشکر قلعہ احمدنگر کا محاصرہ کیے پڑا تھا تو بیگم سلطان چاند بی بی کے بازو بہ بازو محاصرین کی یورشین سینہ سپر ہوکر روک رہی تھی چاند بی بی نظام الملک والی دکن کی چہیتی دختر تھی جو اپنے باپ کی وفات کی بعد مالک تاج و نگین قرار دی گئی تھی اور جو اس محصوری کی حالت مین قلعے سے مضرت و نقصان کی مدافعت اور جنگ کے اہتمام و انصرام مین دلیرانہ کمر ہمت باندھے نہایت سرگرمی اور مستعدی کیساتھ کوشش کر رہی تھی -

اس خاتون نے ایسے نازک وقت مین چاند بی بی کا بہت ساتھ اور تھوڑی ودلاوری کے خوب نمونے دکھائے اوسے فتحمند کرنے مین سریکت ہوکر اپنی جان تک لڑا دی اور محنت و کوشش مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا - اگرچہ شاہی فوج نے جنگ کے مختلف تدابیر مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - سرنگین کھودین جابجا مورچے لگائے - لیکن چاند بی بی کی بیدار مغزی اور صائب - اسے نے انکی تمام کوششون کو برباد کردیا - اور پے درپے گولہ باری اور زبردست شبخونون سے اکبری فوج کو بہت بڑا نقصان پہنچایا - آخرکار بعد جانکاہی خانخانان نے جو اندنون اکبری فوج کا ایک معزز اور نامی جنرل تھا اور جنگ کے اوتار چڑھاو اور موافق و مخالف پہلو سے بخوبی واقف تھا اپنے لشکر سے قلعے کے برج اور دیوار کے نیچے تک ایک نہایت عمیق سرنگ لیگیا جسمین صدہا من باروت اور تباہ کن سامان اوتار دیے اسیطرح قلعہ کے مشرقی حصہ مین بھی ایک بڑی نقب تیار ہوگئی - نیز دل اور راہل ہمت چاند بی بی نے بعقیلہ سلطان بیگم کی راے سے چند ہوشیار جاسوس معین کیے اور نقب کا سراغ لگاکر یوم حملہ سے ایک دن قبل اندر کی جانب سے نقب کے مقابل زمین کھدوائی اور یہان سے وہانتک برابر ایک نقب کرکے باروت کی تمام تھیلیان نکال لین اور احتیاطاً پانی کی مشکین چھڑکوادیین کہ وقت پر آگ اپنا اثر نہ دکھا سکے

چاند بی بی دوسری سرنگ کے تجسس مین تھی کہ محمد مراد اور خانخانان نے اپنی جرار فوج کو قلعہ اڑا دینے اور محصورین پر یورش کرنیکا حکم دیا - مخالفین نے پہلے اوسی سرنگ مین آگ دی جسکے سراغ رسانی مین چاند بی بی محض ناکام تھی - امن بے پناہ

سرنگ مین آگ لگتی صی قلعہ کی ایک سمت سے ۵۰ گز دیوار اڑگئی جسکے گرنے سے سارا میدان گونج پڑا اور میدان کارزار اک پرخوف نظارہ بنگیا۔

محمّد داد خان کی سپاہ ننگی تلوارین کھینچے اس انتظار مین کھڑے تھے کہ کب قلعہ کا دوسرا برج اوڑے اور ہم محصورین پر حملہ کرین لیکن جب انھین معلوم ہوا کہ دوسری نقب آگ نہین دیتی اور بارود کی جگہ پانی بھرا ہوا ہے تو تمام لشکر مین ایک تشویش پھیل گئی اور بہادرون کے جی چھوٹ گئے۔

چاند بی بی اور سلطان بیگم کے لیے اک اطمینان کا وقت تھا اونھون نے آزمودہ کار دلیرون کیطرح تلوارین گلے مین ڈالین اور ایک تلوار ہاتھ مین لیکر بجلی کیطرح اوسی منہدم دیوار پر آئین بڑے بڑے تختے اور آہنی لٹھے کڑیان بانس مٹی کے تھیلے جو بطور حفظ ماتقدم موجود تھے نہایت پھرتی اور چالاکی سے دیوار کی بنیاد مین بھرنے شروع کردیے اور خود دیوار سے نیچے اوتر موجودہ زن و مرد کو ایک پیسہ کی جگہ ایک روپیہ دیکر آن واحد مین دیوار قلعہ تعمیر کرائی۔ اور چند چھوٹی توپین اس مقام پر چڑھادین تاکہ محاصرین کے حملہ سے محفوظ رہے۔

جانباز مغلون نے اگرچہ متواتر یورشین کین لیکن محصورین نے وہ وہ جانبازیان کین کہ انھین قلعہ کا دامن تک پکڑنا نصیب نہوا۔ اکبری فوج بہت کام آئی اسلیے مجبوراً خانخانان کو اپنی فوج پیچھے لوٹانا پڑی۔ اور اس ناتمام جنگ کو دوسرے دن پر اوٹھا رکھا شب کو چاند بی بی بہادر سلطان بیگم کو ہمراہ لیے منہدم دیوار کے قریب پہونچے اور بہت سے چالاک معمارون اور بیشمار مزدورون کو فراہم کیا۔ یہ منظر بھی نہایت دلکش اور قابل دید تھا کہ دونون دلیر خاتونین بری بیکر گھوڑون پر سوار تھین۔ دونون طرف تلوارین لٹک رہی تھین زرہ بکتر سے جسم چھپے ہوے تھے۔ صدہا شعلین روشن تھین اور کمال سرعت کیساتھ دیوار تیار ہو رہی تھی۔

سلطان بیگم کی عالی دماغی اور چالاکی کا یہ پہلا ثبوت ہے کہ اسنے اپنی عاقلانہ تدبیر سے صبح ہونے سے پہلے اس مطول دیوار کو نہایت استحکامی اور مضبوطی کیساتھ اوٹھا لیا۔ اور معمار و مزدورون کے جھولیان زر نقد سے بھردین۔ سلطان بیگم نے باوجود قصور ہونے کے بہادر مغلون کے منھ بھردیے اور اب بڑے بڑے جوانمردون کی طبیعتین اس مہم سے برداشتہ ہوگئین لیکن افسوس کہ باوجود امتداد زمانہ کہین سے اوسکے لیے مدد نہ پہونچی۔ رسد کے علاوہ سامان جنگ کی قلت ہوگئی۔ مجبور ہوکر چاند بی بی نے حکم دیا کہ توپ مین چاندی کے گولے بھرکر شاہی لشکر پر اوتارے جائین اور جبتک دم مین دم ہے غنیم سے منھ نہ پھیرا جاے۔

اسکے بعد اوسے چند مقامات دیکر صلح کرلیگئی اور صلح کے بعد پھر دکن سے مخالفت کی گھٹا اوٹھکر متواتر لڑائیان وقوع پذیر ہوئین جسمین کبھی شکست اور کبھی فتح طرفین کو ہوئی آخر کار جب شاہزادہ دانیال اور اسکا جنرل خانخانان قلعہ احمدنگر مہم سر کرکے اکبر سے آملے۔ شہنشاہ اکبر نے اپنی فتحمندی کے مسرات مین خاص قلعہ آسا ہیر مین ایک عظیم الشان جلسہ کیا اور اپنے جان نثار اور بہادر جنرلون کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا بالخصوص شہزادہ دانیال کو بیشمار جواہرات نقد و جنس دیکر اعزاز بخشا۔

جب اکبر کی فتح و فیروزی کی ہوا ہندوستان خصوصاً دکن مین نہایت نرمی کیساتھ چلنے لگی تو ابراھیم عادل شاہ والی بیجاپور نے مبارکبادی کے متعلق تہنیت نامہ اور اوسکے ہمراہ نادر تحایف شہنشاہ اکبر کی خدمت مین ارسال کیے اور ساتھ ہی یہ بھی التماس کیا کہ مین اپنی لخت جگر بیگم سلطان کو شہزادہ دانیال کی خدمت کے لیئے آپ کے درگاہ مین ہدیتاً پیش کرتا ہون امید ہے کہ قبولیت سے عزت افزائی فرمائی جاے۔

اولوالعزم اکبر نے ابراھیم عادل شاہ کے تمام پیشکش کردہ تحفے بڑی خوشی سے قبول کیے اور جمال الدین حسین انجو کو بیگم سلطان کے لانیکا حکم دیدیا۔ اسی اثنا مین شہزادہ محمد سلیم کی شورش اور فساد انگیزی کی خبر شہنشاہ کی خدمت مین معروض ہوئی اور بیان کیا گیا کہ جہانگیر نے دار السلطنت مین سخت پریشانی پیدا کر رکھی ہے۔

اس وحشتناک خبر نے اکبر کو ایسا مشوش کیا کہ وہ بغیر بیگم سلطان کے آئے شہزادہ دانیال کو خانخانان کے پاس چھوڑکر آگرہ کی طرف روانہ ہوگیا۔

بیگم سلطان کے واقعات حیات جو اس زمانہ کے بعد کے حالات سے تعلق رکھتے ہین اسدرجہ محدود ہین کہ اسکی سوانحات

کا پورا خاکہ نہیں اوتر سکتا تاہم جو مختلف واقعات مختصراً ہم پہونچسکے مجملاً تحریر ہین -

یہ پتہ نہ چلا کہ بیگم سلطان شہزادہ دانیال کے خدمت مین کب آئی اور کس زمانہ مین شرعی مواصلت حاصل کی اور نکاح کے بعد کیا انقلابات وقوع پذیر ہوے -

بیگم سلطان علاوہ حسن وجمال اور ظاہری خوبصورتی کے باطنی صفات مثل علم وشجاعت وفراست کو رکھتی تھی -

یہ اس قسم کے اوصاف تھے جنپر شہزادہ دانیال اپنی جان فدا کئے اوسکی رضاجوئی پر ہر لحظہ آمادہ رہتا تھا

بی بی بائی

یہ پاکدامن اور بھولی خاتون شیر شاہ کی بھتیجی اور سلیم شاہ کی زوجہ تھی اسکے نام مین زیادہ اختلاف ہین کوئی مورخ صرف بائی اور کوئی ماہی بائی بیان کرتا ہے -

شیر شاہ کے کارنامے اسقدر کثیر التعداد ہین کہ تاریخی صفحات اوس سے پُر ہین اپنے زمانۂ حیات مین وہ وہ کارنمایان کیے ہین کہ اوسکے لیئے ایک دفتر علیحدہ درکار ہے -

سلیم شاہ نے شیر شاہ کے جانبازیون کی بدولت بہتسے ملک فتح کر لیئے اور بجائے بادشاہ کے شہنشاہ ہوگیا -

جب یہ متواتر فتوحات اپنے دفتر ہستی مین لکھ چکا تو اسکو امراض جسمی لاحق ہوے جس سے وہ دن بدن نحیف وزار ہوتا گیا اور کل نو برس حکمرانی کرکے عین عالم جوانی مین راہی ملک بقا ہوا -

بی بی بائی سلیم شاہ کی منکوحہ کے بطن سے صرف ایک لڑکا فیروز خان نام پیدا ہوا تھا - مبارز خان جو شیر شاہ کا بھتیجا اور بی بی بائی کا حقیقی بھائی تھا سلیم شاہ کی حیات ہی مین سلطنت کا مدعی تھا اور اپنے کو تخت وتاج کا وارث سمجھتا تھا تھا سلیم شاہ چونکہ اسکی وضع سے واقف تھا اسلیئے وہ بارہا بی بی بائی سے کہا کرتا تھا کہ اگر تو اپنے فرزند کو عزیز رکھتی ہے اور اوسکی زندگی وسلطنت کی خواہان ہے تو مجھے اجازت دے کہ تیرے بھائی کا خاتمہ کرکے اس خرخشہ کو مٹا دون کیونکہ مجھے اسکے اطوار کہتے ہین کہ میرے بعد تیرے فرزند کو قتل کرکے خود مالک سلطنت مین بیٹھیگا اور تعجب نہین کہ تجھے بھی اسکی ذات سے گزند پہونچے مگر وہ اپنے بھائی کو بے قصور جانکر رضامند نہوئی -

جب سلیم شاہ عازم خلد برین ہوا اُمرائے دولت نے فیروز خان کو اوسکے ولیعہد ہونے کے باعث تخت پر بیٹھایا مبارز خان کو اوسکی تخت نشینی نہایت ناگوار معلوم ہوئی اور دوسرے دن غضبناک ہوکر اپنے بھائیون کی معیت مین فیروز خان کے مارڈالنے کے لیے بیخوف محل مین گھس گیا بی بی بائی اس رشک محشر خبر کے سننے سے مضطرب ہوکر بھائی کے پاؤن پر گر پڑی اور فرط گریہ وزاری کی حالت مین التجا کی کہ فیروز کے قتل سے ہاتھ اوٹھا اگر تجھے ملک وتخت کی ضرورت ہی تو بلا تکلف اپنے قبضے ودخل مین لے مین خود اس سے دست بردار ہوتی ہون اور عہد واثق کرتی ہون کہ دہ زندگی بھر تیری اس خواہش کی مزاحمت نکریگا تو میری اور اوسکی جان سے درگذر تاکہ ہم دونون یہان سے ترک وطن کرکے کبھی اسطرف منہ نہ کرین یا ہم دونون کو مقید رکھ مگر بیچارہ فیروز کے خون سے اپنے ہاتھ نہ تر کر - یہ کہکر بی بی بائی اسقدر زار وقطار روئی کہ مبارز خان کا دامن تر ہوگیا - مگر اوس دامن تر نے ان جگر فگار بالون کی مطلق پروا نہ کی اور اپنی بہن کا سر ٹھکراتا ہوا فیروز خان کے پاس پہونچا اور اوس معصوم بچے کا خون بہاکر اپنا دل ٹھنڈا کرکے تخت دہلی پر متمکن ہوا اور اپنے کو محمد شاہ عادل کے لقب سے مشہور کیا -

بادشاہ بیگم

یہ دختر نیک اختر عالمگیر بادشاہ کی ہے جو دلرس بانو بیگم کے بطن سے تولد ہوئی اور محمد اعظم شاہ کی حقیقی ہمشیر ہوتی ہے عالمگیر نے جو فطرتاً کلام الٰہی اور مذہبی فرائض کا دلدادہ تھا پانچ برس کے ہوتے ہی تعلیم دلوانی شروع کی تھوڑے ہی عرصہ مین اسنے اپنے ذہن رسا کی بدولت نوشتخواندمین ہوشیار ہوگئی -

عالمگیر خود بڑا فقیہ اور مرتبہ شناس اہل فن تھا اسلیئے اوسنے بادشاہ بیگم کی ذہانت کا اندازہ کرکے ایک ضعیفہ عالمہ کو اسکی تعلیم پر مامور کیا جس نے بصد جانفشانی تعلیم فقہ کے ساتھ عربی مین کبید عالم بنا دیا - بادشاہ بیگم شعر بھی موزون کرتی تھی - عالمگیر نے ایک مہم سے مراجعت کی تو شعرا نے دربار نے فتحیابی کے مسرت مین چند قصائد اور تہنیت نامے پیش کیے

بادشاہ بیگم نے بھی حسب امر البعض خواہش ایک قطعہ بادشاہ کی خدمت مین لکھکر ارسال کیا - عالمگیر نے اس قطعہ کو چندبار پڑھا اور مطالب سے خوش ہوا لیکن اوسکے پشت پر عبارت ذیل ارقام کی -

دو برخوردار من! شاعری گے بے نتیجہ اور فضول فن مین مشغول رہنا تمہارا کام نہین - یہ فن عام آدمیون کے لیئے مایۂ فخر ہے نہ کہ تمہارے لیئے -

اسوقت سے اس خدا کی بندی نے جبھی لکر کبھی کوئی نظم موزون نہین کی -

بادشاہ بیگم قرآن وحدیث کی نہ صرف عالم و ماہر تھی بلکہ عامل و پابند تھی - بامرہ تلاوت کلام مجید مین مصروف رہتی - نواب بائی والدہ بدر النسا کو بادشاہ بیگم سے شاہ کو زیادہ الفت کرتے دیکھکر ملدر ہوتی تھی اور طیش مین آ کر عالمگیر کو طعنہ دیتی تھی کہ تم دلرس بانو کی اولاد کو میرے نور نظر پر ترجیح دیتے ہو - چونکہ نواب بائی عام لیاقتون مین بھی بادشاہ بیگم کو بدر النسا سے کم درجہ جانتی تھی اسلیے عالمگیر اکثر مواقع پر اپنے دونون لڑکیون کا امتحان لیتا تھا اور نتیجہ امتحان کیوقت نواب بائی کو سخت شرمندگی اوٹھانی پڑتی تھی -

بادشاہ بیگم حسن وخوبی کے اعتبار سے بھی لاکھ دو لاکھ مین ایک تھی - اعضا نہایت مناسب تھے - اسکے سرخ و سفید چہرہ [illegible] بھولا پن عجیب بہار دیتا تھا وہ کشیدہ قامت اور [illegible] نازک عورت تھی سیاہ آنکھین اگرچہ قدرت سے [illegible] تھین مگر شرم و لحاظ کے باعث جھکی پڑتی تھین اوسکی نازک ناک کو گلاب کے پھول کی کلی کہنا چاہیے جسکی [illegible] اوسر اودھر کے دونون گورے اور سرخی مائل رخسار [illegible] وہ بالکل چھوٹا تھا غرض خوبصورتی کے تقریباً اسباب مین ایک چیز بھی ایسی نہ تھی جو مسبب الاسباب نے اس مجموعہ خوبی مین کم کی ہو - بعلاوہ حسن ظاہری کے علم [illegible] [illegible] بے نیازی عالی حوصلگی فیاضی کے حسن باطنی سے مزین تھی عالمگیر جیسا زیرک و مدبر بادشاہ ہمیشہ اسکی صالحہ ہونے ف [illegible] کیا کرتا تھا - پھر ان باتون پر اگر اسکی بے تکلفی سادہ مزاجی خفیف انکسار کی صفتین ایزاد کیجائین تو افضلیت کا دائرہ نہ اول بیگمات تک محدود رہیگا جنکا تذکرہ مورخین نے اکثر کیا ہو

بلکہ ماننا پڑیگا کہ تمام بیگمات اسلام کا یا ستثنا چندہی شعار تھا - اسکی سادہ روی ہمیشہ شاہانہ شوکت پر غالب رہی مگر پھر بھی اسکی ایجاد پسند طبیعت نے زیب وزینت کے متن پر بہت سے حاشیے چڑھالئے جو نہایت ذوق اور مسرت سے حرم سرا کی تمام بیگمات نے تسلیم کیے - اور امرا و عمائد مین مروج ہوگئے -

بادشاہ بیگم اپنے باپ کیطرح ہمیشہ سادگی اور بے تکلفی کو پسند کرتی تھی بار ہا وہ اپنے خادمون کا ہاتھ بٹانے کے لیے اوٹھ کھڑی ہوتی تھی اور گھر کے ضروری کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی - ارباب کمال اور اہل فن کو ہزارون لاکھون روپے عطا کر دینا اسکی نزدیک کوئی بات نہ تھی - فیض [illegible] خان خلف زاہد خان مراد آبادی جو بادشاہ بیگم کا کوکا زادہ تھا - بڑا امیر کبیر شخص تھا اور چونکہ وہ نیک دل اور متشرع اور زہد و تقوی کا سخت پابند تھا - بادشاہ بیگم کی فیاضی سے مالا مال ہوگیا تھا - ایکدفعہ عالمگیر کے کسی مہم سے واپس آنے پر بادشاہ بیگم نے اوسے پچاس ہزار روپیہ نقد دیئے مگر افسوس یہ مخمل الحواس ہوکر فیاباکے مرض لاحق ہونے سے انتقال کرگیا بادشاہ بیگم اور خود شہنشاہ عالمگیر کو اوسکے انتقال کا بہت صدمہ ہوا اور شہزادی نے بہت سا روپیہ ایصال ثواب کی نیت سے فقرا و مساکین کو تقسیم کیا اور اوسکے چند روز بعد اوسکی قبر پر ایک نہایت شاندار عمارت بنوائی -

شہنشاہ عالمگیر جب ۱۰۶۹ھ مین مہم دارالشکوہ سے فارغ ہوکر دہلی آیا تو اس فتحیابی کی مسرت مین ایک عظیم الشان جشن مرتب کیا اس جشن مین کوئی تکلف اوٹھا نہ رکھا گیا تھا جب عالمگیر بزم عیش مین جلوہ گر ہوا حاضرین دربار کی مبارکباد کا شور و غل بلند ہوا - جہان پناہ نے ارکین سلطنت کو مخاطب کرکے فرمایا کہ زمانہ سابق مین جو اشرفی اور روپیہ کے ایکطرف کلمہ طیبہ ہوا اور دوسری سمت خلفاء راشدین کے نامون سے مزین ہوتا تھا یہ قاعدہ بالکل اوٹھا دینا چاہیے کیونکہ اس قسم کے درم و دینار اکثر اوقات خراب جگہ استعمال ہوتے اور بے دین لوگون کے پاؤن سے ملے جاتے ہین پس اس سے کلمہ طیبہ کی توہین اور بے تعظیمی ہے - اسلیئے ان نقوش کو اس سکہ کے ساتھ تبدیل کرنا مناسب ہے -

سکہ زد در جہان چو مہر منیر ٭ شاہ اورنگ زیب عالمگیر

اس جشن خاص مین علاوہ ترقی خواہان مملکت کے بادشاہ بیگم کو پانچ لاکھ روپیہ اور زیب النسا بیگم کو (۰۰۰۰۰بھ) اور زینت النسا بیگم کو دو لاکھ بدر النسا بیگم کو ایک لاکھ ساٹھ ہزار زبدۃ النسا بیگم کو ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ مرحمت ہوا - بادشاہزادہ محمد اعظم کو دو لاکھ روپے ایک شمشیر مرصع ایک چاندی کے ساز و یراق سے آراستہ ہاتھی مرحمت ہوا اور شاہزادہ محمد سلطان کے نام جو شجاع کے تعاقب پر مامور تھا تین لاکھ روپیہ مع خوان جواہر و ہاتھی کے نامزد ہوا اسی مہم سے شاہزادہ محمد معظم کو دو لاکھ روپیہ عطا ہوا اور شاہزادہ محمد اکبر کے بیٹے جو اس زمانہ مین دکن مین موجود تھا ایک لاکھ روپیہ امانت رکھے گئے -

پاربتی رانی

یہ سراپا حسن راجا جھجار سنگھ ولد راجہ نرسنگھ دیو حاکم بندیلہ کی محبوبہ دلنواز ہے جسکی شکل و شمایل کی حد مین بڑی دلچسپی سے بیان کی جاتی ہین صفحات تاریخ پر جہان حسینون کے عالمگیر حسن کا تذکرہ زیب تحریر ہے وہان رانی پاربتی کے دلفریب حسن کے اوصاف بھی ضرور لکھے ہین ہر عضو کی جدا جدا خوبصورتی کا اظہار طول ہوگا اتنا کہدینا کافی ہے کہ جو چیز صناع ازل نے اسکو عطا فرمائی تھی وہ ہر حسن پرست کے ہوش و حواس کھو دینے کیلیئے اکسیر تھی -

راجہ جو ایک بڑا دلاور اور جنگجو شخص تھا ہمیشہ اس حسن کی دیبی کی پرستش کیا کرتا اور اوسکی ایک ایک آن پر ہزار جان سے شیدا تھا ۱۰۴۵ھ مین جب شاہجہان بادشاہ کی جرار و خونخوار فوج نے جھجار سنگھ کو ہر طرف سے گھیر لیا - تو رانی پاربتی اپنے شوہر کے پہلو بہ پہلو محاصرین کے خوفناک حملے بڑے زور شور سے روک رہی تھی اور مردانہ وار کمر ہمت باندھے ہوے نہایت مستعدی کے ساتھ شاہی فوج کو کلہ بکلہ جواب دیتی تھی - پاربتی نے اس معرکہ مین اپنے شوہر کو بہت مدد دی اور اپنی شجاعت کے خوب ہی جوہر دکھائے - اسے کامیاب کرانے مین ہر طرح ہو گئی - مگر تقدیر سے انسان مجبور ہے جھجار سنگھ کا ستارۂ اقبال پستی مین صعود کر رہا تھا اور ادبار کی آگ نے اوسے چارون طرف سے گھیر لیا تھا - اگرچہ جھجار سنگھ اس معرکہ مین شکست کھا کر مفرور ہو گیا مگر پاربتی نہایت استقلال اور ثابت قدمی

کے ساتھ میدان جنگ مین کھڑی رہی اور اوسنے بھاگ جانے سے گرفتار ہونیکو ترجیح دی -

جھجار سنگھ کا باپ راجہ نرسنگھ دیو نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کا نہایت وفادار اور جان نثار مصاحب تھا جو ایام شاہزادگی سے جہانگیر کی وفات تک اوسکا ملازم خاص رہا شیخ ابو الفضل کو باشارۂ شاہ اسی نے قتل کیا - اوسی کے صلہ مین جہانگیر نے اپنی تخت نشینی کے بعد قلعۂ اوندچہ جو نہایت سرسبز و شاداب پرگنہ تھا راجہ نرسنگھ کے نام کر دیا تھا - جہانگیر کے عہد و اخر مین حکومت مین کچھ ابتری واقع ہوئی تو نرسنگھ کے دماغ مین بھی خودسری کی بو سمائی اور اوسنے بغاوت کا علم بلند کیا بادشاہ نے دیگر خرخشون سے فارغ ہوکر ایک خونخوار دستہ راجہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا کہ دفعتا شاہ بیمار ہوکر رحلت کر گیا اور یہ مہم ناتمام رہی کچھ عرصہ کے بعد نرسنگھ نے بھی انتقال کیا اور جھجار سنگھ اوسکا جانشین ہوا اور وہ بھی دائرۂ عبودیت سے منحرف ہوکر لشکر شاہ سے برسر مقابلہ ہوا اور بالآخر قلعہ جھجا مین عبد اللہ خان اور خان جہان لودی نے بڑی ترتیب سے فوج کو قلعہ پر چڑھایا لیکن وہان سے ناکامی اور شکست فاش ہوئی لیکن آخر کار وہ قلعہ ایرچ مین محصور ہو گیا اور چونکہ جہان پناہ بھی قلعہ گوالیار تک پہونچ گئے تھے اسنے بالیجاہ کے حضور مین وکیل بھیجکر معافی کی التجا کی بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کر دیا - لیکن بدنصیب جھجار پھر اپنے شورہ پشتی پر آکر باغی ہوا جسکے دوبارہ سرکوبی کے لیے عالمگیر کو مقرر کیا گیا -

شاہزادہ عالمگیر اوس مقام پر پہونچ گیا جہان سے قلعہ اوندچہ صرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا شاہی فوج اسی مقام پر مقیم ہوئی اور راجہ دیبی سنگھ ہراول نے بڑی مردانگی کے ساتھ قلعہ پر حملہ کیا اور پہلے ہی یورش مین جھجار کے کثیر التعداد مورچے فتح کرکے قلعہ کے نیچے پہونچ گیا اور تین طرف کا محاصرہ کرکے باقاعدہ فوجین ڈالدین - جھجار اپنے پانچہزار ہمراہیون کو لیے ہوے قلعہ کی فصیلون سے تیرون کا مینھ برسا رہا تھا -

پاربتی بھی نقاب افگندہ پیچ جھجار کے بغلین موجود تھی اور محاصرین کے زبردست حملے روک رہی تھی سچ یہ ہے کہ

اسوقت پاربتی نے اپنی فطرتی شجاعت اور دلاوری کے وہ جوہر دکھائے جس سے بڑے بڑے بہادرون کے رخ پھر گئے۔

رانی پاربتی کی یہ پہلی نظیر ہے کہ وہ اپنے باڈی گارڈ کو ساتھ لیکر آگے بڑھی اور قلعہ کے دروازے کی اوٹ مین ہوکر تین روز تک برابر حملہ آور فوج پر گولہ باری کرتی رہی۔ آخرکار شہزادہ عالمگیر بہت سے جلالت پیشہ اور صف شکن سوارون کو ساتھ لیکر آگے بڑھا اور اپنی بیدارمغزی اور صائب تدبیر سے محصورین کو اضطراب مین ڈالدیا ایک شب جہجار شاہی فوج پر شبخون مارنے کی غرض سے قلعہ سے نکلا اور تمام فوج کو مستعد کرکے باہر لایا۔ رانی پاربتی بھی اپنی قسمت کے آخری فیصلہ کے لیئے بدن پر ہتھیار لگائے ہوے ایک پیل پیکر گھوڑے پر سوار ہوکر نکلی اور پوری طاقت سے حملہ کیا۔ اتفاق سے عالمگیر اسوقت اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا تھا کہ گھوڑون کی ٹاپ اسکے گوشزد ہوئی چونک پڑا اور فوراً مسلح ہوکر خیمہ سے باہر نکلا ایک نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوا کہ شاہی فوج نرغہ مین آرہی ہے اور قتل کی جارہی ہے۔ عالمگیر نے اس ہیتناک سین کو دیکھکر نہایت استقلال سے کام لیا للکار کر کہا کہ او دغاباز جہجار سامنے آیا اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھا۔ اسقدر عرصہ مین غافل فوج مسلح ہوکر آمادہ جنگ ہوگئی اور شہزادہ کی محبت مین غنیم پر پل پڑی۔ پہلے ہی حملہ مین جہجار اور اوسکے ہمراہیون کے قدم اوکھڑ گئے اور سخت جنگ کے بعد اوسے پسپا ہوتا اور اپنی جان بچاکر بدستور قلعہ بند ہونا پڑا۔

دم سحر جہجار نے برقندازون کی کثیر جماعت ایک راجپوت افسر کی ماتحتی مین تعینات کی اور نقد و جواہر کے خزانون مین سے جسقدر خچرون پر اپنے ہمراہ لیجا سکا معہ اہل و عیال دہاموئی کی سمت بھاگ کھڑا ہوا۔ شاہی فوج مین جب اسکے مفرور ہونے کی خبر پہونچی فتح کے نقارے بجنے لگے اور قلعہ کی بنیاد مین تزلزل پڑ گیا قلعہ گشتا بہادرون نے تین رات دن کے تردد کے بعد قلعہ فتح کیا اور مشرقی دروازہ سے شاہزادہ عالمگیر مع لشکر کے داخل قلعہ ہوا۔ جنوبی دروازہ پر علم اسلام نصب کیا گیا اور قلعہ کی فصیل پر اذان دی گئی جسکی باجاہ و جلال صدا نے مخالفون کے دل ہلادیے۔ عالمگیر نے یہ قلعہ راجہ دیبی سنگھ کے حوالہ کیا اور خود قلعہ دہاموئی کیطرف سرعت سے بڑھا اور تیسرے دن وہان جاکر ڈیرے ڈالدیئے جہجار کو یہ خبر پہونچی تو اوسکے حواس جاتے رہے اور ایک وکیل کی معرفت عفو تقصیر چاہی ابھی فوجی افسرون کے یہ خبر گوش گذار نہوئی تھی کہ بہادران جنگجو اپنے جوش فطرتی کو نہ ضبط کرسکے اور جنوبی حصہ کیطرف سے قلعہ مین پہونچکر دروازہ مین آگ لگادی اور من چلے سردار قلعہ مین داخل ہونے لگے جہجار سنگھ کو جب یاس کلی ہوگئی اضطراب کی حالت مین قلعہ سے باہر نکل آیا اور اندھیری رات کے پردہ مین چھپکر درختون کے جھنڈون مین سے ہوتا ہوا جسطرف منہ اوٹھا بھاگ نکلا۔

خاص قلعہ مین سخت جنگ ہوئی اور اگرچہ تھوڑی دیر تک رونے کی آوازین گوش زد ہوتی رہیں بند ہوگئیں کیونکہ جہجار فرار ہوچکا تھا عالمگیر نے اس دار و گیر کو روک کر منادی کردی کہ طلوع آفتاب سے قبل قلعہ مین کوئی داخل نہو لیکن غارت پیشہ لوگ جو سیلاب کیطرح قلعہ مین داخل ہونے کے لیے بیقرار تھے اپنے سردارون کا حکم بالائے طاق رکھکر قلعہ مین گھس گئے اور جو نقد و اسباب قلعہ مین موجود تھا لوٹ لیا عورتین بچے سب گرفتار کرلیئے گئے جہان دوران خان نے جنہ پاکر ایک دستہ کو اپنے ہمراہ لیا اور قلعہ مین پہونچکر اوسنے اس بیرحمانہ برتاؤ سے سبکو روکدیا۔ یہ ابھی قلعہ ہی مین تھا کہ مشرقی برج سے ایک بلند صدا پیدا ہوئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اہل قلعہ کی ایک کثیر جماعت فرصت فرار نہ پاکر موت کا انتظار کر رہی ہے محمد اصغر پسر محمد جعفر (انکی گرفتاری) کو آگے بڑھا اور اسکی روشنی گل بارود خانہ مین لگکر قلعہ کے ایک حصہ او صدہا آدمیون کی جانین لے گیا۔

دوسرے دن خان دوران خان مدفون خزانون کے تفحص اور ضبط اموال کیطرف متوجہ ہوا ایک جنگل مین لوٹ دوت نقد و اور سونے سے بھرا ہوا اکنوان پایا گیا اسکے سوا تین اور کنوین زر نقد سے لبریز دستیاب ہوئے۔

عالمگیر نے انتظام قلعہ کے لیئے خان جہان کو حکم دیا اور خود بجمیعت خاندوران خان اور عبداللہ خان جہجار سنگھ کے تعاقب مین بڑھا جہجار سنگھ قلعۂ دہاموئی سے فرار ہوکر شاہ پور پہونچا اور جب یہان بھی اوسے چین سے بیٹھنا نہ ملا تو دیوگڑھ کیجانب روانہ ہوا۔

ادھر خاندوران خان اسکا تعاقب کرکے شاہ پور مین پہونچے

اور جو اشیاء باقی تھین اونکو ضبط کرکے جہجہار کے عقب مین روانہ ہوا غروب آفتاب کے وقت ایک موقع پر جہجہار سنگھ شاہی فوج کے نرغہ مین آگیا - جب برچھون اور نیزون سے لڑائی گذر گئی تو اوسوقت دونون لشکریون نے میان سے تلوارین گھسیٹ لین - رانی پاربتی نے ایسی شجاعت وبہادری کی جو قابل مدحت ہو اور وہ تواریخ مین آجتک جلی حرفون مین لکھے نظر آتے ہین - اس شجاعت پناہ عورت نے اس موقع پر وہ شمشیر زنی کی جو کبھی بڑے بڑے شجاعو نسے ممکن نہ تھی جسطرف اوسکی بے پناہ تلوار جاتی تھی ایک دو کے خون ضرور چاٹکر آتی تھی غرض اس گھمسان جنگ مین رات نے آکر ایک کو دوسرے سے جدا کردیا - اور ناموس فروش جہجہار سنگھ اور اوسکا فرزند بکرماجیت کا پتہ نہ ملا تو اوسکو سخت تشویش ہوئی چونکہ فوج اور چالوز تکان سے شست ہوگئے تھے مجبور لب دریا فوج کا پڑاو ڈالدیا اور خفیہ خفیہ جہجہار اور اوسکے فرزند بکرماجیت کی تحقیق خبر مین سراغ لگانے لگا صبح ہوتے ہی دونون کے سر بھی آگئے - خاندوران خان نے اپنی فتحمندی کے شادیانے بجانیکا حکم نافذ کیا اور جہان پناہ کو ان مختصر لفظون مین فتح نامہ لکھا - کہ مین نے جہان پناہ کے اقبال سے قطعی طور پر فتح حاصل کرلی جہجہار اور اوسکے فرزند بکرماجیت کے سر میرے سامنے ہین اور اوسکی مہر انگشتری میرے ہاتھ مین ہے -

قاصد نے صرف سات دن مین اس پانسو فرسنگ کی راہ کو طے کرکے شاہجہان کے دربار مین اپنے کو پہنچا کر خوشخبری دی - دو روز کے بعد جہجہار اور بکرماجیت کے سر پہونچے اور عبرت کے لیئے تمام اکبرآباد مین تشہیر کرانکے ان سرون کو سرا کے دروازہ پر لٹکا دیا گیا - رانی پاربتی اور جہجہار کے کل اہل وعیال جو شاہی فوج کے گرفتاری مین تھے عین شاہانہ جشن کے وقت مجلس مین پیش کی گئی بادشاہ نے اول رانی پاربتی پر اور پھر دیگر مقیدین پر اسلام پیش کیا سب نے بخوشی قبول کیا اسپر بادشاہ نے انھین خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور حرم سرا مین داخل کرلیا -

نواب قدسیہ پرہیز بانو بیگم

یہ باعصمت خاتون شاہجہان اکبر کی اولاد تھی یہ قندھاری بیگم کے بطن سے تھی -

قندھاری محل مرزا حسین صفوی کی عزیز لڑکی تھی جو علاوہ حسینہ وجمیلہ ہونے کے متوسط درجہ کی تعلیم یافتہ تھی امور نقلی مین

خاص ملکہ تھا -

یہ غالباً شاہجہان کی پہلی بیگم ہے جس نے شاہی محلسرا مین قدم رکھتے ہی محلات کی سلطنت کا پلٹ دی اپنی تعلیمی برکتین نہایت شائستگی اور تہذیب کے ساتھ عام طور پر رائج کردین اور شاہی محل کے چپے چپے پر تدریس کا مشغلہ جاری ہوگیا - پرہیز بانو بیگم گو اپنی مان کے طرح علامۂ زمان نہ تھی - تاہم وہ علم سے بے بہرہ بھی نہ تھی - شاہجہان پرہیز بانو بیگم کو نہ محض اس باعث چاہتا تھا کہ وہ عمر مین سب اولاد سے بڑی تھی بلکہ اسکی اتقا اسکی علمی قابلیت اوسکی طباعی اور فہم وفراست - خانگی انتظام کے باعث دل وجان سے عزیز رکھتا - اور ہر امر مین اسکی دلجوئی کرتا تھا - شاہجہان کے انتقال کے بعد وارث تخت وتاج اورنگ زیب عالمگیر اپنی تمام وہمشیر وبرادرین پرہیز بانو بیگم ہی کو ہمیشہ واجب الاحترام سمجھتا رہا اور انتہا سے زیادہ اسکی تسلی دلجوئی مین مصروف رہا جنگی وملکی معاملات کے علاوہ کوئی خانگی جھگڑا ایسا نہوتا تھا جو اس بیگم کے مشورہ بغیر فیصل ہوتا ہو - اور اوسکی رضاجوئی کے باعث فہرست انعامات وخلعت مین اوسکا نام سب سے پہلے لکھتا -

١٠٨١ھ ہجری کی دسوین ذیحجہ کو جب عالمگیر عید الضحیٰ کی نماز اور قربانی کے ارکان سے فارغ ہوا تو قلعۂ دہلی مین دربار عام منعقد کیا - ارکان سلطنت حسب قاعدہ قدیمہ عید کی مبارکباد اور نذر انے گذرانے کے لیئے شاہی دربار مین حاضر ہوے بادشاہ نے تمام نذرانون کو قبولیت کا شرف عطا فرمایا کے ہر شخص کو اوسکی قدر ومنزلت کے موافق انعام واکرام عطا کیئے جب درباریون کا ہنگامہ نکل گیا تو محلسرا کے شہزادون اور بیگمات کا نمبر آیا - عالمگیر نے نواب قدسیہ پرہیز بانو بیگم کی انتہا درجہ تعظیم وتکریم کی اور نہایت شفقت سے اپنے داہنے پہلو مین بٹھا کر مزاج پرسی کے بعد پانچہزار اشرفیان مرحمت فرمائین - بیگم نے یہ رقم بڑی خوشدلی اور مشکوری کے ساتھ قبول کی اور چلتے وقت کل اشرفیان اپنے مرتبہ پرور قدردان بھائی پر نثار کرکے فقرا کو خیرات کردین -

اس حکایت سے پرہیز بانو بیگم کی فیاضی کا اندازہ ہوسکتا ہے غربا ومساکین کو زر ومال بخشنا اسکا خاص شیوہ تھا - کوئی حاجتمند ایسا نہ تھا کہ اسکے پاس سے اپنا دامن امید پر کیئے نہ لیگیا اسکی سخاوت کے کارنامے ابتک ضرب المثل ہین -

رانی تارا بائی

یہ رام راجہ کی پیاری رانی عقل وفراست مین مشہور زمانہ تھی۔ رام راجہ سیوا کا تعلقدار کا حقیقی بھائی تھا جس نے شہنشاہ عالمگیر سے سرتابی کرکے شاہی فوج کو انتہا درجہ برہم کیا اور دو سال تک بڑی دلیری کے ساتھ لڑتا رہا۔ اور سنہ ۱۱۰۹ھ مین ایک خونخوار جنگ کے بعد مارا گیا۔

رام راجہ نے یہ خبر سنکر اپنے تعلقہ کو چھوڑ دیا اور ملک برار ہوتا ہوا مختلف مقامات پر شاہی فوج سے لڑتا ہوا برار کے صحرا مین دورا نیان اور دو صغیر سن لڑکے چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ اور بدنصیبی سے اسکے بعد ہی بڑا لڑکا پانچ برس کی عمر مین قضا کر گیا۔

رام راجہ کے گذرنے کے بعد رانی تارا بائی نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی اور افسران مرہٹہ کی کوشش وصلاح سے برار پہاڑون سے نکلکر دکن کے ہر صوبہ مین آتش بغاوت مشتعل کرنی شروع کردی اور سولہ ہزار سوارون کی جمعیت سے بندر سورت پر یورش کردی اور خاص سورت اور اوسکے مضافات کو تاخت وتاراج کرکے احمد آباد کی سمت باگ اوٹھائی اور دریاے نربدا جو احمد آباد اور بندر سورت کو جدا کرتا او رتیزی کے ساتھ بہتا ہے عبور کرکے بڑی تندی کیساتھ شہر احمد آباد پر آدھمکی۔

عبد الحمید خان جو شہزادہ محمد اعظم شاہ کا نائب تھا سرعت کے ساتھ صوبہ احمد آباد کے کل فوجدارون کو اکٹھا کیا اور مشاورت باہمی کے بعد ایک معقول دستہ فوج محمد بیگ خان نظر علی خان اور التفات خان وغیرہ افسرون کی ماتحتی مین روانہ کیا۔

تارا بائی نے جب شاہی فوج کا اپنی طرف رخ دیکھا تو اس نے خاص احمد آباد سے ہٹ کر نربدا کے اوس پار جاکر مورچے قائم کیے۔ شاہی فوج نربدا اوترکر عین نربدا کے ساحل پر مقیم ہوئی۔ ان دونون لشکرون مین کل سات میل کا پٹہ تھا۔ دوسرے دن دم سحر تین ہزار سوار مکلف وآراستہ ہوا دریا پر سوار ہوے اور فوج احمد آباد نے بھی آلات حرب سے مسلح ہوکر کمال چستی کے ساتھ حملہ کیا دو گھنٹہ کامل سخت جنگ رہی اور انجام کار شاہی فوج غالب آئی اور مخالفین نے پیچھا دکھایا۔ شاہی بہادرون نے دو تین میل تعاقب۔ اسباب خزانہ اور متعدد قیمتی گھوڑے اور بیشمار ہتھیار اس غارتگری مین ہاتھ آئے اور کوس شادمانی بجاتے ہوے لشکرگاہ کی طرف واپس آئے۔

اور ہتھیار کھول ڈالے گھوڑون کی پشتون سے زین جدا کرنے کچھ کھانا پکانے اور کچھ پیر پھیلا کر میٹھی نیند لینے مین مشغول ہوگئے مگر کایک آٹھ ہزار سوار سیلاب کیطرح شاہی فوج پر بڑھتے چلے آئے اور اس سرعت کے ساتھ حملہ کیا کہ شاہی سپاہ مسلح بھی نہو سکی صرف پیادون کی جمعیت ہتھیار بند تھی اور وہ نہایت استقلال سے لڑائی رہی۔ اس مہلت مین افسرون نے بھی اپنے کو ہتھیارون سے مسلح کرکے مقابلہ کے لیے مستعد کرلیا لیکن آخر کار شاہی فوج ہی کو ایک کثیر نقصان کے ساتھ زک اوٹھانی پڑی۔ رانی تارا بائی کے لشکر مین جیت کے نقارہ بجنے لگے۔ اور مرہٹون نے اپنی معمولی غارتگری اور تاخت وتاراج سے مالا مال ہوگئی دوسرے دن یہ فوج عالمگیر کے خوف سے پیچھے ہٹ گئی اور بندر سورت مین اپنا ہیڈکوارٹر مقرر کرکے رفع تکان اور درستی سامان مین مشغول ہوئی۔

عالمگیر نے چند فتوحات کے بعد سنا کہ پریا نائک زمیندار نے علم بغاوت بلند کیا ہے اسلیے اوسنے اپنے صوبے داران بیجاپور وغیرہ کے نام احکام جاری کیے کہ وہ مایدولت سے ایک دو روز پیشتر تمنا زعہ پر اپنی پوری جمعیت کے ساتھ پہونچکر قلعہ واکنکیرا کا محاصرہ کرلین۔

پریا نائک کو شاہی فوج کے جنبش وحرکت کی خبر ہوئی تو اوسنے اپنے قلعہ کو زیادہ مستحکم بنایا اور غلہ اور ہر ضروری اشیا فراہم کی جو فوج منتشر تھی اوسکو مجتمع کرکے قلعہ مین داخل کرلیا۔

رانی بائی اور دیگر سرداران مرہٹہ مطلع ہونے پر دل بادل کیطرح نائک کی کمک مین چارون طرف سے امنڈ امنڈ کر آگھرے۔

رانی تارا بائی نے اپنی تمام فوج مین سے دس ہزار سوار جیسے جو اپنی بہادری کے لیے نامور ہونے کے سوا نہایت سفاک وخونخوار اور اکثر لڑائیون مین اپنے تجربہ سے دشمنون کو زک دیکر فائدہ اوٹھا چکے تھے میدان جنگ مین روانہ کیے اونھون نے آتے ہی شاہی فوج پر سوا ہتے گولے اوتارے۔ گو تمام فوج اس اچانک جنگ کے لیے بالکل طیار نہ تھی مگر ذو الفقار خان کے مجت مین مین سپاہ مسلح تھی اوسنے نہایت حوصلے سے مقابلہ کیا اور اس ضمن مین باقیماندہ تمام فوج مستعد وآمادۂ پیکار ہو۔ اور اسنے بھی گولون کی بوچھار کردی کہ اہل قلعہ کے دل دہل گئے۔

دوسرے روز خود رانی تارا بائی اپنے جانباز اور چیدہ سوارون


مطبوعہ نصرت المطابع دہلی



ہزہائنس راج رانا صاحب بہادر فرمانروائے جھالاوار



ہزہائنس مہاراجہ صاحب بہادر فرمانروائے۔ چمبہ

نمبر شمار	نام ریاست	نام علاقہ	نام فرمانروایان ریاست مع خطاب والقاب	تاریخ مسند نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
			ہز ہائینس کا مذہب سکھ اور گوت سدھو ہے اس ریاست کی بنا راجہ بچپت سنگھ صاحب نے ۱۷۶۳ء مین قائم کی آپکو ریاستی امور مین کمال انہماک ہے اور امور رفاہ عام مین کمال دلچسپی رکھتے ہین آپکے زمانہ مین ریاست کے متعدد صیغوں مین اصلاح اور ترقی ہوئی۔ سردار شمشیر سنگھ صاحب۔ منشی برج نراین صاحب۔ میر نجف علی صاحب ممبران سکرٹری سردار ہرچند سنگھ صاحب حکیم نیاز محمد خان صاحب بخشی فوج					
۶۰	چرکھاری	بندیلکھنڈ	ہز ہائینس مہاراجہ دہراج سپہدار الملک سر ملکھان سنگھ جی دیو بہادر۔ کے۔ سی۔ الیس۔ آئی	۱۰ر جولائی سنہ ۱۸۸۰ء	۷۰۳	۱۲۳۰۹۶	۶۰۰۰۰۰	اُردو بندیلکھنڈی
			بانی ریاست راجہ کہان سنگھ خلف دوم دیوان کرت سنگھ تھے۔ موجودہ رئیس بیدار مغز انتظام خوب صید و شکار مرغوب۔ رفاہ عام امور مین دلی رغبت۔ خیرات کی طرف رجحان۔ رعایا نواز۔ خیرخواہ گورنمنٹ ہین۔ (مدار المہام) راؤ بہادر دیوان جہو جہار سنگھ جیو دیو سی۔ آئی۔ ای نے رعایا کے دلون کو اپنی انصاف کی بدولت ہاتھ مین لے رکھا ہے۔ (نائب دیوان) گنگا سنگھ جیو دیو۔ (ولیعہد) سری راجہ بہادر سری کرشن جیو دیو۔ ریلوے اسٹیشن جہو یا بفاصلہ ۳۰ میل۔					
۶۱	چمبہ	پنجاب	ہز ہائنس راجہ بھوری سنگھ صاحب بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای	۷ر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء	۳۱۲۶	۱۱۲۸۰۰۰	۳۵۰۰۰۰	ہندی اُردو
			پنڈت موہن لال صاحب جج۔ لالہ جی رام پوری صاحب سررشتہ دار ہوتی سنگھ صاحب مجسٹریٹ۔ لالہ جیدیال صاحب جج خفیفہ۔					
۶۲	چھتر پور	بندیلکھنڈ	ہز ہائنس مہاراجہ وشاتہہ سنگھ صاحب بہادر	۳ر فروری سنہ ۱۸۶۷ء	۱۱۱۸	۱۵۶۱۳۹	۳۲۵۰۰۰	بندیلکھنڈی
			مورث اعلی کنور سونی شاہ صاحب تھے۔ انتظامی حالت قابل اطمینان ہے۔ رعایا خوش۔ رئیس عالی منتظم۔ دلیر۔ ترقی ریاست مین منہمک۔ جدید عمارات کے تیار کرانے کا شوق۔ رفاہ عام کا خیال۔ زراعت کی طرف رغبت۔ خیرخواہ سرکار انگلشیہ۔ ریلوے ریاست جہو بابفاصلہ ۳۲ میل۔ (دیوان) چوبے بدہ پرکاش صاحب (پرائیوٹ سکرٹری) منشی محمد فضل حق صاحب بی۔ اے۔ (میر منشی) منشی بلدیو پرشاد صاحب۔ سید محمد انسپکٹر پولیس۔ خادم حسین صاحب وکیل۔ حکیم سراج الحق صاحب سررشتہ دار					
۶۳	دہرنگدرہ	بمبئی	ہز ہائنس مہاراجہ سری جیت سنگھ جی راج صاحب بہادر	یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء	۱۱۶۷	۱۰۰۰۰۰	۹۰۰۰۰۰	۰
			ریاست ہذا اہتمام کاٹھیاواڑ کی ریاستون مین ایک خاص اقتدار رکھتی ہے آپکو تھوڑا عرصہ عنان حکومت ہاتھ مین لئے ہوئے ہوا لیکن بایں ہمہ انتظام قابل قدر ہے آپ کے عہد مبارک مین بہت سی اصلاحین ریاست مین کی گئین یتیمیں نہایت سیر چشمی اور دریا دلی سے آپنے روپیہ صرف کیا۔ ایک پبلک کتب خانہ اور ایک مکان تیار کرایا ہے لاکھ مجی پرواہان جیسا ملکا ریاست کی خوش نظمی کی رعایا نہایت شکر گزار					
۶۴	رتلام	وسط ہند	ہز ہائنس راجہ سجن سنگھ صاحب بہادر۔	۱۵ر دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء	۲۰۵	۳۰۰۳۸	۱۰۰۰۱۳	ہندی انگریزی
			ہز ہائنس ۱۸۸۰ء مین پیدا ہوئے آپ کے مورث اعلی راجہ رتن سنگھ کا سلسلہ نسب راجپوتان جودھپور سے ملتا ہے عہد جہانگیر بادشاہ دہلی مین بادشاہ کے روبرو ایک فیل مست کو ایک کٹار سے مجروح کیا اور وہ کٹار ریاست کے سلح خانہ مین اب تک موجود ہے بادشاہ نے خوش ہوکر تین لاکھ روپیہ کی جاگیر مع دیگر تحایف عنایت کی۔ آپ نے پرگنہ دہار مین سکونت اختیار کی اور ۱۶۵۲ء مین قصبہ رتلام کی بنیاد ڈالی اور اسکو اپنا دار الریاست قرار دیا۔ اون کے نو اڑیون سے فرزند تھے سب سے بڑا چھتر سال تھا اور راج سنگھ اور ناہر سنگھ و کرن سنگھ و اکہی راج و پرتھی راج و کشن سنگھ و سکٹ سنگھ و جیت سنگھ چھوٹے تھے جب رتن سنگھ مع چھ ہزار راجپوتون کے قتل ہوئے تو اون کے بڑے بیٹے چھتر سال نے مسند ریاست پر قدم رکھا ان کے چار فرزند تھے بعد چھتر سال کے تین بیٹون مین نفاق پیدا ہوا اور ہٹی سنگھ اور کیسری سنگھ و پرتاب سنگھ مین فساد کے باعث کشت وخون کی نوبت پہونچی تو یہ رای قرار پائی کہ ملک کے تین حصے کیئے جائین اور رتلام جسکے حصہ مین آئے اوسکو بارہ مواضعات اور زیادہ ملین اس رائے سے اتفاق تو ضرور ہوا مگر ہر ایک شخص رتلام کا خواہان ہوا اسکا فیصلہ یون قرار پایا کہ ہر ایک کے نام چٹھی لکھکر اسکا فیصلہ کرین چنانچہ رتلام ہٹی سنگھ کے نام دہامنود کی چٹھی نکلی کیسری سنگھ کے نام رتلام کی چٹھی نکلی اور پرتاب سنگھ کے نام راؤٹی کی چٹھی برآمد ہوئی کیسری سنگھ رتلام کا راجہ ہوا انکے بعد راجہ مان سنگھ اور راجہ پرتھی سنگھ اور راجہ پدم سنگھ۔ راجہ پربت سنگھ۔ راجہ بلونت سنگھ۔					

مسند ریاست پر قدم رکھا گورنمنٹ عالیہ نے خان بہادر شہامت خان سی آئی ای آپ کو ریاست تلام کا سپرنٹنڈنٹ
انکی وجہ سے ریاست کا انتظام اچھی طرح سے ہوا پھر خود کچھ عرصہ تک حکومت کرکے ۱۸۹۱ء کو انتقال کیا اور والی حال
بہادر انکے جانشین ہوئے چونکہ آپ نابالغ تھے اسلئے انتظام ریاست خان بہادر خورشید جی رستم جی کو سپرد ہوا - آپکو ۱۵ ستمبر ۱۸۹۴ء
کامل عطا ہوے آپ تعلیم یافتہ بیدار مغز رئیس ہین - پنڈت بابو رام صاحب والی داکر تی اے ایل ایل بی دیوان منشی سالگرام صاحب پردہ
مولوی عبدالحق صاحب وکیل دربار - لالہ باسدیو پرشاد صاحب منتظم حسابات - میر کاظم حسین تحصیلدار - قاضی پناہ محمد
مہتہ تحت سنگہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس - مسٹر داراب جی صاحب پرنسپل سنٹرل کالج - یہ سب اعلی درجہ کے لایق اور
منصبی کو دیانت داری سے انجام دیتے ہین - قاضی سید عنایت علی صاحب قاضی ریاست - سیٹھ اونکار لال صاحب خیر طلب رئیس و ریاست

[illegible]	ہز ہائینس راجہ راوت بینی سنگہ صاحب بہادر -	اگست ۱۸۹۲ء	۸۰۰	۸۸۳۷۶	-
وسط ہند					

اوسٹ راجپوت راجہ جھوج اور راجہ بیرو کرماوتھ کے خاندان مین ہین - آپکے پردادا راوت موتی سنگہ نے اسلام قبول کرکے عبدالو
نام اختیار کیا اور گورنمنٹ انگریزی سے اونکو خطاب نواب کا عطا ہوا تھا لیکن ۱۸۳۸ء مین اون کے انتقال کے بعد راوت بختاور سنگہ
رئیس ہوکر ۱۸۶۲ء مین فوت ہوئے جنکے بعد راوت بل بہادر سنگہ صدر نشین ہوئے اونکے بعد آپ مہاراجہ جلوہ آرائے مسند ریاست
اپنے قدیمی ہیبت قایم ہین آپ نہایت مہربان اور ہر دلعزیز حکمران ہین آپکا ہر ایک دل گرویدہ ہے اور آپ عادلانہ نظر رکھتے ہین آپ ہمہ صفات موصوف ہین رعایا آپکی شاد اور
شاد رہے - وزیر لالہ شیو ناتھ صاحب پرائیوٹ سکریٹری کرشن پرشاد صاحب میر منشی دربار سید مشتاق علی صاحب - ولیعہد راجکوار نرسنگہ صاحب بہادر ہین

[illegible]	ہز ہائینس مہارانا سری چھتر سنگہ جی بہادر	۲۰ مئی ۱۸۹۵ء	۱۶۰۰	۱۱۷۱۷۵	۸۰۰۰۰
بمبئی					

آپ اپنے والد کے انتقال کے بعد والی ریاست اور جانشین تسلیم کیئے گئے - حالت انتظام قابل اطمینان ہے - (دیوان)
ایڈل جی کرنوالا صاحب نہایت سرگرمی کے ساتھ اپنے فرایض کو انجام دیتے ہین -

[illegible]	ہز ہائینس نواب محمد شیر خان جی بابی بہادر -	-	۱۱۵۰	۹۸۰۱۷	۵۰۰۰۰
بمبئی					

آپ بالفعل راجکمار کالج راجکوٹ مین تعلیم پا رہے ہین نہایت ذکی الطبع ہونہار معلوم ہوتے ہین انتظام ریاست کارکنان کے ذریعہ سے انجام ہوتا

[illegible]	ہز ہائینس آنریبل راجہ سر سرید دلبکرم پرکاش صاحب بہادر کے سی ایس آئی	۲۷ اکتوبر ۱۸۹۵ء	۱۰۴۷	۱۳۶۶۴۸	۱۵۰۰۰
پنجاب					

آپ قوم کے راجپوت ہین انگریزی فارسی مین استعداد کافی رکھتے ہین کونسل وایسرائے کی ممبری کا افتخار حاصل ہو چکا ہے جملہ امور ریاست
انجام دیتے ہین رعایا آپ کی انصاف پروری اور غریب نوازی سے کمال مسرور ہے - (سکریٹری چیف) سردار نراین سنگہ
(میر منشی) سوداگر لال صاحب - (مصاحب) میرزا عاشق حسین صاحب (ولیعہد) پرنس امیر سنگہ صاحب بہادر

پنجاب	ہز ہائینس مہاراجہ ڈشت نکندن سین صاحب بہادر -	۱۸۷۹ء	۴۶۰	۸۳۴۰۶	۱۴۳۹۹۴
بندیلکھنڈ	ہز ہائینس مہاراجہ بیر سنگہ دیو بہادر -	۱۸ جون ۱۸۹۶ء	۱۲۸	۳۳۳۷۲	۱۰۰۰۰۰

بانی ریاست راجہ پرسرام سنگہ خلف دیا رام سنگہ تھے - موجودہ رئیس کا دلیری مین جواب نہین - انتظامی حالت ا
ترقی ریاست مین مصروف - رعایا نوازی بدرجۂ اولی - دیوان ریاست قابل تعریف ہین - ریلوے سنی ریلوے اسٹیشن موٹھ فاصلہ

وسط ہند	ہز ہائینس مہاراجہ رام سنگہ جی صاحب بہادر	-	۳۵۰	۸۳۸۰۰	-

ابتدا مین یہ ریاست سیندھیا کی خراجگزار تھی - ۱۸۲۰ء سے ظل حمایت گورنمنٹ انگلشیہ آگئی - آپ اور والیا
تلام ہم خاندان اور رعایا نواز ہین - (مدار المہام) نہایت نیک خصلت اور رعایا نواز اور خیر خواہ ریاست ہین

وسط ہند	ہز ہائینس راجہ جسونت سنگہ صاحب بہادر -	۱۸۵۵ء	۵۰۰	۲۵۷۳۱	[illegible]

انتظام ریاست حسب دلخواہ - رعایا بوجہ انصاف پروری سے کمال خوش - زراعت ترقی پذیر ہے - (دیوان) پنڈت برج کرشن
صاحب (پرائیوٹ سکریٹری) ہرنراین شکیل صاحب -



ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر فرمانروائے فرید کوٹ

نمبر شمار	نام ریاست		نام حالیہ حکمران روایان ریاست مع خطاب و القاب	تاریخ مسند نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
۷۳	فریدکوٹ	پنجاب	ہزہائینس فرزند سعادت نشان حضرت قیصر ہند برار بنس مہاراجہ بلبیر سنگھ صاحب بہادر۔	۱۲ دسمبر ۱۸۹۶ع	۶۴۳	۱۱۵۰۰۰	۴۲۵۰۰۰	ہندی پنجابی

ہزہائینس سدھو جاٹ عرف برار انگریزی اور گورمکھی تعلیم یافتہ ہین - رائے بہادر شیوہ کنٹ لاری لال صاحب مدار المہام کی وساطت سے جملہ مہمات ملکی سرانجام ہوتے ہین ریاست سرسبز و شاداب ہے کیونکہ انتظام کی عمدہ حالت نے اسکو دن بدن ترقی پذیر کر دیا ہے (چیف سکرٹری) سردار گلاب سنگھ صاحب - دیوان عزیز بخش صاحب - دیوان بھگوانداس صاحب - دیوان ہری چند صاحبان ممبران کونسل - (اسسٹنٹ پرایویٹ سکرٹری -) لالہ شیونراین صاحب (مصاحب) عبدالحمید صاحب - جہان ایسے ایسے لائق اہلکار ہون ریاست کیون نہ ترقی پائے -

نمبر شمار	نام ریاست		نام حالیہ حکمران روایان ریاست مع خطاب و القاب	تاریخ مسند نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
۷۴	کپورتھلہ	پنجاب	فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت انگلشیہ مہاراجہ راجگان مہاراجہ سر جگت جیت سنگھ صاحب بہادر کے - سی - ایس - آئی	۱۸۹۰ع	۶۵۲	۵۰۰۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	پنجابی - اردو

اس ریاست کے بانی نواب جسا سنگھ تھے جنکی ساتوین پشت مین مہاراجہ صاحب حال ہین آپکا سلسلہ نسب راجگان چندر بنسی بھٹی راجپوت اور راؤ ۔ والیان جیسلمیر تک پہنچتا ہے ۱۸۰۶ع مین عہدنامہ گورنمنٹ برطانیہ کا بوساطت لارڈ لیک صاحب سردار رنجیت سنگھ و فتح سنگھ سردار ایہ ہوا تھا راجہ نہال سنگھ کو جنگ ملتان کی امداد کے صلہ مین ۱۸۴۹ع کو خطاب راجگی و بہادری عطا ہوا اونکے صاحبزادے مہاراجہ رندھیر سنگھ نے بصلہ خدمات غدر ۱۸۵۷ع خطاب سی - ایس - آئی - گورنمنٹ انگلشیہ سے مع ایک وسیع علاقہ بونڈی بھٹولی وغیرہ بطور استمراری مزید برآن حاصل کیا ۱۸۷۰ع مین بعد قضا کرنے مہاراجہ کھڑک سنگھ کے ہزہائینس جلوہ آرائے مسند ریاست ہوئے آپ فارسی ہندی اردو و انگریزی مین پوری دستگاہ رکھتے ہین بلکہ فرانسیسی زبان مین بھی اچھی طرح کر سکتے ہین آپ اپنی ریاست کا انتظام نہایت عمدہ تدابیر او عاقلانہ طرز سے انجام فرماتے ہین ریاست مین آپ نے عالیشان عمارتین بنوائین تعلیم اطفال و تعلیم نسوان کے مدرسے اور کالج نیز غربا کیلئے مردانہ و زنانہ شفاخانہ جاری کیے ہین تین مرتبہ بلاد یورپ کی سیاحت فرما کر کامل تجربہ اور واقفیت حاصل کی حسب ارشاد حضرت ملکہ معظمہ مرحومہ مصور خاص نے پنجابی مہاراجہ صاحب کی دستی تصویر نگین (لندن) مین تیار کی جو بطور یادگار ڈرائینگ روم قلعہ ونڈسر مین آویزان کیگئی - سردار گلاب سنگھ صاحب چیف سکرٹری لالہ جوالا داس صاحب سررشتہ دار اجلاس خاص - دیوان عزیز بخش صاحب - دیوان بھگوانداس صاحب دیوان ہری چند صاحب ممبران کونسل - عبدالحمید صاحب اڈی کیمپ - ولیعہد ٹیکہ پرم جیت سنگھ صاحب بہادر - فرزندان - کنور مہی جیت سنگھ و کنور امر جیت سنگھ و کنور کرم جیت سنگھ صاحبان -

نمبر شمار	نام ریاست		نام حالیہ حکمران روایان ریاست مع خطاب و القاب	تاریخ مسند نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
۷۵	کہلور بلاسپور	پنجاب	ہزہائینس راجہ بجے چند صاحب بہادر -	۱۸۸۹ع	۴۵۱	۹۰۸۷۳	۱۵۷۰۰۰	پنجابی
۷۶	کہمبایت	بمبئی	ہزہائینس نجم الدولہ ممتاز الملک مومن خان صاحب بہادر دلاور جنگ نواب میرزا جعفر علیخان صاحب بہادر -	۲۱ مئی ۱۸۸۰ع	۳۵۰	۷۵۲۲۵	۵۰۰۰۰	

آپ کے مورث اعلیٰ میرزا جعفر فداء الدین خان اولاد نجم ثانی وزیر شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران تھے - آپکو فارسی گجراتی اردو مین مہارت تامہ حاصل ہے - انتظام ریاست آپکی ذات سے بخوبی سرانجام پاتا ہے - عالی دماغی - تدبیر - سخاوت - سیر چشمی - رعایا پروری آپ ہی کا حصہ ہے آپکے عہد مین علاوہ اور ترقیات کے تارہ پور سے ریاست تک ریلوے تیار ہوئی ہے - مدار المہام صاحب بھی ایک نہایت مستعد اور کارگزار آدمی ہین -

نمبر شمار	نام ریاست		نام حالیہ حکمران روایان ریاست مع خطاب و القاب	تاریخ مسند نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
۷۷	گونڈل	بمبئی	ہزہائینس راجہ سر بھگونت سنگھ جی سگرام جی بہادر - جی - سی - آئی - ای - ایل ایل ڈی - ڈی سی - ایل ایم ڈی سی ایف آر - سی - پی - ایف بی - یو -	۱۴ دسمبر ۱۸۶۹	۱۰۲۴	۱۶۲۶۸۲	۱۲۰۰۰۰۰	گجراتی

آپ مع مہارانی صاحبہ و دختر نیک اختر کے شریک دربار ہوئے تھے آپ انگریزی یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ - انگریزی تقلید کے دلدادہ انگریزی فیشن کے ...



نمبر شمار	نام ریاست	نام احاطہ	نام فرمانروایان ریاست مع خطاب والقاب	تاریخ مسند نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
			کے رئیس ہین۔ انگریزی مین کامل مہارت رکہتے ہین۔ انتظام ریاست مین کسی طرح کی خامی نہین۔ (دیوان) منی لال گوبند رام صاحب (ولیعہد بھوج راج صاحب خیرخواہ ریاست ہین۔					
۷۸	منڈی	پنجاب		۰	۱۱۳۱	۱۷۴۰۴۵	۴۲۸۱۹۹	پنجابی
۷۹	منی پور	آسام	ہزہائینس راجہ چوراچند بہادر۔	۱۸ ستمبر ۱۸۹۱ء	۸۰۰۰	۲۲۱۰۷۰	۰	نیپالی
			مہاراجہ صاحب کمال ذہین۔ عالی دماغ۔ بلند حوصلہ رئیس ہین۔ رعایا کے حال پر آپکی نظرعنایت وسعت کے ساتہ مرعی رہتی ہے۔ راج کمہار رائے صاحب۔ کپتان جے۔ آر۔ تال سنگہ صاحب اتالیق مہاراجہ صاحب نہایت روشنضمیر عالی دماغ ہین					
۸۰	مورڈی	بمبئی	ہزہائنس ٹھاکر صاحب سرواگہ جی راؤجے بہادر جی سی آئی ای	۱۷ فروری	۸۲۱	۱۰۵۳۴۵	۱۰۰۰۰۰۰	گجراتی
			آپ نے راج کمار کالج مین تعلیم پائی اور بلاد یورپ کا عظیم سفر کیا اپنی ریاست کا انتظام بطور خود انجام دیتے ہین ۱۸۸۸ء مین اجرائے ریل کا سلسلہ جاری فرمایا ۱۸۹۰ء مین اوسکو وسعت دی۔ ریاست کی حالت بہت اچھی ہے جشن جوبلی کے موقعپہ یہ ریاست درجہ اول کی تسلیم کیگئی دیوان اعظم مورارجی منگل جی پانڈیا صاحب پرائیوٹ سکرٹری بھانجی کا کی صاحب۔					
۸۱	نرسنگڈھ	وسط ہند	ہزہائینس راجہ ارجن سنگہ صاحب بہادر۔	۹ جنوری ۱۸۹۶ء	۷۲۸	۱۰۰۰۰۰	۷۰۰۰۰۰	۰
			رئیس حال ڈیلی کالج اندور مین زیر تعلیم ہین۔ منشی روشن لال صاحب سپرنٹنڈنٹ قیصر ہند مدارالمہام کے ذریعہ کل ریاست کا انتظام نہایت خوبی سے انجام پاتاہے۔ ہر صیغہ کی نگرانی کماحقہ عمل مین آتی ہے رعایا برایا انصاف پروری اور اپنے مفید امور کی اصلاح سے کمال محظوظ و خوش ہے۔					
۸۲	جام نگر	بمبئی	ہزہائنس جام سری جسونت سنگہ جی بہادر	-	۳۷۹۱	۳۰۰۰۰۰	۲۴۰۰۰۰۰	گجراتی
			رئیس حال ہونہار ذکی الطبع افراد سے ہین انکی ترقی عمر کے ساتہ غالباً ریاست کو بھی عروج حاصل ہوگا۔ (دیوان) مرداجی بیتون جی صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی (مصاحب) کمار سری مردسہا صاحب۔					

۹ ضرب

نمبر شمار	نام ریاست	نام احاطہ	نام فرمانروایان ریاست مع خطاب والقاب	تاریخ مسند نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
۸۳	بانسدا	بمبئی	ہزہائینس مہاراول شری پرتاپ سنگہ جی گلاب سنگہ جی بہادر راج شاہی۔	۲ مارچ ۱۸۷۶ء	۲۱۵	۴۱۳۷۴	۳۴۵۹۲۶	گجراتی
			آپ مہاراول گلاب سنگہ کے اکلوتے فرزند ہین۔ ریاست کا انتظام بہ نفس نفیس کرتے ہین اور آپکے اہلکار بھی رعایا اور ریاست کے بہی خواہ ہین آپکی زمانہ مسندنشینی سے حالت قابل اطمینان ہے۔ ساتہ ہی ان کے مزاج مین فروتنی۔ خلق۔ تحمل ہے۔ (دیوان) راؤبہادر ہیراشنکر پاتہک۔ ایل۔ سی۔ ای۔ (ولیعہد) مہاراول شری اندر سنگہ جی ترب سنگہ جی					
۸۴	بڑوانی	وسط ہند	ہزہائنس رانا رنجیت سنگہ بہادر	۱۴ ستمبر ۱۸۹۴ء	۱۳۶۲	۷۶۰۶۶	۰	بھیل۔ ہندی
			رانا صاحب ایک فیاض دل صاحب طینت مردم شناس رعایا نواز منتظم رفاہ عام مین دلچسپی رکہنے والے رئیس ہین (سپرنٹنڈنٹ) گونڈ بہادر یوچھاٹک صاحب بی اے (نائب سپرنٹنڈنٹ) بومن جی این کہرے صاحب (نائب کامدار) احمد علی خان صاحب۔ محمد رحمت اللہ صاحب افسر مال۔					
۸۵	بریا	بمبئی	ہزہائنس مہاراول شری مان سنگہ جی بہادر۔	۵ مارچ ۱۸۶۴ء	۸۷۳	۱۱۰۶۸۸	۲۳۹۴۸۰	۰
			مورثین اعلیٰ گورنمنٹ کے نہایت خیرطلب و جان نثار تھے راجہ جسونت سنگہ جی کا ۱۸۰۳ء مین سرکار انگریزی سے تعلق ہوا۔ کمار سری رنجیت سنگہ جی۔ مہاراول صاحب ریاست کی بہبودی مین منہمک رہتے ہین۔					
۸۶	بالاسنور	بمبئی	ہزہائنس نواب منورخان جی بابی بہادر	۲ نومبر ۱۸۸۲ء	۱۸۹	۵۳۲۴۹	۱۴۲۷۵۰	۰
			آپ نور آور خان اپنے والد مرحوم کے جانشین ہین اور اونکے قدم بقدم۔ شریف پرور۔ رعایا نواز امور رفاہ عام مین خاص دلچسپی رکہتے ہین					
۸۷	پروند	بگھیل کھنڈ	ہزہائینس راجہ ٹھاکر پرشاد سنگہ صاحب بہادر	۲ جولائی ۱۸۸۵ء	۲۳۷	۱۷۲۸۳	۳۵۰۰۰	

نمبر شمار	نام ریاست	نام اضلاع	نام فرمانروایان ریاست مع خطاب والقاب	تاریخ سنہ نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
			بانی ریاست راجہ بھام راج تھے - موجودہ رئیس پُرانے فیشن پر متوسط درجہ مین انتظام ریاست عمدگی کے ساتھ انجام دیتے ہین -					
۸۸	پالیتانہ	بمبئی	ہز ہائینس سر مان سنگہ جی سور سنگہ جی ٹھاکر بہادر کے سی ایس آئی	۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۵ع	۲۸۹	۵۲۸۵۶	۴۷۵۰۰۰	۰
			آپ نہایت روشن ضمیر بیدار مغز و تجربہ کار رئیس ہین ریاست مین روئی اوٹہنے کی دو کلین متعدد انگریزی سکول - شفاخانہ سفاخانہ عام کیلئے قایم ہین تجارت کی ترقی ہے رئیس حال کی طبیعت کا میلان ترقی ریاست کی طرف مبذول رہتا ہے - انگریزی اور دیگر علوم مین آپ کو دستگاہ حاصل ہے - ولیعہد کنور سری بہادر سنگہ کمال ذہین وہوشیار ہین -					
۸۹	جنجیرہ	بمبئی	ہز ہائینس نواب سر سیدی احمد خان سیدی ابراہیم خان بہادر کے سی آئی ای	سنہ ۱۸۷۹ع	۳۲۴	۸۵۴۱۴	۵۰۰۰۰۰	مرہٹی ہندوستانی
			عرصۂ دراز سے یہ ریاست نواب صاحب کے مورو ثون کے زیر اقتدار اور تصرف مین رہی - اور نوابی کا خطاب عالمگیر کی سرکار سے عطا ہوا جو آج تک خاندان مین چلا آتا ہے - آپنے مرہٹی - فارسی - اُردو - گجراتی مین کمار کالج سے تعلیم پاکر تبحر حاصل کیا - سنہ ۱۸۸۳ع مین آپکو پورے اختیارات ریاست تفویض ہوئے - آپکی رعایا ہندو - مسلمان دونون آپ کے دور حکومت سے نہایت مطمئن اور مسرور ہین - باقاعدہ عدالتین مقرر کرکے آپ بنفس نفیس کل امورات کا فیصلہ فرماتے ہین واٹر ورکس یادگار جوبلی مین اجرا کیا پختہ سڑکین تعمیر کرائین - مدرسے کھولے - اور منجانب ریاست خیراتی شفاخانے بڑے بڑے مقامات پر قایم کیے جنمین غربا کو دوا مفت تقسیم ہوتی ہے - نواب صاحب عمدہ تادر انداز - نشانہ باز - شہسوار - سیر و شکار سے خاص دلچسپی رکھتے ہین (دیوان) رامچندر گنیش پردھان صاحب (پرائیوٹ سکرٹری) رنگ راؤ نایک جٹنیس صاحب - شیدی یوسف شیدی سلیمان اسپکٹر ریٹ - سر سیف الدین شیخ داؤد انسپکٹر مدارس -					
۹۰	چھوٹا اودے پور		مہارادل سری فتح سنگہ جی صاحب بہادر -	۲۹ فروری سنہ ۱۸۹۵ع	۸۷۳	۹۳۴۴۲	۲۰۵۵۰۰	۰
۹۱	کھلچی پور	وسط ہند	ہز ہائینس راؤ راجہ بھوانی سنگہ جی بہادر -	۰	۲۷۲	۳۱۱۲۵	۰	۰
			رئیس حال کو فارسی اردو - گجراتی مین دستگاہ کامل - انگریزی مین بقدر ضرورت دخل ہے - فنون سپہگری - شہسواری - موسیقی وغیرہ مین یُوبا ملکہ - (ولیعہد راج کمار دُرجن سنگہ صاحب بہادر)					
۹۲	دھرم پور	بمبئی	ہز ہائینس مہارانا سری موہن دیو جی نارائن دیو جی بہادر	سنہ ۱۸۹۱ع	۷۹۴	۱۲۰۴۹۸	۲۶۸۰۸۱	۰
			آپ اپنے والد بزرگوار کی مانند بیدار مغز مدبر حکمران ہین اور امور ریاست بذات خود سرانجام دیتے ہین -					
۹۳	دہرول	بمبئی	ہز ہائینس ٹھاکر صاحب سری ہری سنگہ جی بہادر -	۲۴ نومبر سنہ ۱۸۸۶ع	۲۸۳	۲۱۹۰۶	۱۵۰۰۰۰	۰
			(ولیعہد) کمار سری دولت سنگہ جی بہادر -					
۹۴	راجکوٹ	بمبئی	ہز ہائینس ٹھاکر لکھا جی راج باوا جی بہادر -	۱۶ اپریل سنہ ۱۸۹۰ع	۲۸۲	۷۵۰۰۰	۲۰۰۰۰	۰
			اس ریاست کے کالج مین اکثر شہزادہ تعلیم پاتے ہین - سنہ ۱۸۹۰ع مین آپ نے راجکوٹ سول اسٹیشن کے واسطے تالاب تیار کرایا ہے - آپ خود بھی راجکوٹ کے تعلیم یافتہ ہین - ریاست کا انتظام قابل اطمینان ہے -					
۹۵	ساونت واڑی	بمبئی	ہز ہائینس سرولیا دی رگنا تھہ ساونت بھونسلی راجہ بہادر	۲۷ اگست سنہ ۱۸۹۹ع	۹۲۶	۲۰۰۰۰۰	۴۵۰۰۰۰	مرہٹی
			آپ اپنے والد ماجد عالی گہر کے اکلوتے فرزند ہین اور مثل اونکے انتظام ریاست مین منہمک رہتے ہین - ایز رادین صاحب چیف جج -					
۹۶	سچین	بمبئی	ہز ہائینس نواب سید نجف علی خان بہادر -	فروری سنہ ۱۸۸۶ع	۴۲	۱۹۱۵۰	۰	۰
			آپ اپنے مورثین کے قدم بقدم اور ہونہار معلوم ہوتے ہین - انتظام ریاست بدرجہ متوسط ہے -					
۹۷	سونتھ	بمبئی	ہز ہائینس مہارانا سری زور آور سنگہ جی بہادر	۳۱ اگست سنہ ۱۸۸۱ع	۳۹۴	۴۴۲۷۸	۲۰۰۰۰۰	۰
			آپ ایک منتظم رئیس ہین - ریاست کی فلاح و بہبودی مین ہمیشہ تندہی کرتے رہتے ہین -					
۹۸	علی راجپور	وسط ہند	ہز ہائینس رانا پرتاب سنگہ صاحب بہادر -	سنہ ۱۸۹۱ع	۸۳۶	۵۱۰۰۵	۰	ہندی بھیلی



ہز ہائنس راؤ راجہ صاحب بہادر فرمانروائے جیجی پور



ہز ہائنس نواب صاحب بہادر۔ فرمانروائے مالیر کوٹلہ

جبسے راجہ صاحب حال اس ریاست پر متمکن ہوئے ہین دن بدن ترقی پذیر ہے کیونکہ آپ بنفس نفیس کل انتظام مین سعی فرماتی ہین راے وسن راؤ باپوجی صاحب بہادر (سپرنٹنڈنٹ) بھی ایک کارگزار افسر ہین۔

نمبر شمار	نام ریاست	نام خطہ	نام فرمان روایان ریاست مع خطاب والقاب	تاریخ مسند نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
۹۹	کالاہانڈی (کروند)	ممالک متوسط	ہزہائینس راجہ برلجا موہن دیو بہادر نابالغ۔	سنہ ۱۸۹۷ع	۳۷۴۵	۳۰۰۰۰۰	۱۲۵۰۰۰	اوریا

موجودہ راجہ ازروے تبنیت اس ریاست کے مالک اور جانشین ہین انتظامی حالت بدرجہ اوسط ہے۔ رام کرشنا مصرا (سپرنٹنڈنٹ) (نائب دیوان) گوپال راؤ صاحب۔

نمبر شمار	نام ریاست	نام خطہ	نام فرمان روایان ریاست مع خطاب والقاب	تاریخ مسند نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
۱۰۰	لمبڑی	بمبئی	ہزہائینس ٹھاکر صاحب سر جسونت سنگہ جی فتح سنگہ جی کے سی ایس آئی	یکم اگست سنہ ۱۸۶۲ء	۳۴۴	۳۱۲۸۷	۵۰۰۰۰۰	گجراتی

آپ راجپوتون کے فرقہ جہالا سے علاقہ رکھتے ہین آپکی عمدہ تعلیم و تربیت۔ اہم معاملات سیاست مین آپکی وقت نظر اور فصیح انگریزی مین اداے خیالات کی قابلیت کو قدر نظر سے دیکھکر گورنر بمبئی نے سنہ ۱۸۸۴ع مین مجلس واضعان آئین و قوانین کا ممبر مقرر فرمایا سنہ ۱۸۸۷ع مین حضور ملکہ معظمہ انجہانی کے جشن جوبلی مین شریک ہوئے جہان تک حضرت علیا مرحومہ نے آپکو کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا تمغہ اور اپنا فوٹو عنایت فرمایا۔ اس سفر مین آپ نے انگلینڈ۔ آیرلینڈ۔ ممالک متحدہ امریکہ کی سیاحت کی۔ نیویارک۔ بوسٹن چکاگو نیاگرا کو ملاحظہ کیا۔ آپنے مقامی مدرسون مین نمایشگاہون کی بنا قایم کی اور غریب و لائق متعلمون کیلئے وظائف مقرر کیئے۔ آپ تعلیم نسوان کے حامی ہین اپنی ریاست مین وسائل آبپاشی بہم پہنچانے کیلئے بہترین کھڈ و آئین بندھ بندھوائے اور کاشتکارون کیلئے بجاے نقد روپیہ لینے کے جنس کا قاعدہ مقرر فرمایا اور کل امور مین انتظام اور اصلاح کردی۔ (دیوان ریاست) کی قابل قدر کوششین بھی نظر انداز نہین کیجا سکین۔

نمبر شمار	نام ریاست	نام خطہ	نام فرمان روایان ریاست مع خطاب والقاب	تاریخ مسند نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
۱۰۱	لوٹاواڑہ	بمبئی	ہزہائینس مہارانا شری سر بجت سنگہ جی دلیل سنگہ جی بہادر کے سی آئی ای	۲ اکتوبر سنہ ۱۸۶۲ء	۳۸۸	۹۰۱۵۳	۲۲۱۳۰۰	۰ گجراتی

آپ بیحد ہوشیار لیتق و فہیم رئیس ہین۔ ریاست کا انتظام دیوان صاحب کے ذریعہ بحسن و خوبی انجام ہوتا ہے (ولیعہد) مہاراجکمار کنور سر بجیت سنگہ

نمبر شمار	نام ریاست	نام خطہ	نام فرمان روایان ریاست مع خطاب والقاب	تاریخ مسند نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
۱۰۲	مالیرکوٹلہ	پنجاب	ہزہائینس نواب احمد علیخان صاحب بہادر	جنوری سنہ ۱۹۰۸ء	۱۶۵	۱۰۰۰۰۰	۵۰۰۰۰۰	۰

ہزہائینس قوم سے پٹھان ہین ایچیسن کالج لاہور مین انگریزی تعلیم پائی ہے فارسی اُردو مین بخوبی مہارت رکھتے ہین سنہ ۱۹۰۳ع مین آپ بااختیار حکمران ہوئے۔ آپ باوجود نوجوان ہونے کے ریاست کا انتظام تجربہ کارون جیسا انجام دیتے ہین۔ اور محمد ابراہیم علیخان صاحب وزیر ریاست سابق وزیر اعظم ریاست بہاولپور جو ایک نہایت منتظم اور عالی دماغ ہین وزارت کے عہدہ پر اپنے فرائض منصبی کو کمال مستعدی اور تدبیر سے انجام دیتے ہین۔

نمبر شمار	نام ریاست	نام خطہ	نام فرمان روایان ریاست مع خطاب والقاب	تاریخ مسند نشینی	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
۱۰۳	میہر	بگھیل کھنڈ	ہزہائینس راجہ رگھوبیر سنگہ صاحب بہادر۔	سنہ ۱۸۶۵ع	۴۰۰	۷۰۰۰۰	۸۰۰۰۰۰	۰

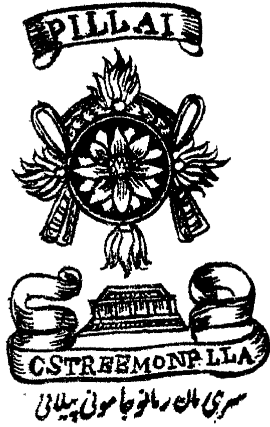
بانی ریاست بینی حضوری تھی جب ملک بگھیل کھنڈ کا عہدنامہ سنہ ۱۸۰۲ع مین ہوا تو اسوقت درجن سنگہ پسر بینی حضوری مالک میہر تھے لہذا گورنمنٹ نے انکو بعدارت تسلیم کرلیا انکو پہلے سند ریاست سنہ ۱۸۰۶ع مین اور دوسری سنہ ۱۸۱۴ع مین عنایت ہوئی۔ ان کے بعد ریاست دو حصون مین انکے دو بیٹون کو تقسیم ہوگئی چنانچہ بڑے صاحبزادہ بشن سنگہ وارث میہر اور پراگداس مالک رگھوگڈھ ہوئے بوجہ بغاوت سرجو پرشاد خلف پراگداس کا حصہ بغاوت کے سبب سنہ ۱۸۵۸ع مین ضبط ہوا بشن سنگہ نے سنہ ۱۸۵۰ع مین قضا کی اور موہن پرشاد اونکے بیٹے جانشین ہوئے جو سنہ ۱۸۵۲ع مین فوت ہوئے اونکے بعد آپ مسند نشین ہوئے ولادت آپکی سنہ ۱۸۴۳ع مین ہوئی اور سنہ ۱۸۶۲ع مین سند تبنیت حاصل ہوئی۔ بعد بالغ ہونیکے سنہ ۱۸۶۵ع مین اختیارات ریاست اور سنہ ۱۸۶۹ع مین خطاب راجہ موروثی اور سنہ ۱۸۷۸ع مین ۹ ضرب توپ سلامی مقرر ہوئی۔ چند مدرسے۔ شفاخانے رفاہ عام کیلئے جاری فرمانا آپ ہی کی ذات سے ظہور پذیر ہوا۔

विक्र रिया
केसम ाहद्दक
इ रमी

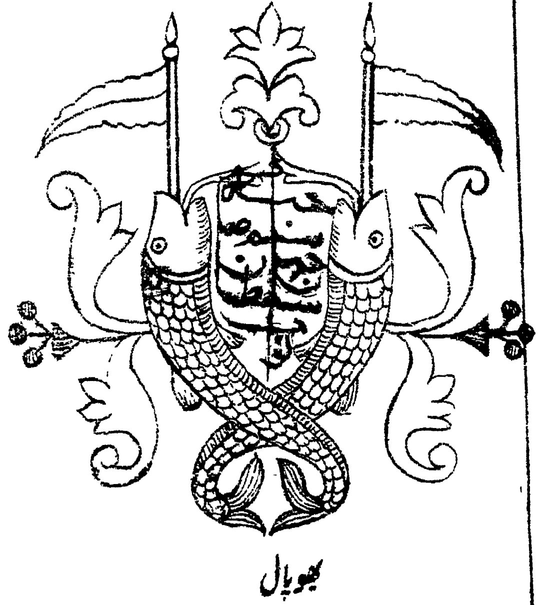
نشان ریاست ہائے ہندوستان



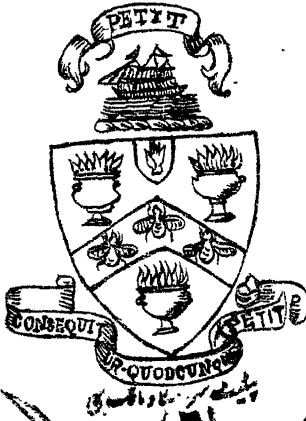
دربھنگہ



سری مان رمانوجا موتی پیلائی



بھوپال

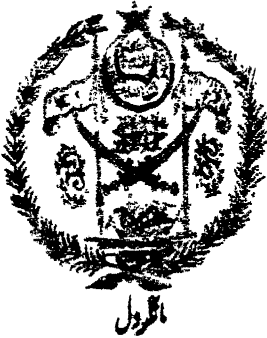


پیٹیٹ سر [illegible]



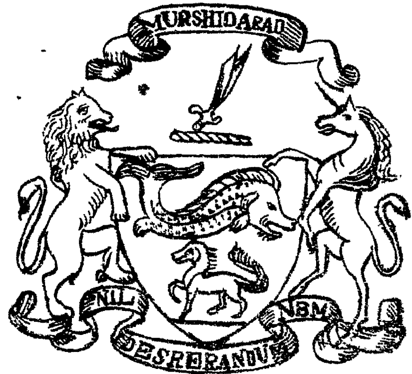
پالنپور

بھوپال

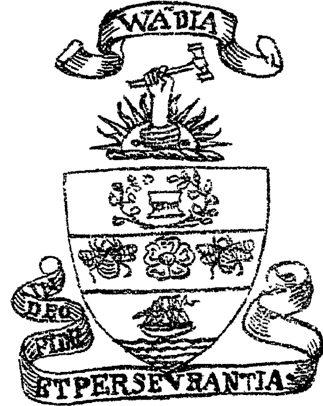


مانگرول

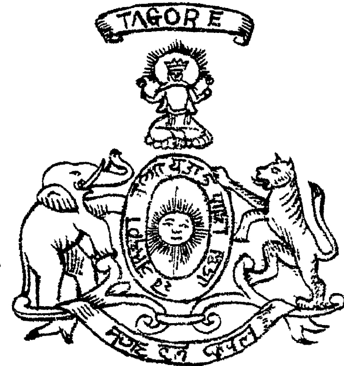
نشان ریاستہائے ہندوستان



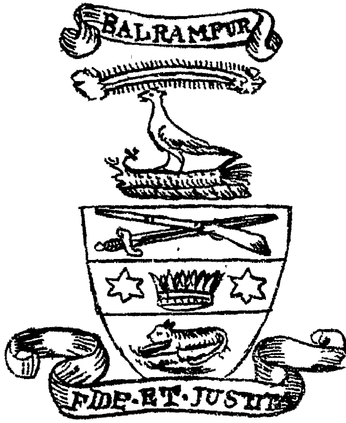
مرشد آباد



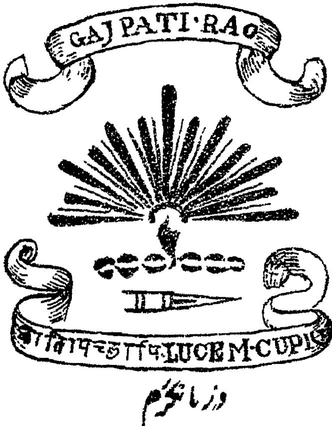
نوروجی مانکجی



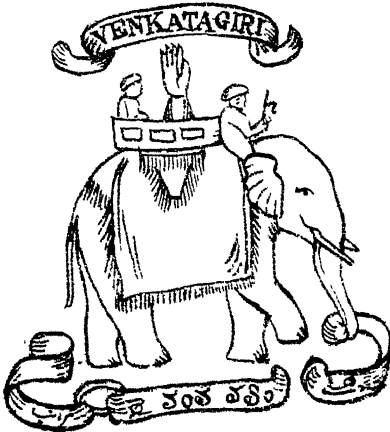
مہاراجہ سر جوتندرو موہن ٹاگور دی پرشاد



بلرام پور



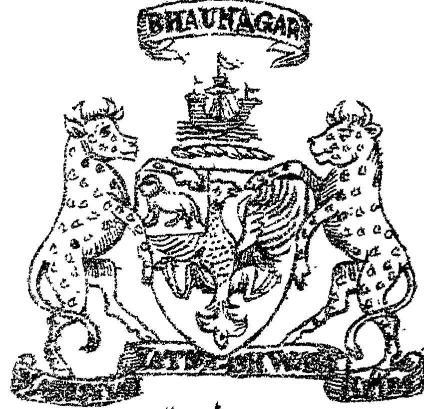
وزیانگرم



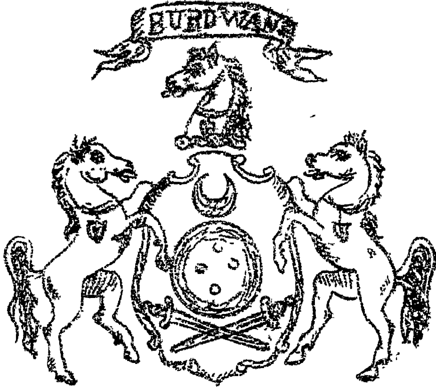
وینکٹاگری نیلور

نشان ریاست ہای ہندوستانی

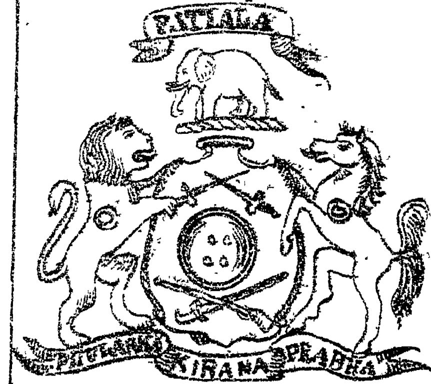
نشان ریاست بہاونگر



نشان ریاست بردوان



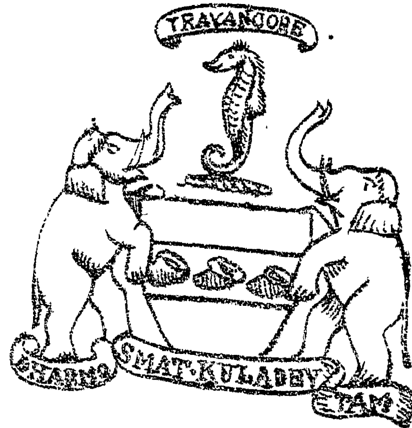
نشان ریاست پٹیالہ



نشان ریاست کشنگڑھ

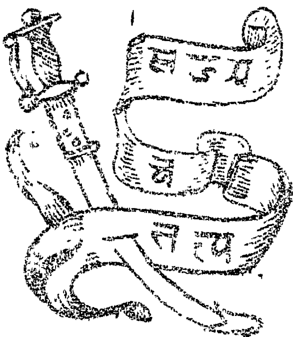


نشان ریاست ٹراونکور



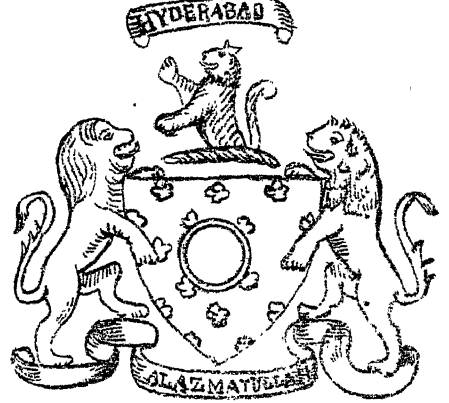


نشان ریاست گونڈل

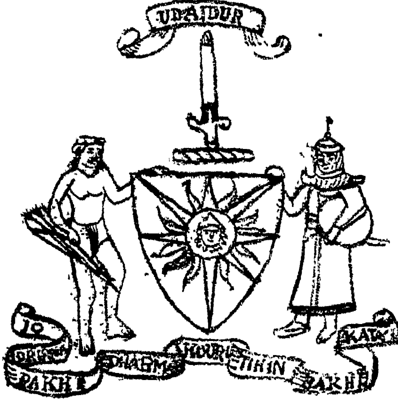


نشان ریاست ہائے ہندوستانی

نشان ریاست حیدرآباد دکن



نشان ریاست اودے پور



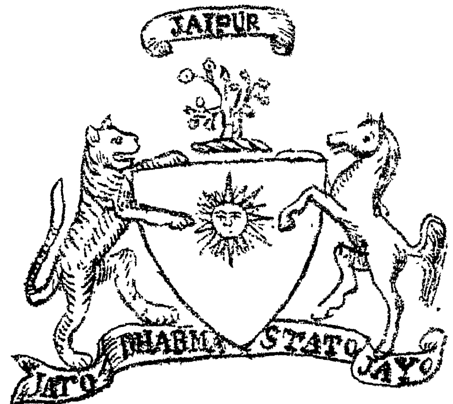
نشان ریاست میسور



نشان ریاست جودھ پور



نشان ریاست جے پور



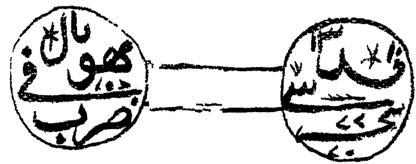
نشان ریاست کچھ

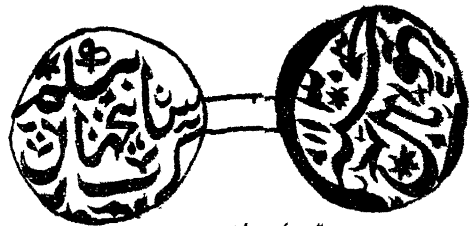


دیسی ریاستون کے سکے

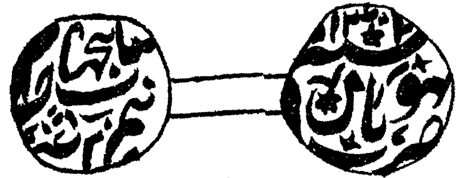


پیسہ ٹونک

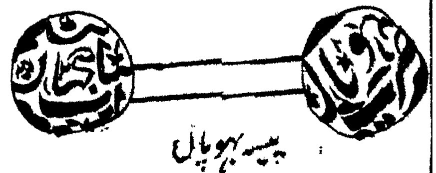




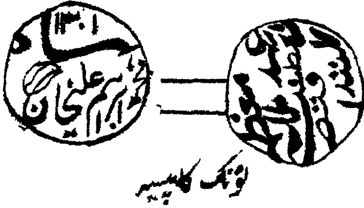
پیسہ بھوپال



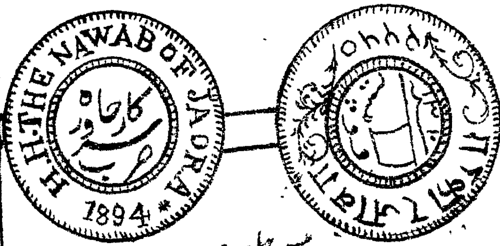
پیسہ بھوپال



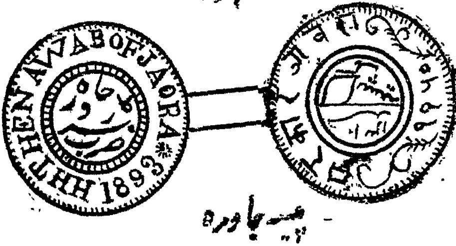
پیسہ بھوپال



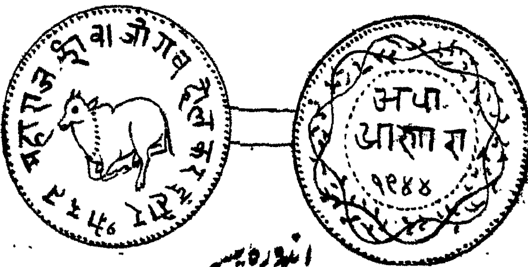
ٹونک کا پیسہ



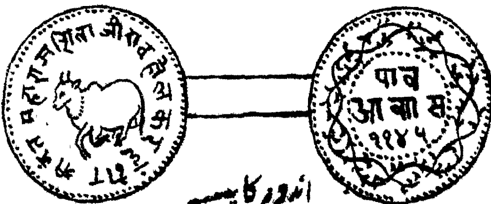
پیسہ جاورہ



پیسہ جاورہ



اندورہ پیسہ



اندور کا پیسہ



مطبوعہ نصرت المطابع دہلی



ملک برہما کے حالات

سنہ ۱۱ع برھما مین بہت بڑا بادشاہ کوبادن تھا یہ شخص این وا یعنے ہوا مین پیدا ہوا تھا۔
جب اسکا سن پینتالیس سال کا ہوا تو اسنے اپنی دار السلطنت قدیم کو ترک کیا اور شہر آمباپورا مین سکونت پذیر ہوا۔
اس بادشاہ کی شکایت کسی نے نہین لکھی بلکہ جہانتک اسکے حالات ازروے تاریخ معلوم ہوے وہ اسکی رعیت پروری اور منصف مزاجی کا ثبوت تھی۔ اس بادشاہ کے تین لڑکے تھے۔ بڑے لڑکے کا نام لگان شمین اور اس سے چھوٹے کا نام ڈون شمین۔ اور سب سے چھوٹے کا نام ٹوچون شمین تھا اسنے اپنی حیات مین اپنے ملک کو بقاعدہ مناسب تقسیم کیا یعنے ملک کے تین حصہ کرکے ہر ایک کو سپرد کئے بڑا بیٹا جسکا نام لگان شمین تھا۔ وہ اسکے خاص محل کے بطن سے تھا اور صاحب اعزاز تصور کیا جاتا تھا اس خیال سے اسکا حصہ زیادہ کیا گیا اور لڑکے اُسکے بہ نسبت کم پانیکے مستحق ہوے اس ترکیب سے ملک تقسیم کرکے کوبادن بادشاہ نے اپنے تینون بیٹون سے ایک عہدنامہ اس مضمون کا طلب کیا کہ ہر ایک لکھ کر اپنے اپنے دستخط کردین کہ جب ہم لوگ اپنے حصون پر قابض ہوجائینگے تو ہرگز آپس مین جنگ وجدل شر وفساد نہ کرینگے۔ حسب الحکم اسکے ہر ایک نے اس مضمون کا عہدنامہ لکھکر اپنے اپنے دستخط کردیے یہ عہدنامہ رکھا رہا جب کوبادن شمین کا سن اسّی سال کا ہوا تو سنہ ۱۲ ہجری مین اسنے سلطنت دنیا کو چھوڑکر اقلیم عدم کی راہ لی اسکی تجہیز وتکفین حسب آئین مذہبی ہونے کے بعد اور مراسم تعزیت ادا کرنے کے بعد حسب تقسیم پدر ہر سہ پسر اپنے اپنے حصص پر متصرف ہوے۔
لگان جو بڑا بیٹا کوبادن کا تھا اس کو بوجہ اولاد خاص محل ہونیکے بہ نسبت سب بھائیون کے زیادہ حصہ ملا تھا اور اُس وقت کسی بھائی کو اتنی جسارت نہ ہوئی کہ باپ کے سامنے کسی قسم کا عذر کرتے سر جھکاکر ہر ایک نے اُسکی تقسیم کو تسلیم کرلیا تھا۔
مگر اب لگان کی حشمت وجلال اور اُسکے حصہ کی وسعت اُس کی آمدنی کی زیادتی دیکھکر ہر ایک کو ناگوار ہوا۔
اسکی بربادی کی اور اسکے حصے کو اپنے قبضہ مین لانے کی تھے تھوڑے ہی دن بعد ٹوچون شمین اور ڈون شمین نے اس پر لشکر کشی کی اور لگان کو قید کرلینے کے بعد اسکا ملک نصف آپس مین تقسیم کرلیا۔
لگان کی تمام عمر اس قید مین تکلیف وایذا اُٹھاکر بسر ہوئی شمین کی دو بیٹیان تھین ایک کا نام مین گومین تھا اور دو نام دیپا تھا اور ٹوچون شمین کے صرف ایک لڑکی تھی کہین مین گومین کی شادی کہین کہین سوچی ہوئی۔ اس شادی کے زمانے بعد مین گومین اور ٹوچون سے اسقدر تنازعہ باہمی کھینچا کہ سخت دشمنی آپس مین پیدا ہوگئی اور اسقدر ایک کا دشمن ہوا کہ فکر ہلاکت جانبین پیدا ہوگئی۔
مین گومین چونکہ نہایت ہی مغرور اور سرکش اور بے مروت تھا اپنے مکر وحیلہ سے ٹوچون کو زہر دلاکر ہلاک کرڈالا اور بجا اسکے خود قابض سلطنت ہوگیا می ڈومی ہمیشہ اسکے ان خصا آزردہ رہا کرتا تھا اس واقعہ نے اُسکو اور بھی برافروختہ خاطر اُسنے تیپا کو تھوڑے لشکر کی حمایت سے اسکی سرکوبی کو روانہ مین گومین اگرچہ ظاہر مین بہت کچھ باتین بناتا تھا مگر وہ سب یو کے تھین اسمین مردانگی دلیری ذرا بھی نہ تھی جب اسنے حرا اپنی سرکوبی پر آمادہ پایا بہت گھبرایا اور اپنی جان بچاکر فرار پر قرار کیا اُسی می ڈومی کے قبضۂ اقتدار مین تمام ملک آگیا اسنے اپنی پسند خاطر سیبا کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔
اور مقام امباپورا کی سکونت ترک کی اور مقام مانڈلا کو دا قرار دیا جو شہر راوتی ندی کے کنارے کنارے آباد ہے نام کیوجہ یہ ہے کہ اسکے سمت مشرق ایک چھوٹی پہاڑی ہے اصل مین مانڈلا نام ہے یہی وجہ اس نام سے اس مقام کے شہر پانے کی ہے۔
جب تک اسکو می ڈومی نے دار السلطنت قرار نہین دیا تھا تب تک یہ بحیثیت ایک گاؤن کے آباد تھا زیادہ سے زیاد

قریب ایک سو کے مکانات ہونگے۔ اور اب اسکی آبادی قابل دید ہوگئی۔ اور جسقدر آبادی کی کثرت ہوئی اُسی قدر شہر کو وسعت دیگئی۔ مانڈلا پہاڑی سے ملا کے می ڈو دمی نے ایک قلعہ بہت ہی عالیشان اور مستحکم قابل دید تیار کرایا ہی۔

اس قلعہ کی چارون طرف ایک بہت ہی مصفا پانی کی نہر ہی جس سے تمام شہر سیراب ہوتا ہی۔

اس نہر سے کچھ دور کے فاصلے پر دیوار قلعہ ہی جو نہایت استحکام اور مضبوطی سے بنائی گئی ہی اسکے قریب توپون کے واسطے دمدمے بھی بنے ہین اس قلعہ کے چار عالیشان دروازے اور چھپن[۵۶] برج بہت ہی بڑے اور خوبصورت ہین۔ اپنے قلعہ کے اندر عدالتین اور دیگر محکمے اور بڑے بڑے عالیشان مکانات اور نہرین اور چمن اور طرح طرح کے لطیف عمارتین موجود ہین۔ ایک رفیع مینار وسط قلعہ مین بنا ہوا ہی اور رفعت اُسکی اسقدر ہی کہ اگر اُس پر چڑھ کے کوئی شخص چارون طرف نگاہ کرے تو تمام شہر مانڈلا اچھی طرح نظر آتا ہی اور اگر دوربین کی امداد سے دیکھا جاوے تو قریب قریب کے قریہ اور دیہہ بخوبی معلوم ہوتے ہین۔ قابل دید چیز اس قلعہ مین دو پہاڑیان بنائی گئی ہین جسمین کاریگرون نے واقعی کمال کیا ہی۔ ان دونون پہاڑیون مین نشیب و فراز ندی و نالے اس طرح بنائے ہین کہ دیکھنے والا انکو مصنوعی قیاس نہین کرسکتا قدرتی کا یقین کرتا ہی۔

اس مین ہر قسم کی پہاڑیان اور درخت موجود ہین۔

پتھرون سے پانی نکل کر آبشارون سے ہمہ وقت جاری رہتا ہی اور یہ پانی کچھ اس طرح بہتا ہی کہ ان پہاڑیون کی مصنوعی ہونیکو بالکل چھپاتا ہی اسی پانی کی وجہ سے ان پہاڑیون کے درخت سبز و شاداب رہتے ہین اور بہت سی باتین ان پہاڑیون مین اس طرح حیرت انگیز ہین کہ جنسے انسان کی عقل چکر مین آتی ہی۔ اور اس قلعہ مین بھی بہت سی چیزین اور بہت سی صنعتین اسطرح کی ہین جنکو دیکھکر ہر شخص اہالیان برھما صناع ہونیکا قائل ہوسکتا ہی اس قلعہ سے تھوڑے فاصلہ پر می ڈو دمی کا ایک معبد ہی جسپر طلائی کام کیا ہوا ہی اور اسکے اندر ایک مورت عجیب و غریب صورت کی قد آدم رکھی ہی یہ مورت سنگ مرمر کی ہی۔

می ڈو دمی نے اپنے زمانہ حیات تک بہت ہی رعیت پروری اور فیاضی سے بسر کی آخر کار سنہ ۱۲ ہجری عنان سلطنت اپنے ہاتھ سے چھوڑ کے جانب ملک بقا راہی ہوا۔

حسب وصیت اسکا مدفن عمارت شاہی کے قریب بکمال رفعت و منزلت بنایا گیا حسب دستور بعد فراغ مراسم تجہیز و تکفین وغیرہ تھیبا تخت سلطنت نصیب ہوا چونکہ کوئی قاعدہ اس امر مین رائج نہ تھا اس واسطے اسنے اپنی بڑی بہن جسکا نام (بھشن تین) تھا از بسکہ اسکی پسند خاطر ابتدا سے تھی اُس سے اپنا عقد کیا۔ اسکی دوسری بہن جسکا سن تئیس[۲۳] سال کا ہوگا اُس سے بھی عقد کیا یہ اس کی منجھلی بہن تھی۔

چھوٹی بسبب بدصورتی اسکی بی بی بننے سے محروم رہی اسکی عمر اٹھارہ سال کی تھی اور نام (بٹن مین) تھا۔ اسکی بڑی بہن یعنی پہلی بی بی بہت ہی حسین اور خوش وضع تھی اسی سبب سے اِسنے اُسکا جاہ و حشم بہ نسبت اور ازواج کے زیادہ رکھا تھا اور خاص محل کا خطاب بھی اُسی کو مرحمت ہوا تھا۔ از روے تاریخ یہ بھی معلوم ہوا کہ اسی زوجہ سے بہت زیادہ مانوس تھا مگر یہ شخص بہت ہی ظالم اور بیرحم سفاک و مکار و زانی تھا اور از حد رعیت کو آزار پہونچاتا تھا رعیت اس سے بہت ہی ناخوش رہتی تھی اور شبانہ روز زر و زرد و کر اسکی بربادی کے واسطے دعا کرتی تھی اسکے ظلم حد سے سوا بڑھ گئے تھے اکثر مکانون سے حسین ناکتخدا لڑکیان زبردستی منگوا لیتا تھا آخر کار مظلومان کی دعاؤن نے وہ تاثیر کی کہ تخت سلطنت اور مسرت و انبساط اور فرمانروائی ایک چشم زدن مین درہم و برہم ہوگئی یعنی ۱۸۵۸ء مین مانڈلا پر گورنمنٹ عالیہ کا قبضہ ہوگیا

امر برھما پر گورنمنٹ عالیہ کا قبضہ

۱۸۵۸ء مین گورنمنٹ عالیہ کا جب قوی ارادہ ہوگیا کہ برھما پر کچھ فوج کشی کی جائی اور تھیبا کے ظلم و جور غریب اہالیان برھما کی جان بچائی جائے۔

اُسی وقت حکم قضا شیم صادر ہوا کہ تئیس[۲۳] جہاز انگریزی آبریزی فوج کے رنگون سے روانہ ہون حسب التجویز جہاز چلے اور ۱۹۔ نومبر کو میلا مین پہونچے اس مقام پر قلعہ بنا ہوا تھا اور پانچسو سپاہ بھی یہان موجود تھی جیسے ہی سپاہ نے فوج انگلشیہ کو آتے دیکھا بلا تامل فیر کیا۔ فوج انگلشیہ بھی آمادہ پیکار ہوگئی اور باہم گر جنگ شروع ہوئی۔ تھوڑے ہی عرصہ مین فوج برھما تاب مقابلہ نہ لائی اور شکست کھا کر قلعہ کو خالی کر دیا۔ اور بے سر و سامان ہو کر ایک جنگل کی طرف اپنی جان بچانے کی غرض سے فرار کیا۔

تھوڑی دور فوج سرکار نے تعاقب کیا اور بعد کو بے فائدہ خیال کرکے واپسی کو بہتر جانا۔

اور واپس آکر اپنی عظمت و شوکت حریف پر ظاہر کرنے کو تمام شہر مین آگ لگا دی اور ایک گھنٹہ تک قتل عام رہا۔

اِس جنگ مین کل چوبیس آدمی انگریزی فوج کے اور تین سو گیارہ آدمی برھما کی فوج کے کام آئے۔

اس قلعہ کا بفور معقول بندوبست کرکے چوبیس نومبر ۱۸۸۵ء کو فوج سرکار کے جہاز منجاون کو روانہ ہوے۔ یہان راجہ کا ایک قلعہ بہت ہی مستحکم اور اعلےٰ درجے کا بنا ہوا تھا اور اس قلعہ مین کچھ فوج بھی موجود رہتی تھی۔

اہالیان قلعہ نے انگریزی فوج کے جہازون کو دیکھ کر حملہ کیا یعنی گولہ اندازی شروع کی۔

جہازون کو بھی لنگر ہوا اور ۳۔ بجے شب سے ۶۔ بجے صبح تک اسقدر گولہ اندازی ہوئی کہ قریب صبح فوج برھما تاب مقابلہ نہ لاسکی اور مجبور ہوگئی آخرکار مقابلہ سے ہاتھ اُٹھا کر فرار پر قرار کیا۔

اِدھر جہاز ساحل پر آ گئے اور مال و اسباب کی لوٹ شروع ہوگئی اور بہت اچھی طرح سے قبضہ اُس جگہ پر ہوگیا۔

۲۶۔ نومبر ۱۸۸۵ء کو مقام منجاون سے جانب آوا فوج روانہ ہوے اور جس جگہ کا نام ہی اُسکو اکثر مقام (ہوا) بھی کہتے ہین۔ یہ قدیم دار السلطنت راجپوتون کا رہا ہی اور اس مین بھی ایک قلعہ ہی اور کچھ فوج وغیرہ بھی رہتی ہی یہان کا بندوبست بہت ہی اچھی طرح رہتا ہی اور بہ نسبت قدیم تختگاہ ہونے کے اسکا اعزاز بھی زیادہ ہی اس واسطے یہان فوج بھی بطریق مناسب موجود رہتی ہی۔

مگر یہانکی فوج معلوم ہوا کہ دکھانے کی تھی کیونکہ جسوقت فوج انگلشیہ کو آتے دیکھا اسقدر پراگندہ خاطری سب مین پیدا ہوئی اور سپاہ انگریزی کی اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ بے لڑے بھڑے قلعہ خالی کر دیا اس قلعہ مین تینتالیس توپین ہاتھ لگین۔

۲۸۔ نومبر کو جانب مانڈلا فوج نے کوچ کیا یہ وہ مقام ہی جو بالا برھما کا دار السلطنت تھا۔ یہان بھی دلاوران فوج انگلشیہ نے پہونچتے ہی قلعہ کو محاصرہ مین لیا۔ راجہ صاحب یہان نہین معلوم کس خواب خرگوش مین تھے کہ قلعہ کا حصرہ بھی ہوگیا مگر انکو مطلق ہوش نہ آیا۔

بلکہ پختہ طور سے یہ کیفیت معلوم ہوئی کہ جسوقت بہادران سپاہ انگلشیہ قلعہ کا محاصرہ کر رہی تھی اُس وقت راجہ محل مین ایک عورت غیر کے ساتھ مصروف عیش تھا اس خبر وحشت اثر کو سُنکے متوحش ہوکر باہر نکلا یہان سب لوگ منتظر تھے آتے ہی گرفتار کر لیا۔

اب جو کچھ فوج راجہ کی یہان موجود تھی وہ کیونکر تاب مقابلہ لاسکتی تھی بہت سے سردارون نے ہتھیار دیدیے بہت سے لوگ اپنی جہالت سے اپنی جانون کا نقصان کر بیٹھے ۲۹۔ نومبر ۱۸۸۵ء کو تیبا ستائیس سال کی عمر مین مع دو فرزندون کے جنکی عمر پندرہ اور گیارہ سال کی تھی گرفتار ہوا اور اسکی دونون رانیان اور ایک بہن اور بارہ خواص خاص بھی اسکے ہمراہ گئے اور یہ سب لوگ مع تھوڑے سے اسباب ضروری کے بیل گاڑیون پر سوار کرائے گئے اور قلعہ کی مشرقی راہ سے کلکتہ کی جانب روانہ کئے گئے اور ملک کا انتظام باقاعدہ ہونے لگا اور رعیت کو مطیع کرنے کی فکر مین ہونے لگین ایک عجیب بات بعد گرفتاری تیبا کے سب کو ظہور پذیر ہوئی وہ یہ کہ بکثرت تارے ہندوستان مین آسمان پر ٹوٹے لوگون کو سخت حیرت تھی اور اسکے مختلف اثر بیان کئے گئے مگر کوئی اظہور مین نہین آیا۔

اس گرفتاری کے بعد بھی ایک دقت پیش آئی وہ یہ کہ راجہ کی وہ فوج جو کہ مختلف مقامات پر تھی باغی ہوگئی رعیت نے یہ حالت دیکھی وہ بھی اس سہارے کے پاتے ہی آمادہ فساد ہوئی یہ ایک ایسی دقت تھی جسکی وجہ سے تین برس تک فوج انگلشیہ کو بہت ہی عرق ریزی کرنا پڑی اور جنگلون اور پہاڑونکی مسافتین طے کرنا پڑین اور یہ ایسے مقامات تھے جہان باغیون کا ہاتھ آنا بہت ہی دشوار تھا آخرکار بکمال سرگرمی سے یہ کام انجام کو پہونچا ممکن ہی کہ بعض باغی ہاتھ آئے ہونگے۔ مگر اُنکے سبب سے کوئی تردد نہین ہی اگر مل جائینگے تو اپنے کئے کی سزا پائینگے۔

اب ہم برھما کے حالات اور وہانکے باشندگان قدیم مراسم دینی و دنیوی سے ناظرین کو آگاہ کرتے ہین۔

رسم و رواج برھما

برھما وسیع ملک ہی۔ اسمین صحرا و دریا پہاڑ بکثرت ہین شہر مواضعات قصبہ جات قلعے بھی زیادہ موجود ہین اس مین دو جگہ آبادی زیادہ ہی اور کیفیت وہانکی قابل دید ہی۔ ایک مانڈلا اور ایک رنگون رنگون مین بہادر شاہ کا مقبرہ ہی اور شوالے مسجدین یہان عمدہ بنی ہین اور ایک بڑا معبدگاہ قوم برھما کا ہی جسکو سپہ کہتے ہین

اِس شہر مین ریشمی کپڑے اچھے بنائے جاتے ہین۔
رنگون۔ دریائے شور کے کنارے پر آباد ہی۔ اور یہی برھما کا
ہائی کورٹ ہی اِس شہر مین اکتالیس گلیان ہین اور ہر ایک گلی پر نمبر ہی
نمبر ۲۹ اور نمبر ۲۶ مین نہایت ہی عمدہ بازار ہی۔
نمبر ۲۷ اور نمبر ۲۸ کی گلی مین طوائف اور شہر کی فاحشہ عورتون کے
مکانات اور چکلے ہی باقی اور گلیون مین مسلمان ہندو عیسائی یہودی
برھما چینا صورتی فرنگی ہر ملک کے لوگ آباد ہین یہان کاشتکاری
بھی ہوتی ہی اور کثرت سے پیداوار ہی مختلف قسم کے غلّے پیدا ہوتے
ہین۔ کیلے اننناس وغیرہ خودرو میوہ بھی بہت ہی لذیذ ہوتا ہی ایک میوہ
جسکا نام زمستان ہی۔ بڑے بیر کے برابر ہوتا ہی اسکی تاثیر سرد ہی
یہانکی عمارت بانس اور نرکل سے زیادہ بنتی ہی۔
شاہی مکانات اور عدالتین اور پل اور مسافرخانے امرا کے مکانات
زیادہ تر لکڑی کے ہوتے ہین پختہ عمارت بہت ہی کم مثل تھونیکے
ہی ایک سانپ بہت ہی ظالم اور زہریلا یہان ہوتا ہی جسکا رنگ
سبز ہوتا ہی اور کل ایک بالشت قد ہوتا ہی پانچ منٹ سے زیادہ
اسکا کاٹا ہوا آدمی زندہ نہین رہ سکتا۔ بھینس اور اونٹ ممکن نہین
اور گائی ملتی ہی مگر بہت ہی گران قیمت ستر روپیہ اسّی روپیہ سے کم
نہین ملتی۔ بکری بھی کم سے کم بیس بائیس روپیہ کو ملتی ہی۔
یہانکے گھوڑے بہت ہی قدم باز اور مضبوط ہوتے ہین اور سواری
کا یہان رواج بھی زیادہ ہی۔
سیتل پاٹی یہانسے اچھی دوسری جگہ نہین ہوتی۔
یہان جابجا جواہرات کی کانین بھی ہوتی ہین مٹی کے تیل کے
چشمے بکثرت ملتے ہین۔
یہانکے باشندے بہت ہی کاہل اور پست ہمت اور نہایت
بیمروت اور غرض دوست ہوتے ہین۔
اور مرد بھی عورتون کی طرح سارے سر کے بال بڑھاتے ہین اُنکے
بڑھنے کے واسطے یہ تدبیر کرتے ہین ایک جنگلی درخت جس کا نام
تیوا ہی اُسکی چھال سے اور کودی کے پھل سے کوٹ کر جو لعاب
برآمد ہوتا ہی اُس سے سر دھو کر ناریل کا تیل لگاتے ہین
اکثر یہانکے باشندون کے بال کمر تک اور اُس سے بھی زیادہ ہوتے
ہین۔ مردون کا یہ دستور ہی کہ وہ مونچھ اور ڈاڑھی کے بال نوچ ڈالتے
ہین اور ناف سے گھٹنون تک گدنا ہوتا ہی جسمین شیر اور بکری
اور سور وغیرہ کی صورت بنی ہوتی ہی۔ ایک یہ بھی [illegible] ہی کہ

بہت ہی صغر سنی مین لڑکیون کی ناک کا بانسہ عجیب عجیب ترکیبون سے
دبایا جاتا ہی تاکہ ناک چپٹی ہوجائے اس واسطے کہ باشندگان برھما
چپٹی ناک کو بہت حسین سمجھتے اور اُس ملک کی یہ تہذیب ہی اس
ملک مین علم کا چرچا زیادہ ہی برھما کی کتابین تاڑ کے پتون پر لوہے
کے قلم سے لکھی ہوئی ہوتی ہین اور وہ لوگ اُنکی زیادہ قدر کرتے ہین
کتب مطبوعہ بھی ممکن ہین مگر وہ اسقدر قابل قدر نہین سمجھی جاتی ہین۔
بہت سے نماز و روزہ کے مسائل اور اکثر پارہاے کلام مجید کی تفسیر
برھما زبان مین ہی زیادہ تر یہ لوگ دعا و تعویذ پر اعتبار کرتے ہین
اور سنا جاتا ہی جن قواعد سے یہ کرتے ہین سریع الاثر ضرور ہوتے ہین
انکے لباس کی کیفیت بہت مختصر ہی ایک رومال جو سر سے باندھا جاتا
ہی اسکے لپیٹنے کی یہ وضع ہوتی ہی کہ ماتھے کا حصہ زیادہ چھپا کر پورے
سر کے دور مین لپیٹتے ہین۔ ایک مرزائی جسکی تراش اچکن کی ترکیب
سے ہوتی ہی اور ایک اُسمین گھنڈی اور تکمہ لگا ہوتا ہی اسکو برھما
زبان مین انجی بولتے ہین۔ اور ایک کپڑا چار گز لانبا تہ بند کیطرح
باندھتے ہین اِسکا ایک سرا کم اور ایک زیادہ رکھا جاتا ہی جو سرا
زیادہ ہوتا ہی وہ لٹکایا نہین جاتا بلکہ حُن کے آگے کھونس لیا جاتا
ہی۔ اسکو اپنی زبان مین پشو کہتے ہین اور ایک چیز اس قسم کی
ہوتی ہی کہ جسکے دونون سرے سئیے ہوتے ہین اور اسے بجاے
پائجامہ کے سمجھتے ہین اور سر سے پہنتے ہین۔ نام اسکا تھمی ہی۔
عورتون اور مردون کے لباس مین اسقدر فرق ہوتا ہی کہ عورتین
اپنے سرون پر رومال بہت ہی کم باندھتی ہین اور پشو نہین استعمال
کرتی ہین بلکہ تھمی انکے واسطے مخصوص سمجھی جاتی ہی۔ اور اِن کی
تھمی دو ہاتھ لمبی دو ہاتھ چوڑی ہوتی ہی اور بیچ مین اس تھمی کے
سلائی نہین ہوتی ہی اور یہ بات باعث بے پردگی نسوان کا ہوجایا
کرتی ہی۔ چلتے وقت کمال احتیاط کی ضرورت ہی اُسپر بھی رانون تک
کپڑا ہٹ جاتا ہی اور تیز ہوا سے تو ممکن نہین کہ دو ایک مرتبہ
بے پردگی نہ ہو۔
سونے کی حالت مین بڑی خرابی ہوتی ہی اُٹھنے بیٹھنے مین بھی پوشیدہ
جسم کھل جاتا ہی۔
ایسی عورتین یہان بہت کم نظر آتی ہین جو مردون کی طرح اپنی تھمی
سِلا لین مگر مسلمانونکی عورتون مین عام طور سے یہ رواج ہی اور غربا
کی عورتین بھی ایسا کرتی ہین اس واسطے کہ ان غریبون کو باہر نکلنا
بیٹھنا کثرت سے رہتا ہی۔ اور اکثر سودا وغیرہ خرید کرتی ہین اور

اور ہاتھ انکے رُکے رہتے ہین گھی کو سنبھال نہین سکتین۔

سب سے زیادہ یہ بات ناپسند کرنے کے قابل ہی کہ عورت کو اس قسم
کے لباس مین رہنا عام اس سے کہ وہ کسی طریق سے ہون بالکل برا
معلوم ہوتا ہے۔

رُوسا کی عورتین ایسی تھمی پہنتی ہین بہت نیچی ہوتی ہی اور اس پر
شناخت ریاست منحصر ہی اور جوتا ان لوگون کا جسکو پہنا کہتے ہین
یہ صرف ایک لکڑی یا چمڑے کا تلا ہوتا ہی اور اُسپر مخمل یا بانات
منڈھی ہوتی ہی۔ اور اوپر اوسکے وہ تسمے جڑتے ہین جیسی پٹہ دار کھڑاون

انکے مرغوب خاطر غذا مچھلی اور چانول ہی زیادہ تر یہ مستعمل ہی مگر وہ
چیزین بہت ہی کم ہین جنکو یہ لوگ نہین کھاتے ہین تیتول جامن
املی نیب برگد کیلہ کی جڑ علی العموم کھائے جاتے ہین۔ کچھوے
اور مینڈک کا گوشت بازار مین فروخت ہوتا ہی اسکو کمال شوق
یہ لوگ خرید کرتے ہین۔

مچھلی کا اچار جو بہت تکلف کی چیز ہی اور جسکو یہ لوگ اپنی زبان مین لنپی
کہتے ہین۔ اسکے بنانے کی یہ ترکیب ہی کہ مری ہوئی مچھلی کو ایک
ظروف مین پانی بھر کر رکھ دیتے ہین جب بالکل وہ سڑ جاتی ہی اور
اُسکا گوشت پارہ پارہ ہو جاتا ہی اور اُسمین تعفن شدید پیدا ہو جاتی
ہی تو اُسی کے ہموزن تمباکو اور کسی قدر تیل اور کچھ دوسرے اجزا
وہ اسی قسم کے شریک کرکے اُسکو کھاتے ہین اور بہت پسند کرتے
ہین یہ عام طور سے بازارون مین فروخت ہوتا ہی۔

اگر اس مچھلی کے اچار کو دوسرے ملک کا آدمی کھانا کھاتے وقت اپنے
قریب رکھے تو ہرگز کھانا نہ کھایا جائے بہت ہی طبیعت پریشان
اور حواس منتشر ہو جائین گھی کی بو سے ان لوگون کو وہی حالت ہوتی
ہی جو اُس سڑی ہوئی مچھلی سے دوسرے ملک والونکو ہونا چاہیے۔
بجائے گھی یہ لوگ تیل کھاتے ہین۔

انکے کھانے کے تین وقت مقرر ہین اول صبح دوسرے دوپہر
تیسرے شام مگر کھانے کی عزت کرتے ہین اپنے سے اونچے پر
کھانا رکھ کر کھاتے ہین کسی ملت و مذہب والے کے ساتھ کھانا
کھانے مین انکو عذر نہین۔

اور اگر کچھ اسکا خیال ہی بھی تو اسقدر کہ اعلے ادنے کے ساتھ
کھانا نہین کھائیگا۔

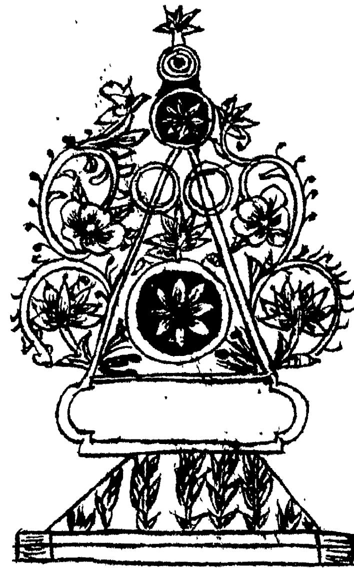
جو شخص انکے یہان علماے دین سے ہین وہ عام کے ساتھ نہین
کھانا کھائینگے بادشاہ کو رعیت کے ساتھ کھانا نہایت ہی مذلت
کا سبب ہی پان بہت کھائے جاتے ہین اور چرٹ جسے وہ لوگ اپنے
محاورے مین سلئی کہتے ہین مرد و عورت برابر پیتے ہین اور پان مین
کتھا نہین کھاتے۔ مرد اور عورت مین طلاق کا یہ دستور ہی کہ اِن
دونون قطعی باتون پر مرد قادر نہین نہ اس مین مرد کچھ کرسکتا ہے نہ
عورت جب کسی مرد سے خوش ہو اور وہ مرد اُسکی مرضی کے قابل ہو
اور عورت کے امتحان مین ٹھیک بھی اُترا ہو اُس سے اپنا عقد
کرلے امتحان کا طریقہ داخل آئین ملک ہی بعد امتحان کوئی عورت
اپنا عقد نہین کرتی اس کی ترکیب یہ ہی کہ نا کتخدا لڑکیان جنکو وہ
لوگ اپنی زبان مین تپو کہتے ہین بازارون مین دوکانین رکھتی ہین
اور ہر طرح کے مردون سے ملتی رہتی ہین اور اکثر مقامات پر انکے
میلے بھی مقرر ہین جہان وہ جاکر ارادے کے ساتھ مرد کی حالت
اچھی طرح دریافت کرسکتی ہین اور اُسکی جملہ قابلیتون سے آگاہ
ہوسکتی ہین۔ اس میلے مین عورتین جاتی ہین اور مردون کا امتحان
کرتی ہین مدتین گذر جایا کرتی ہین اور کوئی قابل مرضی نہین ٹھہرتا
تیس تیس سال کے سن تک نا کتخدا لڑکیان بیٹھی رہتی ہین اگر بہت ہی
مشکل ہوتا ہی اور کوئی اُنکی مرضی کے موافق نہین ملتا تو وہ کسی مرد
غیر کا ہاتھ پکڑکے اُسی کی راے سے تین دن کے واسطے غائب
ہو جاتی ہین اور بعد تین دن کے روپوشی سے پھر سب سے ملتی ہین
اُس روپوشی کے زمانے مین والدین اور اُنکے اعزا خوب اچھی طرح
سمجھ جاتی ہین کہ اب اُسنے کسی مرد کو کرلیا۔ اور کسی عورت نے ایسا بھی
نہین کیا تو اُسکی شادی اُسکے والدین کی راے سے ہو جاتی ہی۔

اُسکا یہ دستور ہی کہ برادری کے لوگ اور علماے دین اُن کے
ایک جا جمع ہوکر کھانا کھاتے ہین اسکے بعد کچھ ناچ ہوتا ہی اور
کچھ دھن کے باجے بھی بجائے جاتے ہین شادی کے پہلے زن و
مرد مین کچھ روپیہ کے باب مین شرائط بھی قرار پاتے ہین۔ وہ یون
کہ عورت سے مرد کہتا ہی کہ تو اگر مجھے قبول کریگی تو مین تجکو اس
تعداد سے روپیہ دونگا یا عورت کے والدین سے مرد کو اقرار
کرنا ہوتا ہی اور تعداد روپیہ کی حسن پر منحصر ہی جسقدر حسن ہوگا
اُسی کے موافق روپیہ بھی دیا جائیگا اور اس روپیہ کو عورت کے
والدین اوسی قدر روپیہ لینگے۔

اور عقد کے مراسم ختم ہو جانے پر مرد کو عورت کے مکان مین
رہنا ہوتا ہی۔ مراسم تجہیز و تکفین اس طرح ادا کئے جاتے ہین
کہ مرتے وقت کچھ اپنے مذہب کے موافق متبرک کلمات کھلاتے ہین

اور دم نکل جانے پر لاش کو ایک مکان محفوظ مین تھوڑے دنون کے واسطے رکھ دیتے ہین بعد کچھ دن گذرنے اُس لاش کو ایک تابوت مین رکھتے ہین اور ناچ اور باجے وغیرہ کا سامان ہوتا ہی جب سب لوگ جمع ہو لیتے ہین تو اُس لاش کو قبرستان لیجاتے ہین اور جب قریب قبر کے پہونچتے ہین تو بہت زور سے سات مرتبہ ہلاتے ہین اور پھر تابوت کو قبر پر رکھکر بطریق تصدق علحدہ علحدہ ظروف مین کیلہ اور چانول اور مچھلی اور اشیاء خورش گرد قبر کے رکھ دیتے ہین پھر جسقدر رشتہ کا ہین وہ اپنے مولوی کے ساتھ جسکا نام پہونچی ہی کچھ کلمات اپنے مذہبی ادا کرتے ہین میت ایک صندوق مین ہوتی ہی اور صندوق تابوت مین ہوتا ہی اُس میت کے صندوق کو نکال کر دفن کر دیتے ہین اور پہونچی وہ اسباب خورش لے کر چلا جاتا ہی۔ قبر کے واسطے پورب پچھم لانبا ہونا ضرور ہی اور ایک آدمی کے قد کے موافق گہرائی لازمی ہے اور جو اہل برھما شمول اور اہل دول ہین وہ اکثر لاشین جلایا بھی کرتے ہین

صندوق میت



عقائد مذہبی

اگرچہ ملک برھما کی تین قومین ہین مگر سب ایک ہی خدا کو مانتے ہین اور قریب قریب مسائل بھولتے ہین) اور ایک ہی کتاب کی پابندی کرتے ہین۔ مگر بعض مسائل مین اتفاق نہین ہی ان لوگون کا عقیدہ یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے تین فرشتون کو خلق فرمایا ہی اور وہ زیادہ مقرب ہین اور ایک ایک خدمت ان تینون فرشتون کو مرحمت فرمائی ہی ایک کو آلی سا بیبے جسکی صنعت ہی اور اسکا کام ہر شئ کو پیدا کرنا ہی اور ایک دد کہا ہی کام اُسکا ہر ایک ذیحیات کو رزق پہونچانا ہی انا ہانا اُسکا کام یہ ہی کہ وہ سب کی روح قبض کرے اور ان فرشتون کو یہ لوگ مجسم نہین مانتے ہین بلکہ یہ کہتے ہین کہ یہ تین صنعتین خدا کی ہین بس وہی بنانے والا وہی رزق دینے والا وہی فنا کرنے والا۔

انکی بعض کتب مین تحریر ہی کہ سب سے پہلے خدا نے برھم کو پیدا کیا پھر برھم نے اُسکے حکم سے تمام دنیا کو پیدا کیا اور برھم اب تک آسمان پر موجود ہی۔

اور کبھی کبھی ہدایت کے واسطے خدا خود بھی دنیا مین مثل بچون کے بطن مادر سے پیدا ہوا اور بالغ ہو جانے کے بعد اُسنے عیش و راحت دنیا کو ترک کرکے اہل دنیا کو ہدایت کرنا شروع کی اور پھر خود اپنے خلیفہ اور شاگرد چھوڑ کر خود آسمان پر چلا گیا اور بشکل انسان دنیا مین خدا کا آنا اسکو پھیا کہتے ہین اور پھیا سے مراد خدا ہی سے لی ہی اور اُسکے تصنیفات اور اُسکے شاگردون کی تصنیفات کو پیپاسا کہتے ہین۔

ایک تاریخ مین تحریر ہی کہ ہزارہا پھیے پیدا ہو چکے ہین مگر اُنکی کیفیتین اور اُنکے نام کسی نے درج نہین کئے ہین۔

سب سے زیادہ بزرگ پانچ پھیے مانے جاتے ہین۔ اول کا نام کوکنسو اور دوسرا۔ کوناگون۔ تیسرا۔ کاسا۔ چوتھا۔ شنگوتما۔ اِن چار کو تو گذرا ہوا بتاتے ہین پانچوین کا نام آلی مڈی ہی اسکے اب آنے کی خبر ہی اور یہ بھی کہا جاتا ہی کہ یہ دنیا کے آخری زمانے مین پیدا ہوگا اسکے پیدا ہونے کے تھوڑے دنون کے بعد قیامت آجائیگی اور اسکے دور مین سب کے سن زیادہ ہوا کرینگے اور اسکے دوران مین ایک مذہب تمام عالم مین ہو جائیگا۔

بعض پھیون کی نسبت عجیب عجیب کیفیتین بیان کی ہین کسی پھیے کی نسبت کہا ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تھے بعض کے باب مین یہ کہا ہی

حضرت پیغمبر ختمی مرتبت کو پیشوا سمجھا ہی بعض کی نسبت کسی بزرگ دین کا نام لکھا ہی بعض پتے ایسے ہین جنکو کہا جاتا ہی کہ فلان پیغمبر تھے یا ہین مذہب موافق عقائد برہما کے شنگوٹما ہی - اسکو انسان اور مخلوق بتاتے ہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ یہ دوسرے بھیون کی پرستش بھی کرتا تھا - مگر اب وہ خود قابل پرستش ہوگیا - اسنے کبھی کوئی کتاب نہین لکھی زبانی جملہ توا مین مذہب تعلیم کئے اور اس کی وفات کے بعد اسکے شاگردون نے اور اُسکے مقلدین نے اُسکے نصائح زبانی کو جمع کیا اور لکھتے رہے مگر اس قسم کی بہت سی کتابین ہین ان سب مین دس زیادہ معتبر سمجھی جاتی ہین انکو پھیاسا کہتے ہین بہت سی کتابین شنگوٹما کے سوانحات عمری سے بھری ہین بہت مین اُسکی تعریف ہی - بعض کتب مسائل مذہبی مین ہین جب سنہ ۱۲۰۲ ہجری کو بمقام مالامیو شنگوٹما کا انتقال ہوا اُس وقت مین اسکا سن اسّی سال کا تھا - اس کے بعد اسکے جانشین اسی کے شاگرد اور مقلد ہوبجی ہوے -

ہوبجی اس زبان مین عالم یا درویش حق آگاہ کو کہتے ہین جو قطعی تارک الدنیا ہوچکا ہو - اور روپیہ پیسہ ہاتھ سے چھوتا نہو بنادی کرنے سے اُسکو قطعی انکار ہو آبادی کی سکونت ترک کردے مدام روزہ رکھا کرے تصاویر کی پرستش کو واجب تصور کرے اعتقاد یہ ہی کہ کھانا پکا ہوا اور کپڑا سلا ہوا برہما سے ملتا ہی یہ قاعدہ ہے کہ علے الصباح سے ہوبجی برتن ہاتھ مین لیکر آبادی مین گشت کرتے ہین کسی سے سوال نہین کرتے انکو ہر شخص بلا طلب تھوڑا تھوڑا کھانا دیتا ہی اور کپڑا ان کو شادیون مین بھی مل جاتا ہی اور غمی مین بھی پاجاتے ہین -

یہ کوئی کپڑا ایسا نہین پہنتے جس مین پیوند نہ ہو اور ترکیب انکی پوشاک کی ایسی ہوتی ہی کہ ایک لنگی چھال کی کمر سے پنڈلیون تک اور ایک کپڑا سر سے پاؤن تک ہوتا ہی انکا لباس کتھل کی چھال یا کسی اور دوسرے معمولی رنگ سے رنگا ہوا ہوتا ہے اور اس پوشاک مین پتلی پتلی دھجیان ٹکی ہوئی ہوتی ہین اور وہ اچھی معلوم ہوتی ہین انکا قول ہی کہ شنگوٹما کا بھی یہی لباس تھا - یہ لوگ آبادی سے کچھ فاصلے پر اپنے رہنے کے ٹھکانے بناتے ہین اُس محلہ کو ہوبجی جادون کہتے ہین -

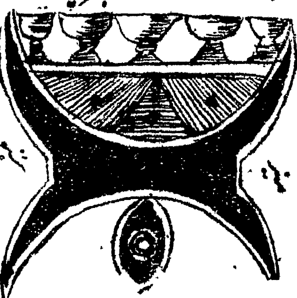
اہل برہما انکی سرحد مین جو ترپہن کے نہین آتے ترک ادب جانتے ہین - وہ برہما جنکے یہان اولاد ہوکر ضایع ہوجایا کرتی ہین یا قطعی اولاد نہین ہوتی ہی وہ منت مانتا ہی کہ اگر ابکی ہمارے یہان لڑکا پیدا ہوگا تو اُسے ہوبجی بنائینگے -

اگر اُسکے یہان لڑکا پیدا ہوتا ہی تو وہ ہوبجی کے سپرد کرتا ہی اور ہوبجی اُسکو اپنا کپڑا پہناتا اور کتب مذہبی پڑھاتا ہی عبادت کا دستور یہ ہی کہ صبح کو سات بجے اور شام کو سات بجے شنگوٹما کی تصویر کے سامنے کچھ دور فاصلے سے مودب بیٹھ کر پہلی بار تین مرتبہ چبوترے کی گدّی پر سجدہ کرتے ہین اور اگر گدی نہ ہو تو زمین پر سجدہ کرکے کچھ کلمات پھیاسا کے پڑھ کے اور تین سجدہ کرکے اُلٹے پیرون واپس آتے ہین -

اکثر بلکہ ہر وقت کنٹھی پر برابر کچھ پڑھتے رہتے ہین -

برہما لوگ روزہ بھی رکھتے ہین اور دستور اُنکے روزہ رکھنے کا یہ ہی کہ گیارہ بجے دن سے بارہ بجے دن تک جو کچھ چاہین وہ کھالین اور اسکے تمام روز و شب چاء و شربت حقہ پان تمباکو دودھ دوسری شی نہین کھاتے ہوبجیون کو حسب حیثیت خیرات دیتے ہین -

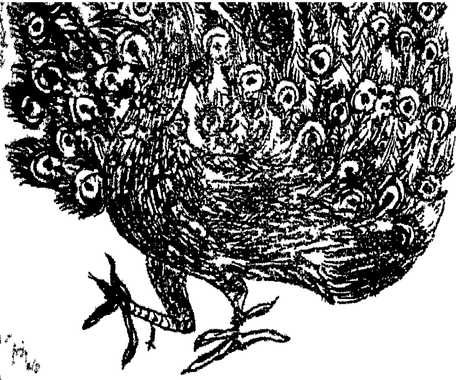
ہوبجیون کے کھانے کے واسطے شرط یہ ہی کہ جب وہ اپنے میز پر کھانا کھانے کو بیٹھے تو قبل تھوڑا تھوڑا ہر قسم کا کھانا پھیا کے سامنے رکھے اور پانی بھی موجود کردے اور اس رسم کے ادا کئے بغیر ہوبجی کو کھانا جائز نہین ہی جب دوسرے دن کھانا کھانے بیٹھے تو جو کھانا پھیا کو چڑھایا ہی وہ ضایع کردے اور تازہ کھانا پھر چڑھائے -



ہوبجیون کی میز کھانا کھانے کی جس صورت سے بنتی ہی تصویر سے اُسکی ترکیب معلوم ہوسکتی ہی -

اس میز پر کھانا رکھ کر اور آپ زمین پر بیٹھ کر کھاتے ہین - جب کوئی ہوبجی مرتا ہی تو اُسکی لاش کا شکم چاک کرکے آلائش دور کرڈالتے ہین - اور ریشم سے سیکر شگاف بند کرتے ہین اگر لاش کو زیادہ دن رکھنا منظور ہوا تو بہت ہی مستحکم کپڑے مین باندھ کر اور مضبوط لکڑی سے بہت ہی زور زور کوٹتے ہین جب اُسکے عضو بدن چور چور ہوجاتے ہین تو اسکو ایک صندوق مین بند کردیتے ہین اور اس صندوق کو ایک بانس کے تابوت مین رکھتے ہین - اور اس تابوت کو مخمل وغیرہ سے منڈھتے ہین اور اسکے اوپر ابرک وغیرہ کے

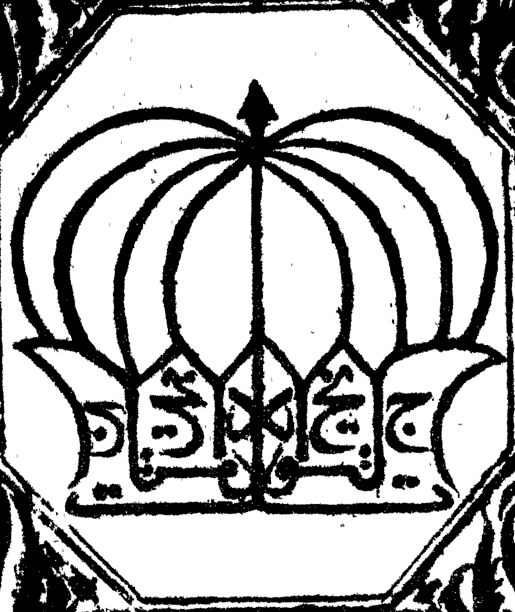
اور جب بھی اُسکی لاش کے قریب ناچ وغیرہ بھی ہوا کریگا اور جب
مدت لاش رکھنے کی ختم ہوجائیگی تو اُسکے مرید یا شاگرد اور بھائی
آپس مین چندہ کرکے اُسے جلائینگے اور جسقدر پہونجی اُسکی تجہیز و
تکفین مین شریک ہونگے وہ سب ایک ایک تابوت ایساہی لائینگے
اور دفن کرنے اور جلانے سے پہلے اُسکی لاش ہر ایک تابوت مین
رکھی جائیگی ہر مرتبہ سات بار جنبش دیجائیگی۔ جب اُسکے تابوت
مین آگ دیجاتی ہی اُس وقت سے جب تک خاتمہ نہین ہولیتا
باجہ بجتا رہتا ہی اور سب لوگ گاتے بھی رہتے ہین۔
لاش کا کوٹنا از روے شریعت نہین ہی اور نہ ممنوع ہی اسوجہ
سے کوٹتے ہین کہ پھر لاش سے بدبو نہین آتی۔
تمام ملک برھما مین ایک پہونجی ایسا بھی ہوتا ہی جسکو سب
پہونجیون پر افسری حاصل ہوتی ہی اُسکی سب پہونجی تعظیم کرتے
ہین اور اُسکو تارنامین کے لقب سے یاد کرتے ہین جسکے
معنے ملک العلما یا مجتہد کے ہوتے ہین اور اُسکی سکونت ماڈلا مین
ہوا کرتی ہی سب پہونجی اسکے اسقدر تابع ہوتی ہین جیسے برھما عام
پہونجیون کے بڑے پہونجی کے کلام کو پیاسا کے موافق خیال کرتے
ہین اور جو کچھ وہ کہدیتا ہی وہ لا کلام بجالاتے ہین۔ اس سے صاف
یہ ظاہر ہوتا ہی کہ ان لوگون کو کسی قسم کی مذہبی تحقیقات نہین ہی اور
نہ انکو اسقدر ہوش آتا ہی کہ یہ دریافت تو کرین کہ ہمارا مذہب
بہ نسبت اور طریقون کے کیسا ہی اور جو کچھ ہم کر رہے ہین ہمارے
مفید بھی ہی یا نہین عقلی مادہ سے بالکل خالی ہین۔
کتب مین انکے یہان جو جو مقولے ہین وہ بھی عجب عجب طرح کے
ہین مثل اسکے سورج کو یہ بتاتے ہین کہ کتابون سے ثابت
ہوتا ہی کہ یہ طاؤس ہی اور مجسم ہی منھ اسکا آسمان کی طرف ہے
اور دم اُسکی دنیا کی طرف ہی۔ اور وہ ذی روح ہی اور چاند
مین ایک خرگوش بھی ہی۔ اسی طرح سے بہت کچھ خلاف عقل باتین
انکی کتب مین موجود ہین مختصر اسقدر ناظرین کی آگاہی کیواسطے تحریر
کردین زیادہ طول دینا اس مقام پر مناسب نہ سمجھا اُن کے
تفصیلات تحریر کرنا بیکار ہی۔



چاند



وہ برھما جنکو اہل اسلام کے پاس بیٹھنے اٹھنے کا اتفاق ہوا یا اور
ہر طرح کے قابل اور خواندہ لوگون نے انکو نئے طریقے کی اچھائیان
اور برائیان دکھادین اُس وقت اُنھون نے غفلت سے آنکھین
کھولین اور سمجھے اور [illegible] راستے پر آگئے اب برھما
کی حالت بہت کچھ درست ہوگئی ہی اور رفتہ رفتہ ہوتی جاتی ہی
اور امید ہی کہ سب لوگ بہت جلد اچھے برے مین تمیز کرسکین۔



مطبوعہ نصرت المطابع دہلی





نواب شمشیر بہادر صاحب اخگر جاگیردار اعظم ریاست اجیگڈھ مدظلہ۔



مشاہیر خطاب یافتگان راجپوتانہ و وسط ہند - اجمیر

اجمیر

رائے مہتہ پنالال صاحب سی-آئی-ای - رئیس اجمیر

آپکے مورث برفاقت راؤ بیکاجی پندرھویں صدی میں جودھپور سے بیکانیر آئے بزرگ خاندان مہتہ کرمچند نامی وزیر ہند کو شہنشاہ اکبر اعظم کے دربار سے جاگیر عنایت ہوئی تھی - گردش ایام سے یہ خاندان بعہد مہارانا جگت سنگھ اودے پور آگیا اور اُس نے پھر زور پکڑا اور بزمانہ مہارانا آرسی سنگھ مہتہ اگرجی کا خوب عروج ہوا اور انکی وفات کے بعد اکثر ممبر اس خاندان کے وزیر ریاست اودیپور رہے - آپ جین مت انسوال مہاجن ہیں - ۱۲ - برس کی عمر میں بعد فراغت تحصیل علم ہندی فارسی آپنے ریاست میں عہدہ پایا ۱۸۶۷ء تک مختلف عہدوں کا کام کرکے نائب دیوان مہارانا شمبھو سنگھ کے ہوئے اور ۱۸۶۹ء میں جب منصب وزارت موقوف ہوا - اور بجائے اُسکے ایک خاص محکمہ قرار دیا گیا تو اُسکے افسر اعلےٰ آپ ہی مقرر کئے گئے حسن انتظام پر آپکو جاگیر عطا ہوئی - ۱۸۷۴ء میں جب مہارانا شمبھو سنگھ جی مبتلائے مرض ہوئے تو آپکے دشمنوں نے ذاتی اغراض اُٹھانے کی غرض سے مہاراجہ موصوف کو آپ سے ازحد بدگمان کرادیا - اور نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ آپ نظر بند کئے گئے چونکہ دشمن آپکے زیادہ تھے بوقت واہ کرم مہاراجہ صاحب ایک مسلمان نے تلوار سے آپکو مجروح کیا - اس تکلیف سے آپنے تین مہینے میں نجات پائی اور مجبوراً آپ اودیپور سے اجمیر میں آئے - جب مہارانا سجن سنگھ مسند نشین ہوئے تو انکو آپکے حسن انتظامات کا خیال ہوا - اور انتظامات ریاست میں آپکی شرکت ضروری سمجھکر اجمیر سے طلب کیا اور عہدۂ قدیم مرحمت فرمایا - ۱۸۷۰ء سے ۱۸۹۵ء تک آپنے ۲۵ - سال بکمال دیانت و لیاقت اس جگہ پر کام کیا - اور اسی سال میں ملازمت سے کنارہ کش ہوئے - آپکی کارگزاری کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا - کہ تین مہارانا صاحبان کے عہد حکومت میں آپنے کام کیا اور وہ آپکے حسن انتظام سے خوش رہے - ۱۸۷۷ء کے دربار دہلی میں آپ کو رائے بہادر کا خطاب عطا ہوا تھا - اور ۱۸۸۷ء میں سی-آئی-ای کا خطاب ملا - ترک ملازمت کے بعد سے آپ اپنا وقت کتب مذہبی کے مطالعہ میں صرف کرتے ہیں - رائے چھگن لال کوٹھاری والے کی صاحبزادی آپ کو منسوب ہیں - جن سے ایک فرزند کلاں مہتہ فتح لال ہیں جنکا ذکر ذیل میں درج ہے ٭

مہتہ فتح لال صاحب رئیس اجمیر

آپ رائے مہتہ پنالال صاحب سی-آئی-ای سابق دیوان ریاست اودیپور کے صاحبزادے ہیں - آپنے میوکالج اجمیر میں علم انگریزی تحصیل فرماکر بی اے کے امتحان میں کامیابی حاصل کی - مسٹر جے ہارڈ کپنگ نے اپنی کتاب میں آپکی انگریزی و پولیٹکل معلومات کی بہت کچھ تعریف کی ہے اور انگریزی میں مفید گائیڈ ریاست اودیپور جو آپنے ارقام فرمائی ہے - لارڈ الجن و لارڈ لینسڈون صاحبان نے اُسکو قبول فرمایا - اور بتقریب سیاحت یادگار اودیپور میں - ہزہائینس ڈیوک آف کیناٹ بہادر نے مرصع مہر عطا فرمائی - اپنے بیاہ و یادگار بابو ہریشچندر رئیس بنارس ایک اسکول اودیپور میں زیر نگرانی اپنے قایم کیا ہے - آپ لائف ممبر ناگری پرچارنی سبھا و سکری سناتن دھرم رکھشی سبھا و آنریری سکریٹری کرکیٹ کلب اودیپور ہیں - انگریزی پرائیویٹ لائبریری کے بانی اور تعلیم میواڑ کے آپ ہی ہیں - آپنے کچھ عرصہ تک اپنے والد ماجد کی جگہ بحیثیت پرائیویٹ سکرٹری انجام دیا ہے ٭

اجیگڈھ

نواب شمشیر بہادر صاحب اخگر - رئیس اعظم ریاست اجیگڈھ

تمام ہندوستان آپکے نام نامی و اسم گرامی سے واقف ہے - آپ ملک کے اُن ناموروں میں ہیں جن پر ہمارا ملک جس قدر فخر و ناز کرے بہت بجا اور درست ہے - آپکا سن شریف ۴۰ سال کا ہے - آپ انگریزی - فارسی - ہندی اور ریاضی سے بہت اچھی طرح واقف ہیں خصوصاً قانون میں اعلےٰ درجہ کی مداخلت ہے بیمثل و لاجواب فیصلہ لکھتے ہیں - اسی طرح آپکی قانونی تقریر کی حالت ہے - فن شاعری میں بھی آپکو کمال حاصل ہے اس فن کو سخنور مولوی حسین علی خاں صاحب شہر تخلص سے حاصل کیا - اور فن سپاہگری تو آپ کا آبائی فن ہے - گھوڑے کے کرتب کچھ ایسے بیمثل کرتے ہیں - کہ انکے دیکھنے سے تعجب معلوم ہوتا ہے - بلکہ آپکی شہسواری کی کئی معزز حکام یوروپین نے داد دی ہے - اسی طرح بندوق چلانی - بانک - پٹہ - پھری - گدکہ وغیرہ وغیرہ کے کھیل بھی خوب جانتے ہیں - کپتنی - توپخانہ - رسالہ وغیرہ کے قواعد سے بھی اچھی طرح واقفیت رکھتے - ان ہنروں کے علاوہ فوٹوگرافی - نقش سازی وغیرہ سے بخوبی ماہر ہیں - آپکے باکمال اور صاحب ہنر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ عالیجناب معلے القاب حضور پرنور سوائی مہاراجہ صاحب بہادر فرمانروائے

ریاست اجیگڑھ دام اقبالہٗ نے انکو خود تسلیم فرمایا ہے -

اکیس برس کی عمر میں آپکی شادی اُستاد باکمال و نامور عدیم النظیر جناب منشی محمد ظہیر الدین صاحب ظہیر رئیس جہان آباد ضلع فتحپور ہنسوہ کی دختر نیک اختر سے ہوئی - حضرت ظہیر صاحب بڑے عالی خاندان و باکمال ہیں اور اُنکے خاندان کے اکثر ممبر بڑے بڑے صاحب فضیلت موجود ہیں جنکا تذکرہ بوجہ طوالت درج نہیں کیا گیا -

حضرت اخگر صاحب بڑے منکسر المزاج - رحمدل - بہادر فیاض ہیں - آپکی اخلاقی حالت ایسی ہے کہ جس شخص سے ایک بار آپ ملتے ہیں - وہ آپ ہی کا ہر وقت دم بھرتا ہے +

سردار بساوا سنگھ صاحب ناظم و سول جج ریاست اجیگڑھ

اُس ریاست کو اپنی قسمت پر فخر کرنا چاہئیے جسکا فرمانروا روشن دل لیئق - رحیم اور عدل پرور ہو - مگر والی ریاست بھی بذات خود اسوقت تک کچھ نہیں کرسکتا جب تک ایماندار اور لایق ارکین میسر نہ آئیں - ریاست ایک جسم ہے اور اہلکار اُسکے اعضا - والی ریاست روح رواں ہے - ریاست اجیگڑھ کو اپنی خوش نصیبی سے ایک نہ ایک لایق شخص ملجاتا ہے یہ والی ریاست کی قدرشناسی اور محفل دانی کا نتیجہ ہے - ۱۸۹۹ء کے قحط میں ریاست نے رعایا اور اہلکاران کی تکالیف رفع کرنے کے لئے گورنمنٹ عالیہ سے ساڑھے تین لاکھ روپیہ قرض، ۳۰ ہزار سالانہ قسط دینے کے معاہدہ پر لیا گیا تھا - دو سال تک یہہ رقم باقساط ادا ہوئیں - لیکن تیسرے سال بوجہ رحلت فرمانے نونہال سنگھ صاحب ناظم ریاست کے قسط میں التوا ہوگیا اُنکے جانشین اُنکے برادر کہیں سردار بساوا سنگھ کی تقرری عمل میں آئی - اُنہوں نے اپنے ہاتھ میں انتظام لیتے ہی والئے ریاست اور رعایا پر ثابت کردیا کہ ایماندار اور بہی خواہ ریاست ایسے ہوتے ہیں - اور ایسے منتظموں کی ریاستوں کو ضرورت ہے - سچ پوچھئے تو اپنے علاوہ اپنی عدل گستری اور محکمہ رنظامت کی اصلاح وغیرہ کی ریاست میں پچیس تیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کی توفیر کرادی کیونکہ جو لوگ ریاست سے مفت کا وظیفہ پاتے تھے اور بلا ضرورت ریاست اُن سے مسلوک ہوتی تھی - اُسکا انسداد کردیا - اُس نہج سے ایک کثیر رقم ریاست کے خزانہ میں سال درسال آنے لگی - سرکاری اقساط بھی آپکے زمانہ میں ادا ہونے لگیں - آپکے سردار معظم کو انکی خوش انتظامی پر گورنمنٹ ہند نے کمال خوش ہوکر رائے بہادر کے خطاب سے مفتخر فرمایا تھا - سخت تعجب ہے کہ سردار بساوا سنگھ صاحب جو کسی طرح اپنے بڑے بھائی متوفی سے انتظامی قوت اور خیر خواہی ریاست میں کم نہیں کیوں رائے بہادر کے معزز خطاب سے نہ سرفراز کئے جائیں - امید ہے کہ بہت جلد گورنمنٹ انکی خدمات پر لحاظ کرکے خطاب سے معزز فرمائیگی +

ٹھاکر درجن سنگھ صاحب ممبر کونسل ریاست الور

آپکی ریاست تعلقہ ٹھکانہ ہے - جسکی نکاسی ع۔ ہزار روپے سالانہ ہے - رقبہ ریاست بارہ ہزار بیگہ ہے - جسکی آبادی تخمیناً بحساب مردم شماری دو ہزار دوسو پچاس ہے - یہ خاندان پہلے موضع کھیرا علاقہ جے پور میں آباد تھا - وہاں سے آکر ریاست بھرتپور میں آباد ہوا - راجہ گج سنگھ جو اس خاندان کے مورث اعلےٰ تھے - انہوں نے صرف دوسو سواروں کی معیت سے رئیس جاؤلی کو شکست دی - اور کل علاقہ پر اپنا قبضہ کرلیا - اور وہیں ایک قلعہ تعمیر کیا - اور ایک عمارت موسوم بہ مندر چھبر چھتی تعمیر کرائی - قریب دوسو دیہات کے ان بہادر راجپوت نے اپنی بہادری سے فتح کئے - اور دربار جے پور سے سند حاصل کی مشہور ہے کہ گلہ مویشیاں دہلی جارہا تھا - راجہ گج سنگھ نے قریب جاؤلی اُسکو گرفتار کرکے برہمنوں کو تقسیم کردیا - اس خبر کے معلوم ہونے پر سید محمد شاہ مع فوج شاہی انکے مقابلہ اور سزادہی کے واسطے بھیجے گئے - جنہوں نے راجپوتوں سے سلطنت پائی مقتول دشمنوں کی قبور کے نشانات اب تک نمایاں ہیں -

راجہ گج سنگھ کی وفات کے بعد علاقہ اُنکے دو بیٹوں پر تخصیص مساوی تقسیم ہوگیا - ایک بھائی نے جاؤلی اور دوسرے نے کھیدانہ اپنا دارالحکومت قرار دیا جس میں دو میل کا فاصلہ ہے آخر زمانہ میں راجہ ہیرج سنگھ پیدا ہوئے - یہ صاحب سنسکرت کے عالم اور علم موسیقی میں کامل الاستعداد تھے - اپنے ایک مکان گنبددار طیار کرایا تھا جس میں سے گانے کیوقت صدائے بازگشت پیدا ہوتی ہے - یہ بڑے بہادر راجہ تھے - انہوں نے مرہٹوں کو شکست دی بجلدوے ان خدمات شایستہ و بہادری کے شاہ عالمگیر ثانی نے ۱۷۵۳ء میں منصب سہ ہزاری و خطاب راجہ راجہ مع ایک قبضہ شمشیر و زنجیر فیل مع نوبت و ماہی مراتب مرحمت فرمایا - جسکی سند عطیہ شاہی ٹھاکر صاحب حال کے پاس اس وقت تک موجود ہے - فی الحال ٹھاکر درجن سنگھ صاحب مسند نشین ریاست ٹھکانہ ہیں - آپکی رشتہ داری مہاراجگان جودھپور - جے پور - کوٹہ - قرولی سے ہے - تاریخ ولادت ۱۳ - اکتوبر ۱۸۸۹ء ہے --

آپ وشنو مذہب ہیں - آپکی عمر نو برس کی تھی جب آپ میو کالج میں

بغرض تعلیم داخل ہوئے۔ ۱۸۸۳ء میں انٹرنس پاس کیا۔ اور سنسکرت وجغرافیہ وتاریخ میں کامیابی حاصل کی ۲۰ سال کی عمر میں آپ کالج سے تعلیم حاصل کرکے نکل آئے۔ سری حضور سوائی مہاراجہ منگل سنگھ بہادر ہمیشہ آپکی لیاقت سے خوشنود رہے۔ اور چند عہدے کمانڈر سٹاف افیسری امپیریل سروس کا کام آپ سے لیتے رہے۔ بعد انتقال مہاراجہ صاحب کے مارچ ۱۸۹۲ء میں صاحبان ممبران کونسل وکرنیل میرسن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے بعہدہ ممبر کونسل آپ کو سرفراز فرمایا۔ چنانچہ جب سے اب تک آپ اسی عہدے پر سرفراز ہیں۔ اور اپنے فرایض منصبی نہایت لیاقت اور امانتداری سے انجام دے رہے ہیں۔ بڑے صاحبزادے کلیان سنگھ کالج میں تعلیم پارہے ہیں جنکی عمر ۱۸ سال کی ہے۔ اور منجھلے کشن سنگھ ہیں جنکی عمر صرف ۸ برس کی ہے۔ چھوٹے لچھمن سنگھ ہنوز طفل شش ماہہ ہیں۔ ریاست الور سے بھی بنظر حقوق سابقہ عہ روزانہ بطور مدد معاش ملا کرتا ہے ✣

انڈور

بخشی کھمان سنگھ صاحب سی۔ ایس آئی رئیس انڈور

آپکی عمر چار برس کی تھی جب آپکے والدین ۱۸۳۴ء میں جودھپور سے انڈور آئے خوبی قسمت سے آپ مہاراجہ تکاجی راؤ مرحوم کے ہم مکتب ہوئے اور انڈور میں تحصیل علم کی جب ہز ہائینس مہاراجہ صاحب نے زمام ریاست اپنے اختیار میں کی۔ تو آپکو کمیدان معزز فرمایا۔ اور ۱۸۵۲ء میں خلعت فاخرہ و عہدہ بخشی مع جاگیر عطا کیا۔ آپنے فوجی مدرسہ قایم کرکے ایک کتاب موسومہ رسالۂ قواعد مرتب فرمائی۔ جس سے آپکا صاحب تیغ وقلم ہونا ظاہر ہے۔

بزمانہ غدر ۱۸۵۷ء خیر خواہ سرکار انگلشیہ رہے۔ اور ۱۸۶۱ء میں بصلہ حسن خدمات جناب ویسرائے گورنر جنرل ہند نے بموقعہ دربار جبلپور خلعت فاخرہ قیمتی پانچہزار روپیہ کا آپ کو عنایت کیا۔ کرنیل ڈیورنڈ صاحب نے آپکی عمدہ کارگزاری اور کپتان ہیچیسن صاحب کا خطرناک جگہ سے بچانے اور رئیس امجھرہ کے مشیروں کی گرفتاری پر آپکی بیحد تعریف گورنمنٹ سے کی۔ اور گورنمنٹ بمبئی وحکام فوجی نے بھی آپکی دلاوری و شجاعت کی داد دی۔ ۱۸۶۱ء میں انگلستان و بر اعظم یورپ کا سفر کرکے ۱۸۶۶ء میں بصلہ خدمات خیر خواہی سرکار انگریزی خطاب سی ایس آئی کا حاصل کیا جسپر سرٹی مادھوراؤنے ارشاد فرمایا کہ یہ محنت وجانفشانی کا صلہ ملا ہے۔ اس عزت وسربلندی کا استحقاق آپ سے زیادہ کسی اور کو نہیں حاصل ہے۔ پھر ۱۸۶۷ء میں آپ کمانڈر انچیف ہوکر وزیر ہوئے۔ اور ۱۸۸۵ء تک اپنے فرائض منصبی ادا کرتے رہے بوقت کنارہ کشی عہدہ مذکور سر لیپل گریفن صاحب نے آپکی قابلیت کی بہت کچھ تعریف کی ۱۸۹۱ء سے آپ اجمیر میں مقیم تھے۔ لیکن ۱۸۹۹ء میں بسلسلۂ اعادۂ معاملات ریاست انڈور کو حسب الطلب واپس ہوئے ✣

رائے بہادر منشی کشوری لال صاحب رئیس انڈور

آپنے محکمۂ پولس میں اپنے حسن انتظام وخیر خواہی کے صلہ میں یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو خطاب رائے بہادر گورنمنٹ ہند سے حاصل کیا قبل ازیں آپ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس راجپوتانہ مالوہ ریلوے تھے ✣ اسی جگہ سے آپنے پنشن لی۔ اور ریاست انڈور میں انسپکٹر جنرل پولیس کے عہدہ پر ممتاز ہوئے۔ آپکے بھائی منشی دیوکی نندن اونریری مجسٹریٹ ریواڑی اور آپکے بھتیجے صاحب رائے لچھمن لال ڈسٹرکٹ جج پنجاب اور فرزند ارجمند بابو بھوانی پرشاد۔ بی۔ اے وکیل چیف کورٹ ہیں ✣

رائے صاحب پنڈت نندلال صاحب کول۔ رئیس انڈور

آپکے والد راجہ پنڈت جناردھن کول نے کشمیر کی سکونت ترک فرماکر امرتسر میں رہنا پسند کیا تھا۔ پنڈت ست رام کول آپکے دادا صاحب اور پنڈت گوبند رام کول آپکے پردادا سکھوں کے عہدہ دار تھے۔ انکے انتقال کے بعد آپکے والد صاحب کی وہاں دلچسپی نہ ہوئی۔ یہی امرتسر آپکا مولد ہے۔ آپکی تکمیل تعلیم امرتسر میں ہوئی جسکے بعد آپ اکونٹنٹ دفتر فنانشل کمشنر پنجاب ۱۸۷۴ء میں مقرر ہوئے۔ اور ۱۸۸۲ء میں ٹرپرنر کلرک لاہور اور ۱۸۸۳ء میں کانفیڈنشل کلرک دفتر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کوئٹہ اور ۱۸۹۶ء میں پرسونل اسسٹنٹ واکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان مقرر کئے گئے۔ اسکے بعد اپریل ۱۹۰۲ء میں بایزادی تنخواہ سنٹرل انڈیا ایجنسی انڈور میں اکسٹرا اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل کے عہدہ پر تعینات ہوئے۔ غرضکہ ۲۲۔ سال بلوچستان یعنی سرحدی خدمات کے فرایض منصبی ادا کئے اور حکام وقت آپ سے رضامند رہے۔ جون ۱۸۹۹ء میں منجانب گورنمنٹ ہند بصلہ خدمات افغانستانی خطاب رائے صاحب آپکو عنایت ہوا۔ عمدۃ الجغرافیہ۔ تواریخ وجغرافیہ ہندوستان آپکی تصنیفات ۱۸۷۵ء کی موجود ہیں۔ آپ کی عمر ۴۷ سال کی ہے ✣

رائے بہادر سیٹھ ہنونت رام رامچندر صاحب رئیس انڈور

تخمیناً سو برس ہوئے کہ آپکے بزرگوں نے انڈور میں سکونت اختیار کی اصلی وطن حصار تھا۔ پھر جے پور میں سکونت پذیر ہوئے تھے ۱۸۵۷ء بزمانہ غدر آپکے والد نے سرکار انگلشیہ کی خیر خواہی

آپکی ۱۸۷۶ء سے اندور ریزیڈنسی کے خزانچی ہیں - آپ بھی خیرخواہ گورنمنٹ ہیں - آپنے چند ملزموں کو سزا دلائی تھی جو قیدیان غیر علاقہ میں چرا کر لئے جاتے تھے - اُسکے صلہ میں ۱۹ - اگست ۱۸۸۹ء کو خلعت فاخرہ سرکار سے عطا ہوا - اپنے والد ماجد کی یادگار میں آپنے ایک دھرم سالہ اور چھتری اندور میں تعمیر کیا - رامیشر - جگن ناتھ - دوارکا میں زمین اور مکان وقف کئے - اور کئی مرتبہ قحط زدوں کی امداد کے واسطے مفت غلہ تقسیم کیا اس عالی ہمتی اور نیک کاموں کے صلہ میں ۲۲ - جون ۱۸۹۶ء کو گورنمنٹ ہند سے خطاب رائے بہادر کا عطا ہوا *

راجہ رنجیت سنگہ صاحب بہادر والئے پانگلی

آپ بعد وفات راجہ رگھنا تھہ سنگہ صاحب کے بحالت نابالغی ۱۸۹۶ء میں جانشین ریاست ہوئے - آپکے مورث اعلےٰ راجہ گوکل داس مراٹھور جی تھے جنہوں نے ڈیڑھ سو سال کا عرصہ ہوا اس ریاست کو بزور شمشیر فتح کیا - رقبہ ریاست ۳۰۷ مربع میل و آبادی ۱۵۰۰۰ - آمدنی تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہے - آپ ڈیلی کالج اندور کے تعلیم یافتہ شہسوار تادر انداز شجاع و دلیر - مخیر - فیاض - رحمدل - غربا پرور ہیں - انگریزی - فارسی - ہندی - اُردو میں اعلےٰ دستگاہ ہے - تھوڑے دن گزرے ہیں کہ آپکو اختیارات مجسٹریٹ و منصف درجہ چہارم منجانب لوکل گورنمنٹ ہوئے - ذاتی قابلیت سے اپنے اُس مفوضہ عہدہ کا کام خوش انتظامی سے کیا - کہ جسکا بیان لا بیان ہے - فریقین آپکے منصفانہ فیصلہ جات سے نہایت ہی رضی ہو خیال کر لینا چاہئے کہ مجوز کی تجویز و فیصلہ سے ایک فریق خوش دوسرا ناخوش رہتا ہے مگر آپکی عدالت نوشیروانی سے فریقین بخاطر منعم ہوکر جاتے ہیں - پھر کچھ دنوں بعد بحیثیت مجسٹریٹی و منصفی سوم اپنے بمعاونت جناب منشی عبد الغفور صاحب مجسٹریٹ شہر کی جو بڑے مہاراج بیکنٹھہ باشی کے وقت سے متوسل و منصرم ریاست ہیں اور آپکے نابالغی کے اتالیق بھی ہیں - کہ جنکو لوکل گورنمنٹ سے حکم تھا کہ آپ کو کارروائی عدالتی میں صلاح و مشورہ دیں اور قانونی امورات سے عدالت کے آگاہی دیتے رہیں - یہ منشی صاحب نہایت تجربہ کار و دیرینہ روزگار علم عربی - انگریزی - فارسی - سنسکرت سے واقف نیکخو - شاعری سے مذاق اور میر منشی بھگوتی پرشاد صاحب الف اے - جو پرائیویٹ سکرٹری ہیں - آپکی ہوشیاری سے کارکردگی درد اقفیت قانون دانی سلیم الطبعی و فہم و فراست پر صاد کرتے ہیں - مہاراجہ صاحب آپ خود ۱۱ بجے سے ۴ بجے تک برابر اجلاس بطرز انگریزی کرتے ہیں - اور خاص اپنے قلم سے فیصلہ جات دیوانی و فوجداری پولیٹکل و جوڈیشل وغیرہ جملہ کارروائی لکھتے ہیں - قحط زدگان میں ہیضہ و بائی پھیلنے پر اپنے کچھ پروا اپنی جان کی نہ کی - بلکہ باتباع ایجنسی خود اپنے ہاتھ سے محتاجوں کو ٹکٹ روزمرہ دیئے - کھانے کا انتظام کیا گئے - جسکے صلہ میں خوشنودی گورنمنٹ کا اعتراف حاصل کیا -

پس ہم اب عالیجناب صاحب بہادر آنریبل ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا سے بصد نیاز درخواست کرتے اور توجہ اس طرف دلاتے ہیں کہ بلحاظ سن و لیاقت و قانون دانی و معاملہ فہمی و رضائے رعایا و نیز حالات صدر غور فرما کر سر بحضور راجہ صاحب بہادر کو با اختیار رئیس ریاست فرمائیں *

پالدیو
شیام لال صاحب میر منشی ایجنسی بندیلکھنڈ

آپکے والد منشی سندر لال صاحب ولیش اگرو کے معززین سے تھے - جنکا سلسلہ نسب راجہ وکرماجیت والئے اگرہ سے ملتا ہے - آپکے آبا و اجداد عہد اسلامیہ میں قدیم سے قانونگوئی کے عہدہ پر مامور رہے - لیکن جب سلطنت اسلام کا آفتاب زوال پذیر ہوا اور غدر کے پُر آشوب زمانہ نے زمانہ نے پلٹا کھایا - آپکے ممبران خاندان راجگان راجپوتانہ و سینٹرل انڈیا وغیرہ کے دربار میں مختلف عہدوں پر سرفراز رہے - اور اپنی نمایاں خدمات کی جلدو میں اعزاز و خطاب سے ممتاز ہوتے رہے -

منشی صاحب سابق میں میر منشی ایجنسی بندیلکھنڈ تھے فی الحال ریاست پالدیو میں کامداری کے معزز عہدے کی خدمات نہایت تدین اور تدبر سے انجام دیتے ہیں - آپنے بندیلکھنڈ کی ایک جامع تاریخ نہایت تحقیق اور تلاش کے ساتھ لکھی ہے - جس سے بندیلکھنڈ کے حالات استخراج کرنے میں جکو پوری مدد ملی - آپ کمال خلیق اور بلند خیال افراد سے ہیں - اور اپنی خدمات مفوضہ کو نہایت خوبی سے انجام دیتے ہیں *

خان بہادر منشی رضا حسین صاحب رئیس سدھارا جالون

آپکے بزرگ نسل ہاشمی چند پشت تک بعہد سلطنت بنی امیہ مدینہ سے ایران آ کر رہے - بوقت مراجعت ہندوستان ہمایوں بادشاہ کے ہمراہ ایران سے ایک بزرگ کمال حافظ افسر توپخانہ ہندوستان



پنڈت نندلال صاحب کول۔ رئیس اندور



بخشی کھمان سنگھ صاحب سی - ایس - آئی - اندور ۔

آئے اور دہلی میں سکونت اختیار کی آپکے جد امجد مولوی فرخ حسین اتالیق
نواب امیر الملک بہادر ولیعہد نواب نصیر الدولہ بہادر رئیس اول
ریاست باؤنی کے ہوئے - اور آپکے والد ماجد منشی محمد نادر حسین
صاحب مرحوم عرصہ تک مدار المہام ریاست مذکور رہے -
مذکور رہے - اور غدر ۱۸۵۷ع میں فوج سرکاری کو موقعہ فتح کالپی
رسد رسانی سے مدد دی - آپ محکمہ ایجنسی بندیلکھنڈ میں اکثر عہدہ ہائے
جلیلہ پر ممتاز رہے - اور ۱۸۸۱ع میں منجانب گورنمنٹ ہند سپرنٹنڈنٹ
ریاست کنہیا دہانہ کے مقرر ہوئے ۱۸۸۵ع میں سردار نواب
محمد حسن خاں صاحب فرمانروائے ریاست باؤنی از راہ قدردانی
آپکو محکمہ ایجنسی سے مانگ کر ممبر اول اپنے دربار کا مقرر کیا جب
نواب صاحب موصوف نے مع اپنے فرزند کے ۱۸۹۳ع میں بمقام
مکہ معظمہ میں رحلت فرمائی اور منتظم ریاست گورنمنٹ ہوئے -
تو آپ حسب الحکم سرکار سپرنٹنڈنٹ ریاست مقرر ہوئے -
آپکے انتظام سے رعایا خوش حال اور ریاست کو خوب ترقی ہوئی -
تعمیرات کی بنیاد پڑی - نہریں و سلسلہ تار برقی جاری - افتادہ
اراضی مزروعہ اصول عدالت قایم ہوئے - اسٹامپ کا اجرا ہوا -
ان خدمات کے صلہ میں خطاب خان بہادر آپ کو عنایت ہوا
۱۹۰۱ع سے پنشن لیکر آپ ضلع جالون اور ہمیرپور کی زمینداری
پر بسر اوقات کر رہے ہیں ●

خانصاحب مرزا محمد علیخان بہادر اعتماد جنگ

جوڈیشل ممبر کونسل ریاست ٹونک

ولادت انکی ۲۸ ستمبر ۱۸۵۸ء مطابق ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۷۴ ہجری اپنے وطن
مالوفہ دہلی میں بروز عید الضحی ہوئے تاریخی نام انکا خیر علیخان رکھا گیا
جس سے ۱۲۷۴ ہجری نکلتے ہیں انکی والد محمد مرزا علیخان صاحب نے
آخر ۱۸۶۰ع میں بمقام دہلی بحالت ملازمت گورنمنٹ ہند عارضہ
بواسیر اور بخار سے وفات پائی - انکی وفات کے بعد انکے حقیقی
نانا محمد طالع یارخان صاحب نے انکو ٹونک میں بلا لیا جہاں انکی
ابتدائی تعلیم ہوئی - بعدہ دہلی جاکر مدارس و مکاتب دہلی میں علوم
متداولہ میں مہارت حاصل کی ۱۸۷۳ع میں یہہ اپنے عم مکرم
مرزا محمد تہور علیخان صاحب وکیل ریاست ٹونک حاضر باش
زریڈنسی اودے پور میواڑ کے پاس چلے آئے - اور ۱۸۷۸ع
میں یہہ اون کے قایم مقام وکیل ٹونک متعینہ زریڈنسی میواڑ ہوگئے
اور ۱۸۷۹ع میں وکیل مستقل ہوئے اور مرزا محمد تہور علیخان کو انکی
درخواست پر ریاست سے پنشن دیگئی - دسمبر ۱۸۹۱ تک یہہ
بدستور وکیل میواڑ رہے - جہاں انکا مثل اپنے عم بزرگوار کے بڑا
اعتبار اور اعزاز تھا - سرداران میواڑ اور رانئی باہم دوستانہ راہ و
رسم تھی - بلکہ خود حضور سری مہارانا سجن سنگہ جی بہادر
آنجہانی - و سری حضور مہارانا فتح سنگہ جی صاحب بہادر رئیس
حال کے خدمت میں شرف نیاز حاصل رہا - غرض ۱۸۹۲ع میں
انکے پسندیدہ خدمات کیوجہ سے حضور نواب صاحب بہادر
والی ریاست ٹونک نے انکو بہ ترقی مراتب عہدہ سفارت صدر ایجنسی
ہاڑوتی ٹونک پر مامور فرمایا - اس خدمت کو بھی انہوں نے نہایت
عمدہ طرح انجام دیا - اور ۱۸۹۴ع میں جبکہ حضور نواب صاحب بہادر
ٹونک نے بصلاح گورنمنٹ ہند کونسل مقرر کی تو دوسرے خاندانی
معزز ممبروں کے ساتھ انکا بھی ممبروں میں انتخاب کیا - اور علاوہ
کام کونسل انتظام صیغہ جات سررشتہ تعلیم و جنگلات و سعدات
معہ میونسپل کمیٹی وغیرہ انکی نگرانی میں دیا گیا ۱۸۹۹ع کے قحط
میں علاوہ کام متعلقہ کے یہہ سنٹرل افیسر قحط مقرر ہوئے جسکا
انتظام انہوں نے مثل اپنے سابقہ خدمات کے نہایت قابل
اطمینان طریقہ پر انجام دیا - اور صاحب پولٹکل ایجنٹ بہادر کی سفارش
پر پیشگاہ حضور نواب گورنر جنرل بہادر و ویسرای کشور ہند سے
بجلدوی حسن خدمت ۱۸۹۶ع میں بطور اعزاز ذاتی خطاب
خان صاحب کا بذریعہ سند عطا فرمایا گیا - شروع جنوری ۱۸۹۱ع
میں بصلہ حسن خدمات سابق و حال بطور دوامی معافی جاگیر عنایت
فرمائی اور اسی سال میں محمد نجف خان صاحب ممبر جوڈیشل
کے دوامی رخصت پر ممبر کونسل صیغہ جوڈیشل مقرر ہوگئے
کہ اس خدمت کو فی الحال انجام دے رہے ہیں انکی عمدہ
خدمات اور ذاتی لیاقت اور شریفانہ عادات اور اطوار تذکرہ کیا ہے
کرنل جی ڈبلیو میور فرزند سر ولیم میور صاحب نے جو پولٹکل ایجنٹ بہادر
ہاڑوتی تھے آپنے ایک تحریر میں انکی نسبت لکھا ہے کہ جماعت
وکلا میں یہہ ایک سربرآوردہ ممبر اور پسندیدہ اطوار
اور عمدہ تعلیم یافتہ روشن خیال اور بڑے شریف
خاندانی آدمی ہیں اور میں انکا باعتبار انکی عمدہ خدمات کے
شکرگذار ہوں اور نواب صاحب بہادر اور انکی نایب الریاست کو بھی شکر

گذار ہونا چاہیے - کرنل جی ٹی نف صاحب پولیٹکل ایجنٹ
ہاڑوتی ٹونک اپنی ایک تحریر مین انکی نسبت لکہتے ہین کہ حسبذیل
یہہ اپنا کام انجام دیتے ہین اور جس دانشمندی اور سرگرمی کیساتھ
ریاست کی خدمتون کو انجام دیتے ہین اوسکی مین پوری
طور سے تعریف نہین کر سکتا - حضور نواب صاحب بہادر
کے یہان ان سے بہتر ملازم نہین ہے - اسیطرح کرنل الف
ای نیگ ہیڈ صاحب پولٹکل ایجنٹ ہاڑوتی تحریر فرماتے ہین کہ
یہہ اچھی پختہ سمجھ اور تجربہ کار ہین - اور ریاست کے مفاد کو
ترقی دینے کیواسطے بہت سرگرم ہین - اور نواب صاحب بہادر
کی کونسل مین ایک کارگذار ممبر ہین اسیطرح اور برٹش افسرون
نے وقتاً فوقتاً انکی نسبت اپنی عمدہ رائے ظاہر کی ہے جسکو
بجنسہ تحریر مین لانا خالی از طوالت نہین - خود نواب صاحب بہادر
بالقابہ نے بہت سے موقعون پر بذریعہ تحریر و تقریر انکی نسبت
اپنا اعتبار اور انکی اور انکی بزرگونکی خیرخواہی اور تعریف کو ایسے
پاکیزہ الفاظ مین بیان کیا ہے جو قابل ملاحظہ ہین - یہہ معتبر
خاندان مغلیہ سے ہین انکی بزرگ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے
زمانہ مین ملک ترکستان اور ترکستان ملحق الحدود ایران سے
آئی تہے اور بڑی بڑی خدمتین سلطنت کی اون سے متعلق
تہین نواب طہماسپ بیگ خان رومی محافظ قلعہ جات
نواب ادینہ بیگ خان صوبہ کشمیر مغل ازبک بجی باشندہ
رحمت آباد متعلقہ بخارا - نواب حفیظ اللہ خان جاگیردار پونی
نواح دہلی انکی بزرگون مین ہین - نواب سعادت یار خان رنگین
مہتر نیک انکی بزرگونمین مشہور آدمی ہین - طالع یار خان صاحب
انکے حقیقی نانا نواب وزیر الدولہ بہادر کے اوستاد معظم جاگیر
یافتہ بالکی و فیل نشین اسی ریاست ٹونک مین ۱۸۲۳ع سے
۱۸۶۳ع تک عمدہ خدمتون پر ممتاز رہے - انکی والد مرزا علیخان
صاحب ابتدا مین بوجہ قدیم ملازمت شاہی بہادر شاہ
بلوشاہ تک ملازم شاہی رہے بعدہ برٹش گورنمنٹ کے
سلسلہ ملازمت مین داخل ہوئے اور صیغہ پولس اور
فوجداری مین عمدہ خدمتون کے ساتھہ خیرخواہ گورنمنٹ ثابت
ہوئے و ۱۸۵۷ء مین منجانب گورنمنٹ معاینہ دفتر بادشاہی
موجودہ قلعہ دہلی کی خدمت سپرد ہوئی - بعدہ مرزا تہور علیخان
بعد ترک تعلق ملازمت انگریزی بحصول سرٹیفکٹ صفائی
میجر بحرش صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی مورخہ ۱۷ - اگست ۱۸۶۶ع
حسب الطلب نواب وزیر الدولہ بہادر کے ٹونک آ گئے
جہان اونہون نے آخر زندگی تک باعزاز و اکرام ریاست کی
خدمتون کو انجام دیا - مرزا محمد اکبر علیخان صاحب انکی بہائی
دہلی مین ایک مشہور اور معزز آدمی ہین - انکی دوسرے بہائی
مرزا محمد نواب علیخان صاحب محکمہ حسابات ریاست
ٹونک کے آفیسر ہین - ہمیشہ سے دہلی کے مشہور شریف خاندانون
مین انکی رشتہ داری رہی ہے فی الحال شہزادہ مختار شاہ بہادر
سی - آئی - ای نبیرہ سلطان ٹیپو مقیم کلکتہ سے بہی سلسلہ
رشتہ داری قایم ہوا ہے - انکے بڑے صاحبزادہ مرزا
محمود علیخان نے بعمر ۱۹ سالہ انتقال کیا جنکی دائمی مفارقت
کا داغ انکے دلپر ہے - اب ایک دختر اور دو فرزند انکے بقید
حیات ہین فقط

جاورہ

مولوی سید الطاف حسین صاحب اکونٹنٹ جاورہ

آپ پچیسوین ربیع الثانی ۱۲۸۹ھ ہجری کو بمقام ساڈھورہ
ضلع انبالہ میں جو سادات کی بستی ہے پیدا ہوئے آپکے مورث
سلطان سید ابو الفرح واسطی چشتی رحمۃ اللہ علیہ جو تمام سادات
واسطی کے مورث اعلےٰ ہیں ہندوستان میں تشریف لائے تھے -
انکی چند پشت کے بعد آپکے بزرگوں نے سادات ستانیہ کی مدد
سے چھین کر اسپر قبضہ کیا اور اسکا نام تاریخی شہر شیر زیب رکھا
محمد شاہ کے زمانہ تک قصبہ مذکور اس خاندان کے قبضۂ اختیار
میں رہا - سکھوں کے عہد میں وہ قصبہ قبضہ سے نکل گیا - صرف
دو موضعات موضع سلیم پور و موضع کسکہ قصبہ میں باقی رہے جو اجتک
قبض و تصرف میں ہیں آپکے بزرگ اکثر طریقہ مشایخ اختیار کرتے رہے
ایسے خاندان میں سید محمد ولی صاحب اسم بامسمیٰ ولی مادرزاد تھے - علاوہ
بہت سے خوارق عادات یہ فیض ابتک اُن مرحوم کی قبر شریف سے
جاری ہے - کہ عورت کو درد زہ ہو - اور بچہ پیدا ہونے میں
سخت تکلیف ہوتی ہو ان کے مزار کی ایک اینٹ اگر اُس عورت
کے سرہانے رکھدی جائے تو اُسی وقت بہت آسانی سے وضع حمل
ہو - سید صاحب کے والدنے پیشہ ملازمت اختیار کیا لیکن آپنے
اپنے آبائی طریقہ کو بہت پسند کیا اور اُسی پر قایم رہے نو برس کی عمر

سے چوبیس برس کی عمر تک سفر و سیاحت سے تجربہ حاصل کیا علاوہ طالب علمی کرتے رہے - بعد حصول علم ظاہری کے تصفیہ علوم باطنی میں مصروف ہوئے اور بزرگان دین کی خدمت میں یہ فیض بھی حاصل کیا - اسکے بعد حضرت سید علوی چشتی سید سلطان فیروز شاہ بیابانی بیجاپوری کے حاضر ہوکر چند سال تک اُن کی خدمت میں اکتساب کمالات کرتے رہے ۱۸۸۲ء میں بمقام ریاست جاورہ میر ریاست علی صاحب کہ جو نواب غوث محمد خاں صاحب والی ریاست جاورہ کے اُستاد اور میر منشی بھی تھے - اُنکے صاحبزادے سید محمد غوث یحییٰ صاحب چشتی صاحب کی دختر سے آپکی شادی ہوئی اور تاہل کی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ ریاست کی خدمات سے کوئی خدمت حاصل کی جائے چنانچہ اول ہی محکمہ عالیہ کا مداری ریاست موصوف میں ۱۸۸۳ء کو نقل نویس مقرر ہوئے - ۱۸۸۵ء میں عہدہ محافظ دفتری سے رفتہ رفتہ مستقل سررشتہ دار مقرر ہوئے - اور پھر اکونٹنٹ جنرل ریاست پر سرفراز ہوئے - اب تک اُسی عہدہ پر مستقل طور سے کام کرتے ہیں اور اپنے کار ہائے عہدہ سے ہمیشہ ریاست میں بہت اچھا نام پیدا کیا ہے - علاوہ اس معزز خدمت کے عہدہ پرسنل اسسٹنٹ و انجنیر تعمیرات پر بھی سرفراز رہے -

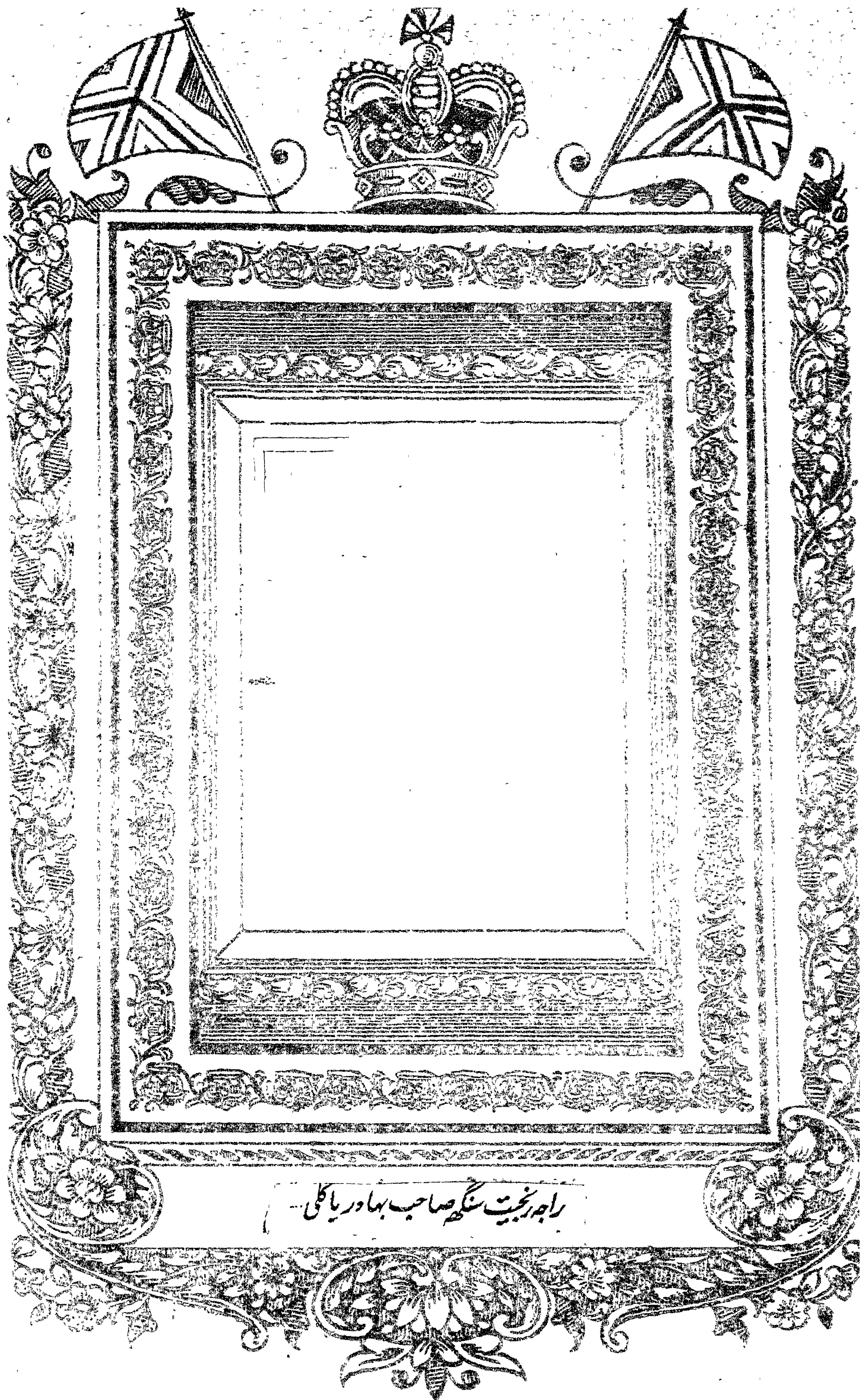
علاوہ اسکے نواب صاحب بہادر والی ریاست جاورہ کو مالی حسابات ریاست کے تعلیم دینے کا کام بھی آپ انجام دیتے ہیں - شہر جاورہ میں مسافروں کے واسطے کوئی کارواں سرائے نہ تھی - آپکی حسن کارگزاری سے ایک کارواں سرائے معقول تیار ہوگئی جس میں ہر درجہ کے مسافر بلا کرایہ آرام سے رہ سکتے ہیں - اور سامان ضروری بستر بھی جسکے پاس نہ ہو مل سکتا ہے - باوجود اسلامی شہر اور دار الریاست ہونے کے کوئی مدرسہ اسلامی نہ تھا جسمیں مسلمانوں کے بچوں کو تعلیم دینی دیجاتی - ۱۸۹۶ء میں ایک مدرسہ آپکی کوشش سے جاری ہوگیا - جس میں دینیات کی تعلیم بھی دیجاتی ہے اور وہ ہائی اسکول ریاست کی ایک شاخ بھی ہوگیا ہے - آپکی توجہ اور محنت سے ایک یتیم خانہ بھی قائم ہوگیا ہے جس میں یتیم بچے پرورش و تعلیم پاتے ہیں اُنکی خوراک پوشاک کا عمدہ انتظام ہوتا ہے - کسی قسم کی تکلیف نہیں پاتی - یہ امور ایسے ہیں جو آپکا نام نامی مدت دراز تک تعریف اور توصیف کے ساتھ باقی رکھیں گے *

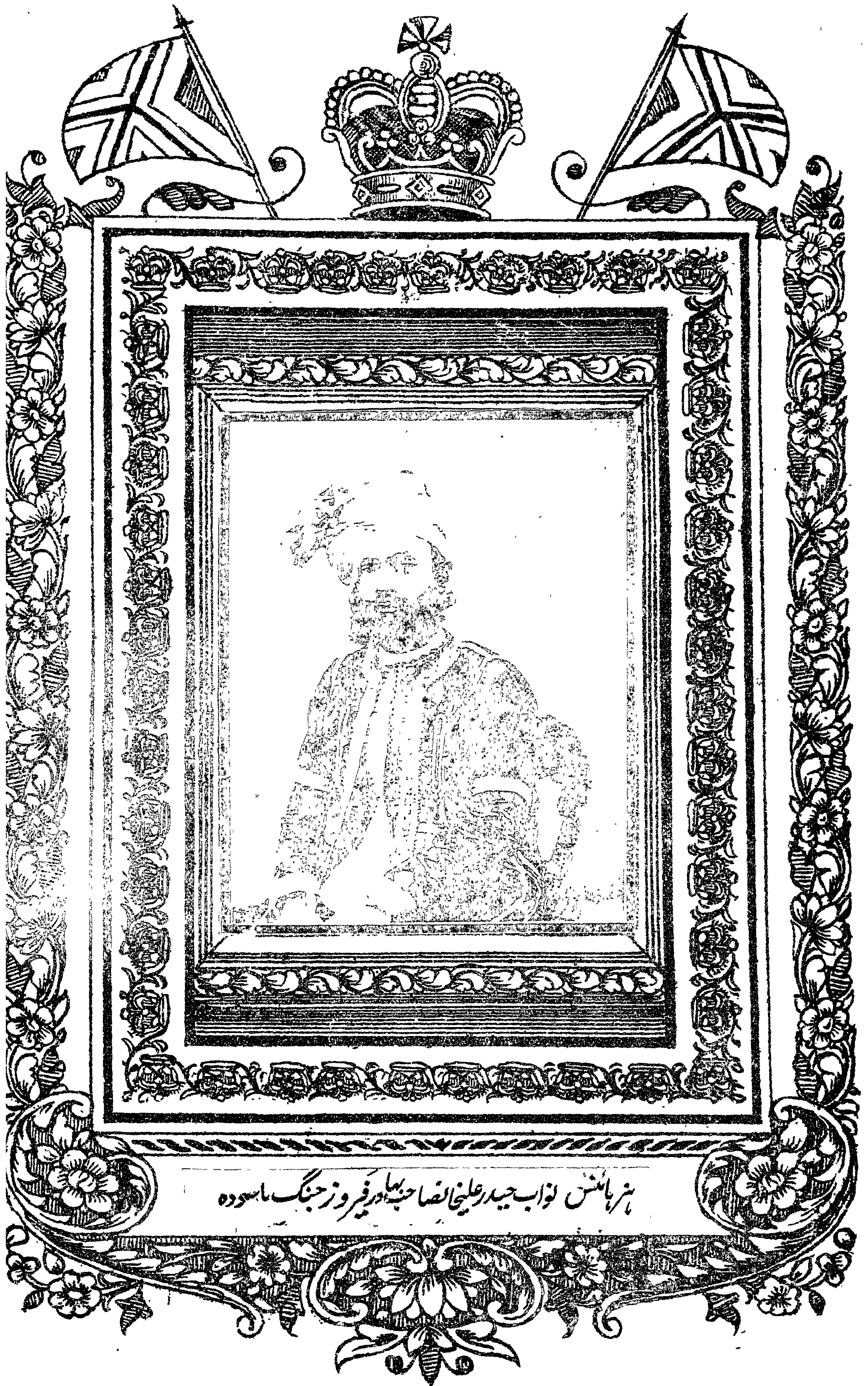
جودھپور
راؤ بہادر پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب بی اے

سی آئی ای تمغہ یافتہ قیصر ہند و ممبر کونسل ریاست جودھپور

آپکے بزرگ منشیران رازدار دربار کشمیر بالعہد شاہان تیموریہ بگیر گورنر کشمیر ممالک مغربی و شمالی میں آکر آباد ہوئے اور آپکے والد ماجد پنڈت شیونراین جو عربی - فارسی - انگریزی میں دستگاہ کامل رکھتے تھے - اتالیق مہاراج سری جسونت سنگھ ولیعہد مہاراجہ تخت سنگھ کے مقرر ہوئے - اور آپکی مسند نشینی پر پرائیویٹ سکرٹری اور رکن اعلےٰ ریاست کے سمجھے گئے - عطیہ جاگیر وغیرہ سے اعزاز بڑھایا آپکے چچا پنڈت بھوانی پرشاد صاحب وکیل دربار بھوپال کو بصلہ حسن خدمات ۱۸۵۷ء بزمانہ غدر گورنمنٹ ہند کی سفارش سے منجانب ریاست بھوپال جاگیر و پولیٹکل پنشن عطا ہوئی - چونکہ وہ لاولد تھے اس وجہ سے انہوں نے آپکو اپنا متبنیٰ کیا - آپ بمقام جودھپور ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے - اور آگرہ کالج میں تعلیم پائی ۱۸۸۰ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے بی اے کا امتحان کا امتحان پاس کرکے منجانب مہاراجہ جسونت سنگھ صیغہ بندوبست میں ملازم ہوئے - بوقت قایمی کونسل دربار مارواڑ جناب کرنل سر مہاراج پرتاب سنگھ جی سابق مصاحب اعلےٰ راج مارواڑ - حال فرمانروائے ریاست ایدر کے باجازت ہز ہائینس مہاراجہ سری جسونت سنگھ جی و بسفارش کرنل پاؤلٹ صاحب بہادر سی - ایس - آئی - سابق ریزیڈنٹ مارواڑ - آپ ممبر کونسل و جوڈیشل سکرٹری مقرر ہوئے بصلہ مالی بندوبست خالصہ دیہات مارواڑ ۱۸۹۳ء کے آپکو ۱۸۹۵ء میں گورنمنٹ ہند نے راؤ بہادر کا خطاب عطا فرمایا - اسکے بعد آپ سکرٹری مصاحب اعلےٰ وغیرہ وغیرہ ریاست کے اعلےٰ عہدوں پر ممتاز ہوئے جب ۱۸۹۵ء میں بعد وفات سری جسونت سنگھ جی ایجنٹ ریاست سر پرتاب سنگھ جی بہادر مقرر ہوئے - تو آپنے حسب الحکم مہاراج سردار سنگھ جی کو قواعد حکومت تعلیم کئے مارواڑ میں مختلف سکوں کا چلن تھا گو آپنے کلدار سکہ کیواسطے خوب کوشش کی اور وہ رائج ہوگیا - ۱۸۹۹ء کے مارواڑ کے قحط کے انتظام میں گورنمنٹ ہند نے آپکو طلائی تمغہ عنایت کیا - اسی سال میں جب سری دربار بہادر کو تا درستی طبیعت کی وجہ سے تبدیل آب و ہوا کی ضرورت ہوئی - اور بمجبوری سمندر کا سفر اختیار کرنا پڑا اور انتظام ریاست کے واسطے ایک سپیشل کمیٹی قرار پائی اسکی اعلےٰ ممبری پر آپکا انتخاب ہوا - مارواڑ میں بی اے کی تعلیم شخص آپ ہی کی وجہ سے مقرر ہوئی - سری دربار کو معاملات ریاست میں اپنے




راجہ رنجیت سنگھ صاحب بہادر یاکلی



ہز ہائنس نواب حیدر علیخاں صاحب بہادر فیروز جنگ باسودہ

ریاست باسودہ حیدرگڈھ بھوپال ایجنسی

ہز ہائنس نواب محمد حیدر علیخان صاحب بہادر فیروز جنگ سوم والی ریاست باسودہ

آپ خاندان ورک زئی فیروز خیل سے ہیں آپ کے مورث اعلے نواب محمد دلیر خان خلف میر علیخان ابن فتح علیخان تھے جنہوں نے ہندوستان میں اپنی تلوار کے جوہر دکھائے اور ریاست کی بنا ڈالی - والی سابق نواب عمر علیخان صاحب بہادر کے فرزند ارجمند ہیں آپ عمر علیخان صاحب نے اپنی عمر کا بڑا حصہ سیر و سیاحت میں صرف کیا - کل ہندوستان ممالک عرب و شام - مصر - عراق - عجم قسطنطنیہ - روم - الکبری - فرانس - چین جاپان - برما اور لنڈن وغیرہ کی سیاحت کی اور ہر ایک سفر کے متعلق جدا جدا کتابیں تصنیف فرمائیں زاد سفر میں ہندوستانی سیاحت اور زاد عرب میں شام و مصر و عراق و عجم - آئینہ سفر یورپ کے سفر کے حالات اور چین جاپان و برما کے متعلق ارژنگ چین کی کیفیت ارقام کی ہے۔

نشتر عشق - تحفۃ الاحباب فی مسائل ستر الحجاب - دبدبہ قیصری یعنی سحار بہ کابل زاد الرئیس عربی - خاندانی تاریخ - لسان المشرق زبان اردو کیفیت اور قواعد مرقع تہذیب گلستان تہذیب ترجمہ گلستان سعدی - بستان حکمت نصائح بوستان سعدی کا خلاصہ - ستارہ ہند - انوار سہیلی کا خلاصہ - اخلاق یوسفی وغیرہ کتابیں آپ کی تصنیف سے ہیں طب میں بھی آپ کو مہارت تامہ تھی بہت سے مسائل اس فن میں تصنیف کیئے اور اپنے عہد حکومت میں کمال مشہور نیکنام رہے والی حال انہیں کے فرزند ہیں جنکی ولادت ۱۸۸۵ء میں ہوئی اپنے والد ماجد کے زیر سایہ آپنے بچپن سے علوم فنون میں مہارت کامل حاصل کی انگریزی میں حسب ضرورت اردو آپ اچھا عربی میں کامل دستگاہ ہے - ۱۰ برس کی عمر میں آپ کی پہلی شادی نواب کوروائی کی صاحبزادی سے ہوئی اونکے لاولد فوت ہونے پر ۱۰ سال کی عمر میں بمقام محمدگڈھ آپ کا دوسرا عقد ہوا اور انسے صاحبزادے میاں ایوب علیخان ولیعہد اور اسحاق علیخان اور صفدر علیخان اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں

میاں ایوب علیخان نواب صاحب ممدوح کے امور نظمی میں پوری پوری مدد دیتے ہیں اور انتظامی معاملات میں خاص دلچسپی ہے ہر دو صاحبزادگان زیر تعلیم اور نہایت ذکی الطبع اور ہونہار معلوم ہوتے ہیں - ۱۱ جنوری ۱۹۰۶ء کو آپ کے والد ماجد نواب عمر علیخان صاحب نے رحلت فرمائی - گورنمنٹ عالیہ نے آپکو انکا جانشین قرار دیکر ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو حسب قاعدہ مسند نشین کیا اسی سال آپنے باسودہ میں ایک ہسپتال قائم کیا - انڈین مڈلینڈ ریلوے کی ایک اوٹ ایجنسی قائم کی باسودہ سے قریب ایک سٹیشن گنج باسودہ کے نام سے مشہور ہے اسواسطے حسب تجویز نواب صاحب یہ قصد ہوا کہ بجائے نواب باسودہ کے حیدرگڈھ باسودہ نام رکھا جائے چنانچہ نجومیوں نے بھی یہی ظاہر کیا تھا کہ جب ریاست کا نام بدلا جائیگا اور رئیس کے نام اور ریاست کی راس ایک ہوگی تو ریاست کو ترقی اور سرسبزی حاصل ہوگی - چنانچہ ایسا ہی ہوا آجکل بفضلہ تعالے گلشن ریاست پر بہار ہے - ریاست کا انتظام نہایت سنجیدگی اور تدبیر سے عمل میں آرہا ہے - کیونکہ آپنے اپنے والد ماجد کی سیر و سیاحت پر تشریف لیجانے کے وقت ریاست کا جزو کل کا انتظام فرماتے تھے انہیں کے عہد حکومت میں کپتان ایل ایس نیومارچ صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ ملک بھوپال نے ۱۰ اپریل ۱۹۰۱ء کو آپکی لیاقت و فراست اور کل مہمات ریاست بوجہ احسن انجام دینے کی رپوٹ لکھی تھی جس سے واضح ہے کہ آپ جانشینی کے وقت انتظام کی پوری قوت رکھنے کے باعث ایک تجربہ کار رئیس ثابت ہوئے۔

۲۴ برس کی عمر میں آپ باختیار مسند نشین ریاست ہوئے آپنے اپنی رعایا سے مخاطب ہوکر زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ "جیسا میں اپنے مذہب کا پابند ہوں اسیطرح سبکو جانتا ہوں لہذا کسیکو کسی سے بھی حقیر نہ جانکر سب کو مساوی خیال کرونگا میری خواہش ہے کہ ایک کونسل قائم کروں اور ہر قوم اور ہر مذہب کا ممبر انکی طرف سے ہو جو انکی اپنی قوم کے حقوق کا لحاظ رکھے۔ میں بظاہر حاکم اور بباطن رعایا کا خادم ہوں جو زمین کے محاصل وغیرہ سے لیکر جمع کرونگا وہ سب برے وقت قحط وغیرہ میں تیار کرونگا اس وعدہ کے موافق زمانہ قحط میں محتاج خانے - خیراتی مطبخ - نقد و غلہ بیجوں سے مدد فرمائی - فتح ٹرانسوال کے موقعہ پر جو خوشنودی آپنے گورنمنٹ پر ظاہر کی اسپر گورنمنٹ نے اگست ۱۹۰۰ء نمبری ۲۲۳۱ کے خریطہ میں آپکی تعریف فرماکر وفاداری کا اعتراف کیا۔ آپ بڑے بڑے والیان ملک سے بحفظ مراتب مراسم و ملت رکھتے ہیں چنانچہ مہاراجہ گوالیار نے آپکو مہمان کیا - بیگم صاحبہ بھوپال سے رسوم مہاورانہ کا سلسلہ جاری ہے۔

ہز ہائنس نواب محمد یعقوب علیخان بہادر والی کوروائی

آپ خاندان اورکزئی فیروز خیل کے معزز ممبر ہیں آپ کے مورث اعلیٰ محمد دلیر خان جو شہزادہ نواب نصر اللہ خان وزیر احمد شاہ درانی کے تھے بزمانہ سطوت نادری قندہار سے باجمعیت مناسب بعہد محمد فرخ سیر بادشاہ باتفاق نواب دوست محمد خان ہندوستان میں تشریف لائے بوجہ خیرخواہی شاہی ثروت بہم پہونچائی اور بتدابیر صائب و بزور شمشیر گردن کشان ہند کو اپنا مطیع کیا حتی کہ فتح قلعہ پوتا مین قصیدہ ذیل یادگار قدیمہ ہے ۔

زہے بنام تو نامہ نامی چہ نام نامت اللہ اکبر بنام ایزد کہ ہم بنامت سخن گرامی ز لعل و گوہر
خدیو عالم دلیر دوران دلیر خان آنکہ در زمانہ بیزم حاتم برزم رستم بمہر مریم بکینہ خنجر
زہے بقوت زہے بقدرت زہے بعظمت زہے بہمت بتن تہمتن [illegible] مو بمو کمر بدل دلاور
بفتح نصرت بفر دولت زند بنام تو سکہ دوران بہر بار و بہر کنار و بہر حصار و بہفت کشور
جہد زضرب خدنگ تیرش ز شست [illegible] زکوہ سنگ زسنگ آتش ز آب دود و ز دود اخگر
گہے بگیرد گہے ببخشد گہے کشاید گہے ببندد بحال خصمش جہان زحیرت زرہ بحیرت سخن چو جوہر
شود زمین قدم پا [illegible] اگر خرامد بکوہ دریا ز سنگ لعل و ز لعل ماہ و ز قطرہ گوہر ز گوہر اختر
نہیب جیشش بچار ارکان ز چار جیزش چہار چیز ست بدستیاد و بفرق خاک و بدیدہ آب بسینہ آذر
بعزم رزم اگر ببندد کمر ببندد بعزم رزمش اگر ببندد بسر درآید ز دست بیرون شود دو پیکر
زمیں بتر قد زمان بلرزد فلک بریزد امان گریزد زضرب گرزش ز نوک تیغش ز سہم تیرش ز برق خنجر
بیزم رزم و بعلم جزم و بخشم حلم و بمہر کینہ چو نو ز نار و چو نار ز نار و چو آذر آتش چو آب آذر
زرو سے ہمت تمام غیرت زرو سے غیرت تمام صولت زروی صولت تمام ہیبت زروی ہیبت چو تیر صفدر
ربودہ آوازہ گوش فتحش صدا سے افزودہ ہفت ہفتہ بہفت گردون بہفت اختر بہفت الوان بہفت کشور
حریف رزمش خبر ندارد و خبر ندارد اگر نہ دارد بدین دارد ندارد اول بشستش چینی درچو مہرہ ششدر
قضا بگردد قضا بگردد برو امروز تا بہ فردا ہر آنچہ گوید ہر آنچہ خواہد بحکم نافذ ز بحر تا بر
جہان زخون عدو کشیدہ و ہمہ بر و نصرت فلک ز خاک جناب قدرش کشید سرمہ بچشم اختر
تراست ہیچم چگونہ نیچم ترا بجانم چگونہ گویم بسے چو رستم تراست بندہ بسے چو حاتم تراست چاکر
باین شہامت باین کرامت باین جلالت باین شجاعت توئی فریدون توئی فلاطون توئی ارسطو توئی سکندر
بروز میدان چہ جوش دلیری بہ روز دریا [illegible] شیری نہ شرزہ تنہا کہ شرزہ گیری بعرصہ گاہ یلان صفدر
بروز [illegible] حصار بودہ فلک زحیرت ز دست بر سر کہ تا نتابد زکوہ سنگ بشیشہ ای سپہر اخضر
نہ قلعہ گویا [illegible] سپہر گو ابیاں روئین کشادہ دیگر بسال تیغش زرین فلک حلقہ بردر
بغور رسیدہ قیاس تیرہ لفکر [illegible] نہ ازنفاعش دلیل غیرہ خیال حیران عقل ششدر
نگہ زفر [illegible] عصا نفرزدہ [illegible] ایوان رکیب برد کہ تا برآید بدان وسیلہ برین حصار سپہر منظر
رسید بالا [illegible] حصار سپہر آسا چو راسے [illegible] چو طبع [illegible] دلیر دوران بیک تصور
ببال قوت [illegible] ہمت [illegible] بنند جستن چو مہر طالع چو برق لامع [illegible] ساطع چو باد صرصر
چو بر حصار بر [illegible] برآمد عدو بیانش [illegible] بیو [illegible] سکندر بہ عدل [illegible] [illegible] بیزدن [illegible] جہان بخیر بنام خود بیارا بیارہ برج سپہر اخضر
بقلعہ گیری کمر چو بستہ قلعہ مانند از [illegible] چو ماہ انور بہیچ بیرون [illegible] سایہ نحط محور
کہ تا بروید [illegible] کینہ وجود تا پاک خصم تمرہ گرفتہ زمیان شکلہ چو شاہ [illegible]
چو برق باران چو موج بیزان چو عذر [illegible] [illegible] بار [illegible] روی سے سستی چو موج طوفان [illegible]
کشید بجز از دہانہ [illegible] کشادہ چو ازدہا [illegible] سر [illegible] در آن میان [illegible] [illegible]
چو مہر انور بیکہ تازی نمود عزم عدو گذاری گرز سنگ [illegible] تیغ تیز [illegible] شہبر
زبان توپ تفنگ حقہ زبسکہ آتش گرفتہ بالا عدو او را [illegible] بازی نخبہ آورد و چرخ اخضر
بہر دو بازو جہان کشاید مدد کی [illegible] یلان در آتش سمندر آسا کشادہ بازو زتر بہ پر
سری کہ پیچد ز باد نخوت رخے [illegible] حقہ ار روئین نہ چار [illegible] بالا [illegible]
خدا نگا نہ بہ سلک [illegible] چو دزنا سفتہ برکشیدم بہر [illegible] تپاک [illegible] [illegible]
بمن مہر [illegible] مہم اگر چہ ہستم ز بیو سے باین امید کہ ہم [illegible] زلعل و گوہر
سخن بنامت [illegible] جہان معنی [illegible] روشن چو روز [illegible] تیرہ بختی چو شب [illegible]
[illegible] گرفتہ ز مہر [illegible] در ہجر

الحاصل بعہد محمد شاہ بادشاہ کمال مورد مراحم خسروانہ ہوئے بعد انتقال نواب محمد دلیر خان اونکے صاحبزادے نواب عزت خان بھی اُسی میدار مغزی سے حسن کارگزاری مین مورد الطاف رہے ۔ نواب صاحب کا اعزاز ذاتی اُن ستقیات کے القاب سے ظاہر ہے جو پیشگاہ سلطانی سے بنام نواب صاحب صادر ہوتے تھے ۔

عالیجاہ رفیع المکان امیر الامرا ر العظام اسوۃ الکبرا ر الفخام عزت خان بعنایات موفورشاہانہ سرفراز گشتہ بدانند ۔ اور ۲۲ راجگان گردنواح کے نام جو پروانجات شاہی در بارہ اطاعت نواب صاحب لکھے گئے انکے سرنامے اس طور پر ہوتے تھے ۔

ثروت پناہ راجہ کوٹہ بدانند

سنہ ۱۱۸۷ء میں نواب صاحب کے رحلت فرمانے پر نواب محمد حرمت خان انکے بیٹے مسند آراے ریاست ہوئے انہون نے بھی بڑی دلیری و بہادری سے حکومت کی اور بہت سے مراحل طے کیے سنہ ۱۲۰۲ھ مین راہی ملک بقا ہوئے ان کے بڑے صاحبزادے نواب محمد اکبر خان مسند نشین ہوئے انکے بعد سنہ ۱۲۲۷ھ میں نواب محمد مظفر خان انکے جانشین ہوئے ۔

سنہ ۱۲۵۸ھ میں نواب محمد مظفر خان کے رحلت فرمانے پر نواب محمد غضنفر خان انکے بھائی مالک ریاست تسلیم کیے گئے ۔ انہون نے اپنے زمانہ حکومت مین رعایا پر بہت رعایتیں فرمائی اور بہت عام

خلاق سے سبکو خوش رکھا - ۵ رجنوری ۱۸۸۸ء مین سر لیپل گریفن صاحب ریذیڈنٹ
اندور نے ریاست مین رونق افروز ہوکر ۹ ضرب توپ سلامی نواب صاحب
کے واسطے مقرر کین - اس ریاست مین یہ اعزاز خاص نواب صاحب ہی
کو حاصل ہوا کہ گورنمنٹ عالیہ سے سلامی کی منظوری ہوئی -

نواب صاحب عز دنیوی کے ساتھ دولت دین سے بھی مالا مال تھے
زہد و تقوی اور ریاضت و اوراد کا مشغلہ رہتا تھا میان گھنگرو شاہ
قدس اللہ سرہ العزیز سے آپکو خرقہ خلافت عطا ہوا تھا حضرت
گھنگرو شاہ ایک اہل اللہ اور کاملین مین سے تھے صاحب دل
اونکی قطبیت کے معترف تھے اونہوں نے نواب صاحب کے سوائے
کسیکو حلقہ مریدی مین نہین لیا تھا - کبھی سلوک اور کبھی حالت
جذب مین رہتے تھے انکی فیضان صحبت نے یہانتک اثر کیا کہ
نواب صاحب تین مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
کی زیارت کے لئے اجمیر شریف لیگئے اور دو مرتبہ بغداد شریف
اور کربلاے معلی اور نجف اشرف کی زیارت سے مشرف ہوئے
مسکرات سے کوئی چیز استعمال نفرماتے تھے چالیس برس سے افیون
کے عادی تھے وہ بھی ترک کی - حقہ بھی چھوڑ دیا - زمین پر سوتے
اور دس دس مہینے تک صرف تین ماشہ یومیہ ناج پانی کیساتہ کھاتے
ریاضت شاقہ نے آپکو کمال لاغر اور دبلا کر دیا تھا - حضرت رسول
مقبول کے عشق و محبت مین منہمک تھے - محفل میلاد شریف اکثر
منعقد فرماتے - ریاست مین اس متبرک مجلس کا اسقدر رواج ہوا
کہ ہنود کے ہان بھی کیجانے لگی - رمضان شریف کے علاوہ
اکثر روزے رکھتے تھے اور ہر وقت ذکر اور یاد الہی مین
مشغول رہتے تھے - اس زہد و تقوی کا دوسرا اچھا نتیجہ یہ نکلا کہ
غواص بحر حقیقت شناور دریاے معرفت حضرت سید سلیمان آفندی
سجادہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی غوث الصمدانی رح خرقہ خلافت عطا
ہوا - یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ جبتک خداے عز و جل کا حکم حضرت علی
کرم اللہ وجہہ اور حضرت غوث الاعظم کو القا اور ہدایت کے ذریعہ
نہین ہوتا وہ کسیکو اجازت نہین دیتے - نقل خلافت نامہ
عطیہ بغداد شریف یہ ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اجازت المشائخ نعمۃ ابدیۃ و دولۃ سرمدیۃ و رحمۃ دینیۃ

ورحمۃ اخرویۃ من تبع امرھم فقد ھدی وصار اھلا لھا - و
قد اجزنا مشائخنا وامرونا ان نلقن الذکر الشریف و نلبس
الخرقۃ الشریفۃ من کان اھلا لھا فلما رأیت مریدی الصالح
والسالک الناجح والعابد الفالح نواب محمد نجف خان
ابن نواب محمد اکبر خان فیروز جنگ دامت برکاتہ
اھلا لذالک و مستحقا لما ھنالک تلقنتہ کلمۃ التوحید
والبستہ الخرقۃ المبارکۃ و جعلتہ خلیفتی فی طریقۃ القادریۃ
واقمتہ مقام نفسی واجلستہ علی سجادتی واجزتہ ان
یلقن الذکر الشریف ویلبس الخرقۃ الشریفۃ ویخلف من
شاء مستحقین لھا و ان یفتح باب الزوایۃ لخدمۃ الفقراء
وان یقبل الفتوح ویصرفھا بعض حوائجہ و حوائج الفقراء
والواردین الیہ والصادرین عنہ و زیدہ ربہ الرزق الجزیل ان شاء

حضرۃ نواب محمد نجف خان صاحب نے حضرت والد ماجد کو سند خلافت مع جبہ
و دستار (جو نواب صاحب کو بغداد شریف سے عطا ہوئی تھی) حسب ذیل
مرحمت ہوئی - و ہو ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ
واصحابہ اجمعین - اما بعد درین زمان مسعود و آوان بہبود مرید خاص
و مسترشد با اخلاص سیدنا ناصر الدین محمد ابو المنصور را کہ سلسلہ بہیہ قادریہ
و چشتیہ رحمہم اللہ تعالی اجمعین بر دستم بیعت نمود خلافت ذات خود و اجازت
گرفتن بیعت درین ہر دو سلسلہ عالیہ از خواص عوام جمہور انام معہ قلنسوہ
و دستار عطا نمودم خدا درین کار برکت و توفیق شامل حال اوشان
فرماید بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد - تحریر تاریخ یکم ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری

اور امام صاحب سے اس فقیر مؤلف تاج التواریخ کو وراثتا پہونچی
اور ارادتاً حضرت سراپا برکت سید محمد مرتضی آفندی شیخ السجادہ حضرۃ پیر دستگیر
قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ سے و ہو ہذا
ھذا وقد اخذ منی الرجل الصالح والزاہد القادم المقبل علی مولاہ للعرض عن

عن سواه الراغب فی الدار الآخرة المواظب علی الاعمال الصالحة الناجحة الفاخرة ولدنا القلبی السید محمد نصرت علی منا الله بثمرة الاخیار ابن المرحوم العالم الفاضل امام المناظرة السید ناصر الدین ابو المنصور الدهلوی حفظه الله تعالی هذه الطریقة الجلیلة القادریة والبس الخرقة المبارکة الکیلانیة العلویة النبویة الالهیة القدسیة الربانیة وتلقن منی الذکر الشریف واخذ منی العهود والمواثیق والبسته خلعة واجلسته علی سجادة حضرة جدی سلطان الاولیاء وتاج الاصفیاء غوث الثقلین ثابت النسبین الشریفین السید الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی الحسنی الحسینی رضی الله عنه واجزته ان یجیز منه لمن یطلب منه الطریقة القادریة العالیة بشرط ان تکون فیه اهلیة للخلافة اجازة واذنا عاما مطلقا کما اجزته وایضا اذنت له بجمیع تلاوة الاوراد الشریفة القادریة وان یاذن لمن یطلب منه ذلک -

---

۱۵ جنوری ۱۹۰۶ع کو اس فرشتہ خصال نواب نے انتقال فرمایا اس حادثہ سے زمانہ تاریک ہوگیا گھر تاریکی بہت دیر تک رہی کہ اسکے چند روز بعد نواب محمد یعقوب علیخان انکے نواسہ مسندنشین ریاست ہوئے - یکم جون ۱۹۰۶ع کو پولیٹکل ایجنٹ صاحب نے نوابصاحب ممدوح کو مخلع بخلعت فرمایا اور دربار عام مین رسومات مسندنشینی ادا کین گورنمنٹ عالیہ کیطرف سے مالائے مروارید - سرپیچ مرصع - سیلہ - مندیل - دوشالہ - اسپ باسامان نقرہ - فیل مع جھول زربفت وغیرہ مرحمت ہوا - سنہ مین انکے لاولد فوت ہونے پر آپ

(نواب محمد یعقوب علیخان صاحب بہادر)

اپنے بھائی کے جانشین ہوئے اور مثل اپنے نانا صاحب مدبر و منتظم و عالی دماغ سیرچشم رعایا نواز و ہنرپرور ہین - انگریزی فارسی عربی مین عمدہ دستگاہ ہے - طبیعت مین شاعری کا مذاق ہے - رعایا آپکے انتظام سے کمال خوش ہے -

اس مین شک نہین کہ آپکی خداداد لیاقت اور ذہانت خود اس امر کے کہنے پر مجبور کرتی ہو کہ سرکار دولتمدار اس ریاست کی خیرخواہی اور وفاداری کیساتھ انکی ذاتی لیاقت پر لحاظ فرماکر انپر سلامی اتواپ بحال فرمائے - اور عطائے خطاب سے ممتاز کرے

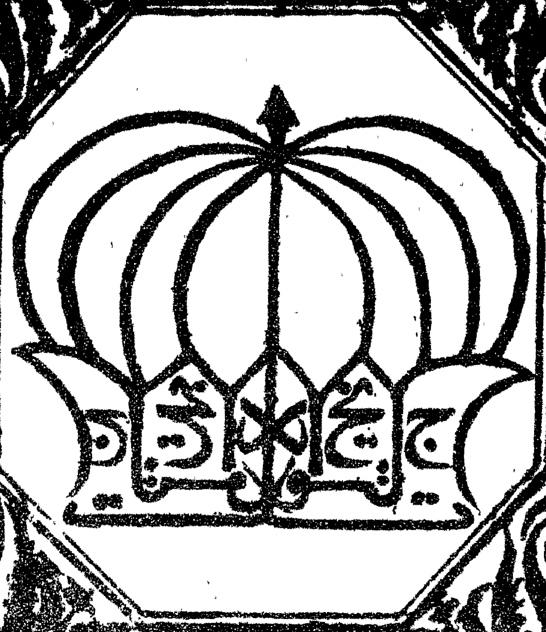
ہزہائینس نواب حاتم قلیخان صاحب بہادر والی ریاست محمد گڈھ

آپ اور نوابصاحب باسودہ ایک خاندان سے ہین آپ نواب محمد خانصاحب کی اولاد سے ہین جو نواب احسن اللہ خانصاحب بہادر کے دوسرے فرزند تھے اور اپنے والد ماجد کی آزردگی کی وجہ سے علیحدہ رہے اور بخیال رفع تنازع قلعہ محمد گڈھ مین انکو ریاست علیحدہ مل گئی فقیر دوست اور فقیر مشرب تھے آخر عمر مین لباس اور طریقہ بالکل فقیرانہ اختیار کر لیا تھا انتظام ریاست آپکی بیگم صاحبہ کرتی تھین انکی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی ایک دختر نیک اختر چھوڑ کر انتقال کیا - انکی بیوہ بی بی حاجی صاحبہ کے لقب سے مشہور تھین بدستور انتظام کرتی رہین - آخر مین انہون نے چاہا کہ حافظ قلیخان کو مسندنشین ریاست کرین یہ بات فاضل محمد خان جاگیردار کے خلاف تھی کیونکہ وہ اپنے لڑکے کو محمد گڈھ پر قابض کرنا چاہتے تھے انہون نے پولیٹکل ایجنٹ کو اطلاع کی کہ نوابصاحب کی کوئی اولاد نرینہ منکوحہ بی بی سے نہین اس درخواست پر یہ مقدمہ نواب محمد اسد علیخان صاحب والی باسودہ اور نواب محمد اکبر خان صاحب بہادر والی کوروائی کو تحقیقات کے لیئے سپرد ہوا - اور نواب صاحب کی رائے کیموافق ریاست محمد گڈھ کے صدرنشین حافظ قلیخان صاحب منظور ہوئے انکی شادی غلام محمد خان جاگیردار گڈھی کی ہمشیرہ سے ہوئی تھی جنسے ایک صاحبزادہ اور دو صاحبزادیان پیدا ہوئین نواب حاتم قلیخان صاحب ۷ اکتوبر ۱۸۹۶ع کو بعد اپنے والد حافظ قلیخان صاحب کے مسندآرائے حکومت ہوئے - انتظام اچھا ہے کیونکہ ہر امور مین بنفس نفیس کوشش کرتے ہین رفاہ عام کا خیال پیش نظر رہتا ہے ہمہ صفت موصوف ہین -

جناب ٹھاکر ارجن سنگھ صاحب بہادر

والی ریاست سونگھڑہ مالوہ

والیان سونگھڑہ کے خاندان کا سلسلہ دوڑیہ راجپوت سے ملتا ہے اس خاندان سے راؤ سودن سنگھ ملک گجرات گوڑہ تالندہ جیت گڈھ مین حکمران تھا - اوسکی چودھوین پشت مین راؤ سگرام سنگھ کے ہاتھ سے وہ ملک جاتا رہا اور اوسکے بیٹے راؤ کالوجی و دھولوجی مالوہ مین آئے - یہان سلطان ہوشنگ غوری ۸۰۸ھ ہجری مین فرمانروا تھا اوسکی ملازمت مین بصلہ حسن خدمات دو سو تیرہ موضع حاصل کئے - راؤ کالوجی نے سیونہ و سونگھڑہ مین راج دہانی قائم کی لیکن چند پشتون کے بعد ریاست تقسیم ہوتے ہوتے کم ہو گئی - تال - پیلودہ - منڈاول اس ریاست سے علیحدہ ہوئے - راوت پرتاب سنگھ کے دادا پوراجی کے وقت سے پوراوت قوم سے مشہور ہوئے - ٹھاکر لچھمن سنگھ کے زمانہ مین دربار گوالیار سے ٹانکہ وغیرہ کا انتظام ہوا کہ اسوقت امرائے مرہٹہ مالوہ پر قابض تھے - ٹھاکر نرسنگھ لاولد تھے اسلئے کیسری سنگھ بذریعہ تبنیت گدی نشین ہوئے - سمت ۱۸۹۰ مین کیشو راؤ بہادر حاکم مندسور نے سونگھڑہ پر فوجکشی کرکے ٹھاکر صاحب کو کوہستان بانسواڑہ (راجپوتانہ) مین بھگا دیا - انقلابات عظیم کے بعد ۱۸۶۶ء مین اختیارات ٹھاکر صاحب کو تفویض ہوئے - مرزا احمد جان قاچار کابلی نے اس ریاست کو نمایان ترقی دی اور ہر محکمہ ہر صیغہ مین تبدل و تغیر کرکے انکو ایک عمدہ پیمانہ پر قائم کیا - ۱۸۹۰ء مین ٹھاکر کیسری سنگھ نے رحلت کی اور اون کے جانشین اون کے فرزند ٹھاکر لال سنگھ ہوئے اونھون نے بھی مرزا صاحب کے حسن انتظام سے متاثر ہو کر اونکا اعزاز و احترام کیا مرزا صاحب موصوف نے ۱۳۱۳ ہجری مطابق ۱۸۹۵ء مین رحلت کی اور مرزا محمد آغا جان صاحب قاچار اونکے فرزند قائم مقام (کامدار) ہوئے انہون نے بھی اسی طرح خیر خواہی اور لیاقت سے کاروبار انجام دیا اور سمت ۱۹۵۶ بکرمی کے قحط عظیم مین خاص ریاست اور موضع تپانیان کو ڈاکوؤن کے حملہ سے محفوظ رکھا اگست ۱۹۰۱ء مین ٹھاکر لال سنگھ صاحب نے دو ٹھکرانیان اور تین لڑکیان چھوڑکر انتقال کیا اور زمانہ حیات مین ٹھاکر ارجن سنگھ کو گود لیکر مرزا صاحب کے سپرد کیا اس پر آشوب زمانہ مین بمعوم ریاستون اور بھائی بندون نے بطمع ریاست مخالفت کرکے عذرداری کا مقدمہ دائر کیا جسکے باعث اکثر اہلکار عزیز و قریب نیز و سردار بھی سونگھڑہ سے منحرف ہو گئے لیکن مرزا صاحب اس انقلاب مین بھی ریاست کے ہی خواہ ہو اور اپنی وفاداری کا جوہر دکھا دیا ٹھکرانی صاحبان نے انکو اپنا دھرم کا بھائی بنا لیا اور راجپوتی دستور کے موافق ان کے ہاتھ مین راکھی باندھی گئی - باوجود مصروفیت مقدمات کے آبپاشی تعمیرات چاہات مین جدید اصلاحات کرکے ترقی دی ملازمان کی تنخواہون مین واجبی اضافہ کرکے ماہ بماہ کلدار سکہ دیا جانا تجویز فرمایا - سابقہ قرضہ قسط وار ادا ہوتا ہے - سوارون کا دستہ بھی عمدہ وردی و کاٹھی و اسلحہ وغیرہ سے آراستہ ہے - آمد و خرچ کے رجسٹر نقشہ جات ماہواری نہایت باقاعدہ ترتیب دیئے گئے ہین کاشتکارون کو پٹہ وصولیابی روپیہ کی باقاعدہ رسید فوراً دیجاتی ہے - محکمہ پولس کا انتظام قابل تذکرہ ہے کہ سمت ۱۹۵۶ مین بھیلان کوہستان کی دستبرد سے اس نواح کا کوئی علاقہ محفوظ نہ رہا لیکن مرزا صاحب کے اشارون پر کام دینی والی پولس نے کوئی واردات ڈاکہ زنی اس علاقہ مین نہ ہونے دی مرزا صاحب کی ان نمایان کارگزاریون کی تصدیق مین بہت سے سرٹیفکیٹ اور خوشنودی مزاج کے پروانے صاحبان پولیٹیکل ایجنٹ مالوہ و دیگر حکام اہالیان دربار گوالیار و حاکمان ضلع مندسور وغیرہ موجود ہین - اس ریاست کی بڑی ٹھکرانی عجب کنور پوراوت جی اور چھوٹی کیہان کنور کاناوت جی نہایت لائق عقیل و فہیم ہین اور امور ریاست باتفاق رائے انجام دیتی ہین انہین ہر دو ٹھکرانی صاحبان کی دوربینی اور آل اندیشی سے باوجود اسقدر مخالفت کے ریاست کی بنیاد قائم رہی اور دن بدن ریاست کی کھیتی دن بدن سرسبز اور شاداب ہوتی جاتی ہے مدرسہ اور ہسپتال عنقریب افتتاح ہونیوالے ہین - ارجن سنگھ صاحب والی ریاست حال کا مقدمہ عنقریب دربار مہاراجہ صاحب گوالیار سے حسب مراد طے ہونیوالا ہے - باشارہ مرزا صاحب موصوف ٹھاکر صاحب سردار کالج گوالیار مین تعلیم کیلئے داخل کئے گئے - ٹھاکر صاحب کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی ہے نہایت وجیہ ذہین اور اخلاق پرور نوجوان ہین - سونگھڑہ کے متعلق اکیس موضع ہین رقبہ ساٹھ میل مربع اور مردم شماری ۵۲۴۶ ہے - آمدنی اندازاً ساٹھ ہزار ہے جسمین اکیس ہزار خام ٹانکہ دربار گوالیار کو ادا کیا جاتا ہے یہ علاقہ مغربی مالوہ مین واقع ہے - محکمہ ایجنسی سے راہ و رسم اور مراسلت و ملاقات آمدورفت وغیرہ قدیمی مرعی ہے - چنور - چھڑی - نقارہ - نشان وغیرہ مراتب قدیمی اور شاہی خلعہ مین داخل لقب مہیس کا راوت جی ہے مگر ٹھاکر صاحب کے لقب سے ملقب ہین ابھی آپکی شادی نہیں ہوئی +



مطبوعہ نصرت المطابع دہلی


(۳)

مختصر حالات سلاطین اودھ

نواب سعادت خان بہادر برہان الملک میرزا محمد امین

یہ نواب صوبہ داران اودھ کے مورث اعلے ہین ۱۷۱۰ع مین بعہد بہادرشاہ شاہجہان آباد آئے اور ۱۷۳۲ع مین جبکہ دہلی مین ہنگامۂ نادرشاہی گرم تھا اتفاق وقت سے مقرب بارگاہ محمد شاہ ہوگئے۔ بوقوع خدمات پسندیدہ وزیر صوبۂ اودھ مقرر کیئے گئے۔ صوبۂ اودھ اسوقت بالکل سرکش ہورہا تھا مگر نواب برہان الملک نے بصلح داشتی وحسن تدابیر پورے صوبہ پر تسلط کرلیا آخر ماہ ذیحجہ ۱۱۵۱ھ مطابق ۱۷۳۹ع مین ۱۹ سال وزارت کرکے شاہجہان آباد مین بعد ہنگامۂ نادرشاہ وفات پائی اور وہین دفن ہوئے نواب موصوف میر محمد یوسف کی بیٹی سے منسوب تھے اور راجہ جی سنگھ کارپرداز تھا تاریخ وفات یہ ہے از زمین رفت سعادت ہیہات ۱۱۵۱ع

انکے دو محل اور پانچ بیٹیان تھین۔ بڑی صدر جہان بیگم دوسری نورجہان بیگم تیسری ہما بیگم عزت بندی بیگم چوتھی محمدی بیگم پانچوین آمنہ بیگم۔ نواب سعادت خان کی بہن سے دو بیٹے تھے چنانچہ چھوٹے بیٹے مرزا محمد مقیم کے ساتھ اپنی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کی شادی کردی تھی

مرزا محمد مقیم نواب وزیر الممالک منصور علیخان بہادر صفدر جنگ

یہ نواب برہان الملک کے داماد اور ہمشیرزادے تھے بعد اونکے انتقال کے ۲۳ ذیحجہ ۱۱۵۱ھ مین محمد شاہ نے مرزا محمد مقیم کو خلعت عہدہ جلیلۂ آبائی سے سرفراز کیا اور وزارت صوبہ اودھ کی بھی مرحمت ہوئی۔ جب احمد شاہ ابدالی کی شورش ہندوستان مین ہوئی اور مثل نادرشاہ کے ایک تہلکۂ عظیم ڈالدیا تھا تو نواب صفدر جنگ نے برفاقت شاہزادۂ احمد بڑی جانفشانی اور سرفروشی کے ساتھ اپنی فوج مغلیہ سے ابدالی کو شکست دی۔ بعد فتح فیروزی شاہزادۂ احمد شاہ کے ساتھ شاہجہان آباد آتے تھے کہ راستہ مین محمد شاہ کی وفات کی خبر معلوم ہوئی اُسیوقت نواب موصوف نے تہنیت تخت وتاج دیکر اپنے ہاتھ سے چتر شاہی احمد شاہ کے فرق مبارک پر پھرایا۔ تمام حضار اراکین نے نذرین دین اسیوقت بادشاہ نے ازراہ کمال عطوفت فرمایا کہ ہمین یہ سلطنت اور تمھین اسکی وزارت مبارک ہو وہان سے کوچ کرکے داخل شاہجہان آباد ہوئے سنہ ۱۱۶۱ھ

مین روہیلونکو فریب سے قتل کرکے اپنا قبضہ ودخل کیا۔ بعدہ پٹھانون اور روہیلون نے یورش کرکے اودھ اور فرخ آباد کو تاراج کرڈالا صفدر جنگ نے مرہٹون وغیرہ کی مدد سے قرار واقعی گوشمالی کردی اور اودھ والہ آباد کے صوبون کا انتظام کرکے پھر شاہجہان آباد واپس گئے یہان اراکین سلطنت نے صفدر جنگ کیطرف سے بادشاہ کو بدظن کردیا چنانچہ صفدر جنگ پریشان ہوکر فیض آباد مین آئے اکتوبر ۱۷۵۳ع ۱۱۶۷ھ مین بعارضۂ دبل وفات پائی۔ لاش گلاب باڑی مین سپرد ہوئی بعد اُسکے دہلی مین لیجاکر قریب شاہ مردان دفن ہوے مدت ریاست ۱۷ سال تاریخ وفات "رفت منصور بخلد ماوے" قطعہ

چہ آن صفدر عرصۂ مردے ۔۔۔ زدار فنا گشت رحلت گزین
چنین سال تاریخ او شد رقم ۔۔۔ کہ بادا مقیم بہشت برین

صفدر جنگ کے زمانے مین سلطنت اسلام ہند کا زور برابر گھٹتا گیا ہر ایک صوبہ دار بجائے خود حاکم ونواب ہو بیٹھا مرہٹون اور سکھون نے شورشین کین تمام ہندوستان پامال بے انتظامی ہوگیا اور لاکھون بندگان خدا کا کشت وخون ہوا۔

نواب میرزا جلال الدین حیدر المخاطب نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر

تاریخ ولادت

زدولت خانہ نواب منصور ۔۔۔ برآمد آفتاب از مطلع نور ۱۱۴۴ھ

بعد وفات اپنے والد نواب صفدر جنگ بہادر کے ۱۱۴۴ھ ۱۱۶۷ھ مطابق ۱۷۵۴ع مین مسند نشین ہوئے "مادہ تاریخ مسند نشینی" "رونق مسند ماہ وزارت"، ۱۷۴۵ع مین انکی شادی بڑی دھوم دھام سے شاہجہان آباد مین ہوئی جسمین ۴۶ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا اور بادشاہ خود معہ ارکان دولت شریک محفل تھے۔

نواب محمد قلیخان برادرزادۂ صفدر جنگ کو حقدار وتحمل حکومت سمجھکر قتل کرڈالا اسی نواب کے زمانے مین انگریزون کے اقتدار نے ترقی پائی جوانی اور نشۂ حکومت کے تقاضے سے ابتدا مین عیاشی وتن پروری کا مشغلہ ہوگیا تھا مگر بعد کو دادگستری ومعدلت پژوہی مین بڑا نام پیدا کیا صوبۂ اودھ کو بالکل مخالفون کے خرخشے سے پاک کردیا تھا انگریز کمو

ہزار آنے دیتے تھے اور باقی خود لیتے تھے۔

امتہ الزہرا بانی بیگم خاص محل نواب صاحب کی تھین جنکا خطاب بہو بیگم صاحبہ تھا جنسے نواب آصف الدولہ پیدا ہوے۔

کثرت ازدواج ہزارون تک پہونچ گئی تھی منجملہ اُنکے خورد محل سے ۲۵ بیٹے اور ۲۲ بیٹیان تھین۔

۲۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ مین وفات پائی اور فیض آباد مین دفن ہوے پھر دہلی مین لاش گئی مدت ریاست ۱۹ سال۔ تاریخ وفات ہادی شجاعت گم شد ۱۱۸۸

چون شجاع صفدر منصور برہان جلال | رفت سوے ملک فانی زین سراے پُر گزند
شد شجاعت بی سر و باد سخاوت عزم ہم | تاج خود را بر زمین از گریہ و زاری فگند

رزیڈنٹ جارج صاحب میجر پمپلر صاحب پالمر صاحب ہارم صاحب

نائب۔ محمد اسمٰعیل بیگخان۔ راجہ نیتی بہادر۔ محمد بشیر خان محمد ایلچ خان۔ نواب مختار الدولہ

نواب آصف الدولہ یحییٰ علیخان بہادر ہزبر جنگ

ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۵ء نواب آصف الدولہ فرزند شجاع الدولہ بہادر ہزبر جنگ تعلقہ فیض آباد مین ۲۷ برس کی عمر مین مسند نشین ہوئے انھین نواب کے عہد حکومت مین لکھنؤ دارالحکومت قرار دیا گیا۔

فیاضی مین مشہور و معروف ہین جسکو دے مولی اسکو دے آصف الدولہ ابتک لوگون کی زبان پر جاری ہے۔ نواب آصف الدولہ کے زمانہ مین رومی دروازہ و امام باڑہ قابل تعریف عمارتین تیار ہوئین۔ دریاے گومتی کا پل بھی بنوایا اور اپنے بیٹے وزیر علیخان کی شادی مین تیس لاکھ روپیہ صرف کیا۔ نواب مختار الدولہ سید مرتضیٰ خان کو نائب کیا جسنے سعادت علیخان کو مسند وزارت پر بٹھانیکا قصد کر لیا تھا اور بسنت علیخان کا بھی یہی دلی ارادہ تھا مگر وہ سعادت علیخان سے از حد ناراض تھا۔ آخر الامر قابو پاکر بسنت علیخان نے جبکہ لشکر نواب آصف الدولہ کا اٹاوہ مین تھا مختار الدولہ کا کام تمام کیا اوسی دن نواب آصف الدولہ بہادر کا بھی کام تمام ہو جاتا مگر ہوا خواہون نے عین وقت پر خبر دی پس اُسکے قتل کا حکم دیا اور راجہ نوازسنگھ نے فوراً ہاتھ صاف کرکے اُسکا کام تمام کیا اور سعادت علیخان کبھی بنارس اور کبھی آگرہ اور کبھی کلکتے مین رہتے اور فکر مین تھے کہ موقع پاکر وارث ریاست ہو بیٹھین مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی مہاراجہ ٹکیت راے کو دیوانی کا منصب عطا کیا مگر کسی علت سے بعلت سازش نظرون سے گر گئے راجہ جھاؤلال کو نیابت مین رکھنا چاہتے تھے مگر انگریز اُسکے خلاف تھے لہذا جھاؤلال کو عظیم آباد بھیجدیا۔ کہتے ہین کہ راجہ جھاؤلال کے فراق مین ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ کو جمعہ کے دن انتقال کیا اور پھر رات گئے اپنے امام باڑہ کلان مین دفن ہوے "سخاوت نماند" مادہ تاریخ ہے ۱۲۱۲ھ

قطعہ تاریخ وفات جو لوح مرقد پر کندہ ہے وہ یہ ہے

گلشن عشرت بتاراج خزان رفت ای ندیم | شام استشمام حسرت مینماید از نسیم
آصفی کاین سند صدق را یکے دُرِ شہوار بود | آن دُرِ شہوار رفت از دست عالم شد یتیم
لکھنؤ بے آصف است و آسمان بے آفتاب | شہر یونان بی مسیح و طور سینا بے کلیم
وارد آصف عشرتی در صحن صحیفہ باغ خلد | انبیا ہمدم سلیمان ہمنشین آصف ندیم
نقد رحمت در کنار و فرد بخشش در بغل | عاصیان را جنس غفار است آعطای کریم
نقش بند کاف و نون بر تربت آصف نوشت | ہٰہنا روح و ریحانٌ و جنّاتُ نعیم

۲۳ برس حکومت کرکے ۵۱ سال کی عمر مین بعارضہ استسقا ۱۲۱۲ھ رحلت کی۔

تاریخ وفات کا ایک دوہرہ ہندی کسی نے یون کہا ہے

اکہزار آٹھ سو ست کا پرمان | سنہ بارہ سو بارہ ہجری جانت سکل جہان
ربیع الاول اٹھائیس او جمعرات معروان | سُدی پر یوا کوار کی جب آصف تجو پران

تخلص آصف تھا چنانچہ یہ رباعی انھین کی تصنیف ہے رباعی

یون گرچہ فکر دل مین تجھے سو لگی رہے | پر شرط ہی یہی کہ ادھر لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے | پر تجھکو چاہیئے کہ تگ و دو لگی رہے

رزیڈنٹ میجر پمپلر صاحب بہادر۔ جان بریسٹو صاحب بہادر۔ مڈلٹن صاحب بہادر۔ جان چیری صاحب بہادر جان لمسڈن صاحب بہادر

نائب۔ مختار الدولہ ایلچ خان۔ نواب سرفراز الدولہ حسن رضا خان نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان علامہ تفضل حسین خان۔

دیوان۔ مہاراجہ ٹکیت راے۔

نواب مرزا وزیر علیخان بہادر

بعد وفات نواب آصف الدولہ بہادر میرزا وزیر علیخان ۱۲۱۲ھ مین مسند نشین وزارت ہوے۔ ۴ مہینے کئی یوم کی حکومت مین وہ وہ خصلتین اور حرکات ناشائستہ اختیار کین کہ تمام رعایا و اراکین ان سے خلاف ہوگئی۔ گورنمنٹ انگلیشیہ سے بھی بگاڑ پیدا کر لیا آخرکار گرفتار ہو کر کلکتے بھیجدیئے گئے جہان حین حیات قلعہ مین رہے۔ گورونکا پہرہ رہتا تھا اور کوئی ہندوستانی پاس نجانے پاتا تھا آخر ۳۶ برس کے سن مین ماہ جون ۱۸۱۶ء مطابق ماہ شعبان ۱۲۳۲ھ بعارضہ تپ وغیرہ انتقال کیا "ہای وزیر علیخان بہادر" سنہ وفات ہے۔ اور قبر پر یہ قطعہ کندہ ہے

وزیر ہند وزیر علی آصف جاہ ۱۲۱۲ھ | چو سوے خلد برین رفت زین سرای غرور
زد یم غوطہ بدریاے فکر تا آرَیم | بدست گوہر تاریخ فوت آن مغفور
بگوشم آمدہ ناگہ بشور و شیون و شین | نواب وا ہاے دریغا ز جن انس و طیور ۱۲۳۲ ۱۸۱۶ء

رزیڈنٹ۔ لمسڈن صاحب بہادر لکھنؤ مین۔ جان شیری صاحب مقتول بنارس

نائب - تفضل حسین خان علامہ - تحسین علیخان خواجہ سرا

دیوان - راے جیسکھ راے -

نواب یمین الدولہ ناظم الملک مرزا سعادتعلیخان بہادر مبارز جنگ

نواب یمین الدولہ سعادت علیخان - بعد وفات نواب آصف الدولہ بہادر ۳ - شعبان روز بسنت ۱۲۱۲ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۷۹۸ء کو بنارس سے داخل لکھنؤ ہو کر مسندنشین ہوئے بنارس سے لکھنؤ آنیکی تاریخ -

از بلدہ بنارس باجاہ و کامرانی	در لکھنؤ چو ماہ برج وزارت آمد
تاریخ مقدمش را جستم ز پیر دانش	گفتا بگو سعادت با صد سعادت آمد ۱۲۱۲ھ

تاریخ جلوس مسند وزارت

خداوندا یمین الدولہ ویرا ہر	حکومت را صد و سی سالہا شد
خرد سال جلوس مسندش گفت	بجاہ و حشمت و اقبال باشد

نواب سعادت علیخان فراست اور دانائی مین ارسطوئے وقت تھے - انھین کے عہد مین بڑی عالیشان عمارتین تعمیر ہوئین جو اب تک لکھنؤ کے نام کو روشن کئے ہوئے ہین - اپنے عہد مین - عدالتین مقرر کرکے عدل و انصاف کو خوب نباہا - بڑے صاحب ہمت و تدبیر تھے قریب سترہ کرور روپیہ کے خزانہ مین وفات کیوقت موجود تھا - گورنمنٹ انگلیشیہ سے تنصیف ممالک پر عہدنامہ ہوگیا اسطرح پر تفصیل ملک جو انگریزوں کو ملا -

چکلہ کوڑہ کرہ داٹا دان [illegible]	محالات رسٹر [illegible]	فرخ آباد [illegible]
اکبر اکرٹھہ [illegible]	اعظم گڈھ [illegible]	شبول [illegible]
گورکھپور [illegible]	صوبہ الہ آباد [illegible]	چکلہ بریلی [illegible]
باندہ وغیرہ [illegible]	مال سوای تعلقہ آرور [illegible]	
		میزان یک کرور [illegible]

تفصیل ملک جو اس سرکار مین بعد تقسیم باقی رہا

چکلہ گونڈہ [illegible]	بیسواڑہ [illegible]	بانگرمؤ [illegible]
چکلہ کچھرات [illegible]	چکلہ جگدیس پور [illegible]	چکلہ خیر آباد [illegible]
دیوا ستر کھ [illegible]	دریا آباد وغیرہ [illegible]	رام نگر [illegible]
چکلہ محمدی [illegible]	چکلہ سندیلہ رسول آباد وقتفی پور [illegible]	چکلہ سلطانپور [illegible]
گوشائین گنج [illegible]	مانک پور بہار [illegible]	املاک نواب صفدر جنگ شجاعالدولہ فیض آباد [illegible]
املاک زرخرید بندگانعالی [illegible]	حضور تحصیل [illegible]	

اس تقسیم کی تاریخ یہ ہے

خود بخود دارین دور دورنگی گرفت ؛ ملک ز نواب فرنگی گرفت

ایکروز نیچی مسموم جواہر علیخان خواجہ سرا نے دیدی اُسنے کام تمام کر دیا - ۲۳ رماہ رجب ۱۲۲۹ھ مطابق ۱۸۱۴ء کو منگل کے دن بیلرات گئے چراغ حیات کا گل ہوا - ۱۷ برس حکومت کی - ۲ محل ۱۴ لڑکے - ۵ لڑکیاں تھین -

تاریخ وفات

ناگہان رحلت ازین عالم نمود	زینت افزا شد بفردوس برین
من شنیدم سال تاریخش زغیب	آہ شد گنج سعادت در زمین ۱۲۲۹ھ

دیگر مصرعہ ہاے تاریخ وفات

دستور جہان بجنت آمد ۱۲۲۹ھ ؛ ہاتف بگفت آہ شدہ لکھنؤ خراب ۱۲۲۹ھ

رزیڈنٹ - لمسڈن صاحب بہادر - کرنیل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر کرنیل کالنس صاحب بہادر - نائب نواب نصیر الدولہ محمد علیخان نواب شمس الدولہ دیوان راے جےسنگھ راے - راجہ دیا کرشن - بخشی الملک راے مجلس راے -

نواب رفیع الملک رفعت الدولہ غازی الدین حیدر بادشاہ

۴۱ - برس کی عمر مین اپنے باپ کی جگہ پر مسندنشین ہوے - تاریخ وزارت

وزیر غازی دوران و رستم آفاق	زہے جلوس وزارت نمود یادل شاد
ندا رسید ز ہاتف بمن کہ تاریخش	بگو سعید بتو دائما وزارت باد

خرد گفت جشن وزارت مبارک

سرکار انگلشیہ کو دربار محمد اکبر شاہ دہلی سے کچھ عناد ہو گیا اسوجہ سے اودھ کے لئے ایک دوسرے بادشاہ کی صلاح ٹھہری اسوجہ سے ارکان دولت انگلشیہ نے نواب غازی الدین حیدر کو ۱۵ ذیحجہ ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء تخت شاہی پر جلوہ افروز کیا بخطاب ابوالمظفر معز الدین شاہ زمن شہرت پائی -

تاریخ یہ ہے

بحمد اللہ کہ با اقبال و دانش	بہ تخت شہ جلوس شاہ گردید
زمین و آسمان یک بزم عیش است	ز ماہی شہرے تا ماہ گردید

مبارک باد اے آفاق عالم | طلوع آفتاب جاہ کردید
ندا آمد بگوشم زود یارب | کہ شاہ افروز شاہنشاہ گردید
پئے سال ہمایون جلوسش | بگو ناسخ کہ ظل اللہ گردید

اور سکہ اونکا یہ جاری ہوا

سکہ زد بر سیم و زر از فضل رب ذو المنن | غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن

یہ بادشاہ بہت نیک نیت عادل اور بکمال سخی تھا نظم و نسق سلطنت
عام نواب معتمد الدولہ کے سپرد تھا جو روپیہ کہ نواب سعادت علیخان نے
خون جگر کھا کر مزا از تدبیرون سے جمع کیا تھا نصف سے بھی زیادہ
تعمیر عمارات شاہی مثل امام باڑہ شاہ نجف موتی محل شاہ منزل
وغیرہ مین صرف ہوا اور بہت سا روپیہ ناچ و رنگ و تماشون مین
کوڑیونکی طرح خرچ ہوا ۱۰ برس سلطنت کر کے ۲۷ ربیع الاول
۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۸۲۷ع ۵۶ برس کی عمر مین بعارضہ
اسہال خونی وفات پائی امام باڑہ نجف اشرف جسکو لب دریائے
بنوایا تھا دفن ہوئے ۴ محل ایک لڑکا ایک لڑکی تھی

تاریخ وفات از شیخ ناسخ

از وفات جناب شاہ زمن | گو ہمہ عالمے ہلاک شدہ
دہر گردید ہمسر با دوزخ | بہ بہشت آن جناب پاک شدہ
دیدہ ہا شد بماتمش غمناک | سینہ ہا آہ دردناک شدہ
رفت دامان صبر از دستم | جیب صبر و شکیب چاک شدہ
گشت تاریخ مصرعۂ استاد | اے بسا آرزو کہ خاک شدہ
۱۲۴۳ھ

مدت سلطنت و حکومت ۹ سال ۸ ماہ ۵ یوم - رزیڈنٹ
رزیڈنٹ کرنیل جان بیلی صاحب بہادر استریچی صاحب بہادر جنرل ریکٹس صاحب بہادر جان مین صاحب بہادر
بارونٹ کلش صاحب بہادر

نائب نواب معتمد الدولہ مرزا حاجی محمد آقا میر - علی خان خواجہ سرا
دیوان راجہ دیا کرشن راجہ لال کرشن افتخار الدولہ میوہ رام

زبدۂ خوشان عظیم الشان شیر خاص معتمد بادشاہ
کیوان بارگاہ انگلستان اشرف الامرا
لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل بہادر ناظم المعظم
ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند
سنہ ۱۲۴۳

ابو النصر قطب الدین سلیمان جاہ شاہ جہان نصیر الدین حیدر بادشاہ

بعد وفات غازی الدین حیدر کے ابو النصر قطب الدین
سلیمان جاہ نصیر الدین حیدر بادشاہ ۲۵ برس کے سن مین
۲۷ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ دیوالی کے روز شمع افروز کاشانہ
تخت سلطنت ہوئے تاریخ اونکے جلوس کی یہ ہے

قطعہ

بر تو اے بادشہ فیض رسان عالم | تخت این مملکت ہند مبارکباد شد
سال تاریخ جلوس طرب افزا بشنو | جاودان سلطنت ہند مبارکباد شد

تاریخ اردو

تخت پر ہے جلوہ فرما بادشاہ گنج بخش | ہین زمین پر شاد آدم اور فلک پر مہر و ماہ
شور عشرت ہے عیان اس مصرعہ تاریخ سے | اب ہوا مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ

اس بادشاہ کے دو سکے جاری ہوئے پہلا سکہ یہ ہے
سپہر مرتبہ شاہ جہان سلیمان جاہ ؛ بدہر سکہ شاہی زدہ لطف اللہ
بعد چند روز کے یہ سکہ یون بدلا گیا -
سکہ زد بر سیم و زر از فضل حق ظل اللہ ؛ نائب مہدی نصیر الدین حیدر بادشاہ
اس سلطنت کے ابتدا ہی معتمد الدولہ خانہ خراب عمدۂ وزارت
پر مامور تھے فقیر محمد خان اور مینڈو خان وغیرہ رسالدار مع افسران
سوار و پیادہ معتمد الدولہ کے مطیع و فرمان بردار تھے - چونکہ معتمد الدولہ
بانی فساد اور مکاریون مین طاق تھے اسوجہ سے بادشاہ اوسکی حرکات سے
کھٹکتے تھے اور بوجہ فتنہ و فساد برپا ہونے کے اوسکا کچھ نہ کر سکتے
تھے مگر اوسکو دلمین دشمن خاندان تصور کرتے تھے ظاہر مین
روز بروز صورتین ترقی کی ظہور مین آتی تھین ایک دن ۵۰ ہزار
روپیہ نقد یک مشت خزانہ سلطانی سے ملا خلاصہ یہ کہ بادشاہ
اور معتمد الدولہ بظاہر شیر و شکر تھے - موقع پا کر بادشاہ نے رزیڈنٹ کو
امادہ کر لیا کہ معتمد الدولہ کو قید کر لیوین چنانچہ ایک روز بلطائف
الحیل معتمد الدولہ کو رزیڈنسی بھیجا اور وہین قید ہو گئے بادشاہ نے
آغامیر یعنی معتمد الدولہ کے تمام متعلقین و متوسلین کو گرفتار کر کے
اونکے مکانون پر چوکی پہرا بٹھا دیا - آغا میر عزت و آبرو کے
ساتھ متصدق صاحب کلان بہادر کے مع زن و بچہ و مال
و اسباب لکھنؤ سے کانپور چلا گیا اسباب اور جواہرات وغیرہ کے
علاوہ چالیس پینتالیس چھکڑے فقط اشرفی اور روپیون کے
بہانے سے اپنے ساتھ لے گیا اور سرکار انگریزی نے پچیس ہزار کا
وثیقہ اوسکے نام کر دیا -
یہ بادشاہ عجب جاہ بڑا امیر چشم و دریا دل تھا سخاوت مین بے نظیر ہوا
جارو بیچنے والا نوکر تک اس عہد سلطنت مین امیر ہو گیا مہینون
تنخواہ نہین پاتے تھے لیکن سب طرح فارغ البال تھے

اپنے محلون خصوص ملکہ زمانیہ۔ مخدرہ عالیہ تاج محل۔ سلطان عالیہ۔ دختر ملکہ زمانیہ
بادشاہ محل کو اس بادشاہ نے بڑے بڑے مرتبے اور رتبے بخشے قدسیہ محل کا اقتدار سب سے
زیادہ تہا اس محل نے کرورون روپیہ سخاوت مین صرف کردیا جو کسی وجہ سے آخر کو
ہیرا کہا کر قضا کر گئین بعد انتقال نواب قدسیہ محل بادشاہ بہت پریشان رہتے تھے بے
تعداد حورشین آتی رہین مگر طبیعت کیطرح نہ بہلی آخر نواب روشن الدولہ نے انکی
شادی بڑے دہوم دہام سے نواب بادشاہ جہان ممتاز الدہر سے کرادی جو
بوجہ دنائت طبع کنگلی محل کے نام سے مشہور ہوئین حکیم مہدیعلیخان عہدۂ وزارت
پر سرفراز تھے اور تمام نظم و نسق انکے ہاتھ مین تہا لیکن بعد لوگون نے بادشاہ
کے دل مین حکیم صاحبکی طرفسے شک واقع اور معتوب و معزول ہوے شیخ امام بخش
ناسخ نے اونکی معزولی کی یہ تاریخ لکھی۔

افتاد حکیم از مراتب	تاریخ بہ طرز نو رقم کن
از جاے حکیم ہشت برگیر	سہ مرتبہ نصف نصف کن

نواب روشن الدولہ نے بعد معزولی حکیم مہدیعلیخان کے خلعت وزارت پایا
جنکی کوٹھی معروف بہ قیصر پسند مشہور ہے تاریخ بنیاد یہ ہے ایک شاہ امیر کوٹھی
اس عہد سلطنت مین راجہ درشن سنگہ درجہ مختار و سنگہ بڑے ذی عزت و ذی
اختیار مہاراجہ مانسنگہ مرحوم انہین کی یادگار ہے

اس بادشاہ نے نواب سعادتعلیخان کا جمع کیا ہوا روپیہ جو بعد صرف
غازی الدین حیدر بادشاہ کے باقی رہگیا تہا وہ معہ آمدنی ملک اور دفینون کے
صرف کیا سواے سخاوت کے جرات و ہمت اور کردو فرکی بود باغ مین سمائے
تھی مزاج نہایت برق تہا آخر مین بعض نکہراون کی سازش سے بادشاہ بیگم
اور بادشاہ مین ملال ہوا سلئے بادشاہ بیگم نے مناجان کو لیکر الماس باغ
مین سکونت اختیار کی اور کئی ہزار آدمی جداگانہ نوکر رکھے اور نگاہداشت
جاری کی اس بات پر بادشاہ نے مناجان کے فرزند ہونے سے انکار
محض کیا بہت سے معاملات فساد کے درپیش تہے بادشاہ نے فرح
بخش چہتر منزل چہوڑ کر دلکشا مین رہنا اختیار کیا بعد بادشاہ نے اپنی
عمر عیش و نشاط مین بسر کی مذہب امامیہ نے اونہین کے عہد مین ترقی
پکڑی۔ گومتی کے کنارے زیتہ دیگر مقامات پر بہت سے عمارتین
اسی بادشاہ کے وقت مین تیار ہوئین آخر مین دہنیا مہرے نے زہر
دیدیا محض کہتے ہین کہ بادشاہ کے حرکات صاحب رزیڈنٹ کو ناپسند تھے
ہوا سواسطے اوسکے مارڈالنے مین مشورہ ہوا ۳ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ مطابق
۱۸۳۷ء جمعہ کے دن ۳۰ برس مین وفات پائی اپنی کربلا مین کہ دریاے
گومتی کے اوس پار تعمیر کی تہی دفن ہوے مدت سلطنت ۱۰ برس
۵ یوم ۹ محل تہے کوئی اولاد نہین ہوئی تاریخ وفات یہ ہے۔

رفت شاہ جہان سلیمان جاہ	سوے جنت ز بارگاہ اودہ
ہاتف غیب گفت از سر افسوس	بارم رفت بادشاہ اودہ

۱۲۵۳ھ

رزیڈنٹ بارونٹ رکٹس صاحب بہادر۔ ٹرطامس ہابرٹ منڈک صاحب بہادر۔ کرنیل
جان لو صاحب بہادر۔

نائب۔ نواب معتمد الدولہ آغا میر۔ منتظم الدولہ حکیم مہدیعلیخان۔ اعتماد الدولہ
ضیاء الملک افضل علی خان بہادر سیادت جنگ۔ اقبال الدولہ بہادر۔ نواب
روشن الدولہ منیر الملک محمد حسین خان بہادر قایم جنگ۔ منشی الملوک فخر
الدولہ دبیر الملک کنور رتن سنگہ بہادر ہوشیار جنگ۔ ظہیر الدولہ مصلح الملک غلام
یحیی خان مقیم جنگ منور الدولہ۔ شرف الدولہ مظفر الملک محمد ابراہیم خان بہادر
مستقیم جنگ امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک یار وفادار سپہ سالار مستقیم ہند
نواب امین الدولہ عمدۃ الملک امداد حسین خان بہادر ذوالفقار جنگ

دیوان۔ افتخار الدولہ۔ مہاراجہ میوہ رام۔ مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن

رفیع الدین حیدر مرزا فریدون بخت بہادر عرف مناجان

نصیر الدین حیدر کے مرنیکی خبر سنکر بادشاہ بیگم مع مناجان الماس باغ سے باوجود
حکم ممانعت رزیڈنٹ بہادر کے بافوج کثیر بعد گذرنے پہر رات کی دردولت پر
آپہونچین کرنیل جانلو صاحب بہادر یہ خبر سنتے ہی سخت متحیر ہوے چنانچہ محافظان دروازہ
پیرہ کو حکم دیا کہ کوئی بدون اجازت اندر نہ آنے پاے اور روشن الدولہ سے تاکید
فرمائی کہ تم سد باب مقابلہ بادشاہ بیگم کا کرو سپاہ انگریزی سنڈیاون سے طلب
کی مناجانکو ہر طرح فہمایش کی گئی کہ یہ حرکت تمہارے باعث بربادی مطلب
ہوگی مگر اونہون نے ایک نہ سنی اور بزور فیل دروازہ توڑکر مکان سلطانی پر
چلے آے اور بیگم نے مناجان کو لاکر تخت سلطنت پر بٹہا دیا اور تمام انگریز اور
مخالفین نظربند تھے اس عرصہ مین انگریزی فوج سنڈیاون سے آپہونچی اور ہنگامہ
حرب ضرب گرم ہوا چہار طرفہ تونگی لال بارہ دری پر شروع ہوئی بادشاہ بیگم
مع مناجان کہ ۱۴ برس کا سن تہا گرفتار ہوکر بڑی ذلت کے ساتھ
بیلی گارد مین مقید ہوئین جسقدر نصیر الدین حیدر کے جوان مرنے اور
حسرت سے جان دینکا بصد افسوس چرچا ہے اوسیقدر مناجانکی بدنصیبی
کا اور بادشاہ بیگم کی کم قسمتی کا بیان زبان خلایق پر ہے چونکہ بادشاہ نے
ملال کی وجہ سے طیش مین آکر مناجان کو مغضوب اور عاق کرنے فرزندی سے
خارج کردیا تہا اسوجہ سے سرکار انگلشیہ کو چشم پوشی کرنا پڑی بیلی گارد سے
چنار گڈہ کے قلعہ مین مناجان معہ بادشاہ بیگم پہنچے گئے یہان کہ وہی حرکات
مثل والد ماجد شروع ہوے مرتکب شرب منہیات ہوے آخر ۱۰ محرم ۱۲۶۳ھ
مطابق ۱۸۴۶ء دفعتہ مرگ مفاجات سے مرگئے وہین مدفون ہوے تاریخ وفات یہ ہے
"نہ ہستی رفتہ" ۳ صفر ۱۲۶۳ھ کو بادشاہ بیگم نے انتقال فرمایا آن قضا کردہ ہے

ابوالفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ غازی

مناجان کا قضیہ جس وقت رفع ہوگیا صاحب کلان بہادر نے یہ تشفی تمام اپنے پاس بٹھایا اور ساٹھ برس کے سن مین محمد علی شاہ کو روبرو افسران فوج کے ۴۔ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ کو تخت نشین سلطنت فرمایا اور حسب آئین تاج شاہی سر پر رکھا تو مین مبارکباد کی سر ہونے لگین تاریخ تخت نشینی یہہ ہے ۔

شہ عرش تمکین فلک اقتدار | چو گردید زیب نشست و پناہ اودھ
سروش از سر دولت آواز داد | محمد علی گشتہ شاہ اودھ ۱۲۵۳ھ

دیگر

بادشاہ زمن معین الدین | آن محمد علی شہ اعظم
شرف خاندان برہانی | مالک تخت و تاج و جاہ و حشم
غازی دین نصیر دولت و ملک | معدن عدل و داد و بحر کرم
آنکہ در فضل آصف ثانی است | در شجاعت فزون تر از رستم
چون بمنصوری سعادت فتح | بر سریر اودھ نشست چو جم
ہاتف ناگہان زد لمہ ہیل | جست تاریخ آن دم خرم
سال اجلاس با حروف فتح | خلد اللہ ملکہ گفتم ۔

اور سکہ بھی اس بادشاہ کا تاریخی ہے ۔

بجود و کرم سکہ زد در جہان ٭ محمد علی بادشاہ زمان

اس بادشاہ نے خوب سرانجام جز و کل امور سلطنت کا کیا اس حد سے کہ ترتیب یافتہ نواب سعادت علیخان کی تھی مسن اور کار آزمودہ تھے آمدنی کا معقول انتظام ہوا زر کثیر اپنے عہد سلطنت مین جمع کیا اور باوجود اس کہن سالی کے تمام کاروبار سلطنت کے خود کرتے تھے مگر پھر بھی محکم دار ان نے لاکھون کا تغلب کیا اپنے برادران عزیز و اقارب کے ساتھ ہر طرح کا سلوک کیا صاحبان صدر انکی روش نیک سے بہت راضی اور خوش تھے عمارت حسین آباد انہین کی یادگار ہے تب محرق سے ۷۰ برس کی عمر مین کام تمام کیا۔ ۵۔ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ روز سہ شنبہ کو بوقت شب انتقال فرمایا اور حسین آباد مین دفن ہوے انکے وقت مین ملک کی آمدنی ۔ ایک کرور پچاس لاکھ تھی تاریخ وفات یہ ہے ۔

رفت شاہ اودھ بملک قدس ۱۲۵۸ھ | دہ روز و پنج سال حکومت نمودہ شد
شاہ رحمت شد ۱۲۵۸ھ

رزیڈنٹ جنرل لو صاحب ۔ ۱۲۵۸ھ کانفیلڈ صاحب ۔

وزرا ۔ نواب روشن الدولہ ۔ نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان ظہیر الدولہ نواب منور الدولہ ۔ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ۔

دیوان ۔ مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر ۔ فخر الدولہ مہاراجہ رتن سنگہ ہشیار جنگ زخمی ۔

ابوالمظفر مصلح الدین ثریا جاہ سپہر شکوہ سلطان عادل خاقان زمان محمد امجد علیشاہ بادشاہ غازی

۶۔ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ منگل کے روز اپنی وراثت آبائے کرام پر ۴۳ برس ۶ مہینے ۲۰ دن کے سن مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا یہہ تاریخ جلوس کی راجہ الفت رائے تخلص نے کہی ۔

شاہ فلک مرتبہ امجد علی | مہر سما شرف انجم سپاہ
دادہ عدل چو نوشیروان | ثانی دارا و سکندر بجاہ
ناصر دین دافع کفر و ظلام | داد رس عالم و ظل الہ
پنجم از ماہ ربیع دوم | ساعت فرخندہ بوقت پگاہ
ساختہ بر تخت خلافت جلوس | از مدد سبط رسالت پناہ
ساختہ الفت پئے تاریخ فکر | تا بود تش یار دران بارگاہ
مصرعہ برجستہ ز ہاتف شنید | تاج و اورنگ مبارک بہ شاہ
از جلوس میمنت مانوس با صد شان ہا | ثانی گردون مدام اورنگ بادا یا الٰہ ۱۲۵۸ھ

اور سکہ اس بادشاہ کا یہ جاری ہوا ۔

درجہان زد سکہ شاہی بتائید الٰہ ٭ ظل حق امجد علی شاہ زمن عالم پناہ

یہ بادشاہ بڑا دیندار اور راسخ الاعتقاد تھا سلطان العلما و سید العلما کو سپرد تمام عدالت کے کاروبار تھے ۔ اسی وجہ سے دونوں کا بڑا دور دورہ تھا ۔ امین الدولہ کو انہین نے خلعت نیابت دلوایا ۔ سید عنایت علیخان معین الدولہ جو بادشاہ کے ماموں تھے انکو نظامت سپرد کی ۔ چونکہ مجتہد کے ہاتھ مین سلطنت کی باگ تھی کوئی قابل ذکر واقعہ اس بادشاہ کے وقت مین نہین ہوا رزیڈنٹ میجر جانلو صاحب بہادر کو دختر مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلعت محمد شاہ بادشاہ دہلی منسوب تھین اسی سبب سے صاحب موصوف نے ایک لاکھ روپیہ صرف کرکے تعزیہ داری بہت دہوم سے کی تھی ۱۲۶۳ھ مین ۲۶ ۔ صفر یوم شنبہ پانچ بجے ۴۹ برس کے سن مین بعارضہ سرطان انتقال کیا اور مدفن غازی الدین کی چھاونی مین دفن ہوے جنت مکان لقب پایا تاریخ وفات جناب اسیر نے یہ لکھی ۔

شاہ عادل نیک خصلت نیک سیرت نیکخو | ترک دنیا کرد و در دلہا عیان شد قلق
از سروش غیب پرسیدم چو تاریخ وفات | گفت شد امجد علی جنت مکان واصل بحق ۱۲۶۳ھ
حشر ولیفر دو س آمد ۱۲۶۳ھ

رزیڈنٹ جنرل ناٹ صاحب۔ جنرل پالک صاحب شکسپیر صاحب طامس رو ڈیوڈس صاحب کرنل رچمنڈ صاحب۔

وزرا نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان۔ نواب امین الدولہ نواب منور الدولہ۔

دیوان۔ مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر

ابو المظفر ناصر الدین سکندر جاہ حضرت سلطان عالم محمد واجد علی شاہ

۲۶۔ صفر ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۷ء مین تخت پر بیٹھے ابتدا مین نواب امین الدولہ وزارت پر مامور تھے اس بادشاہ کے عہد مین کئی باتین ظہور مین آئین جو اب تک یاد ہین۔

نواب امین الدولہ کا سانحہ مولوی امیر علی کا شہید ہونا ہنومان گڑہی کا دنگہ اور فساد۔ عیاشی۔ غفلت۔ نالایق اہلکارون کا دخل تعمیر قیصر باغ۔

اول نواب امین الدولہ کا معرکہ بہت مشہور ہے چونکہ بادشاہ کا مزاج انسے درپردہ مکدر تھا اسواسطے خیال تھا کہ کسی دوسرے کو خلعت وزارت دیا جاوے۔ ایک روز صبح کو بگھی پر سوار امین الدولہ جارہے تھے کہ پانچ بدمعاش سڑک گولہ گنج مین زیر دیوار امام باڑہ نواب ملکہ زمانیہ زوجہ نصیر الدین حیدر بادشاہ بگھی سے نواب کی لپٹ گئے اور دو شخصون نے امین الدولہ کو اوتار کر زمین پر گرایا اور چہری سینہ پر رکھدی اور تین آدمی قرابینین لئے ہوئے سر پر کھڑے کہتے تھے کہ جو کوئی پاس آوے گا ہم نواب کا کام تمام کردینگے اس وجہ سے کوئی دست اندازی نہ کرتا تھا بڑے صاحب مع فوج شاہی وہان آئے اور سوائے تالیف قلوب اور طمع زر کے چارہ نہ دیکھا ۷ ہزار روپیہ صاحب بہادر نے اونکو دیکر راضی کیا چنانچہ نواب رہا ہوے وہ پانچون بدمعاش آخر کار حکمت عملی سے گرفتار ہوکر مارے گئے اور قید خانہ دیکھا اسکی تاریخ منشی مظفر علی اسیر نے یہ لکھی اور منشی احمد نے اس واقعہ خوب نظم کیا ہے

یوقت کینہ اوباش چند با نواب   زمانہ گفت کہ یارب ذو الجلال بخیر
اسیر سال وقوع فساد کرد رقم   رسیدہ بود بلائے ولے بآل بخیر

نواب ممدوح تین ہفتہ مین اچھے ہوے صحت پانے پر بادشاہ نے حکم معزولی انکے پاس بھیجدیا اور اپنے چچا خسر نواب نقی علیخان کو وزارت کا خلعت دیا اور منشی احمد نے اس واقعہ کو خوب نظم کیا ہے۔

مثنوی

بیا اے خامہ تا رسم فسانہ   رقم سازم ز آشوب زمانہ
برآئے بندگان خاص داور   رسد آلام روحانی مقرر
غم ورنجے کہ در عالم عیان ست   پئے مومن براے امتحان ست
نمائم شرح این اجمال اکنون   برنگ مثنوی و طرز موزون
بعہد بادشاہان اکثر اوقات   بملک ہند شد زینگونہ آفات
پس از فرخ سیر از دست دشمن   بہ ہر یک سال سادات ست کشتن
مگر بود آنہمہ از قہر یزدان   مکافات تے ز خون بادشاہان
بعہد آصفی مختار دولہ   شدہ مقتول خنجر در آگاہ
بود اسباب قتل او نمودار   بظاہر جرم بدخواہی سرکار
شدہ ہنگامہ اکثر امیران   بدہلی ہمچنین بعد از نجف خان
بہ ہر یک بود دعوائے ریاست   باین اسباب شد بعض دہ لا وآت
ازین ہنگامہ ہا از بہر ہر یک   ثبوت وجہ وحقے بود بے شک
مگر در لکھنؤ از جور گردون   نباشد فتنہ بے وجہ اکنون
کہ از نیرنگئے گردون دون آہ   عجائب سانحہ رو داد ناگاہ
امین الدولہ دستور معظم   وزیر با کرم ثانے رستم
بحسب عادت خود صبح گاہان   روان شد از پے مجرائے سلطان
بدو بگھیش ہنگام رفتار   شدہ ہمراہ معدودے جلودار
بظاہر پنج شش کس از سواران   بجز سید ہمہ زنہائے میدان
یکے نامرد سے لنگ پا بود   نجف نام شریر بے حیا بود
دگر در مذہب خود بودہ ارشد   خلاف مسلک آل محمد
سوم مشہور ہر برنا و پیر است   جوانان خوب نامش شاہ میر است
چہارم بود سید میر میدان   شہید و عاشق شاہ شہیدان
علی اورا ہمیشہ در امان داشت   چو فرزندان خود مانند جان داشت
پیادہ چند کس از خاص دار   بدست ہر یکے برق شرربار
یکے سر کردۂ آنہا برہمن   ہمولاس اسم و بدل مانند دشمن
غرض بگھی بیامد وزیر را   برید مسجد ملکہ زمانی
ہمانجا چار کس از بدمعاشان   بباطن کافر و ظاہر مسلمان
یکے فضل علی و دیگرے اکبر   دو کس دیگر تفضل نام و حیدر
بہم ہر چار کس گردند فریاد   کہ برما بیکسان گردید بیداد
ہم از مردمان راج پلٹن   کمیدان بے سبب گردیدہ دشمن
مرادانستہ از جنس پیادہ   ز تنخواہم بسا دامے ندادہ
شنید این نالۂ چون نواب بیچارہ   ازین فریاد ہر یک گشتہ آگاہ

بفرط رحم و عدل و بذل اشفاق
کہ ناگہ چون سگان سگہا دویدند
ہولاس آن چپا کہ بگھی بیکبار
چو این جرأت نمودہ آن دلاور
یکے زان چارکس بندوق سر داد
وگر سگ چون سگہ دیوانہ بتابید
دران ہنگامہ دستور معظم
بزد دستے بران نامرد ناپاک
بہمراہش باقبال خداداد
بسان ابن ملجم دیگرے آہ
یکے دانست کان نواب ضرغام
بلاس آن وقت کار شیر نر کرد
قرابینک وگر یکبار سر داد
بضرب گلہ فوراً گشت بیجان
شدہ بر قاتل خود حملہ آور
پس آنگہ بر زمین از پا در افتاد
سوارانے کہ اول گشت مذکور
شنیدم شاہ میران دم مکرر
باین الفاظ مے کرد آہ و نالہ
یکے بر دست آن مرد فراری
دران ہنگامہ لیکن سید پاک
ز بس شمشیر پیش نوکرش بود
بہ لاچاری بیامد از سر زین
دو کس را چند بامشت دلگداز
کہ دارم کارد زیب کمر ہم
بدشمن مے زدان کارد چو شیران
بحفظ حربہ چون باشد سپر دست
روان شد مثل دریا خون سید
بدل چون بے سلاحے نقش بربست
چو شد نواب بے یار و مددگار
ولیکن از زبان پر شقاوت
کہ اے نواب مشکل تو دلاور
ثنا اصلا نخواہی ظلم من نیست

عنانے در کشید از روے اخلاق
ہمہ تا زینۂ بگھی رسیدند
زد و یک لیسمان بر آن سیہ کار
وگر شمشیر زد بر دست چاکر
بر فتہ گلہ بندوق بر باد
بہ بگھی رفت بہر قتل نواب
کہ در جرأت بود ثانی رستم
کہ او از صدمہ اش افتاد بر خاک
بروے سینہ اش نواب افتاد
بزد ضربت بروے پشت ناگاہ
رسانده کار افتادہ باتمام
کہ بہ نواب خود خود را سپر کرد
کہ آن بر سینۂ آن شیر افتاد
ز جرأت لیکن او مانند شیران
زدہ یک زخم شمشیر آن دلاور
تصدق گشت و بر نواب جان داد
ز خوف جان خود گشتند معذور
ز بیم جان آقا گشتہ مضطر
کہ از جان مے رود نواب والا
زدہ شمشیر بہر یادگاری
بسان شیر نر بودہ غضبناک
تلاش نوکر و شمشیر بنمود
نمودہ حملہ آن مرد خوش آئین
پس آنگہ دفعتہ در پایش آمد
کشیدہ از کمر آنرا ہمان دم
شدہ ختم کارد آن مرد میدان
رسیدہ چار زخم تیغ بر دست
شدہ ختم قامت موزون سید
زدہ تکیہ بہ دیوارے و بنشست
نمود آن سگان او را گرفتار
ہمی کردند اقرار شجاعت
ندیدم در جہان اللہ اکبر
ز جرأت ہمچنین قو شکن نیست

دران حالت وزیر از روے جرأت
اگر دارید قصد کشتن من
نماند لیک در اندک زمانے
اگر باشد طلب دیگر شما را
رسانم تا کہ آن مطلب بانجام
چو از کردار خود شرمندہ بودند
کہ اے بہر کرم را بے بہا در
چنین کس را اگر سازیم بیجان
ز تو خواہیم اے نواب والا
پس آنگہ گفت آن نواب ذیجاہ
ازین ہنگام جاے بردہ ما را
پس آن سکہا ز راہ پاس ادب
وزیر آنگہ بہر یک این صدا زد
خبر وحشت اثر را چون شنیدند
بیک دم در ہمان ہنگام شدت
فراہم شد چو ہر سو فوج سرکار
بجانبازی ہمہ بودند موجود
اگر حفظ من دل خستہ خواہید
امیر الدولہ چون بودند بیتاب
بگفتا با یکے زان بدمعاشان
امیر اہل ایمان ست نواب
ز راہ رحم او را وارہانید
کلام من اگر سازید باور
ہم از روے حلف سازم ضمانت
بگفتا آن ہمہ اہل شقاوت
نماید از زبان خود چو اقرار
ہماندم صاحب و الا مناقب
دگرگون قصد دشمن را چو دیدند
اجازت خواستند زنہار زیڈنٹ
پس آنگہ صاحبان را ہم طلب کرد
بگفتا اول از درد زخم نواب
برائے حاکم این شدت نباید
برائے بحثہ گر باشد اجازت

چنین فرمود با اہل شقاوت
نمودم صبر اینک تیغ و گردن
بعالم از شما ہرگز نشانے
کنید از راز خود آگاہ ما را
ازین شورش نباشد ہیچ فرجام
بپاسخ از خجالت لب کشودند
بعالم نیست مثل تو بہادر
نباشم از گروہ مرد میدان
امان جانہاے خویشتن را
مناسب نیست شورش در رگذگاہ
ز من سازید اطمینان خود ہا
نشایند در دوکان قصاب
کہ پیشم ہیچ کس اکنون نیاید
امیر الدولہ ہم فوراً رسیدند
بیا در ہر یک از ارکان دولت
شدہ ہنگامۂ محشر نمودار
ولے با ہر یکے نواب فرمود
بہ پیش ما کنون ہرگز نیائید
نظر کردہ بحسرت سوی نواب
شما ہستید آخر اہل ایمان
ز ایذاے جراحت ہست بیتاب
بجائیش پیش خود ما را نشانید
و ہم پیچاہ تا از ضربہ زر
کہ تا جان شما باشد سلامت
اگر صاحب کلان سازد ضمانت
شوم زین فعل بیجا دست بردار
ز شفقت آمدہ با چند صاحب
ہمہ از روے دانش پا کشیدند
بر فتہ اولا تا ریزیڈنٹ
ز دشمن پرسش وجہ سبب کرد
نہایت مضطرب ست و سخت بیتاب
چنین کس را چنین ایذا نشاید
نباشد دور از آئین شرافت

بگفت آن ہمہ بسیار بہتر
سیے بخیہ زنے از توپخانہ
زدہ چون بخیہ ہا در زخم نواب
دو سہ بار آب خاصہ نیز طلبید
بہ انگریزی بگفتہ ڈاکٹر ہم
بہ انگریزی جوابش داد صاحب
رزیڈنٹ آن زمان کردہ ضمانت
کہ اینک ضامن جان شما ام
ز مقبولہ ہمہ محمول فیلان
شوید اکنون سوار فیل با زر
غرض نواب را صاحب رہانید
مع نذر تا رزیڈنٹی سپردہ
سوار پالکی خوش گشتہ نواب
بدولت خانہ از اقبال شاہی
پس از دو روز گشتہ روبکاری
بجرم آن سیہ کاران نظر کرد
شدہ آن جملہ بیرون گشتہ محبوس
مگر جرم ہمہ نواب ذیجاہ
ولیکن بیشتر زان بانی شر
ز خون وارثان خویش ناگاہ
بجرم سابقہ در بند زندان
بہر یک جرم شان گردید ظاہر
وزیر اعظم از راہ عنایت
ز راہ رحم و با الطاف بجید
خدا لنواب ارادار و سلامت
با فضال خدا لنواب والا

ہمان دم آمدہ از لطف داور
کہ تو آن شخص استاد زمانہ
شدہ نواب را پس خواہش آب
بجوش تشنگی نواب نوشید
زبیک کار دگر فتن مے تو انم
بنا شد این چنین سرعت مناسب
بگفتہ با ہمہ اہل شقاوت
بدولت خانہ خود می نشانم
طلب کرد است نواب فلک شان
بجا آرید از دل شکر داور
بہ پشت فیل اعدا را نشانید
بسر ہنگان انگریزی سپردہ
روان شد مثل خورشید جہانتاب
بیامد از عنایات الٰہی
بحمد اللہ کہ از تائید باری
ز کوٹھی صاحب آنہا را بدر کرد
ز جان خویشتن بودند مایوس
ز راہ مرحمت بخشید للہ
شدہ زین گونہ چون احوال اکثر
نمود اکثر رعیت نالہ و آہ
شدند از حکم شاہی پا بجولان
ولیکن روبکاری ہست دائر
بر آنہا می کنند اتمام حجت
طعام خاصۂ خود می فرستد
برائے بندگان ست آب رحمت
رہا گردید چون از شر اعدا
ز بس از تیغ کین مجروح بودہ
شدہ در عرصہ یک ماہ کامل
عارجش ڈاکٹر صاحب نمودہ
شفا از جملہ مکروہات حاصل
برسم تہنیت شد جشن عشرت
بہر یک خلعت و زر شد عنایت
برون پنجشنبہ بعد یک ماہ
چو آمد بہر پابوس شہنشاہ
عطا شد خلعت شاہانہ پر زر
بفیل و پالکی و نعل و گوہر

چونکہ اس بادشاہ نے نوجوانی مین
دوائین مقوی کھائین لہذا عیش اور صحبت نغمہ و رباب کی گرم بازاری

ہوئی طوائف اور میراثی خطاب پانے لگے اور بے حساب بیان
نکاح و متعہ مین آئین ایک میلہ قیصر باغ مین بہ پوشاک جوگیانہ
بحکم سلطانی ۱۳- ذیقعدہ کو ہوتا تہا جس مین چہوٹے بڑے
امیر و غریب سب جوگیا لباس پہنکر شریک ہوتے تھے سفید پوش
اندر نہ جانے پاتا تھا۔ رنگریز امیر ہو گئے۔ اس بادشاہ کو شاعری
سے بہی لگاؤ تہا تخلص اختر تہا۔ افسانہ عشق دریائے تعشق بحر الفت
اور چند دیوان اور مثنویات اور رسالہ موسیقی وغیرہ بادشاہ کی۔
تصنیف و تالیف مطبع سلطانی مین چہپی تہین بادشاہ کے
چالیس شہزادے اور ۲۳ شہزادیان تہین جنکی مفصل فہرست آخر مین درج ہے
نواب بادشاہ محل عرف خاص محل سے تین فرزند تھے اول مرزا
نوشیروان قدر محمد حیدر علی بہادر جو دیوانے مشہور تھے
دوم فلک قدر مرزا جاوید علی بہادر۔ سوم کیوان قدر مرزا
محمد عابد علی بہادر۔
فریدون قدر مرزا ہزبر علی بہادر ملکہ تاج النسا نواب معشوق محل
صاحبہ سے اور برجیس قدر مرزا محمد رمضان علی بہادر نواب
حضرت محل صاحبہ سے تھے
سلیمن صاحب رزیڈنٹ نے حکام ولایت کو شکایت کی کہ
منافع کئی برس سے داخل خزانہ سرکاری نہین ہوتا ہے اور
انتظام مین ابتری ہے لہذا گورنمنٹ کا یہ حکم ہوا کہ شاہ اودہ
اور اوسکے خاندان کے وظائف مقرر ہون اور انتزاع سلطنت
عمل مین آوے۔ بعد سلیمن صاحب کے جنرل اوٹرم صاحب رزیڈنٹ
ہوے۔ اونہین کے زمانہ مین مولوی امیر علی صاحب شہید ہوئے
اوسکا واقعہ مختصر یہ ہے کہ حمیت مذہبی سے مولوی صاحب
آمادہ استیصال ہنومان گڈہی کے ہوے ہر چند ارکین سلطنت
شاہی نے سمجہایا نہ مانا آخر کار ضلع دریاباد کے مقام پر ہندون اور
مسلمانون کا معرکہ ہوا جسمین فوج شاہی نے اودہر قافیہ تنگ کیا
اور ہندو بتعمیل حکم شاہی مقابلہ مین آئے اس طرح پر مولوی صاحب
معہ دیگر ہمراہیون کے شہید ہوے ۵ فروری ۱۸۵۶ء کو سپاہ انگریز
گورہ ہندوستانی نے کانپور سے آکر لکھنؤ کا محاصرہ کیا واجد علی شاہ
مٹیا برج بہیجے گئے جسکی تاریخ یہ ہے "شاہ ماز لکھنؤ خارج شد"
وقت انتزاع سلطنت محلات معلی کہرام تنخواہ داران سلطنت کا ضطرار
رعیت کا مبتلائے آفت نظر آنا امید و بیم کی حالت عجیب دلخراش سما تہا جسکی تاریخ ہے
"مرگ انبوہ بہ از جشن نشاطے دارد"

ازبسکہ حضرت سلطان عالم کو شاعری میں بھی دخل تھا لہٰذا ان کا وہ قصیدہ جو مدح لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر میں بوقت رونق افروزی کلکتہ بعد زوال سلطنت انشا فرمایا تھا عبرت ناظرین کیواسطے قیصر التواریخ سے نقل کیا جاتا ہے —

قادر ذو الجلال ریاض دولت و اقبال آریکہ آرائے سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت و عظمت را بآبہاے سحاب عنایت خویش مدام شگفتہ و خندان و تخضر زمان دارد —

امابعد بر ضمیر منیر مہجنل نظیر مخفی و محتجب نماند مخلص دیرینہ چند شعر در مدح ذات بابرکات آن ستودہ صفات انشا نمودہ برائے ملاحظۂ عالی ارسال میدارد اگر قبول افتد زہے عز و شرف +

قصیدہ

شیر خاص شاہنشاہ انگلستان بحر و بر — تمہیں فرمان روائے ہند و دستور معظم ہو

وزیر صاحب تدبیر دریا توقیر و باہمت — قلم دار و قلم کش تاج بخش فرق عالم ہو

سپہ سالار و سالار سپہ آصف نشش خاتم — بڑے جنرل بہادر صاحب سیف و خاتم ہو

نگین باقی ہے نام پاک سے کیا اسپہ تیغ — سپہر جاہ و مہر چرخ و مُہر اسم اعظم ہو

ارسطو رائے و کسریٰ عدل و رستم تن فریدون فر — بہادر دار جری ہو اور معزز اور مکرم ہو

سمن بر ہو سہی قد ہو وزیر ملکۂ عالم — جہان پرور کرم گستر کرم کن ہو معظم ہو

کرو میدان میں دنی پیر زال کو زہ پشت اسکو — نگاہ قہر سے دیکھو جو رستم ہو وہ بیدم ہو

جہاندار و جہان بخش و فلک بخش و ملک خادم — تم ایسے عہد ہو عیسیٰ النفس ہو رشک حاتم ہو

ہلال و مہر و ماہ و کوکب و خور نجم و مہتاب و — قمر قدر و مہ و بدر و ضیائے شمس عالم ہو

سپہر رفعت و اوج ہمارو نور ہندوستان — عقیل و نکتہ فہم و نکتہ سنج و بدر عالم ہو

سریر آرائے ہفت اقلیم و حکم شاہ انگلستان — سنان و دست سلطان جہان ہو رشک ضیغم ہو

ظفر یاب و مظفر ہو ظفر کردار و فاتح ہو — علمدار جنود عدل و ہمت مہر عالم ہو

نہایت فکر میں تھا مدح خوان شبکو کہ یکبارہ — ندائے ہاتف غیبی سُنی تو آج خرم ہو

وہیں یہ مطلع خوش جوش کلک فکر سے ٹپکا — عجب کیا ایسے مطلع کا صلہ تحسین ہر دم ہو

مطلع

سکندر جاہ و کیکاؤس نوشیروان عالم ہو — ارسطو فہم و افلاطون منش حاتم سے ہم جم ہو

در صفت شمشیر

وہ شمشیر مصفا ہے کہ جوہر جسکے انجم ہیں — وہ دھار اسکی ہے جیسے تار کا صابونکے دم ہو

جہانمیں سرکشونکے حق میں سم کا کام کرتے ہیں — مطیعونکے لیے نہر لبن کی دھار ہر دم ہو

غضب سے گر کھنچے میدانمیں وحدت ہو کثرت میں — نہ ضیغم ہو نہ جن ہو نہ پری ہو اور نہ آدم ہو

تمہاری کرچ کا سایہ صبا پر گر پڑ جائے — ہوا کی جان کو ڈورا اسی تلوار کا سم ہو

نکل آئے میان سے وقت رزم و جنگ و صمصام — نہ ٹھہرے سامنے کوئی تہمتن ہو کہ رستم ہو

جو قبضہ ہو سورج کا تو پھل دست مسیحا ہو — سراب کہکشان چرخ اس قبضے پہ ہر دم ہو

اگر تو کھینچ لے گھوڑے پہ اسکو اے فلک حشمت — تری کرچ فرنگی سے سر افلاک تک خم ہو

عدو دن کیلیے بجلی کا کام اُس سے عیان ہووے — غریبونکی دعا سے دست سیف صفا ہر دم ہو

محبت سے ان مثال گل میں جلتے ہیں دشمن — الم پیہ والم بدخواہ دولت کا یہ شالم ہو

دلا اک مطلع خوش و صف توسن میں رقم کرلو — جو جوش مدحت ممدوح ہے ذرہ نہ وہ کم ہو

مطلع

چھلاوا یا پری یا حور یا صرصر ہو آدم ہو — ادب میں وہ توستان کا میں تجلی کا عالم ہو

کہے گر شہسوار اُسکو کہ ناپ سارے عالم کو — مجال اتنی نہیں گر اک قدم وہ حکم سے کم ہو

بس اک سرپٹ ہے اُسکا ہند و چین و مغرب و مشرق — فرنگستان ہو روم و شام ہو یا اسپین پسدم ہو

وہ آہو چشم ہے اور کان جیسے آم کی پھانکیں — ہر اک آنکھ ایسی جیسے نشہ اک بوتل کا سر دم ہو

وہ سم جیسے ہرن کے کھُر وہ پیش و پس کی چھوٹی — کہ جیسے مور وقت رقص کا ور دم سے باہم ہو

جو لے لو ہاتھ میں پانی نہ چلتے وقت وہ چھلکے — اشارہ ہو تو پھٹکے چار جامہ چرخ کا خم ہو

فنا اکلات سے اُسکی عدو سے خستہ تن ہو دنیا — اکسانون کی زمین کیواسطے سم دانہ ہر دم ہو

در صفت گاڑی

لگی ہیں گھوڑیاں اسمیں کہ پریاں گشادہ ہیں — وہ گاڑی ہے سواری کی کہ جیسے چرخ اعظم ہو

دلا اک مطلع خوش مدح فیل خوش میں انشا کر — الٰہی کلک لکھنے میں تو اسوقت کچھ کم ہو

مطلع در صفت فیل

سیاہی رات کی ہاتھی کی رنگت سے کہیں کم ہو — جو چار دن بھیان اسکی نہیں تیغ ابر تک نم ہو

فلک کوہ و شکوہ گنبد اخضر سپہر صورت — وہ سونڈ ایسی کہ جیسے زلف لیلیٰ کا پیچ و خم ہو

وہ خرطوم اُسکی اسوقت گھٹا ساون کی جیسی ہو — مقابل میں عدو کے اژدہا جسطرح سے خم ہو

وہ دندان اُسکے جیسے شمع کافوری لٰہذ تقریریں — دیا ظلمات کے رستے میں فی النور میں باہم ہو

بلندی اُسکی ایسی ہے کہ جیسے چرخ کی عظمت — سیاہی ایسی جیسے مشک تاتاری کا عالم ہو

در عرض حال خود

ترا ہیں کمترین اک مدح خوان فی الواقع ہوں — ترے لطف و عنایت کا نہ سایہ مجھسے اب کم ہو

جو دامن تیرا پکڑا ہے تو پوری دستگیری کر — کدھر جاؤں کہوں کس سے جو پیر اکرم دم ہو

جو مار دیکھ نہیں چارہ جلاؤ معجزہ ہے یہ — ہمارے حق میں عیسیٰ ہو نہیں شک انسے کچھ کم ہو

زن فرزند اسباب و ریاست مال و زر و دولت — نثار راہ ذی شوکت ہوا اب دل کو کیا غم ہو

مطلع

اعانت خرچ کی اسوقت میں کی کیون نہ عالم ہے — مرا ہمرہ ہو ارطب اللسان نواب اکرم ہو

یہ چھوٹے چھوٹے بچے ننھی جانیں بچ گئیں بیشک — یہی ہے آرزو مجھپر عنایت اب نہ یہ کم ہو

مقدم سب پہ ہے میری رہائی بیخطا ہو نہیں — الٰہی تیر اسکا مہر و مہ پر بھی مقدم ہو

دل شاہ اودھ دیتا ہے تجکو یہ دعا ہر دم — دعائے اختر ناچار میں تاثیر ہر دم ہو

رہے حکم و حکومت ملکۂ عالم کی دنیا میں — وزیر ملکۂ انگلنڈ ہر دم شاد و خرم ہو

ماہ جون ۱۸۵۷ء مین فوج باغی ہوئی اور برجیس قدر کو مسند حکومت پر بٹھا کر اپنا بادشاہ بنایا۔ تاریخ یہہ ہے "رکن دین کیوان مکان برجیس قدر انجم سپاہ" آٹھ نو مہینے فوج سرکار محصور بیلی گارد سے مقابلہ رہا آخرکار کانپور سے کمک انگریزی فوج کی پہونچی اور سب معاملہ درہم برہم ہو گیا مرزا برجیس قدر نیپال چلے گئے اور کل ملک پر تسلط سرکار انگلشیہ ہوا اگر خیال کیا جاوے تو قانون قدرت کے اظہار کو یہہ انقلاب کافی دلیل ہے جیسا کہ فرمانروایان لکھنو مین سے بنیاد اس حکومت کی منصور علیخان کے وقت سے آغاز اور ابو المنصور ناصر الدین واجد علی شاہ کیوقت مین تمام ہوئی اور یہہ سب ۱۱ پشتین ہوئین چنانچہ یہہ ۱۱ پشتین تین طبقون مین تقسیم کیجاتی ہین پہلے طبقہ مین ۳ پشتین گزرین منصور علیخان۔ مدت حکومت ۳ سال۔ شجاع الدولہ۔ مدت حکومت ۱۹ سال آصف الدولہ مدت حکومت قریب ۲۳ سال کہ ان سب کا زمانہ حکومت ۴۲ برس رہا بعد اوسکے وزیر علیخان ہین کہ قریب چار مہینے مسند نشین رہکر خارج کئے گئے اور سعادت علیخان کی مسند نشینی کے وقت ملک آدھا رہگیا۔

دوسرے طبقہ مین ۳ پشتین گذرین سعادت علیخان مدت حکومت ۱۷ سال۔ غازی الدین حیدر مدت حکومت ۱۴ سال نصیر الدین حیدر مدت حکومت ۱۰ سال ان سبکا زمانہ حکومت ۴۱ برس رہا یعنی طبقہ اول مین سے دو کے زمانہ حکومت کے برابر اور بعد اوسکے منا جان ۴ گھنٹہ تخت پر بیٹھکر اوتار دیے گئے اور محمد علیشاہ سے عہد نامہ حسب مرضی گورنمنٹ انگریزی لکھا لیا گیا۔ پھر

تیسرے طبقہ مین ۳ پشتین گزرین محمد علیشاہ۔ مدت حکومت ۵ سال۔ امجد علیشاہ مدت حکومت ۵ سال۔ واجد علیشاہ مدت حکومت قریب ۱۰ سال ان سب کی سلطنت ۱۷ برس رہی اور اس تیسرے بار کی آفت نے حکومت کا خاتمہ کیا۔ اور اس طبقہ ثالث کا زمانہ سلطنت طبقہ ثانی مین سے ایک کے برابر تھا۔

واجد علیشاہ نے دو سال سلطنت کی تھی کہ برخلاف اور سب حکمرانان ملک اودھ انہین کے ولیعہد سے فہمائی اور اوسکے بعد سات برس تک لندن مین ملک اودھ چھین لینے کی تجویز ہو کر وہ ملک ضبط کر لیا گیا۔ بعد دست برداری سلطنت بادشاہ موصوف العہد تیس ۳۲ سال کلکتہ مین مقیم رہے۔ ۲۳ محرم ۱۳۰۵ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۸۸۷ء مین راہی عالم بقا ہوئے اس

واقعہ کے بعد نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند نے بغرض تحفظ جایداد اور انتظام خاندان شاہی نیا قانون جاری فرمایا جسکی وجہ سے امن قائم رہا اگرچہ بادشاہ مرحوم کی اولاد مین نزاع پیدا ہوئی مگر کسی کو کسی کی ذات سے تکلیف نہین پہونچی نہ کسی کی حق تلفی ہونے پائی خواتین شاہی اور اولاد شاہی کی تنخواہین بطور مناسب مقرر ہوئین بادشاہ مرحوم کی نعش کلکتہ مٹیا برج مین دفن ہوئی

فہرست ازواج و اولاد جو کلکتہ مین بعد بادشاہ کے موجود ہے۔

اسماء شاہزادگان	اسماء محلات	تنخواہ	اسماء شاہزادگان	اسماء محلات	تنخواہ
خسرو مرتبت دارا شکوہ	مخدرہ عظمی		صاحب عالم مرزا	نواب فخر محل	لا
نوشیروان قدر	نواب خاص محل صاحبہ		محمد عابد علی بہادر	صاحبہ	
مرزا محمد علی حیدر بہادر			صاحب عالم قمر	نواب واجد محل	رر
ابو المحرب غضنفر جاہ	رر		حسن مرزا بہادر	صاحبہ	
خاقان حشم صاحب عالم			صاحب عالم مرزا	نواب جہان پناہ	عار
مرزا محمد جاوید علی بہادر			محمد جوگی بہادر	محل صاحبہ	
قمر قدر صاحب عالم			صاحب عالم مرزا	نواب صمد	رر
مرزا محمد عابد علی		سمہ	محمد جلال بہادر	محل صاحبہ	
بہادر			صاحب عالم [illegible]	نواب کلیل	رر
صاحب عالم [illegible]	نواب رشک	الما	مرزا بابر بہادر	محل صاحبہ	
جاہ مرزا کاظم علی	عالم صاحبہ		صاحب عالم بلند	نواب عیش	رر
بہادر			جاہ مرزا محمد عسکری	محل صاحبہ	
صاحب عالم مرزا	نواب اختر محل صاحبہ		بہادر		
خوش بخت بہادر			صاحب عالم مرزا	نواب الفت	رر
جنرل فریدون قدر	نواب معشوق		کام بخش بہادر	محل صاحبہ	
مرزا محمد علی	محل صاحبہ		صاحب عالم روشن	نواب نور محل	رر
بہادر			گوہر مرزا قاسم علی	صاحبہ	
صاحب عالم مرزا	رر	لہ	بہادر		
احمد مرزا انجم جاہ			صاحب عالم مرزا	نواب شاہ نواز	رر
علی بہادر			مسعود علی بہادر	محل صاحبہ	
صاحب عالم مرزا	نواب حضرت محل	رر	صاحب عالم	نواب دل افروز	رر
برجیس قدر بہادر	صاحبہ۔		جہان پرور	محل صاحبہ	
صاحب عالم	نواب مہدی	رر	مرزا کاظم علی بہادر		
قمر حسن مرزا	بیگم صاحبہ۔		صاحب عالم مرزا	نواب نونہال	رر
بہادر			ابو تراب بہادر	محل صاحبہ	رر

صاحبعالم میکد مرزا علی بہادر	نواب ہمایون محل صاحبہ	عار
صاحبعالم اورنگ جاہ مرزا محمد ہادی بہادر	نواب تابان محل صاحبہ	رر
صاحبعالم سیف الملوک مرزا خادم حسین بہادر	نواب سُہا محل صاحبہ	رر
صاحبعالم تاج الملوک مرزا کاظم حسین بہادر	نواب بہجت محل صاحبہ	رر
صاحبعالم سلطان مرزا محمد رضا علی بہادر	نواب بے نظیر محل صاحبہ	رر
صاحبعالم مرزا حسین علی بہادر	نواب تابان محل صاحبہ	رر
صاحبعالم جاہ مرزا محمد اکبر بہادر	نواب شاہزادہ محل صاحبہ	رر
صاحبعالم ہمایون جاہ مرزا محمد اصغر بہادر	نواب پیارا محل صاحبہ	رر
صاحبعالم محمد علی مرزا بہادر	نواب عالم افروز محل صاحبہ	
صاحبعالم عوالی مرتبت مرزا محمد ابراہیم علی بہادر	نواب دل نما محلصاحبہ	رر
صاحبعالم دلاور جاہ مرزا محمد علی	نواب بنگالہ محل صاحبہ	رر

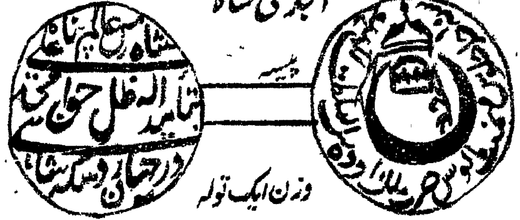
صاحبعالم نور مرزا محمد کاظم حسین بہادر	نواب والاتبی محل صاحبہ	عار
صاحبعالم کامیاب مرزا محمد باقر حسین بہادر	نواب والا وزیر محل صاحبہ	رر
صاحبعالم دارا جاہ مرزا ابو العلی بہادر	نواب مبارک محل صاحبہ	رر
صاحبعالم بلند اختر مرزا محمد محتشم بہادر	نواب شباب محل صاحبہ	رر
صاحبعالم مرزا اختر جاہ بہادر	نواب اصغر محل صاحبہ	ماصہ
کشتری بخت مرزا اعجاز حسین بہادر	[illegible]	ماصہ
مرزا محمد اکرم بہادر		ماصہ
اسمائے شاہزادہائے حضرت سلطان عالم فردوس مکان	اسمائے محلات متعدد جنکے بطن سے اولاد ہوی	
سپہر آرا نواب کبرا بیگم صاحبہ	نواب سلیمان محلصاحبہ	ماصہ
قہر آرا نواب ضعیر بیگم صاحبہ	نواب عزت محل صاحبہ	ماصہ
سرمہ آرا نواب زینت بیگم صاحبہ	نواب خاقان محل صاحبہ	ساء
تخت آرا نواب سپہر بانو بیگم صاحبہ	نواب بیگم صاحبہ	ماصہ

تمکین آرا نواب رضیہ بانو بیگم صاحبہ	نواب شیدا محل صاحبہ	ماصہ
بہیم آرا نواب بنت السلطان بیگم صاحبہ	ملکہ سرو صاحبہ	ماصہ
بنت الملک نواب صغرا بیگم صاحبہ	نواب معشوق محل صاحبہ	ماصہ
تاج آرا نواب حبیبہ سلطان بیگم صاحبہ	نواب سلطان محل صاحبہ	ماصہ
زینت آرا نواب سکینہ بیگم صاحبہ	نواب سلطان محل صاحبہ	ماصہ
حکم آرا نواب سپہر بانو بیگم صاحبہ	نواب جہان پناہ محل صاحبہ	ماصہ
نزاکت آرا نواب محمدی بیگم صاحبہ	نواب سرفراز محلصاحبہ	ماصہ
محفل آرا نواب معصومہ بیگم صاحبہ	نواب صنوبر محلصاحبہ	ماصہ
محل آرا نواب کنیز صادق صاحبہ	نواب صدر محل صاحبہ	ماصہ
منزلت آرا نواب رضیہ بیگم صاحبہ	نواب محبوب محلصاحبہ	ماصہ
عفت آرا نواب طیبہ بیگم صاحبہ	نواب نجم محل صاحبہ	ماصہ
حسن آرا نواب فاطمہ بیگم صاحبہ	نواب عیش محل صاحبہ	ماصہ
بہار آرا نواب کنیز حسن بیگم صاحبہ	نواب عمدہ محل صاحبہ	ماصہ
بزم آرا نواب سکینہ بیگم صاحبہ	نواب لوٹہ محلصاحبہ	ماصہ
ملک آرا نواب عابدہ بیگم صاحبہ	نواب منصور محل صاحبہ	ماصہ
رزم آرا نواب خدیجہ بیگم صاحبہ	نواب منفور محل صاحبہ	ماصہ

شرف آرا نواب قائم بیگم صاحبہ	نواب حسن محلصاحبہ	ماصہ
مروت آرا نواب مہدی بیگم صاحبہ	ملکہ سیم تن صاحبہ	ماصہ
شکوہ آرا نواب سیدہ بیگم صاحبہ	نواب علی محلصاحبہ	ماصہ
گوہر آرا نواب نیکبخت بیگم صاحبہ	نواب حسن محلصاحبہ	ماصہ
سیما آرا نواب کنیز جعفری بیگم صاحبہ	نواب حضرت محلصاحبہ	ماصہ
بدر آرا نواب اکبر بیگم صاحبہ	نواب جو شخصال محلصاحبہ	ماصہ
سہر آرا نواب منی بیگم صاحبہ	نواب مبارک محلصاحبہ	ماصہ
سلطان آرا نواب پوتی بیگم صاحبہ		ماصہ
بادشاہ آرا نواب بادی بیگم صاحبہ	نواب بادی محلصاحبہ	ماصہ
نواب تاجدار نیک نہاد بیگم صاحبہ	نواب مرغوب محلصاحبہ	ماصہ
نواب بتول رقیہ بانو بیگم صاحبہ	نواب بارگاہ محلصاحبہ	ماصہ

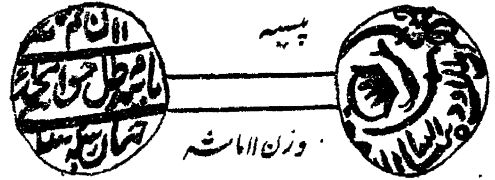
سکہ ہائے شاہان اودھ

امجد علی شاہ



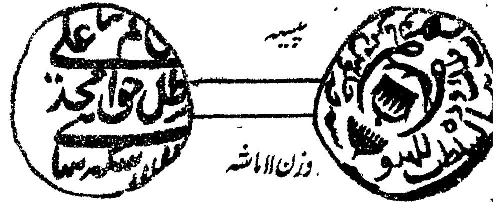
پیسہ

وزن ایک تولہ



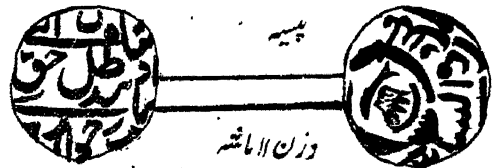
پیسہ

وزن ۱۱ ماشہ



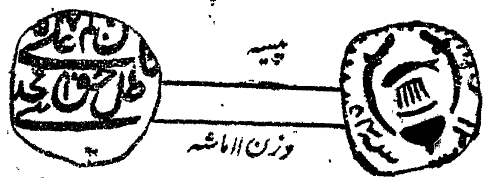
پیسہ

وزن ۱۱ ماشہ



پیسہ

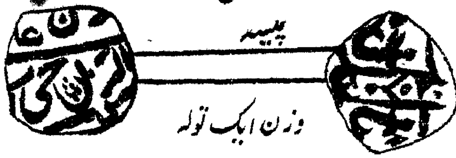
وزن ۱۱ ماشہ



پیسہ

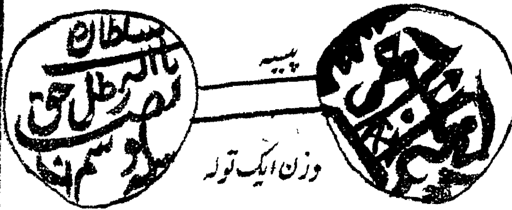
وزن ۱۱ ماشہ

واجد علی شاہ



پیسہ

وزن ایک تولہ



پیسہ

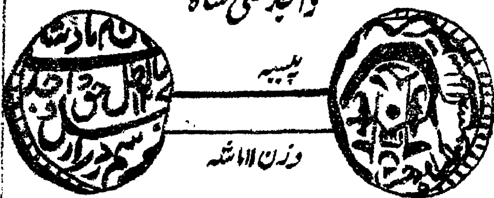
وزن ایک تولہ

بڑودہ

روپیہ

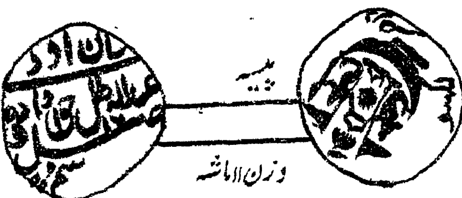
وزن ۳ ماشہ

واجد علی شاہ



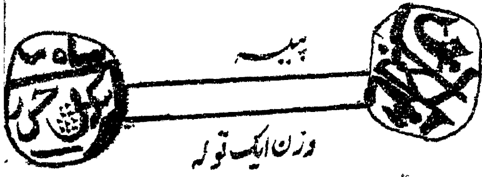
پیسہ

وزن ۱۱ ماشہ



پیسہ

وزن ۱۱ ماشہ

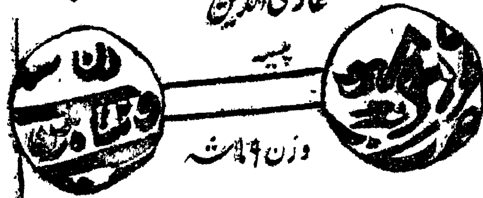


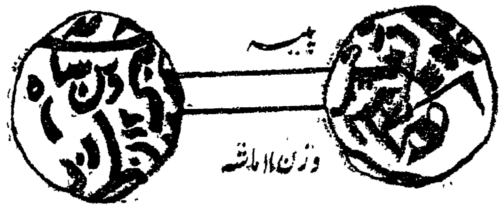
پیسہ

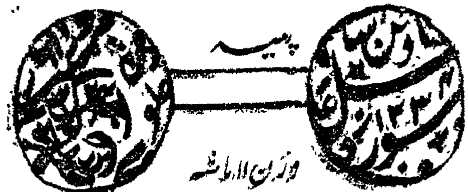
وزن ایک تولہ

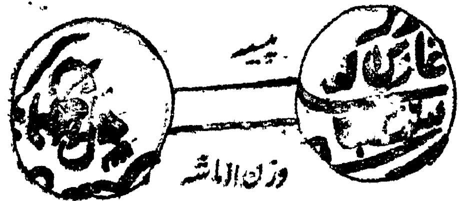
سکہ ہائے شاہان اودھ

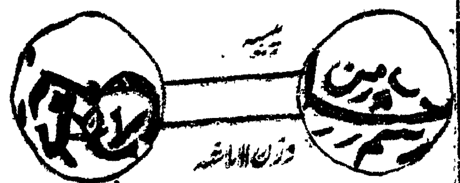
غازی الدین حیدر



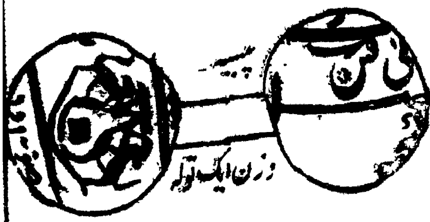




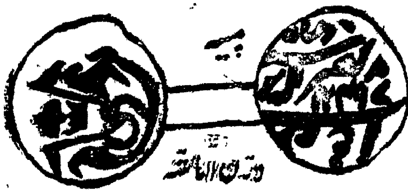


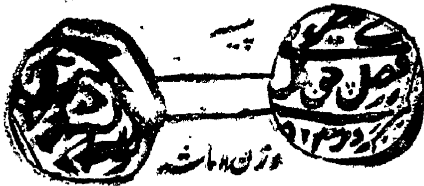


غازی الدین حیدر

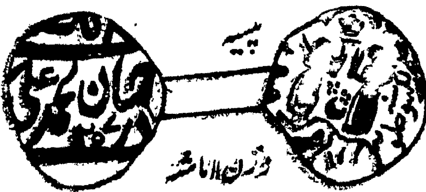


نصیر الدین حیدر



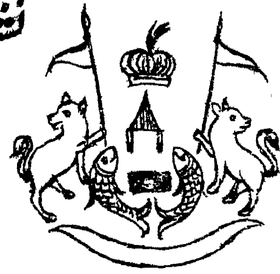


محمد علی شاہ

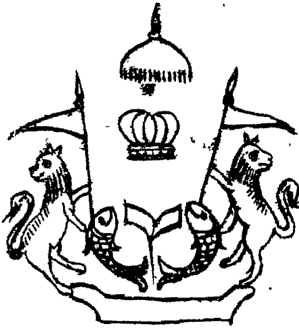




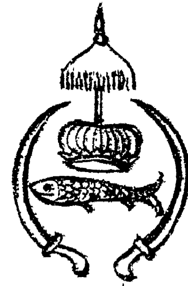
نشانات شاہان اودھ



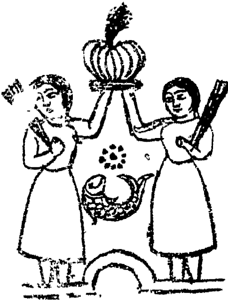
غازی الدین حیدر بادشاہ



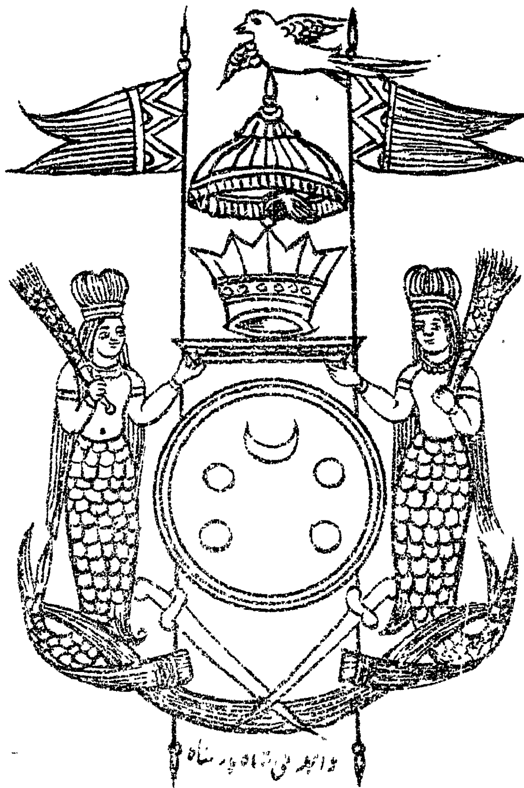
نصیر الدین حیدر بادشاہ



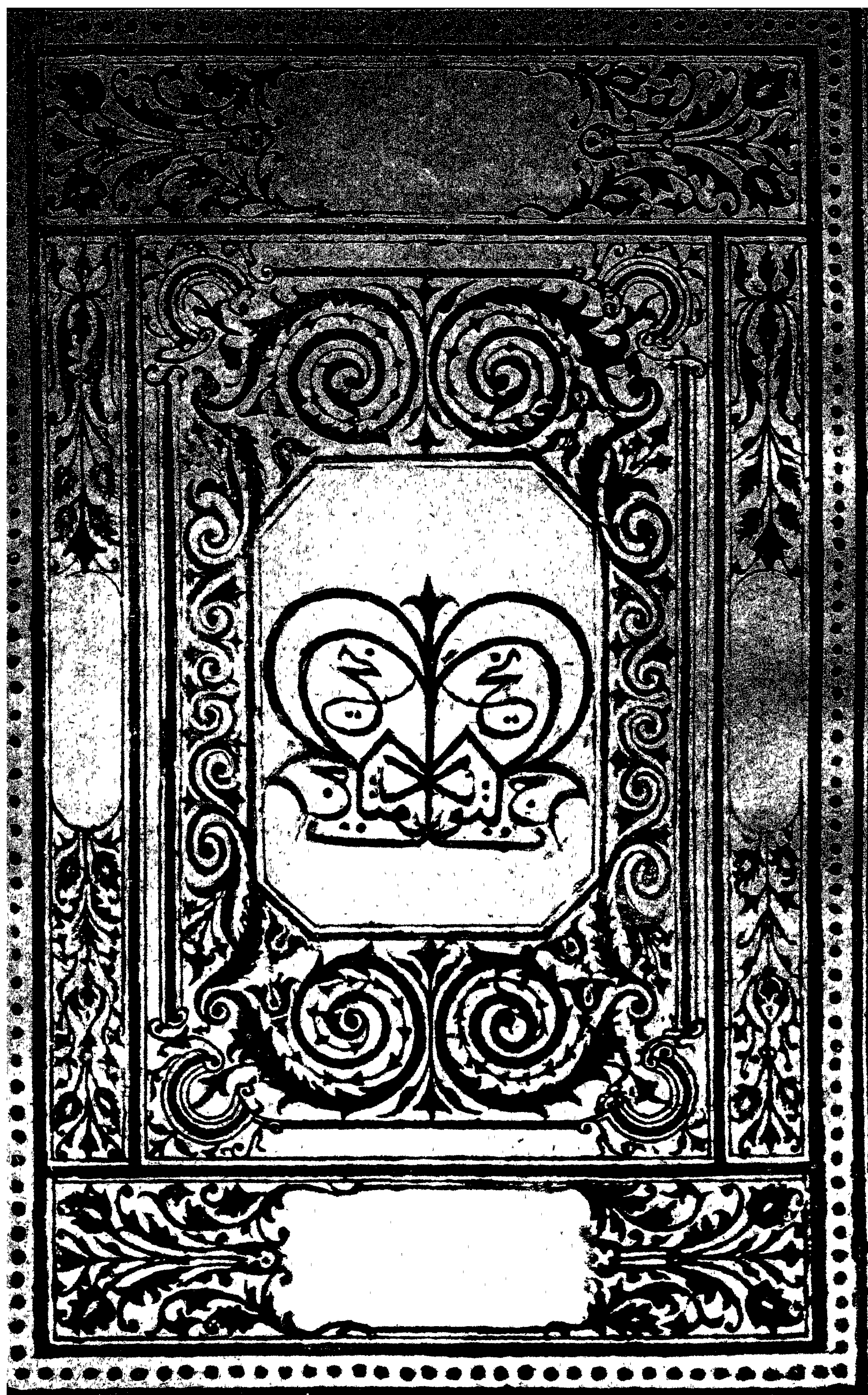
امجد علی شاہ بادشاہ



محمد علی شاہ بادشاہ



واجد علی شاہ بادشاہ





سرکار کمپنی انگلشیہ کے متسلط ہونے کا حال

عہد شہنشاہ اکبر میں یوروپ سے ہندوستان مین اول پرتگالی اور فرانس بطریق سوداگری آمد و رفت رکھتے تھے۔ انگریزوں نے جب یہ دیکھا کہ پرتگال اور فرانسیس وغیرہ فرنگستانی آدمی ہندوستان میں جاتے ہیں اور یہان کی تجارت سے زیادہ نفع اُٹھاتے ہیں تو پھر ان سے خاموش نرہا گیا۔ چنانچہ اُنہون نے بھی اپنے مال کے جہاز بھیجنے شروع کئے۔ سنہ ۱۵۹۹ء میں [illegible] سے نے ایکسو پچیس حصہ دارونے ستر ہزار روپیہ جمع کر کے ملک میں تجارت کرنیکے لئے ایک کوٹھی قایم کی اور دوسرے ہی برس وہان کی ملکہ الزبیتھ سے چند شرطون پر اس امر کی اپنے نام سند لکھوالی کہ سوائے اس کمپنی (چند شرکاء) کے دوسرا کوئی یوروپین ہندوستان میں آکر تجارت نہ کرنے پائے۔ مگر جب اس ملک میں ان لوگون نے اپنا عمل اور دخل کرنا شروع کیا۔ تب سنہ ۱۸۱۳ء میں ان کو سوداگری کرنے کی ممانعت ہوئی بلکہ تجارت کے لئے عام اجازت ہوگئی وہ روک ٹوک جاتی رہی اور یہ کمپنی ایک سرکار کے خطاب سے نامزد ہوگئی۔ انگریزی زبان میں چند شرکت کرنے والوں کو کمپنی کہتے ہیں۔ اسواسطے ان سب جھے سوداگروں کا نام بھی ایسٹ انڈیا کمپنی رکھا گیا۔

جب انگلستان میں یہ کمپنی قایم ہوئی تو اُس زمانہ میں یہان اکبر پادشاہ تخت نشین تھے۔ ہندوستان میں اوّل اوّل انگریزوں کی کوٹھیان سنہ ۱۶۱۶ء میں سورت احمداباد کھمبات اور گھوگھے میں کھولی گئیں۔ اور سنہ ۱۶۵۲ء میں بنگالہ کے اندر ہگلی بلیشور اور اُسکے دو سال بعد مدراس میں بھی سنہ ۱۶۶۴ء میں پرتگال کے پادشاہ سے بمبئی کا ٹاپو لیا گیا۔ اور سنہ ۱۶۹۸ء میں بنگالہ کے صوبیدار نے کلکتہ گوبندپور اور چھوٹانٹی یہ تینوں دیہات انگریزون کو حوالہ کر دیئے۔ اور کلکتہ میں ایک قلعہ بھی جس کا نام اب فورٹ ولیم ہے بنانے کی اجازت ملی۔ اُن دنوں کلکتہ کل ستر جھونپڑیوں کا ایک گانو تھا۔ سنہ ۱۷۵۶ء میں بنگالہ کے صوبہ دار نواب سراج الدولہ نے اس بات پر کہ انگریزوں نے ہمارے ایک ملزم کو جو ڈھاکہ سے کچھ خزانہ لے کر بھاگا تھا پناہ دی ناراض ہو کر کلکتہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ۱۴۶۔ یورپین کو جو اُس وقت وہان موجود تھے۔ ایک تنگ و تار کوٹھری میں کہ کشادگی سات گز مربع سے زیادہ تھی اور جس کو اب تک انگریز بلیک ہول (کالی بل) پکارتے ہیں قید کر دیا کہ دوسرے دن اُن میں سے ۲۳ زندہ نکلے کرنیل کلایو صاحب یہ خبر سنتے ہی مدراس سے نوسو گورے اور پندرہ سو تلنگے لے کر کلکتہ میں آئے اور اُس پر قابض ہو کر خاص مرشدآباد پر دھاوا کر دیا۔

سنہ ۱۷۵۷ء کی ۲۳ جون کو پلاسی کی جنگ میں سراج الدولہ کی فوج جو ستر ہزار کے قریب تھی پسپا ہوئی۔ نواب بھاگا۔ اُسی وقت گویا ہندوستان میں انگریزی عملداری کی بنیاد قایم ہے۔ پھر سنہ ۱۷۶۵ء میں شاہ عالم بادشاہ نے جو اُس وقت دہلی کے تخت پر متسلط تھا صوبہ بہار بنگالہ اور اڑلیسہ تینون صوبوں کی اسنا دیوانی کا پروانہ کمپنی کے نام لکھدیا کہ جس سے دو کروڑ روپیہ آمد کا وسیلہ ہوگیا۔ اور وزیر آصف الدولہ نے روہیلوں کی جنگ میں مدد لینے کے لئے سنہ ۱۷۷۵ء مین بنارس کا علاقہ دررو بست اُن کو دیدیا۔ اُن دنون ہندوستان کی بادشاہت کا عجب حال تھا۔ آپس کی نااتفاقی اور ہمیشہ کی لڑائی بھڑائی کے باعث خاندان تیموریہ کا قلع قمع ہو رہا تھا۔ پادشاہ شطرنج کے مہرے کی طرح لوگوں کے ہاتھ میں پڑ کر مات ہو چکا تھا۔ یہان تک کہ سنہ ۱۷۳۹ء مین نادرشاہ ایرانی اور پھر چند روز بعد شاہ درانی نے جو سابق نادرشاہ کے سرداروں میں تھا ایسی ایسی سخت یورش اس ملک پر متواتر کین کہ رہی سہی قوت بھی دتی کی جاتی رہی۔ یہ رنگ دیکھ کر صوبہ داروں نے پادشاہ کی فرمانبرداری کا غاشیہ اپنے کندھوں سے اوتار دیا۔

جس کے باپ دادا نے چپا بھر زمین پر دخل نہ پایا تھا اُس نے بھی ہندوستان کی پادشاہت کو حلوا سے بے دود ھ سمجھکر ہاتھ دوڑایا خلاصہ یہ ہے کہ ادھر تو دکھن کے صوبیدار نظام الملک نے حیدرآباد مین اپنی حکومت مستحکم کی اور ادھر نواب وزیر نے آودھ کے صوبہ کو اپنا ملک تصور کر لیا۔ آگرے تک مرہٹوں نے غارتگری کر کے دھینگا مشتی سے چوتھ لینا شروع کر دیا اور سکھوں کی یورش سرہند تک ہونے لگی۔ بھرت پور کے جاٹ بھی متمرد بنے ہوئے تھے۔ روہیلکھنڈ کے روہیلے جدا خود مختار بن گئے تھے۔ پادشاہ اگرچہ برائے نام دلّی کے قلعہ مین پڑا تھا۔ لیکن وہان بھی اُنہیں کوئی بیٹھا رہنے نہیں دیتا تھا۔ دہلی کی نوبت یہ تھی کہ آج

ایک پادشاہ تخت پر بیٹھا۔ کل کسی دوسرے نے اُس کا سر کاٹ کر سکہ خطبہ اپنے نام جاری کرلیا۔ ابھی تلوار کا لہو خشک ہونے نہیں پایا تھا کہ تیسرے نے اُس کو بھی موت کا مزہ چکھادیا۔ اور سلطنت پر متمکن ہوا۔ کبھی پادشاہ مرہٹوں کی قید میں پڑجاتا تھا اور کبھی روہیلوں کے پنجے میں گرفتار رہتا۔ غرض ۱۷۰۷ء تک جب اکبر کے پرپوتے اورنگ زیب عالمگیر پادشاہ نے انتقال کیا ۱۷۵۹ء تک یعنے شاہ عالم کے روز اول جلوس تک تریپن برس کے اندر نادر شاہ اور احمد شاہ کے ماسوا چودہ پادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھے اور اگران میں سے محمد شاہ کی سلطنت کے تیس سال نکال ڈالے جائیں تو ۲۳ برس کی مدت میں تیرہ پادشاہ گذر گئے۔

پس خیال کرنا چاہیئے کہ پادشاہوں کی حالت جب مہرۂ شطرنج کیسی ہوتو بساط سلطنت کیسے قایم رہ سکتی ہے۔

حیدر علی کی بیٹے سلطان ٹیپو نے پہلے انگریزوں کے ساتھ دشمنی پر کمر باندھی۔ اور لڑائی اوٹھائی۔ حیدر علی میسور کا راجہ کی اراکین دربار سے تھا۔ موقع پاکر اُس کا سارا ملک دبا بیٹھا۔ ٹیپو کا فرانسیسیوں کے اوبھارنے سے یہ قصد ہوا کہ انگریزوں کو دکن سے نکال دے کئی برس کی لڑائی میں آخر کو ۱۷۹۹ء میں شری رنگ پٹن کے حلے کے ضمن میں وہ انگریزی فوج کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ملک اُس کا بہت سرکار کے قبضہ میں آیا۔ اسی زمانہ میں سرکار کو مرہٹوں کی طرف سے کھٹکا پیدا ہوا۔ فرانسیسیوں کو وہ بھی نوکر رکھنے لگے۔ تب لارڈ ولزلے صاحب گورنر جنرل نے ان کے پیشوا باجی راو سے دوستی کرنی چاہی۔ اس نے اس وقت تو دولت راو سیندھیا کے اغوا سے نہ مانا۔ لیکن جب جسونت راو ہلکر نے اُسپر دباو کیا۔ تب سرکار سے قول واقرار لیا۔ اور بندیلکھنڈ کا علاقہ بھی حوالہ کردیا۔ یہ سنکر سیندھیا نے نشان بغاوت بلند کیا۔ اور دل میں سمجھا کہ ناگ پور والے سے متفق ہوکر کچھہ فساد برپا کیجئے۔ لیکن ادھر تو لارڈ لیک صاحب نے ڈیلپ اور سواری اور دہلی اور اُدھر جنرل ولزلی نے آسائی اور ارگانو کے مقابلوں میں ہلکر اور سیندھیا کے ایسے حوصلہ پست کئے کہ آخر کو ۱۸۰۳ء میں ناگ پور کے راجہ نے تو کٹک کا ضلع اور سیندھیا نے بالکل انتربید یعنے گنگا اور جمنا کے بیچ کا ملک دیگر انگریزوں سے اپنا پیچھا چھوڑایا۔ اب جدید علاقوں پر قابض ہونے سے انگریزوں کی حکومت دہلی تک پہونچ گئی۔

وہاں اندنوں شاہ عالم پادشاہ قلعہ کے اندر سیندھیا کی قید میں پڑا تھا۔ لارڈ ولزلی نے پادشاہ کو قید سے چھوڑا کر ایک لاکھ روپیہ مہینے سے زیادہ ان کی تنخواہ مقرر کردی۔ کچھہ دنوں بعد نیپالیوں نے اپنی حدود سے باہر قدم نکالا۔ اور بڑھتے بڑھتے وہ کانگڑے تک چلے آئے۔ جب پہاڑ سے اوتر کر ترائی میں رعایاے انگلشیہ کو پریشان کرنے لگے تو سرکار نے اُن کی بھی گوشمالی کرنا مناسب خیال کیا۔

۱۸۱۵ء میں ملون کے قلعہ پر اُن کی فوج کو پسپا کرکے کالی ندی کے پچھم رخ کے پہاڑ تو اپنے قبضہ میں کرلیئے اور پورب کی طرف اُن کا دخل رہنے دیا۔ اگرچہ باجی راو نے اپنی بیکسی کے وقت میں انگریزوں سے معاہدہ کرلیا تھا۔ لیکن دل میں دغا کی چال چلا چاہتا تھا حتے کہ اُس نے ۵۔ نومبر ۱۸۱۷ء کو پونا کے درمیان رزیڈنسی میں آگ لگادی اور انگریزی سپاہی جو تھوڑے سے وہاں متعین تھے اون کا مقابلہ کیا۔ اور ادہر سے سیندھیا کا خط بھی راجہ نیپال کے نام ایسا گرفتار کیا گیا جس سے اُس کی قلبی عداوت انگریزوں کے ساتھ ثابت ہوگئی۔ پنڈاروں نے بھی قریب پچیس ہزار سوار کے فراہم کرکے تمام ملک میں غارتگری شروع کر رکھی تھی۔ ہلکر کے کاروار بھی سرکار کے مخالفوں کی جانبداری کرتے تھے۔ امیر خان والئے ٹونک اپنے پٹھانوں کے ہمراہ راجپوتانہ کو برباد کر رہا تھا۔ ہندوستان میں بھر میں فساد کی آگ بھڑکتی چلی جاتی تھی۔ مگر لارڈ ہیسٹنگ صاحب جو اس زمانہ میں گورنر جنرل تھے اُنہوں نے ہوشیاری سے سب کا انتظام کرلیا اور اپنی فوج کو چاروں سمت اس طرح دوڑایا کہ ادھر تو سیندھیا کو جو کچھہ سرکار نے فرمایا سب تسلیم کرکے راجپوتانہ سے اپنا اقتدار بالکل اُٹھا لینا پڑا اور ادھر امیر خان نے اپنا توپخانہ سرکار کے سپرد کردیا۔

باجی راو پیشوا نے بھی سرکاری خزانے سے آٹھہ لاکھہ روپیہ پنشن لے کر بٹھور میں گنگا کو سینا اختیار کیا اور ہلکر کی فوج نے مہید پور میں شکست کھاکر سرکار ذوی الاقتدار کی فرمانبرداری اختیار کی۔ پھر تو ناگ پور کا راجہ خود کردہ پشیمان ہوکر مارے دہشت کے اپنی ریاست سے بھاگ گیا۔ چنانچہ سرکار نے اُس کا کسی قدر ملک لے کر باقی اُس کے وارثوں کو عطا کردیا۔ پنڈارے اسقدر مارے گئے اتنے قتل ہوئے کہ اُن کی نمود

نہ رہی جو کچھ بچے وہ لوٹ مار سے تائب ہو کر زراعت کا پیشہ
کرنے لگے۔ غرض ۱۸۱۸ء میں مرہٹوں کی جنگ جدال تمام و
کمال فتح کے ساتھ مختتم ہوئی۔ اور سب طرف سے سلامتی
کی راہ کھلی۔ کابل کی جنگ کے وقت سندھ کے امیروں نے
کراچی اور ٹھٹھا سرکار کی تفویض میں دے دیا۔ اور سندھ
ندی کی راہ سے محصول اٹھا دینے کا اقرار چند شرایط کے ساتھ
سرکار سے کیا تھا۔ لیکن خلاف معاہدگی کی۔
تب ۱۸۴۳ء میں گورنمنٹ برطانیہ نے ان کو بھی اس ملک سے
نکال کے وہاں بالکل اپنا عمل دخل کر لیا۔ اس کے بعد ۱۸۴۵ء
کے آخر میں سکھوں نے ستلج پار اتر کر سرکار پر یورش کر دی لیکن
آخر کار منہہ کی کھائی۔
پہلے تو سرکار نے ۱۸۴۶ء میں ان کا صرف جالندھر دوآب
اور ستلج کے اس طرف کا ملک ضبط کر لیا تھا اور قصور معاف
کر کے دلیپ سنگھ کو لاہور کے تخت پر بحال رکھا اس پر بھی یہ
لوگ جنگ جدل سے باز نہیں آئے اور ایک مدت تک لڑتے
رہے۔ تب ۱۸۴۹ء میں سرکار نے تمام و کمال ضبط کر کے
اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔
اور دلیپ سنگھ کو پنجاب سے خارج کر کے دس ہزار روپیہ
مہینہ اس کے گذارہ کے لئے مقرر کر دیا۔ اب زمانہ موجودہ میں
اٹک سے کٹک تک بالکل انگریزی عملداری ہے اور ہمالیہ سے
سمندر تک انہیں کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے
سرکار کی حکومت اسقدر بڑھی ہوئی ہے جو باستثناء
ملک روس یہ اعظم یورپ سے بڑا ہے۔ افغانستان نیپال
اور بھوٹان برطانیہ اعزاز کو تسلیم کرنے والے ہیں۔ بلوچستان
جس کا رقبہ ۱۳۰۰۰۰ میل مربع ہے اور کشمیر معہ ممالک متعلقہ
مثل چترال۔ ہنزا۔ نگر اس کے حدود میں داخل ہیں۔ شمال و
مغرب میں کچھ عرصہ سے سرحدی صوبہ قایم ہوا اور
جہاں ایک حد کی ابتک صراحت نہیں ہوئی۔ اس کے شمال و
شرق کی جانب چند قطعات ہیں جس میں مختلف جرگے آباد ہیں
جنپر پولیٹیکل اقتدار سے حکومت ہوتی ہے گو ابھی تک واقعی طور
پر یہ قطعات گورنمنٹ ہند کے ماتحت نہیں ہیں۔ ہندوستانکی ملکی
حد فارس کے ساتھ سمندر سے ذوالفقار تک جو دریائے ہیروت
پر واقع ہے چلی گئی ہے اور وہاں سے اسی سلطنت کے کنارے
کنارے جو بموجب اقرارنامہ ۱۸۸۶ء کے قرار پائی تھی اور اوکس
تک اور وہاں سے اوکس سے ساحل تک بیچے کی شاخ کے ساتھ
ساتھ جھیل وکٹوریہ تک اور جھیل وکٹوریہ کے مشرقی کنارے سے
ایک راست خط کے ساتھ جو ۱۸۹۵ء میں سلطنت چین تک تگدم
باش پامیر تک قرار پائی ہے پھیلی ہوئی ہے اس مقام سے سرحد
چین کو ٹکراتی ہوئی جاتی ہے۔ خصوصاً ہمالیہ پہاڑ کی چوٹیوں
سے۔ حتی کہ فرانسیسی علاقہ کے حدود جو اپر میکانگ پر واقع ہیں
آجاتی ہے۔ ہندوستان کی سرحد میکانگ سے چل کر ملک آسام
میں ملتی ہوئی چلی جاتی ہے اور سمندر تک نصف جزیرہ نما یا
ملایا تک پہونچ جاتی ہے۔ سمندر میں پرے سلطنت ہندوستان
میں جزائر انڈمان و نکوبار۔ لنکا دیپ۔ عدن۔ پیرم ریاست
شمالی و ریاست سکوترا۔ بحرین اور مختلف ریاستیں جو عدن سے
خلیج فارس تک ساحل پر واقع ہیں مل گئی ہیں۔ ہندوستان معہ
بلوچستان کے شمالی عرض البلد کی آٹھویں ڈگری (نشان)
سے سینتیسویں ڈگری تک چلا گیا ہے گرین وچ سے طول البلد
میں سو ڈگری (نشان) پھیلا ہوا ہے اور خود کلکتہ مشرقی
طول البلد کی اٹھاسی ڈگری میں واقع ہندوستان کا کل رقبہ سترہ لاکھ
سترہ لاکھ میل مربع شمار کیا جاتا ہے جس میں چھ لاکھ اسی
ہزار مربع میل پر دیسی ریاستین قابض ہیں اور باقی برطانیہ
اعظم کے تحت حکومت میں ہے۔ ہندوستان کی آبادی
بموجب مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء ۲۹۴۳۶۱۰۵۶ ہے مگر اسمیں بلوچستان
کی آبادی ریاست ہائے منی پور۔ شلانگ اور ریاست ہائے
شان شامل ہیں اور بلوچستان کی آبادی اور شمالی ہند کے
سواحل کی آبادی جو سرکار انگلشیہ کے زیر حفاظت ہے
شامل نہیں ہے پس برٹش انڈیا کی آبادی ۲۳۱۸۹۹۵۰۷ ہوئی
جس میں سے ۶۲۴۶۱۵۴۹ دیسی ریاستوں کی ہے
اور اس دس سال میں جو توفیر ہوئی وہ بحساب ۱½ فیصدی
ہے۔

اب ہم کو یہہ بھی آگاہ کرنا ضرور ہے کہ
ہندوستان مین کس قدر زبانین بولی جاتی ہین

زبان ہائے ہندوستان

علاوہ ازیں جو زبانیں ہندوستان میں بولی جاتی ہیں وہ
باستثنائے اُن زبانوں کے جو ایک ہزار سے کم افراد بولتے
ہیں تعداد میں ۱۴۷ ہیں جن کی متعدد شاخیں ہیں اور جس میں
سے نیس زبانیں جو پانچ شاخوں سے متعلق ہیں ایک ملین آدمی
ہر ایک زبان بولتے ہیں۔ باستثنائے صوبہ برہما جو خلیج بنگالہ
کے مشرقی سمت واقع ہے اور جو جزیرہ نمائے ہندوستان کا کوئی
حصہ نہیں ہے ملک کو حسب جغرافیہ یا تقسیم ارضی کے لحاظ
سے تین حصوں پر منقسم کرتے ہیں یعنے ممالک قریب کوہ ہمالیہ
شمالی دریاؤں کے میدان اور جنوبی سطح مرتفع اول حصہ میں
سلسلہ کوہ ہمالہ اور اُن کی جنوبی شاخیں شامل ہیں
یہ حصہ قلمرو برٹش کی حد سے پرے واقع ہے اور جس کو
ضرور ہندوستان کی شمالی قدرتی حد خیال کرنا چاہئے اور
اس کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس میں دو عظیم الشان
سلسلہ کوہ شامل ہیں جو شمال مغرب سے جنوب مغرب
کو پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں بیشمار بڑی بڑی گھاٹیاں
ہیں۔ جنوبی سلسلہ جو دلدل والی زمین سے گنگا کے شمال
میں اور اس کی گذرگاہ کے متوازی چلا گیا ہے۔ میدان
سے بیس ہزار فٹ کی اونچائی پر ہے اور سب سے بلند
چوٹی تصور کی جاتی ہے جس سے اونچی کوئی اور چوٹی کرہ
دنیا پر آجتک پیمایش نہیں کی گئی۔
کوہ ایوسٹ ۲۹۰۰۰ فٹ بلند کنچن گنگا ۲۸۰۰۰ فٹ دھولاگیری ۲۷۰۰
فٹ اور کوہ گوڈون اوسٹن ۲۸۲۵۰ قریب اتصال پہاڑ
ہندوکش سلسلہ پہاڑ کے وسط میں ہیں۔ مگر ہمالیہ
پہاڑ نہ صرف بچاؤ کی ایک دیوار ہے بلکہ پانی کا منبع اور
ذخیرہ ہے جو ہندوستان کے میدانی گرم ملکوں کو سیراب
اور شاداب کرتا ہے۔ ہمالیہ پہاڑ کے اطراف سطح زمین کے
مختلف قدرتی منطقہ نمایاں ہوتے ہیں یعنے منطقہ حارہ و
منطقہ معتدلہ و منطقہ منجمدہ۔ جوں جوں نیچے کے میدانوں
سے اوپر کے رخ چلتے جاؤ کوہ ہمالہ کے علاقہ کی پیداوار سے
مختلف اقسام کے نباتات شامل ہیں مثلاً مصالحہ۔ دیودار۔ باجرا
اور دیگر ترکاریاں وغیرہ۔ اور بیشمار دیسی اقوام ہند
اور تورانی نسل کی ہیں اور دونوں قوم کے میل کی نسل بھی
پائی جاتی ہے۔ شمالی بحری میدان جو ہمالہ کے دامن میں
واقع ہیں اور جو سمندر سے سمندر تک پھیلے ہوئے ہیں اُن میں
وہ سرسبز اراضیات شامل ہیں جو بحار گنگا اور بحار سندھ
اور جنوبی برہمپترا اور معاونون سے سیراب ہوتے ہیں اس سے
کچھ فاصلہ پر چار دریا کوہ ہمالہ سے نکلتے ہیں جن میں سے دو
پہاڑ شمالی سمت سے یعنے سندھ جو غرب کی طرف بہتا ہے۔
اور برہمپترا عرف سنکپو شرق کی طرف بہتا ہے باقی دو دریا
شمالی ڈھلان پر ہیں۔ یعنے ستلج جو جانب غرب اور جانب جنوب
مغرب نو سو میل تک بہہ کر اور اُن کے ساتھ بہت سی ندیاں سمٹ
کر دریائے سندھ میں شامل ہو جاتا ہے اور دریائے گنگا جو
اپنے جنوب مشرقی راستہ میں سولہ سو میل تک چلی گئی ہے
بنگال کے وادی سیراب کرتی ہے ساتھ ہی اس کے برہمپترا جو
شمال کے رخ پہاڑوں سے ہوکر بہتا ہے ہمالہ کے مشرقی سرے
تک پہونچکر لکایک جنوب کی طرف مڑ جاتا ہے اور پھر مغرب
کی سمت اور سب سے اخیر دریائے گنگا میں جا ملتا ہے اور یہ دونو
دریا ملکر خلیج بنگالہ میں گرتے ہیں دریائے سندھ ۱۸۰۰ میل اور
برہمپترا تخمیناً ۱۵۰۰ لانبا ہے اس سے ظاہر ہے کہ کوہ ہمالہ
کا تمام پانی جو اس کے شمالی اور جنوبی جھیلوں پر اکٹھا ہوتا ہوا
ہندوستان میں آتا ہے اور یہ نتیجہ زمین کے خاص طور پر واقع ہونے
پر موقوف ہے اور اسی سبب سے نہ صرف ہندوستان میں ہر
قسم کی افراط اور دولت پیدا ہو گئی ہے بلکہ یہ ملک بہت سی
صدیوں سے غارتگروں اور حملہ آوروں کا شکارگاہ بنگیا ہے
نہایت سرسبز اور آباد حصہ ہندوستان کا ان تینوں دریاؤں
کے درمیان پایا جاتا ہے۔ جس کا کل رقبہ گیارہ لاکھ پچیس ہزار
مربع میل سمجھنا چاہئے۔ ان میں سے ہر ایک دریا اس ملک کے
لئے جسکو وہ سیراب کرتا ہے ایک بہت بڑی دولت ہے
خصوصاً گنگا اس دولت کا باعث ہے۔ دریائے گنگ نہ
محض بنگالہ کا بحیرہ ہی راستہ ہے بلکہ مختلف اطراف میں آبپاشی
کرنے والا دریا ہے۔ بغیر دریائے گنگ کے تجارتی مال کی آمد رفت
بہت دشوار ہوتی اور یہ صوبہ بالکل ریگستان نظر آتا۔ گنگا کی
گھاٹی اسقدر سرسبز ہے کہ ۶۰ ملین کی کل زراعت پیشہ آبادی
کا گذارا اسپر موقوف ہے اور فی مربع میل ۷۰۰ آدمی آباد ہیں۔ جو
بذریعہ کاشتکاری اوقات بسر کرتے ہیں درحالیکہ انگلستان
اور ویلز کی اوسط گنجایش فی مربع میل پانچسو آدمیوں کی ہے

چند زراعتی ضلاع ایسے ہیں جن میں بحساب فی مربع میل نوسو ۹ سے زیادہ کی آبادی ہے جنوبی بنگال میں برس روز کے اندر تین فصلیں ہوتی ہیں۔ مٹر دال مختلف تخم نیل جو اپریل اور مئی میں کاٹے جاتے اور شروع چاول کی فصل ستمبر میں اور بڑے چاول کی فصل دو یا تین ماہ بعد۔ شمال مغربی بنگالہ کی ترکاریون کی پیداوار۔ آم اناناس اور ال ہیں اور اس کی مختلف شاخون میں جو اراضی ہے اس میں چاول۔ بانس۔ اور قسم قسم کے ناریل اور کھجوریں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں۔ شمال میں گیہون۔ مکی۔ جوار۔ اور جو پیدا ہوتا ہے اور جنوب میں نیل۔ روئی۔ گنا۔ تماکو اور مثل کشمش۔ انگور گوند۔ خربوزہ۔ چاء۔ افیون۔ پوست شہتوت اور جوٹ کی بھی کاشت ہوتی ہے۔ جیساکہ کوہ ہمالہ جانب شمال اور کوہ سلیمان جانب شمال مغرب ہندوستان کے بچاو کی قدرتی روک ہیں۔ اسی طرح بندیاچل پہاڑ جو بالکل مشرق اور مغرب رخ خلیج کمبات سے چلا گیا ہے۔ شمال ہندوستان کی جنوبی روک بنتا ہے ❊

جنوبی ہندوستان یا دکن مثلث شکل کا ایک اونچا مقام ہے اور اس کی آراضی ساخت نہایت پرانے زمانہ کی ہے۔ اور اُس کے حدود یہ ہیں کہ دونون طرف ساحل مالابار اور ساحل کورومنڈل جو راس کماری پر ختم ہوتے ہیں اور تیسری جانب بندیاچل پہاڑ جو دریائے نربدا کے شمال میں ہے۔ شرقی اور غربی گھاٹ سلسلہ کوہ کی مثلث نما صورت کو پورا کردیتے ہیں جن سے یہ علاقہ محصور ہے غربی گھاٹ ساحل کے بہت قریب واقع ہیں کہ اُن میں سے ان دریاون کے جانے کو راستہ نہیں ملتا ساحل مالابار پر ہم کو کوئی ندی یا نالہ نہیں ملتا۔ تمام دریا جو بے تعداد اور بڑے بڑے ہیں۔ مشرق کی سمت بہتے ہیں اور مغربی گھاٹ کی غارون اور درون سے گذرتے ہیں اور خلیج بنگال میں جا گرتے ہیں۔ چار بڑے دریا یہ ہیں۔ مہاندی بالکل جانب شمال مشرق ۵۲۰ میل لمبا گوداوری ۹۰۰ میل لمبا اور کشنا ۸ سو میل لمبا کاویری ۴۷۲ میل لمبا ہے دریائے نربدا اور دریائے تاپتی کے درمیان ست پڑہ پہاڑ واقع ہے۔ جنوبی ہندوستان کا قدرتی جغرافیہ قابل دید ہے یعنے جنوب مغربی ساحل جو پہاڑوں سے مسدود ہے بہت پرانے زمانہ کا ہے۔ جنوب مشرقی حصہ نہایت کشادہ ہے اور سمندر کی طرف سے

اور اندر کی جانب سے قابل گذر ہے اور تجارت اور دیگر تمدنی امور میں اس علاقہ نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ اس علاقہ کے پہاڑی ڈہلاؤ خاص کر مغربی گھاٹ کے گرم ملکوں کے قدیمی وادی کو خوشنما نباتات اس وقت تک پر ہیں۔ تن۔ آبنوس اور ہندوستانی۔ مہاگنی زیادتی سے ہوتا ہے۔ اسی طرح سفید اور سیاہ لکڑی۔ صندل اور نیس لوچن کے درخت۔ قہوہ وہاں کثرت سے بویا جاتا ہے اور چاء اور سنکونا کی بھی پیداوار ہوتی ہے۔ ہاتھی۔ شیر۔ ارنا بھینسا۔ تیندوا۔ ہرن بھیڑ۔ مختلف قسم کے چھوٹے چھوٹے شکار۔ صید افگن کے لئے ایک عجیب دلچسپی پیدا کرتے ہیں۔ وادی (گھاٹ) میں اور اونچے اونچے میدانوں میں کثرت سے انواع اقسام قسم کی پیداوار ہوتی ہے۔ خاص کر وہ پیداوار جو دریائے گنگا کے جنوبی میدانوں میں ہوتی ہے جنوبی سطح مرتفع زمین سے گذشتہ زمانوں کے معدنیات جنمیں سونا بھی شامل ہے حاصل ہوتے ہیں اور جو معدنیات اب پائی جاتی ہیں۔ وہ کوئلے۔ چونے اور لوہے کی قسم سے ہیں اور میسور کے علاقہ میں کامیابی کے ساتھ سونے کی کانیں بھی نکلتی ہیں۔ جزیرہ نما کے مغرب کی طرف اقلیم ہند میں پہاڑی بنجر علاقہ ہیں اور کم آباد اور بلوچستان کا کچھ آباد علاقہ ہے۔ جس میں کوئلے اور پٹرولیم کی معدنی دولت کسی قدر موجود ہے جزیرہ نما کی مشرقی سمت برہما کا بڑا صوبہ ہے جسکو دریائے راوتی اور اُس کے معاون اور دریائے سالوین سیراب کرتے ہیں۔ دریا کے دہانے کے قریب ہموار میدان ہے اور ملک کے اندر کی طرف جاکر پہاڑیان اور اونچے نیچے ٹیلے ہیں۔ اور شمال میں بالکل پہاڑ ہے۔ سب سے بڑی پیداوار چاول ہے۔ روئی۔ سرسوں۔ تماکو بکثرت بوئے جاتے ہیں جنگلات خاص کر ٹین کے ہیں۔ جس کی بہت کچھ دساور باہر جاتی ہے اس صوبہ میں جس حرفت کی زیادہ ترقی ہوسکتی ہے وہ چاء کی زراعت ہے کیونکہ چاء کا درخت یہیں پیدا ہوتا ہے۔ برہما میں کانیں کثرت سے ہیں۔ لعل پنا وغیرہ معدنیات سے برآمد ہوتے ہیں۔ اور سونا چاندی بھی موجود ہے۔ زمین سے تیل نکالنے کے کوئیں بھی جاری ہیں۔ کوئلہ۔ تانبا۔ ٹین۔ سیسا بھی پائے جاتے ہیں۔

اقلیم ہند کا ۳/۵ حصہ بالکل برٹش گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ اور انتظامی لحاظ سے آٹھ بڑے بڑے صوبوں میں منقسم ہے۔ یعنے بنگال۔ مدراس۔ متحدہ آگرہ و اودھ۔ صوبہ پنجاب۔ صوبہ متوسط

بنگالہ آسام۔بمبئی۔اور چھوٹے چھوٹے صوبے۔باقی ⅓ حصّہ میں بہت سی دیسی ریاستیں شامل ہیں۔جن کے والیان حضور شہنشاہ ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے ماتحت اور مددگار ہیں حضور ممدوح کے جانشین کو ویسرائے و گورنر جنرل کہتے ہیں اور ویسرائے کے تعلقات گورنمنٹ انگلستان کے درمیان بموجب ایکٹ (۱) و (۲) وکٹوریہ ۱۰۶ اکے قایم ہیں۔جن کے ذریعہ سے سکرٹری اوف سٹیٹ فور انڈیا یا مشورہ کونسل پندرہ ممبران بجاے سٹیٹ انڈیا کمپنی و بورڈ اوف کنٹرول کے اب کارکن ہے۔ بموجب ایکٹ ۱۸۵۸ء کے سکرٹری اوف سٹیٹ کو اجازت ہے کہ وہ اپنی کونسل میں پانچ عہدے غیر معمور رکھے چونکہ بعض ناظرین عہدداراں ولایت اور کونسل کی ذمہ داریوں سے پوری واقفیت نہیں رکھتے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان کی مجلس وزرا ابتدائی نشو و نما مجلس وزارت کی ترتیب و اصول اور پارلیمنٹ کی حکمرانی حقوق اور دستور العمل کی بھی شرح کردیں۔تاکہ ناظرین پہلے یہ سمجھ لیں کہ کونسل کیا چیز ہے اور ہند کی مملکت کے تعلقات کس قدر وسیع ہیں۔

مجلس وزرائے انگلستان کا آغاز و ترقی

انگلستان میں پہلے ایک پرایوی کونسل یعنے مشیران سلطنت کی مجلس تھی اور مشیروں سے یہ حلف لیا جاتا تھا (۱) وہ بادشاہ کو نیک صلاح دیں گے۔ (۲) بلا لحاظ و خوف اور طرفداری مشورہ دیتے وقت پادشاہ کی عزت و نفع اور عوام الناس کی بھلائی کو ملحوظ رکھیں گے (۳) بادشاہ کے راز اور مصلحت کو اور جو معاملات کہ مجلس میں پیش ہوں گے اُن کو محفوظ رکھیں گے (۴) جو معاملہ مجلس میں پیش ہوگا اُس میں بددیانتی کو روا نہ رکھینگے (۵) جو امور مجلس میں تجویز کئے جاوینگے۔اُن کی تکمیل میں مدد دیں گے۔اور نفاذ کے لئے کوشش کریں گے۔ (۶) جو لوگ اس مجلس شوری کی مخالفت کرینگے وہ اُن کا مقابلہ اور مخالفت کریں گے (۷) جو باتیں کہ ایک صادق اور نیک وزیر کو بادشاہ کے لئے کرنی چاہئیں۔اُن کا لحاظ رکھیں گے۔اُنہیں قایم رکھیں گے اور اُن کو پورا کریں اور انجام دیں گے۔اس قسم کا حلف اس زمانہ میں بھی مجلس شوری کے ممبروں سے لیا جاتا ہے اس مجلس میں وہ شخص شریک ہوسکتا ہے جسکی پیدائش سرزمین برطانیہ کی ہو۔لیکن ضرورت کے وقت اس بات کو نظرانداز کردیا جاتا ہے جس کی مثال ملکہ وکٹوریہ کے شوہر پرنس البرٹ تھے قدیم زمانہ میں ایسے مشیر جب تک پادشاہ زندہ رہتا تھا اپنے منصب پر بحال رہتے تھے مگر اب پادشاہ کی وفات کے بعد ۶ ماہ تک اپنے منصب پر قایم رہتے ہیں اور ایکٹ ۱۹۰۱ء کے موافق انہیں نئے پادشاہ کے تخت نشین ہونے پر اپنے منصب کے تحفظ کے لئے دوبارہ حلف اُٹھانا پڑتا ہے۔

انگلستان کی موجودہ مجلس وزرا کی پیدایش اسی مجلس شوری سے ہوئی ہے۔مگر قانون کی منظوری سے نہیں اور اب بھی قانوناً اُسکا کوئی اختیار و وجود نہیں۔اس حیثیت سے مجلس وزرا کے ممبران بادشاہ کو مشورہ دینے کا بھی استحقاق حاصل نہیں رکھتے۔اور نہ یہ اصرار کرنے کا کہ اسکے مشورے پر عمل کیا جائے۔قانون میں پریوی کونسل کے نام سے اُس کا وجود پایا جاتا ہے نہ کہ مجلس وزرا کے نام سے۔لارڈ میکالے کی تحریر کے موافق مجلس وزرا کی پیدائش اسطرح ہوئی کہ پریوی کونسل صدیوں تک شاہان انگلستان کے مشیر بنے رہے لیکن اس جماعت کے ممبروں کی تعداد زیادہ ہونے کے باعث امور مملکت رازداری اور سرعت کے ساتھ انجام نہیں پا سکتے تھے۔اسلئے پادشاہ کل مجلس سے مشورہ کرنے کی بجائے صرف چند منتخب ممبروں سے مشورہ لینے لگا۔جن کی رائے اور ذات پر اُن کو کامل اعتبار تھا۔اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پریوی کونسل ایک عضو معطل ہوگئی اور اُس کی جگہ ایک چھوٹی سی جماعت نے لے لی۔چونکہ بادشاہ اس جماعت سے خلوت میں مشورہ لیا کرتا تھا۔اس لئے تحقیراً اُس کا نام کیبنٹ پڑگیا۔مگر اس زمانہ میں تو انگلستان کی حکمرانی اسی مجلس کے ہاتھوں میں ہے۔تاہم اس مجلس کے ممبروں کے نام سرکاری طور پر شایع نہیں کئے جاتے اور اُن کے جلسہ اور تجاویز کی کوئی مثل رکھی جاتی ہے۔ایک اور اہم تبدیلی یہ ہوگئی ہے کہ پریوی کونسل کے اجلاس میں تو بادشاہ بذات خود شریک ہوا کرتا تھا۔لیکن کیبنٹ کے اجلاس میں اس کا شریک ہونا خلاف قانون سمجھا جاتا ہے۔

مجلس وزرا کی ترتیب

مجلس وزرا کے ممبروں کی تعداد ہمیشہ ایک نہیں ہوتی۔اس میں دس ممبر تو اعلےٰ درجہ کے سرکاری منصبوں پر مامور

ہوتے ہیں اور ان کو ہمیشہ مجلس وزرا کے اجلاس میں شریک ہونا پڑتا ہے۔ ان کے علاوہ اور ممبر بھی جن کی تعداد چار سے دس تک ہے شریک ہوتے ہیں اور یہ ممبر مجلس وزرا کے اجلاس میں شریک کئے جاتے ہیں اور ہیں بھی۔ مجلس وزرا کے پہلے دس ممبر یہ ہیں۔

(۱) دی فرسٹ لارڈ آف ٹریژری یعنے مہتمم اعلےٰ خزانہ شاہی (۲) دی چیف آف ایکسچیکر یعنے وزیر خزانہ دیوان خاص (۳) دی لارڈ پریسیڈنٹ آف دی کونسل یعنے صدر مجلس شاہی (۴) دی لارڈ ہائی چینسلر یعنے قاضی القضاۃ۔ (۵) دی فرسٹ لارڈ آف ایڈمیرلٹی یعنے دیوان محکمہ بحری۔

(مجلس وزرا میں یہ پانچ وزیر شامل ہیں)

(۱) وزیر معاملات داخلہ (۲) وزیر معاملات خارجہ (۳) وزیر نوآبادیہاے (۴) وزیر جنگ (۵) وزیر ہند۔ یہ پانچوں منصب رفتہ رفتہ یا ضرورتاً قایم کئے گئے تھے۔ وزیر ہند کا منصب ۱۸۵۸ع میں قایم کیا گیا تھا۔ ان پانچوں وزیروں میں سے کم از کم ایک ہاؤس آف لارڈز کا ممبر ضرور ہونا چاہیئے۔ اور ایک وزیر کو ہمیشہ لنڈن میں رہنا پڑتا ہے۔ وزیر نوآبادیہاے۔ وزیر معاملات خارجہ سے ہوسکتے ہیں اور وزیر ہند یا تو ہاؤس آف لارڈز کے ممبر ہوتے ہیں اور یا ہاؤس آف کامنز کے اور وزیر معاملات داخلہ تو ہاؤس آف کامنز ہی کا ممبر ہوتا ہے۔

وزیر داخلہ کو مختلف قسم کے کام کرنے پڑتے ہیں وہ محکمہ پولیس کا افسر اعلےٰ ہے اور حفظ امن اور حفاظت جان مال کا ذمہ دار ہے۔ جیل خانے اسکے تحت میں ہوتے ہیں بادشاہ کو جو معافی دینے کا حق حاصل ہے۔ اسے عمل میں لانے کی صلاح دیتا ہے وہ مجرموں کو ایک عدالت سے دوسری عدالت کے حوالہ کرنے کا وارنٹ جاری کرتا ہے اور غیر ملکیوں کے نام و نشان کا اندراج کرتا ہے۔ کانوں اور تمام کارخانوں میں جب باقاعدہ کام کرانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو قوانین بناتا ہے۔ وہ کوئلہ کی کانوں اور پاگلخانوں کا معاینہ کرتا ہے۔ اور بہت سے کام کرنے پڑتے ہیں۔

وزیر معاملات خارجہ اس وزیر کے تحت میں غیر ممالک کے معاملات وزیر اعظم کی نگرانی اور بڑے بڑے نام بادشاہ کی نگرانی میں سر انجام ہوتے رہتے ہیں۔

وزیر نوآبادیہاے۔ عہدہ ۱۷۶۸ع میں ممالک متحدہ امریکہ کی نوآبادیوں کے کاروبار کے باعث قایم کیا گیا۔ اس وقت محکمہ کا نام امریکن ڈیپارٹمنٹ تھا۔ اس وزیر کو سلطنت برطانیہ کے نوآبادیوں کے معاملات کا انتظام و انصرام کرنا پڑتا ہے۔

وزیر جنگ مجلس وزرا میں ایک خاص اور بڑا کارکن شخص خیال کیا جاتا ہے اگرچہ اسکو کوئی فوجی آدمی نہیں کہتا۔ تاہم اس کا نائب عموماً فوجی ہی محکمہ سے انتخاب کیا جاتا ہے۔ اور وہی وزیر جنگ کو ہر قسم کی اطلاع اور مشورہ دیتا ہے۔

یہ منصب ہاؤس آف لارڈز اور ہاؤس کامنز دونوں کے ممبروں کو مرحمت ہوتا ہے۔ مگر بیشتر ہاؤس آف کامنز ہی کے ممبر اس منصب پر مامور کئے جاتے ہیں۔

وزیر ہند اس کے متعلق ہندوستان کے معاملات کا انتظام اور انصرام ہے اور پارلیمنٹ میں اُسے اپنے فرائض کی جواب دہی کرنی پڑتی ہے۔ یہ اسامی ۱۸۵۸ع میں قایم کی گئی تھی۔ اور لارڈ سالسبری کی آخری وزارت کے زمانہ میں اس عہدے پر لارڈ جارج ہملٹن صاحب مامور تھے یہ وزیر دونوں ہاؤس میں سے ہوسکتے ہیں محکمہ بحری کے تعلق بحری جنگی محکمہ کا کام رہتا ہے اس منصب پر دونوں ہاؤس کے ممبر مقرر کئے جاتے ہیں۔ اور اگر وزیر بحری ہاؤس آف کامنز والوں میں سے ہوتا ہے تو اسے بحری محکمہ کے اخراجات کا تخمینہ پیش کرنا اور اُس کی تائید کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر وہ ہاؤس آف لارڈز کا ممبر ہوتا ہے تو ہاؤس آف کامنز میں سے پارلیمنٹ میں ایک شخص اُس کے مشیر کی حیثیت سے اُس کا قایمقام بنکر ان باتوں کی تکمیل کرتا ہے۔

دس وزیر مذکورالصدر جو ہمیشہ مجلس وزرا کے اجلاس میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے ممبر بھی اس مجلس میں شریک ہیں۔

وزیر اعظم پارلیمنٹ کے جس ممبر کو چاہے جس آسامی پر مامور کرسکتا ہے اور چاہے تو مجلس وزرا میں شریک کرسکتا ہے اور نہ چاہے تو نہیں۔ دیوان خاص کے تحت میں چونکہ کوئی کام نہیں۔ اس لئے اُسے تنخواہ بھی نہیں ملتی۔ لیکن آج کل جو صاحب اس عہدے پر متمکن ہیں۔ تم نہیں وہ

دو ہزار پونڈ سالانہ ملتے ہیں۔ نائب ملک آئرلینڈ اپنے وزیر داخلہ کی
ہدایت کے موافق مجلس وزرا میں اصولاً آئرلینڈ کے معاملات کا
انتظام و انصرام کرتا ہے مگر اس کا یہ کام دراصل اسکا سکرٹری انجام
دیتا ہے۔ نائب ریاست برٹش سلطنت کی شان و شوکت کے
کاموں رسوم اور جلسوں میں آئرلینڈ کی طرف سے شریک ہوتا ہے
مگر کام سکرٹری کرتا رہتا ہے اس لئے اسے بیس ہزار پونڈ سالانہ
تنخواہ ملتی ہے۔ مگر سکرٹری کو اس کی چوتھائی سے بھی کم۔
مجلس وزرا کے ممبروں کی شمار ہمیشہ یکساں نہیں رہتی۔ شاہ
جارج اول کی پہلی مجلس وزرا میں آٹھ ممبر تھے۔ مگر پھر اس تعداد
کا اضافہ ہوتے ہوتے زمانہ حال میں موجودہ مجلس وزرا کے ممبروں
کی تعداد بیس تک پہونچگئی ہے۔
مجلس وزرا اور وزارت دو جداگانہ چیزیں ہیں وزارت مجلس
وزرا سے زیادہ وسیع ہے کیونکہ وزیروں میں سے صرف چند
ممبر مجلس وزرا کے ممبر ہوتے ہیں۔ مگر وزارت میں علاوہ
مجلس وزرا کے ممبروں کے اور ممبر بھی شامل ہوتے ہیں۔
وزیر اعظم کو پادشاہ انتخاب کرتا ہے اور وہ اپنی رائے کے موافق
دیگر وزیروں کو جن کی منظوری برائے نام پادشاہ سے لینی پڑتی ہے
اصولاً تو پادشاہ جسے چاہے وزیر اعظم بنا سکتا ہے۔ مگر عملی
طور پر اور امور ملکی کے لحاظ سے وہ ایسے شخص کو منتخب کرتا ہے
جس کے جانب دار ہاؤس آف کامنز کے ممبر زیادہ ہوتے ہیں۔
اس کے معنے یہ ہیں کہ پادشاہ کو ایک وزیر اعظم کے مستعفی
ہونے پر اس کی مخالف جماعت کے پیشوا کو منتخب کرنا چاہیئے۔
جس طرح پادشاہ وزیر اعظم منتخب کرتا ہے۔ اسی طرح وزیر اعظم اپنی
مجلس وزرا کے ممبروں کو۔ مگر وہ ایسے لوگوں کو انتخاب کرتا ہے
جو اس کے فریق کے پیشوا ہوں اور جن کی امداد ہاؤس آف کامنز
کر سکے۔ جب ۱۸۹۵ء میں لارڈ سالسبری وزیر اعظم مقرر کئے
گئے تو انہوں نے اس بناء پر مسٹر بالفور مسٹر چیمبرلین اور سر میکائیل
ہکس بیچ صاحب کو مجلس وزرا میں منتخب کیا کہ بغیر ان کے ان کی
طاقت کمزور رہتی تھی۔ اور کہنے لگے کہ اگر لارڈ روزبری وزیر اعظم بنائے
جاتے تو وہ بھی جان مورلے جیمس برائس اور ہنری کیمبل بنرمن کو
مجلس وزرا میں ضرور شریک کرتے۔ یہ بالکل درست ہے کہ مجلس
وزرا میں ایسے پیشواؤں کو شریک کئے بغیر جن پر ہاؤس آف کامنز کا
اعتبار ہو۔ کوئی وزارت اپنے فرائض کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتے

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل وزیر اعظم مجلس وزرا کے
ممبر نہیں منتخب کرتا بلکہ ہاؤس آف کامنز کے ذریعے عوام الناس منتخب
کرتے ہیں۔ جب وزیر اعظم مجلس وزرا کے لئے ممبر منتخب کر چکتا ہے
تو لنڈن گزٹ میں یہ تو شایع کر دیا جاتا ہے کہ وزارت کے لئے اتنے
اور فلاں فلاں ممبر منتخب کر لئے گئے مگر یہ شایع نہیں کیا جاتا کہ مجلس
وزرا کے لئے کتنے اور کون کون سے ممبر منتخب کئے گئے ہیں۔
وزیر اعظم کبھی تو ہاؤس آف کامنز کا ممبر ہوتا ہے اور کبھی ہاؤس
آف لارڈز کا۔
وزیر اعظم عموماً اعلیٰ مہتمم خزانہ شاہی ہوتا ہے حالانکہ کام
وزیر خزینہ کرتا ہے۔

مجلس وزرا کے اصول

مجلس وزرا کے ممبر پارلیمنٹ کے ممبروں میں سے لئے جاتے
ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ اور اس فریق میں سے جس کا ہاؤس
آف کامنز میں غلبہ ہوتا ہے وہ ملکی امور میں باہمدگر ایک دوسرے
سے متفق ہوتے ہیں اور پارلیمنٹ کے روبرو حاضر ہونے سے
پیشتر ایک خاص حکمت عملی قایم کر لیتے ہیں۔ ان پر ایک ممبر جسے وزیر
اعظم کہتے ہیں۔ حکمرانی کرتا ہے۔ مگر جب ان پر سے پارلیمنٹ کے
زیادہ تر ممبروں کا اعتبار اٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے عہدہ سے مستعفی
ہو جاتے ہیں۔

مجلس وزرا کے متعلق امورات دیگر

وزیر اعظم کو مجلس وزرا اور پادشاہ کے درمیان ایک رشتہ سمجھو۔
جب کوئی معاملہ مجلس وزرا میں فیصل ہو جاتا ہے تو فوراً وزیر اعظم
اس کی اطلاع پادشاہ کو دیدیتا ہے۔ وزیر اعظم ہی کی وساطت
سے سرکاری کاغذات پادشاہ تک پہونچتے ہیں مگر وہ بھی محض ضابطہ
پرستی کے طور پر دستخطوں کے لئے۔ اور پادشاہ کو مجبوراً دستخط کرنے
پڑتے ہیں۔ اگر پادشاہ کو وزیر اعظم کی حکمت عملی سے اتفاق نہ ہو۔
اور وزیر اعظم کو مستعفی ہونے پر مجبور کرے تو اسے ہاؤس آف کامنز
پر حکمرانی کرنے والا آدمی ذرا مشکل سے بہم پہونچے گا۔
وزیر اعظم کے فرایض میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے روزانہ
مباحثوں کا خلاصہ پادشاہ کے حضور میں گذرانے۔ لیکن جب
وزیر اعظم ہاؤس آف لارڈز کا ممبر ہوتا ہے تو جو شخص کہ ہاؤس آف

آف کامنز کا پیشوا ہوتا ہے۔ وہ خلاصہ تیار کرتا ہے۔

جب مجلس وزرا کے ممبر بطور خود مستعفی ہوتے ہیں تو وہ شاہی محل میں جمع ہو کر پادشاہ کو کنجیاں۔ عصاء۔ مہریں اور دیگر اشیاء حوالہ کر دیتے ہیں۔ جو اُن کے قایم مقام کو دیئے جاتے ہیں۔

سوائے دیوان خاص کے ہر ممبر کو دو ہزار سے ۵ ہزار پونڈ سالانہ تک تنخواہ ملتی ہے۔ اعلے مہتمم خزانہ شاہی وزیر خزانہ کو پانچہزار پونڈ سالانہ۔ مشیر آئرلینڈ کو ۸ ہزار قاضی القضاۃ کو ۱۰ ہزار اور نائب ریاست آئرلینڈ کو بیس ہزار پونڈ سالانہ۔

مجلس وزرا کے ممبروں کو ایک ہزار سے دو ہزار پونڈ تک سالانہ پنشن عطا کی جاتی ہے۔ بشرطیکہ کم از کم چار سال ملازمت کی ہو۔ اور اپنے منصب سے علیحدہ ہوتے وقت اسے یہ بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس کے وسایل آمدنی اسکے اخراجات کے لئے مکتفی نہیں۔

پارلیمنٹ میں مجلس وزرا کی ذمہ داری

مجلس وزرا کو پارلیمنٹ اور بالخصوص ہاؤس آف کامنز میں جوابدہی کرنی پڑتی ہے۔ جب تک مجلس وزرا پر ہاؤس آف کامنز کا اعتبار رہتا ہے۔ تب تک وہ قایم رہتی ہے مگر جب ہاؤس آف کامنز کا اس پر سے اعتبار اُٹھ جاتا ہے۔ جب ہاؤس آف کامنز اس کے خلاف کوئی رائے دیتا ہے یا اسپر الزام لگاتا اور اُس کی کارروائی یا حکمت عملی کو پسند نہیں کرتا یا اُس کی تجویز کو منظور نہیں کرتا۔ یا اُس کی صلاح اور مرضی پر نہیں چلتا تو وزارت یا تو مستعفی ہو جاتی ہے یا قوم سے دادخواہ ہوتی ہے وزارت کو برطرف کرنا ایک اہم کام ہے۔ اس لئے اُس میں عجلت یا کسی فریق کی طرفداری کو روا نہیں رکھا جاتا۔ اس لئے جو لوگ وزارت کے خلاف رائے زنی کرتے ہیں اُن کو بشرط ضرورت جدید مجلس وزرا قایم کرنے اور امور سلطنت انجام دینے کے لئے مستعد رہنا ہوتا ہے۔

اگر ممبران ہاؤس آف لارڈز مجلس وزرا کے خلاف کوئی ووٹ پاس کرتے ہیں تو ممبران مجلس وزرا اسپر توجہ ضرور کرتے ہیں۔ لیکن اگر ممبران ہاؤس آف کامنز پاس کرتے ہیں تو پارلیمنٹ ٹوٹ جاتی ہے اور جدید مجلس وزرا منتخب کی جاتی ہے۔

بعض اوقات کل مجلس وزرا مستعفی نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس کا وہ ممبر جس کے فعل کے خلاف ووٹ دیا گیا ہو اور اس طرح ہاؤس آف کامنز کا اطمینان کر دیا جاتا ہے۔

اگر وزرا کسی اہم اور ضروری معاملہ میں شکست پاتے ہیں تو وہ فوراً مستعفی نہیں ہوتے۔ بلکہ ملک سے دادخواہ ہو کر امداد طلب کرتے ہیں۔ اور جب اس قسم کی درخواست منظور ہو جاتی ہے تو پارلیمنٹ فوراً توڑ دیجاتی ہے۔ اور ضروری امور کے انجام دینے کے لئے وزارت کے مخالف وزرا کے دوست بن کر اس کی مدد کرنے لگتے ہیں۔ لیکن ہر معاملہ پر دادخواہی اور امداد طلبی کی درخواست منظور نہیں کی جاتی۔ بلکہ جب تک اس امر کے یقین کرنے کی کافی وجہ نہیں ہوتی۔ کہ ہاؤس آف کامنز میں سارے ملک کی مرضی کا اظہار نہیں کیا گیا۔ اُس وقت تک ایسی درخواست منظور ہی نہیں ہو سکتی اور بلا معقول وجوہات کی دادخواہی کی درخواست کرنے سے اُن وزرا پر جن کے افعال کے باعث مجلس وزرا کے خلاف ووٹ دیا گیا بڑا الزام آتا ہے اور ساری قومیں انہیں الزام لگاتی اور ملامت کرتی ہیں۔

جب ایک وزارت کو شکست ہو جاتی ہے تو مخالف گروہ کا پیشوا بلایا جاتا ہے۔ اسے پادشاہ کی طرف سے وزیر اعظم کا منصب عطا کیا جاتا ہے اور وہی باقی ممبران مجلس وزرا کو منتخب کرتا ہے بعدہ ہاؤس آف کامنز کے وہ ممبر دوبارہ منتخب کئے جاتے ہیں جو مجلس وزرا میں شریک کئے جاتے ہیں۔

شکست خوردہ مجلس وزرا کے ممبروں کو اپنے جانشینوں کو معاملہ کی حالت سمجھانی ہوتی ہے۔ سرکاری کتب۔ رجسٹر خطوط۔ مسودے اور نشانات منصب نئے ممبروں کو حوالہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اور جب نئے ممبر پادشاہ کے دست مبارک کو بوسہ دیکتے ہیں تو نئی مجلس وزرا کا انتخاب مکمل ہو جاتا ہے

نئی پارلیمنٹ میں جس فریق کو شکست ہوئی تھی وہ اسپیکر کے بائیں ہاتھ کو بیٹھتا ہے۔ اور نئے گروہ کی مخالفت اور نکتہ چینیاں کرتا ہے۔ اور نیا گروہ جس کے سپرد نئی پارلیمنٹ سے پہلے مخالفت اور نکتہ چینی کا کام تھا۔ اب اسپیکر کے دائیں ہاتھ کو بیٹھتا ہے۔

بعض اوقات مجلس وزرا کو شکست ہوئے بغیر پارلیمنٹ خوشی کے ساتھ توڑ دیجاتی ہے۔ مدت پارلیمنٹ سات سال ہے اور اگر شکست ملنے کی حالت میں مجلس وزرا قوم سے دادخواہی

نہ کرے تو وزیر اعظم اس مدت کے اندر کسی مناسب وقت پر
پارلیمنٹ کو فسخ کر سکتا ہے۔ پارلیمنٹ پورے سات سال
ویسی بھی قایم نہیں رہتی۔

مجلس وزرا کا پارلیمنٹ میں اعزاز

ممبران مجلس وزرا دونوں ہاؤس پر حکمرانی کرتے ہیں۔ ہر اجلاس
کے افتتاح پر تخت کی جانب سے ایک اسپیچ دیجاتی ہے
وہ اُن کی توجہ کے مستحق ہوتی ہے۔ اور جس روز اسپیچ
دیجاتی ہے۔ اُسی روز اُس کے جواب میں پارلیمنٹ کی
طرف سے ایک ایڈریس دیا جاتا ہے دونوں ہوس بلکہ
اس ایڈریس کو طیار کرتے ہیں۔ ہاؤس آف کامنز کا پیشوا
دو شخصوں کو منتخب کرتا ہے۔

مجلس وزرا کا سب سے ضروری کام آئین و قوانین سازی ہے

(ہاؤس آف لارڈز کا آغاز۔ وضع۔ اور اختیارات و فرایض

خاندانی امرا کی انگلستان میں بڑی قدر و منزلت کی جاتی
ہے خاندانی امرا کی زیادہ عزت و توقیر کی وجہ یہ ہے
کہ اُن کو کسی کی ابتدا معلوم نہیں۔ برخلاف اس کے نئے
امرا کی وقعت اسواسطے ہے کہ اُن کی اصل سے ہر کس و
ناکس واقف ہے۔

تاریخ انگلستان سے واضح ہوتا ہے کہ انگلستان میں قومی
مجلس کا وجود ہمیشہ رہا ہے خواہ کسی نام سے یاد کیا گیا۔
اہل انگلستان اہل جرمنی کی نسل ہیں۔ جب یہ سرزمین
برطانیہ میں وارد ہوئے۔ تو اپنے ساتھ سیاسی خیالات
بھی لائے۔ جس طرح کہ زمانہ بعد میں جب اہل انگلستان نے
امریکہ میں نو آبادیاں قایم کیں۔ تو اپنے ساتھ خیالات
سیاست لے گئے۔ برطانیہ کو فتح کرنے کے بعد انیگلو سیکسن
قوم نے جو انجلس۔ سیکسن اور جیوٹس فرقوں سے
متشکل تھی۔ اس مجلس کا نام مجلس عقلا رکھا۔ اور اسی مجلس سے
ہاؤس آف لارڈ کا آغاز ہوا۔ پس جس جماعت کا آغاز
ایسا قدیم ہو۔ اُس کا اثر اور رسوخ بھی زیادہ ہونا چاہیئے
رہا ہاؤس آف کامنز سو انگلستان میں اس کی بنیاد
۱۲۶۵ء میں قایم ہوئی۔

۱۹۰۵ء میں انگلستان میں ہاؤس آف لارڈز میں ۵۷۹
ممبر تھے۔ ڈیوک ۲۲۔ مارکوئس ۲۳۔ ارل ۱۲۳۔ وائکونٹ ۲۷
بیرن ۳۰۸۔ آئرلینڈ کے قایم نواب ۲۸۔ اسکاٹ لینڈ کے قایمقام
نواب ۱۶۔ اسقف ۲۴۔ صدر اسقف ۲۔ لارڈ آف اپیل (امرا
جو ججوں کی خدمات ادا کرتے ہیں) ۴۔ شاہی خاندان کے شہزادے
۳۔ کل ۵۷۹ سر دست ان میں سے دو آسامیوں کے لئے نزاع
درپیش ہے اور بارہ آسامیوں کے حقدار صغیر سن ہیں۔ ان
۵۷۹ امرا میں ۵۰۲ ایسے ہیں جو خاندانی امرا کہلاتے ہیں۔ اور
علے الدوام پارلیمنٹ میں شریک رہتے ہیں۔ ان کی وفات کے
بعد اُن کا بیٹا یا دیگر جائز وارث بشرطیکہ اکیس برس کا ہو۔
ان کی جگہ منتخب ہوتا ہے۔ ان میں سے تین شاہی خاندان
کے شہزادے۔ منجملہ اُن کے ایک پرنس آف ویلز بھی ہیں۔ اور
یہ تینوں شاہی خاندان کے قایم مقام کی حیثیت سے ہاؤس
آف لارڈز میں شریک ہوتے ہیں۔ اسی طرح اسکاٹلینڈ کے ۱۶
قایم مقام نواب وہ ہیں جن کو اسکاٹلینڈ کے کل نواب منتخب کرتے
ہیں۔ لیکن ان کی ممبری کی میعاد صرف ایک پارلیمنٹ کا
زمانہ ہے پارلیمنٹ کے ٹوٹتے ہی وہ بھی برطرف ہو جاتی ہیں
اُن دونوں ملکوں کے اُمرا کا منصب اُن کے ورثا کو نہیں ملسکتا
ہاؤس آف لارڈز میں تین طرح کے امرا شریک کئے جاتے
(۱) خاندانی امرا (۲) امرا جو عمر بھر کے لئے یا ایک پارلیمنٹ کی
میعاد کے لئے مثلاً آئرلینڈ اور اسکاٹ لینڈ کے امرا۔ مگر انکے
ورثا کو اُن کا منصب نہیں دیا جاتا۔
(۳) وہ لوگ جو بااعتبار اعلے منصب کے شریک کئے جاتے
مثلاً ۲۶ اسقف اور چار جج۔ مگر اُن کے وارثوں کو بھی انکا
منصب نہیں مل سکتا۔ حالانکہ وہ خود عمر بھر کے لئے منتخب
کئے جاتے ہیں۔ لیکن اسقفوں اور ججوں میں فرق یہ ہے کہ
اسقف تو مستعفی ہونے کے بعد ہاؤس آف لارڈ میں شریک
نہیں ہو سکتے۔ لیکن جج ہو سکتے ہیں۔

نواب کا خطاب اور جاگیر حسن خدمات کے صلہ میں مرحمت
کئے جاتے ہیں۔

نواب اور امیر کا خطاب ہر وقت عطا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن
پادشاہ کی سالگرہ۔ جوبلی۔ تبدیل وزارت اور نو وزیر موقعے
عطائے خطاب کے گویا خاص موقع سمجھے جاتے ہیں۔ انگلستان
میں نواب یا امیر کا خطاب ملنا بڑی وقعت ہے۔ کیونکہ وہ

حسن خدمات کے صلہ میں لائق لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے
سلطنت برطانیہ میں پادشاہ بے تعداد نواب اور امیر بنا
سکتا ہے۔ لیکن اسکاٹ لینڈ کے لئے ایک خاص تعداد
امیروں اور نوابوں کی مقرر ہو گئی ہے جس میں آیندہ
کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ آئرلینڈ کی ۳ نوابیاں خالی ہونے
پر ایک نواب مقرر کیا جاتا ہے تا کہ گھٹتے گھٹتے وہاں کے
نوابوں کی تعداد سو رہ جائے۔

جب کسی شخص کو نواب کا خطاب عطا کیا جاتا ہے تو اُسے
ایک سند نوابی کی معہ ایک پروانہ بنام ہاؤس آف لارڈز کے
عطا کی جاتی ہے۔ جب وہ پہلے پہل ہاؤس آف لارڈز میں
داخل کیا جاتا ہے تو اُس سے اُسکے دو ہمرتبہ نواب بیچ میں لیکر
جاتے ہیں۔ اُسکے آگے نقیب۔ عصا بردار اور پادری ہوتے
ہیں۔ وہ جاتے ہی لارڈ چینسلر کے آگے ایک گھٹنا ٹیک کر
سند اور پروانہ پیش کرتا ہے۔ جنہیں پڑھنے کے بعد ہاؤس آف لارڈز
کے رجسٹروں میں درج کر لیا جاتا ہے۔ اس رسم کے ادا ہونے
کے بعد اسے اس کی جگہ پر جا کر بٹھایا جاتا ہے۔ اگر کوئی
خاندانی نواب داخل ہوتا ہے تو اُسے اپنے باپ کی شادی
اپنے بیٹے اور اپنے باپ کی وفات کی نسبت شہادت پیش
کرنی ہوتی ہے۔ اگر کوئی دوسرا وارث جھگڑا نہیں کرتا۔
تو اُسے فی الفور داخل کر لیا جاتا ہے۔ ورنہ فیصلہ کے بعد جو
تحقیقات اور ایک کمیٹی کی رپورٹ پر کیا جاتا ہے۔

جب جدید پارلیمنٹ انتخاب کی جاتی ہے تو اسکاٹ لینڈ کے
نواب اور امرا ہولی روڈ پیلس ایڈنبرا میں جمع ہو کر ۱۶ نوابوں کا
انتخاب کرتے ہیں جس کی اطلاع وہ ہاؤس آف لارڈز کے
میر منشی کو کر دیتے ہیں اگر اسکاٹلینڈ کے کسی نواب کو سلطنت
متحدہ برطانیہ کے نوابوں میں داخل کیا جاتا ہے تو اُس کی
آسامی خالی ہو جاتی ہے جس کے لئے کوئی نیا شخص منتخب
کیا جاتا ہے۔

اگر آئرلینڈ کے کسی قایم مقام نواب کو سلطنت متحدہ برطانیہ کے
نوابوں یا امیروں میں داخل کر لیا جاتا ہے تو اسکی آسامی
خالی نہیں ہو سکتی کیونکہ اُسکو انگلستان یا اسکاٹ لینڈ کے
نوابوں اور امیروں سے زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ انگلستان
اور اسکاٹ لینڈ کا کوئی نواب یا امیر ہاؤس آف کامنز میں
شریک نہیں ہو سکتا۔ لیکن آئرلینڈ کا نواب اگر وہ ہاؤس آف لارڈز
میں منتخب نہ کیا جائے تو آئرلینڈ کے باہر کسی مقام سے قایم مقام کی
حیثیت سے ہاؤس آف لارڈز میں ممبر نہیں منتخب ہو سکتا اور نہ کسی کے
انتخاب کی رائے دے سکتا ہے۔

دینی پیشوا اگرچہ ہاؤس آف لارڈز کے ممبر ہوتے ہیں تاہم نواب نہیں
ہوتے۔ ان کی تعداد ۲۶ ہے مگر ان میں صرف وہ اسقف شامل
ہیں جو قانون کے رو سے پارلیمنٹ میں شریک کئے جانے کے
مستحق ہیں۔ کنٹربری اور یارک کے صدر اسقف اور لنڈن ڈرہم
اور ونچسٹر کے اسقف تقرری کے بعد ہی پارلیمنٹ میں شریک کر
لئے جاتے ہیں۔ رہے باقی اسقف وہ اپنے عہدے یا عمر
کے لحاظ سے داخل کرلئے جاتے ہیں۔ سوڈر اور جزیرہ مان کے
اسقف بطور ڈیلیگیٹ کے شریک کئے جاتے ہیں۔ لیکن کسی
کارروائی میں حصہ نہیں لیتے۔ اکثر اسقف صاحبان مباحثوں میں
گرما گرمی کے ساتھ حصہ لیتے ہیں۔ وہ ہاؤس آف لارڈز کی عدالت
میں اپنا منصبی لباس پہنکر جاتے ہیں اور ایک سمت کو بیٹھتے ہیں
اسقف کو تقرری اور استحکام کے بعد پادشاہ سلامت کے روبرو
فرمانبرداری اور وفاداری کا حلف اُٹھانا پڑتا ہے۔ اور جب وہ
ہاؤس آف لارڈز میں داخل کیا جاتا ہے تو اُسے دو اسقف بیچ میں
لیجاتے ہیں۔ اسے لارڈ چینسلر کے روبرو دوزانو ہو کر اپنا
پروانہ پیش کرنا پڑتا ہے جسکے بعد اُسے اس کی جگہ پر بیٹھا دیا
جاتا ہے۔

ہاؤس آف لارڈز جوڈیشل حیثیت سے سلطنت برطانیہ میں
سب سے بڑی عدالت اپیل ہے اُس میں ہاؤس آف لارڈز
کے تمام ممبر شامل ہیں۔ لیکن کام صرف چند ممبر کرتے ہیں جو اعلیٰ
درجے کے قانونی آسامیوں پر مقرر رہ چکے ہوں۔

آج کل اس مجلس میں لارڈ چینسلر اور چار معمولی لارڈ شریک ہیں
یہ چاروں یا تو دو سال تک اعلیٰ قانونی آسامی پر رہ چکے ہوتے
یا پندرہ سال تک قانونی پیشہ کرتے رہے ہوں۔ ان میں سے
تین ممبروں کی حاضری پر عدالت کا اجلاس ہو سکتا ہے۔
ان کو چھ ہزار پونڈ سالانہ تنخواہ ملتی ہے۔ وہ بیرن ہوتے ہیں اُن
چاروں میں سے اگر کوئی ایک جج کے منصب سے مستعفی ہو جاتا
ہے تو عمر بھر بیرن اور ہاؤس آف لارڈز میں شریک رہتا ہے
مگر اس کا منصب اور خطاب اُس کے وارث کو نہیں مل سکتا۔

عدالت اپیل غور و فکر۔ سنجیدگی اور شان و شوکت کے ساتھ اور قانون کے موافق اپیل کی سماعت کرتی ہے

ہاؤس آف لارڈز کے ممبر پارلیمنٹ میں اپنے درجہ کے لحاظ سے بٹھائے جاتے ہیں۔ مثلاً پہلے پرنس آف ویلز پھر دو ڈیوک جو شاہی خاندان سے ہوتے ہیں۔ اُن کے بعد صدر اسقف کنٹربری۔ لارڈ چینسلر۔ صدر صاحبان۔ مارکویس صاحبان۔ ارل صاحبان۔ وائکونٹ صاحبان تو اپنی جگہ بیٹھتے ہیں۔ لیکن دیگر ممبر اس کا کوئی لحاظ نہیں کرتے۔ سرکاری نواب امیر اسپیکر کے دائیں ہاتھ کو بیٹھتے ہیں اور جو مخالف فریق سے تعلق رکھتے ہیں وہ بائیں ہاتھ کو۔ اور جو دونو فریق سے علیحدہ رہنا چاہتے ہیں وہ درمیان میں مقابل سمت کو

ہاؤس آف لارڈز میں جو نابالغ ہوتے ہیں یا جن کو کسی قسم کی سزا عدالت سے یا ہاؤس آف کامنز سے دیجاتی ہے۔ لیکن اپنی مدت سزا کے بعد اور بادشاہ سے معافی حاصل کرنے پر پھر شریک ہوسکتے ہیں۔

ہاؤس آف لارڈز میں سب سے معزز لارڈ چینسلر ہے وہ مجلس وزرا کا ممبر اور کل ہاؤس کا میر مجلس ہوتا ہے۔ اگر وہ تقرری کے وقت نواب نہیں ہوتا ہے تو نواب بنادیا جاتا ہے لیکن اختیارات کے لحاظ سے وہ ہاؤس آف کامنز کے اسپیکر کے برابر بھی نہیں ہوتا۔ اس کے بعد دو سارجنٹ ایٹ آرمس کا درجہ ہے جو لارڈ چینسلر اور شاہی عصے کا محافظ ہوتا ہے جو پارلیمنٹ کی کارروائیوں کی مثل رکھتا ہے۔ اس کے بعد میر منشی کا درجہ ہے اور اس سے گھٹ کر ایک افسر ہوتا ہے۔ جسے جنٹلمین اُشر آف دی بلیک راڈ کہتے ہیں۔ جب کبھی ہاؤس آف کامنز اور ہاؤس آف لارڈز کے ممبر ایک جگہ بیٹھ کر کوئی کام کرتے ہیں تو وہ ممبران ہاؤس آف کامنز کو ہاؤس آف لارڈز میں لاتا ہے۔ مجرموں کی سزایابی کے متعلق احکام کی تکمیل کرتا ہے۔ نئے نوابوں کو ہاؤس آف لارڈز میں داخل کرنے کی کارروائی میں مدد دیتا ہے اس کے نائب کو "یومین اشر" کہتے ہیں۔

ہاؤس آف کامنز میں اسپیکر کو مباحثوں اور مباحثہ کرنے والوں پر پورا اختیار حاصل ہوتا ہے مگر لارڈ چینسلر کو ہاؤس آف لارڈز میں اس قسم کا اختیار حاصل نہیں ہوتا خود ممبر فیصلہ کرلیتے ہیں۔ کہ کس کی بحث سننی چاہیئے اور کس کی نہیں۔ اگر ایک ساتھ دو ممبر بولنے لگتے ہیں تو جس ممبر کی تقریر دیگر ممبر سننی چاہتے ہیں۔ اُس کی سنتے ہیں مگر دوسرے کی نہیں بعض اوقات اگر لارڈ چینسلر اُسوقت تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے جبکہ دیگر ممبر بھی کھڑے ہوتے ہیں تو اسے فوقیت دیجاتی ہے۔ ہاؤس آف کامنز میں مباحثہ کرنے والے اسپیکر سے مخاطب ہوتے ہیں۔ لیکن ہاؤس آف لارڈز میں خود ہاؤس سے نہ کہ لارڈ چینسلر سے اہم معاملات کا فیصلہ دونوں ہاؤس میں ڈویژن کرتا ہے۔ جو لوگ کسی بات کی موافقت میں رائے دینا چاہتے ہیں وہ پیش دالان میں دائیں ہاتھ کی طرف چلے جاتے ہیں۔ انکو کونٹینٹس Contents کہتے ہیں۔ مگر مخالفت میں رائے دینے والے جنہیں نون کونٹنٹس Non Contents کہتے ہیں پیش دالان میں بائیں ہاتھ کی طرف جاتے ہیں۔ جو لوگ کسی طرف رائے دینا نہیں چاہتے۔ وہ اجلاس کے باہر چلے جاتے ہیں۔ پھر صدر انجمن دو آدمیوں کو رایوں کے شمار کرنے پر مقرر کرتا ہے۔ اُن کو ٹیلر کہتے ہیں۔ میر مجلس کی رائے سب سے پہلے لیجاتی ہے۔ مگر مساوات کی حالت میں وہ رائے نہیں دیتا۔ اس سے مخالف غلبہ حاصل کرلیتے ہیں۔ سنہ ۱۶۶۲ء سے پہلے لارڈوں کے قایم مقام انکی طرف سے رائے دیتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد میں یہ قاعدہ منسوخ کردیا گیا۔

لارڈوں کو بہت سے حقوق حاصل ہیں۔ مثلاً جب وہ پارلیمنٹ کے اجلاس میں شریک ہوں تو سوائے سنگین جرایم کے اور کسی خطا کے عوض نہیں گرفتار کیئے جاسکتے۔ انکو مباحثوں میں آزادی کے ساتھ تقریر کرنے کا حق حاصل ہے اور فرداً فرداً شاہ معظم کے پاس جاسکتے ہیں۔ برخلاف اس کے کہ ہاؤس آف کامنز کا کوئی ممبر نہیں جاسکتا۔ حالانکہ مجموعی حیثیت سے ممبران ہاؤس آف کامنز کو بادشاہ تک باریابی ہوتی رہتی ہے۔ انگلستان میں جایداد والوں کی ہمیشہ سے قدر و قعت ہوتی رہتی ہے۔ اور امرائے انگلستان بڑی بڑی جائدادوں کے مالک ہیں۔

ہاؤس آف کامنز کا آغاز و عروج

نارمن خاندان کی حکمرانی کے بعد چند صدی تک انگلستان کی

سرکار میں بادشاہ ایک زبردست رکن رہا۔ اور پارلیمنٹ اپنی کمزوری کے باعث اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔ لیکن قرون اوسطے سے بادشاہ کے اختیار کم ہوتے اور پارلیمنٹ کی ترقی کرتے گئے۔ حتی کہ ۱۶۸۸ء کے انقلاب کے بعد اس کے اختیارات برائے نام رہگئے۔ اور تمام سلطنت کی حکومت پارلیمنٹ یا یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ ہاؤس آف لارڈز سے منتقل ہوکر ہاؤس آف کامنز کے ہاتھوں میں آگئی۔ اور ۱۸۳۲ء میں تو ہاؤس آف کامنز مختار کل ہوگیا۔ اسوقت سے لیکر آجتک عنان حکومت اُسی کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ اور اُس کی مرضی ایک طرف تو بادشاہ اور دوسری طرف ہاؤس آف لارڈز کی مرضی پر غالب رہی۔

ہاؤس آف کامنز کی بنیاد شاہ ہنری سوم کے عہد میں ۱۲۶۵ء میں ارل سایمن ڈی مانٹفورٹ کے ہاتھوں سے پڑی تھی۔ اُس نے بادشاہ ہنری کے مظالم مٹانے کے لئے ایک پارلیمنٹ مقرر کرکے ۲۰ جنوری ۱۲۶۵ء میں ہر ضلع۔ ہر شہر ہر قصبے سے دو دو قایم مقام اسمیں شریک کرکے رعایا کو بھی شامل کرلیا۔ تین سال کے بعد یہ پارلیمنٹ ملک کی پوری قایم مقام ہوگئی۔ جس کے ممبر ایک ہی جگہ بیٹھکر چودھویں صدی کے وسط تک کارروائی کرتے رہے۔

۱۲۶۵ء میں ہاؤس آف کامنز میں ۲۷۴ ممبر تھے۔ ملکہ الزبتھ کے عہد میں ۴۶۲ ہوگئے۔ ۱۷۰۶ء میں ایکٹ آف یونین وتھ اسکاٹلنڈ کے روسے ۴۵ ممبر کا اضافہ ہونے پر کل تعداد ۵۵۸ ہوگئی۔ اس کے بعد ۱۸۰۱ء میں ایکٹ آف یونین وتھ آئرلینڈ کے روسے سو ممبروں کا اضافہ ہوکر کل تعداد ۶۵۸ ہوگئی۔ اس کے بعد ۱۸۸۵ء میں ایک قانون کے نفاذ کے باعث کل تعداد ۶۷۰ کردی گئی جو اس وقت تک چلی آتی ہے۔

۱۷۹۳ء میں ۵۵۸ ممبروں میں سے ۳۵۴ کو پندرہ ہزار سے کم انتخاب کرنے والوں نے منتخب کیا تھا اور یہ بھی یا تو گورنمنٹ اور یا ۱۹۷ بارسوخ آدمیوں کی سفارش سے منتخب کئے گئے تھے۔

ہاؤس آف کامنز کے ممبر تین درجوں میں تقسیم کئے گئے ہیں جو ضلع شہروں یا قصبوں اور یونیورسٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں

اسوقت ۳۷۷ ممبر ضلعوں۔ ۲۸۴ شہروں اور قصبوں اور ۹ یونیورسٹیوں کی طرف سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ جن بلاد کی آبادی ۱۵ ہزار سے ۵۰ ہزار تک ہے ان میں ایک ممبر۔ جن کی آبادی ۵۰ ہزار سے ایک لاکھ ۶۵ ہزار تک ہے ان میں سے دو ممبر لئے جاتے ہیں۔ اور ہر ۵۴ ہزار زاید آبادی کے لئے ایک اور ممبر انتخاب کیا جاتا ہے۔

شہروں اور قصبوں کے ممبروں کے علاوہ نو ممبر یونیورسٹیوں سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ اکسفورڈ یونیورسٹی سے دو کیمبرج یونیورسٹی سے دو لنڈن یونیورسٹی سے۔ ایک ڈبلن یونیورسٹی سے ایک ایڈنبرا اور سینٹ اینڈریو کی یونیورسٹیوں سے ایک گلاسگو اور ابیرڈین کی یونیورسٹیوں سے۔ ایک ان سب یونیورسٹیوں سے ممبر جس میں اول کے عہدے منتخب کئے جاتے ہیں۔ اور اُن کو یونیورسٹیوں کے گریجوایٹس منتخب کرتے ہیں کیمبرج سے ۶۸۸۶ اکسفورڈ سے ۶۲۲۱۔ لنڈن سے ۴۴۰۰۔ گلاسگو اور ابیرڈین سے ۹۳۹۷ ایڈنبرا اور سینٹ اینڈریو سے ۹۳۸۷ اور ڈبلن سے ۴۶۶۹۔ گریجوایٹس رائے دہندہ یہ گریجوایٹس جس مقام پر رہتے ہیں یا جس مقام پر ان کی جایداد ہوتی ہے اُسی مقام سے وہ رائے دیسکتے ہیں۔ ۹ یونیورسٹی ممبروں میں سے چھ ممبر کنسرویٹو ہیں۔ اور تین ممبر لبرل یونینسٹ ہیں۔ سوائے ڈبلن یونیورسٹی کے باقی یونیورسٹیوں کے ممبر بلا مخالفت منتخب ہوجاتے ہیں۔ البتہ ڈبلن یونیورسٹی کی ممبری میں مخالفت اور مقابلہ ہوتا ہے۔

ہاؤس آف کامنز کے ممبروں کی آسامیاں استعفا کے ذریعے خالی نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ اور وجوہات سے۔ کیونکہ یہ بات قرار پاچکی ہے کہ جب کوئی شخص ہاؤس آف کامنز کا ممبر ہوجائے۔ تو اس سے مستعفی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے جو ممبر کہ مستعفی ہونا چاہتا ہے۔ وہ کسی سرکاری عہدے پر مامور کئے جانے کی درخواست کرتا ہے اور یہ درخواست منظور ہوجاتی ہے اور جب عہدے پر مامور کئے جانے کی غرض پوری ہوجاتی ہے تو وہ ممبر اُس سے مستعفی ہوکر دوسرے ممبر کو جو ہاؤس آف کامنز کی ممبری سے مستعفی ہونا چاہتا ہے اپنے ارادہ کے پورا کرنے کا موقع دیتا ہے۔ اگرچہ یہ کوشش کی گئی کہ ہاؤس آف کامنز کا ممبر براہ راست مستعفی ہوسکے۔ لیکن کنسرویٹو پارٹی نے اسے کبھی پسند نہیں کیا۔

ہاؤس آف کامنز کے بعض ممبروں کو اعزازی طور پر لارڈ کا خطاب دیا جاتا ہے۔ ایسے نواب جن کے دو خطاب ہوں ان کے بیٹوں کو بشرطیکہ وہ ہاؤس آف کامنز کے ممبر ہوں۔ ان کے دوسرے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ لارڈ جان رسل کو محض تعظیم کے طور پر لارڈ کہا کرتے تھے۔ ورنہ سرکاری کاغذات میں تو وہ محض آنریبل کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔

کلیسائے انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے پادری اور رومن کیتھلک پادری قانوناً ہاؤس آف کامنز کے ممبر نہیں ہو سکتے لیکن ۱۸۷۱ء کے مجریہ قانون کے لحاظ سے کلیسائے انگلستان کے پادری بشرطیکہ وہ اپنے آپ کو پادری کے عہدے سے محروم کریں۔ ہاؤس آف کامنز میں ممبر منتخب ہو سکتے ہیں۔ اور ایسا چند بار ہو چکا ہے۔

سرکاری عہدہ دار اور سول سروس کے عہدہ دار اور سفیر جو پنشن خوار ہوں ہاؤس آف کامنز کے ممبر نہیں بنائے جا سکتے۔ محکمہ پبلک ورکس کے ٹھیکہ دار بھی ہاؤس آف کامنز کے ممبر نہیں ہو سکتے۔ اگر وہ انتخاب کنندہ یا ممبر کی حیثیت سے جتنے دن ہاؤس آف کامنز میں شریک ہوں۔ اتنے ہی دن کا انہیں ۵۰۰ پونڈ فی یوم کے حساب سے جرمانہ دینا ہوگا۔

سزا یافتہ اشخاص اور دیوالئے بھی ہاؤس آف کامنز کے ممبر نہیں ہو سکتے یا جن لوگوں پر رشوت ستانی کا جرم عاید ہو جائے وہ بھی کچھ عرصہ تک ہاؤس آف کامنز کے ممبر مندرجہ ذیل تصور و تقصیر ممبری سے خارج کر دئے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ کے خلاف بغاوت میں شریک ہوتے۔ فریب جعلسازی اور حلف دروغی۔ خیانت سرکاری روپیہ کے تغلب کرنے پر۔ فریب دہی کی سازش میں شریک ہوتے۔ انصاف پروری اور سرکاری ملازمین رشوت روا رکھنے اور ایسا چال چلن اختیار کرنے پر جو انسان اور سرکاری حاکم کی شان کے شایان نہ ہو۔ عدول حکمی پر۔ ازالہ حیثیت عرفی پر۔ اور ہاؤس آف کامنز کا قصور کرنے پر۔

انگلستان کی آبادی ۱۹۰۱ء میں ۳۱۴۵۴۶۲۱ تھی۔ اسمیں ۶۵۱۷۱۹ آدمی راے دہندے ہیں جو شخص کہ چالیس شلنگ سالانہ کی آمدنی کی آراضی یا کاشتکاری کا مالک ہو جس شخص کا قبضہ ۱۰ پونڈ کی سالانہ کی آمدنی کی آراضی یا کاشتکاری پر ہو۔ یا جس شخص کا مکان ۱۰ پونڈ کی سالانہ آمدنی کے قابل ہو وہ راے دہندہ ہو سکتا ہے۔ ایک شخص جو ایک مقام پر ذاتی مکان اور دوسرے پر اراضی رکھتا ہے۔ تو وہ دو راے دے سکتا ہے۔

عورتیں اور نابالغ مرد۔ نواب جو ہاؤس آف کامنز کے ممبر ہوں پنشن خوار عہدہ دار۔ غریب الوطن۔ مادرزاد دیوانہ۔ اور جعلسازی یا بغاوت کا سزا یافتہ بشرطیکہ اسکو معافی نہ ملی ہو وہ لوگ جن کو سال کے اندر خیرات یا کسی قسم کی مدد سوائے طبی مدد کے دی گئی ہو۔ محرر گماشتے۔ پیغامبر وغیرہ راے دہندہ نہیں ہو سکتے۔

انتخاب کے بعد ہاؤس آف کامنز کے ممبروں کو حلف اٹھاتے وقت یہ جملہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ میں ازروے قانون بادشاہ اور ان کے ورثاء یا جانشینوں کا سچا وفادار اور تابعدار رہوں گا۔ اسمیں خدا میری مدد کرے۔

حلف اٹھانے کے بعد ممبر وار کو حلف نامہ پر دستخط کرنے پڑتے ہیں اور ممبروں کے حلقہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

اجلاس شروع ہونے سے پہلے جو دعا کی جاتی ہے جو ممبر اسمیں شریک ہو جاتے ہیں۔ وہ ایک کارڈ پر یہ الفاظ لکھ کر کہ میں دعا میں حاضر تھا۔ اپنی جگہ بنچ کی پشت میں جو خانہ ہوتا ہے اس میں رکھ دیتے ہیں۔ اس سے انہیں اسجگہ بیٹھنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات ممبر کسی جگہ پر کاغذات یا دستانے یا دیگر چیز رکھ کر اسے اپنے لئے مخصوص کر لیتے مگر ایسا ازروے استحقاق نہیں۔ بلکہ ازروے رسم کر سکتے ہیں

ہاؤس آف کامنز کا اجلاس ۱۸۸۰ء سے۔ پیر۔ منگل۔ جمعرات۔ اور جمعہ کے دن تین بجے سہ پہر کو اور بدھ کے دن ۱۲ بجے دوپہر کو شروع ہوتا ہے۔ اجلاس سنیچر اور اتوار کے دن نہیں ہوتا۔ شنبہ کے دن پارلیمنٹ عوام الناس کے دیکھنے کے لئے کھلا رہتا ہے۔

ہاؤس آف کامنز کا اجلاس کارروائی ۴۰ ممبروں کے کورم کر شروع کر سکتا ہے۔ جب تک ۴۰ ممبر فراہم نہ ہوں اسپیکر کو اپنی مسند پر بیٹھنا نہیں چاہئیے۔

اگر اسپیکر کو شروع میں معلوم ہو جائے کہ کورم پورا نہیں ہے تو وہ یا تو منشی کی کرسی پر بیٹھ جاتا اور یا دیوان عام کے باہر چلا جاتا

ہنے وہ ٹھیک ۲ بجے پھر آتا ہے اور اپنی کرسی کے پاس اونچے چبوترہ پر کھڑا ہو کر ممبروں کو شمار کرتا ہے اور اگر کورم پورا نہ ہو تو اجلاس کسی دوسرے وقت کے لیئے ملتوی کر دیتا ہے۔

سوائے ممبران مجلس وزرا اور چند دیگر ممبروں کے ہاؤس آف کامنز کے کسی ممبر کو تنخواہ نہیں دیجاتی۔ علاوہ ان چند ممبروں کے جن کو سرکار سے تنخواہ ملتی ہے۔ کچھ ایسے ممبر بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً ہوم رول پارٹی کے ممبر اور مزدوری پیشہ لوگوں کے ممبر جن کی تنخواہ کا انتظام مختلف انجمنیں کرتی ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو بہت سے لوگ ہاؤس آف کامنز کی ممبری کو قبول نہ کرتے۔

ہاؤس آف کامنز کے اسپیکر کا منصب نہایت معزز اور پرانا ہے۔ اس کی ابتدا ۱۳۷۷ء میں ہوئی تھی۔ اسپیکر ہاؤس آف کامنز کا مہتمم اعد عرض بیگی ہے۔ اس کا انتخاب ایک پارلیمنٹ کی مدت کے لیئے کیا جاتا ہے۔ اور جب ایک پارلیمنٹ ٹوٹ جاتی ہے تو دوسری میں بھی اس کا انتخاب ہو جاتا ہے۔

ہاؤس آف کامنز کے اسپیکر کے اختیارات ہاؤس آف لارڈز کے اسپیکر سے زیادہ ہوتے ہیں۔

اسپیکر تمام ممبروں سے زیادہ ذی وقار سمجھا جاتا ہے اور جب اپنے منصب سے مستعفی ہوتا ہے تو اُسے پنشن دیجاتی ہے اور نواب کا خطاب عطا کیا جاتا ہے۔ اسپیکر قد آور۔ وجیہہ۔ سنجیدہ مزاج اور نڈر ہو۔ اس کی آواز بلند ہو۔ اور اُسکے پاس روپیہ وافر ہو۔ لوگ اس کے مداح ہوں۔ اور اسکا انداز تقریر موثر ہو۔ اسپیکر کے بعد سارجنٹ ایٹ آرمز۔ کلرک اور اُسکے دو نائبون کا درجہ ہے۔ سارجنٹ امن قایم رکھتا ہے اور کلرک تمام کارروائیون کی مثل تیار کرتا ہے۔

ہاوس آف کامنز میں دو زبردست فریق ہیں۔ ایک لبرل دوسرے کنزرویٹو جو تاریخی لحاظ سے بہت سی باتوں میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ان کے درمیان اختلاف کا سب سے بڑا باعث ہوم رول کا مسئلہ ہے

سنہ ۱۹۱۰ء کے انتخاب سے واضح ہوا کہ ہاؤس آف کامنز میں بیرسٹر۔ وکیل اور مختار ۱۵۲۔ مدبر ۱۲۔ سوداگر ۵۶۔ دستکار (سوتی۔ اونی۔ آہنی اشیا وغیرہ کے) ۵۹۔ فوجی حکام ۴۵۔ اخبار نویس ۲۶۔ مہاجن ۱۵۔ مالکان اراضی یعنے زمیندار ۱۱۔ مالکان جہاز ۱۱۔ حکیم و جراح ۹۔ پروفیسر و معلم ۱۲۔ کانوں کے مالک ۸۔ سرکاری ہنڈی کے دلال ۷۔ مختلف قسم کے انجنیر ۸۔ بیر کشید کرنے والے ۶۔ ریلوے اور شہروں وغیرہ کے ڈائرکٹر اور منیجر ۹۔ ٹھیکہ دار ۵۔ آبکار ۵۔ حکام محکمہ بحری۔ ۳۔ جہاز بنانے والے ۳۔ کتابیں چھاپنے اور شایع کرنے والے ۲۔ کاشتکار ۲۔ بیمہ کرنے والے ۲۔ قانونی طلبا ۲۔ مالکان گودام ۲۔ جہازران ۱۔ گھوڑوں کی نسل بڑھانے والا۔ ایک۔ دواساز ایک۔ ناخدا ایک۔ اوسط رکھنے والا ایک۔ گھوڑدوڑی گھوڑوں کا مالک ایک ہوٹل کا ٹھیکہ دار ایک۔ چھاپہ خانہ کا مالک ایک۔ فسانہ نویس ایک آلات ازدیگر بہر (ملازم ریلوے۔ کاغذ و قلم و سیاہی وغیرہ کا انجنیر کانون میں کام کرنے والے۔ معمار۔ مزدور) ۱۱۔ وہ لوگ جو کوئی پیشہ نہیں کرتے ۶۹۔ میزان کل ۶۷۰۔

پارلیمنٹ کی حکومت۔ حقوق اور دستورات

پارلیمنٹ انگلستان کو مجموعی حیثیت سے ایسے خواص اختیارات حاصل ہیں جو اُس کے دونوں ہاؤس میں سے فرداً فرداً نہ تو ہاؤس آف لارڈز کو حاصل ہیں اور نہ ہاوس آف کامنز کو۔ اس لیئے گورنمنٹ انگلستان کو اچھی طرح سمجھنے کے لیئے دونوں ہاؤس کا مجموعی حیثیت سے مختصر بیان کیا جاتا ہے

سلطنت متحدہ برطانیہ عظمے وائرلینڈ کی پارلیمنٹ میں۔ بادشاہ۔ امرا۔ عوام الناس اور پیشوایان دین شامل ہیں۔ چونکہ پیشوایان دین اور امرا دونوں ایک ہی طبقہ میں شمار کیئے جاتے ہیں۔ اس لیئے یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اُس میں بادشاہ امرا۔ اور عوام الناس شامل ہیں۔

پارلیمنٹ کو کل برٹش سلطنت پر حکمرانی حاصل ہے اس نے ۱۸۳۳ء میں کل انگریزی مقبوضات میں سے غلامی کی رسم کو اُٹھا دیا تھا۔ اُسکے اختیارات اسقدر افضل ناطق اور بے قید ہیں کہ اُن کی کوئی حد مقرر نہیں کیجا سکتی۔ لیکن اسکے اختیارات ایک حکمران جماعت کے اختیارات کی مانند لوگوں کے رضامند ہو جانے پر یا مزاحمت کرنے کے اختیار و طاقت پر محدود ہیں۔

انگلستان کے اصول قوانین ریاست کے موافق اسے یہ

اختیارات حاصل ہیں کہ جس قانون کو چاہے منظور کرے اور جسے چاہے نامنظور۔ اور قانوناً کسی شخص یا جماعت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ پارلیمنٹ کے قانون کو منسوخ کرسکے اور نہ انگلستان میں کوئی ایسی اعلےٰ عدالت ہے جو اس کے قانون کو بے کار قرار دے سکے۔

ازروئے قانون پارلیمنٹ کا اجلاس ہر تیسرے سال منعقد ہونا چاہیئے۔ لیکن عملی طور پر ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ کیونکہ اخراجات ملکی کے لئے ہر سال رائے دینی ہوتی ہے اور اہم امور انجام دینے ہوتے ہیں۔ اس کا اجلاس وسط سرما میں شروع ہوکر وسط اگست تک ختم ہوجاتا ہے۔

ممبران پارلیمنٹ اجلاس پارلیمنٹ سے نہ چالیس دن پہلے اور نہ چالیس دن بعد تک اور نہ ایام اجلاس میں گرفتار کئے جا سکتے ہیں۔ نہ صرف ممبر بلکہ اُن کے ملازم بھی بوجوہ گرفتاری سے بری ہیں۔

پادشاہ اور پارلیمنٹ میں بھی نامہ وپیام ہوتے ہیں۔ فی زمانہ پادشاہ پارلیمنٹ کے اجلاسوں میں سوائے خاص خاص موقعوں کے اور کبھی تشریف نہیں لاتے۔ اسلئے وہ یا تو کسی وزیر کی معرفت یا شاہی خاندان کے کسی شخص کی معرفت پیغام روانہ کردیتے ہیں ہاؤس آف لارڈز کے جس ممبر کے پاس پیغام ہوتا ہے وہ اُس کا اعلان کردیتا ہے۔ جسے سنتے ہی ٹوپیاں اُتار دیجاتی ہیں۔ اور لارڈ چینسلر اس پیغام کو پڑھ کر سُنادیتا ہے۔ ہاؤس آف کامنز میں جس ممبر کے پاس پیغام ہوتا ہے وہ اعلان کرتا ہے۔ جسکے سنتے ہی ٹوپیاں اُتار دیجاتی ہیں۔ اور پیغام اسپیکر پڑھ کر سنا دیتا ہے یہ پیغام کسی ضروری معاملہ کی نسبت ہوتا ہے۔ بعض اوقات اس پیغام کو وزرا صرف زبانی طور پر سُنادیتے ہیں۔

ہاؤس آف لارڈز میں جو ممبر کسی بات کی تائید کرتے ہیں۔ وہ لفظ "کون ٹینٹ" کہتے ہیں اور جو مخالفت کرتے ہیں وہ لفظ "نون کون ٹینٹ"۔

اسوقت لارڈ چینسلر کہتا ہے کہ فلاں فریق خواہ موافق ہو یا مخالف اس معاملہ کو اٹھائے۔ اگر ممبروں کو منظور ہوتا ہے تو وہ ایسے ممبر مجلس کی رائے سے اس تجویز کو منظور کرتے ہیں ہاؤس آف کامنز میں تائید کرنے والے لفظ "اے" اور مخالفت کرتے وقت لفظ "نو" اس وقت اسپیکر آزمائش کے طور پر رائے لیتا ہے۔ اور اگر مخالفت نہیں کی جاتی تو وہ تجویز منظور ہوجاتی ہے۔ اگر معاملہ فیصل نہ ہوسکے تو ڈویژن کے ذریعے فیصل کرلیا جاتا ہے۔ اس وقت ہر ممبر کو وہی رائے تحریری دینی پڑتی ہے جو اُس نے زبانی دی تھی۔

جب کوئی قانون کسی ہاؤس میں پیش کیا جاتا ہے تو ایک مرتبہ بلا اعتراض یا نکتہ چینی سکوت کے ساتھ سن لیا جاتا ہے۔ اور دوسری ساعت کے وقت ہاؤس اُس کے اصول کو یا تو منظور کرلیتا ہے یا نامنظور۔ اگر منظوری کے قابل ہوتا ہے۔ تو یہ تحریک پیش کی جاتی ہے کہ تیسری بار قانون آج سے تین یا چھ ماہ بعد پڑھا جائے۔ اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ قانون قابل منظوری نہیں ہے اور نامنظوری کا یہ بہتر طریقہ ہے۔

دونوں ہاؤس میں تقریروں اور مباحثوں کے لئے قواعد مقرر ہیں۔ ہاؤس آف لارڈز کے ممبر کل ہاؤس کو مخاطب کرتے ہیں مگر ہاؤس آف کامنز کے ممبر صرف اپنے اسپیکر کو۔ کسی ممبر کو دستی لکھی ہوئی اسپیچ پڑھنے کی اجازت نہیں۔ البتہ یادداشتیں استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ ہر ممبر کو اپنی اسپیچ اسی واقعہ کے متعلق جسکے اسپیچ میں متعلق ہوتی ہے۔ انتخاب کے طور پر بہت سی باتیں بیان کرنے کی اجازت ہے۔ ہر ممبر کو (اگر بیمار یا کسی اور وجہ سے معذور نہ ہو) تو کھڑے ہوکر اور ٹوپی اُتار کر تقریر کرنی ہوتی ہے۔

اگر ہاؤس آف کامنز کے چند ممبر تقریر کرنے کے لئے ایک دفعہ کھڑے ہوجائیں تو اسپیکر اس ممبر کو اجازت دیتا ہے جو پہلے کھڑا ہوتا ہے۔ مگر ہاؤس آف لارڈز میں اس ممبر کی تقریر سنی جاتی ہے جس کو کل ہاؤس سننا چاہتا ہے۔ البتہ نئے ممبر کو دوسرے ممبروں پر ترجیح دے کر اُس کی تقریر پہلے سن لیجاتی ہے۔ کسی ممبر کو ایک ہی سوال پر دوبار تقریر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

دونوں ہاؤس نے یہ قاعدہ مقرر کردیا ہے کہ بحث میں کسی ممبر کا نام لے کر نہ مخاطب کیا جائے۔ بلکہ اُسے اس کے عہدہ یا خطاب سے مخاطب کیا جائے۔ اگر کوئی شخص پارلیمنٹ کی کارروائی میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرے تو اُسے بھی روا نہیں رکھا جاتا۔ ان باتوں کی سزا معطلی یا قید ہوتی ہے۔

پارلیمنٹ ٹیکسوں کو مقرر کرتی اور اخراجات سلطنت کی منظوری دیتی ہے بادشاہ مجلس وزرا کی معرفت روپیہ طلب کرتا ہے۔ ہاؤس آف کامنز اس کی منظوری دیتا ہے۔ اس منظوری کی منظوری ہاؤس آف لارڈز سے ہوتی ہے۔ شاہی خاندان کو حسب ذیل تنخواہیں دیجاتی ہیں۔

بادشاہ سلامت کا جیب خرچ ۱۱۰۰۰۰ پونڈ۔ شاہ معظم کا خانگی خرچ مع دیگر وظایف ۱۲۵۸۰۰ پونڈ۔ شاہ معظم کا خاص خانگی خرچ ۱۹۳۰۰۰۔ عمارات کا خرچ ۲۰۰۰۰۔ شاہی خیرات وغیرہ ۱۳۲۰۰۰۔ غیر معین اخراجات ۸۰۰۰ پونڈ۔

میزان کل ۴۷۰۰۰۰ پونڈ۔

شاہی خاندان کے دیگر لوگوں کو حسب ذیل سالانہ وظایف دیئے جاتے ہیں۔ پرنس آف ویلز ۲۰۰۰۰ پونڈ۔ پرنسس آف ویلز ۱۰۰۰۰ پونڈ۔ شاہزادیان ۱۸۰۰۰۔ ڈیوک آف کناٹ ۲۵۰۰۰۔ پرنسس کریچین شلیسوگ ہولسٹین ۶۰۰۰۔ پرنسس لوسی ڈچز آف ارگائل ۶۰۰۰۔ پرنسس ہنری آف بین برگ ۶۰۰۰۔ ڈچز آف ارگائل ۶۰۰۰۔ پرنسس ہنری ۶۰۰۰۔ ڈچز آف البنی ۶۰۰۰۔ ڈچز آف میکلن برگ اسٹریلز ۳۰۰۰۔ ڈیوک آف کیمبرج ۱۲۰۰۰۔

میزان کل ۱۱۸۰۰۰ پونڈ۔

فی زمانہ صرف ہاؤس آف کامنز ہی انگلستان کی حکمران جماعت تصور کی جاتی ہے۔ کیونکہ انتظام امور سلطنت اسی کے ذریعہ سے انجام کو پہنچتے ہیں اس لیئے اسکا اجلاس اکثر ہوتا ہے جو تین بجے دن کے شروع ہوتا ہے۔ لیکن اسکے ۶۷۰ ممبروں میں سے عام اجلاسوں میں صرف ۱۵۰ یا ۲۰۰ ممبر حاضر ہوتے ہیں۔ مگر جب کسی معاملہ پر رائیں لی جاتی ہیں یا کسی اہم معاملہ پر بحث ہوتی ہے تو زیادہ ممبر شریک ہوتے ہیں اور کورم صاف چالیس ممبرون کا ہوتا ہے۔

ہاؤس آف کامنز مین سوائے ممبروں کے کسی اجنبی کو فرش پر کھڑا ہونے یا اندر جانے کی اجازت نہیں اور نہ تو رسولوں اور نہ پیغامبروں کو اگر کوئی نوکر یا پیغامبر ضرورتاً کوئی کارڈ یا خط لیکر جاتا ہے تو پاس والے ممبر کو دیدیا جاتا ہے جو مختلف ہاتھوں میں گزرتا ہوا لینے والے کے پاس پہنچ جاتا ہے یا اسوقت تک کٹہرے کے باہر کھڑا رہتا ہے جبتک کہ کوئی ممبر اُٹھ کر اُسے نہ لے لے۔ کسی ممبر کو سوائے دستور العمل کے جو روز شایع ہوتا ہے۔ کتاب۔ اخبار۔ یا کاغذ نہ اندر جانے کی ضرورت ہے اور نہ اس کے پڑھنے کی اور نہ کچھ لکھنے کی۔ ممبر اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے ہیں اور فضول ادھر اُدھر نہیں پھرتے پارلیمنٹ کا ہر ممبر مجسم اخلاق ہوتا ہے مگر گل ہاؤس سخت مزاج اور وحشی ہے ہر ممبر کو جب وہ اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ہو اپنے مخالف کو برے سے برے الفاظ اور کلمات کہنے کی اجازت ہے مگر وہ کھڑا ہو کر اور تقریر کرتے وقت اسپر بیجا الفاظ میں حملہ نہیں کر سکتا۔ اگر وہ ایسا کرے تو اُسے فی الفور روک دیا جاتا ہے اور اُس سے معافی منگوائی جاتی ہے۔

جب اسپیکر یعنے ہاؤس آف کامنز کے لیڈر کا انتخاب کیا جاتا ہے تو ہاؤس آف لارڈز کے ممبر اپنا لباس پہنکر آتے ہیں۔ اور ایک پیغامبر ہاؤس آف کامنز میں بھیجا جاتا ہے۔ جسے جنٹلمین اُشر آف دی بلیک راڈ کہتے ہیں۔ جب وہ ہاؤس آف کامنز کے دروازے پر پہنچتا ہے تو یہ ظاہر کرنے کے لیئے کہ وہ اُنکے حقوق میں مداخلت کرنے آیا ہے دروازہ بند کر دیا جاتا ہے مگر تین بار کھٹکھٹانے پر کھول کر اُسے اندر داخل کر لیا جاتا ہے۔ وہ اسپیکر کی کرسی کے قریب جا کر آداب بجالاتا ہے اسوقت اُسکے آنے اور رائے کی غرض کا اعلان کر دیا جاتا ہے اسوقت ممبران ہاؤس آف کامنز ٹوپیاں اُتار کر تمام کام ملتوی کر دیتے ہیں اور اگر بادشاہ پارلیمنٹ میں تشریف فرما ہو تو وہ یہ کہتا ہے کہ ممبروں کو بادشاہ سلامت نے یاد کیا ہے اور اگر وہ بذات خود تشریف فرما نہو بلکہ اُسکے قایمقام۔ تو وہ یہ کہتا ہے کہ بادشاہ سلامت کا پیغام سننے کے لیئے ممبروں کی طلبی ہے۔ یہ سنتے ہی چیف کلرک معہ چند الحمام ممبروں کے ہاؤس آف لارڈز میں جاتا ہے جہاں وہ پہنچکر شاہی ارشاد سنتے ہیں۔ وہاں واپس آکر چیف کلرک اس ممبر کی طرف تین انگلیوں سے اشارہ کرتا ہے جو اسپیکر کو نامزد کرتا ہے وہ ممبر اُٹھکر مختصر تقریر کے بعد اس شخص کا نام بتاتا ہے جسے وہ اسپیکر کے منصب کے لیئے نامزد کرتا ہے ایک ممبر اُسکی تجویز کی تائید کرتا ہے۔ اور نامزدگی عمل میں آجاتی ہے جو ممبر نامزد ہوتا ہے وہ دوسرے وقت ہاؤس آف لارڈز میں حاضر ہو کر نامزدگی کی بابت شاہی منظوری حاصل کرتا ہے جو عطا کر دیجاتی ہے اور ساتھ ہی گرفتاری سے بھی بری کر دیا جاتا ہے

انتظامی صیغہ گورنمنٹ ہند

ہندوستان کی مالگذاری کا روپیہ بلا منظوری سکرٹری آف اسٹیٹ ہند و کونسل خرچ نہیں ہوسکتا - ان کی باتوں میں معاملات خارجیہ ریاستہائے دیسی میں بلا مشورہ اپنی کونسل کے اپنے اختیارات برت سکتا ہے اور بہت سے دیگر معاملات میں گورنمنٹ ہندوستان پر اپنے احکامات جاری کرسکتا ہے اور انڈیا آفس میں ہندوستان کے معاملات سرانجام پاتے ہیں - ویسرائے و گورنر جنرل - گورنران بمبئی - مدراس - کمانڈر انچیف - گورنر جنرل و گورنران بمبئی و مدراس کی کونسلوں کے معمولی ممبروں کی تقرری شہنشاہ معظم یا سکرٹری اوف اسٹیٹ کے اختیار میں ہے - نیز پریذیڈنسی ہائیکورٹ کے ججوں کی تقرری و صاحبان لفٹننٹ گورنر کی تقرری گورنر جنرل بہادر فرماتے ہیں - مگر اسمیں سکرٹری اوف اسٹیٹ کی منظوری لینی ہوتی ہے ان عہدوں کا زمانہ ملازمت باستثنا کر جج صاحبان کے بالعموم پانچ برس ہے - فوجوں کی کمان کے لیئے چار لفٹننٹ جنرل گورنمنٹ آف انڈیا کی سفارش سے مقرر ہوتے ہیں جنمیں سے دو انگلستان کی فوج میں سے انتخاب کیئے جاتے ہیں اور دو ہندوستان کی فوج میں سے - ہندوستان میں گورنر جنرل با جلاس کونسل سب سے اعلےٰ اختیار رکھتے ہیں - مگر سکرٹری اوف اسٹیٹ کے ماتحت ہیں گورنر جنرل کی ایگزیکیٹو کونسل میں سات ممبر ہوتے ہیں جنمیں گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف شامل ہیں بموجب انڈین کونسل ایکٹ سنہ ۱۹۰۴ع محکمہ تعمیرات کے لیئے قطعی ایک ممبر کی تقرری ضروری نہیں رہی - گورنر اور لفٹننٹ گورنر بھی اسوقت زاید ممبر قرار دیئے جاتے ہیں جب کونسل کا اجلاس انکے صوبجات میں ہو - ہندوستان کی اعلےٰ گورنمنٹ کے تمام ایکٹ گورنر جنرل با جلاس کونسل کے نام سے جاری ہوتے ہیں - مگر گورنر جنرل کو اختیار ہے کہ کونسل کی کثرت رائے کو مسترد کردے - ویسرائے کی کونسل میں جب یہ قانون مرتب کرنے کی غرض سے منعقد ہو - علاوہ مذکورہ بالا ممبران کے اور زاید ممبر بھی قانون مرتب کرنے کے لیئے شامل کیئے جاتے ہیں - اس قسم کی لیجسلیٹو کونسلیں مدراس - بمبئی - بنگال - ممالک متحدہ آگرہ و اودھ - پنجاب اور برہما میں موجود ہیں بموجب انڈین کونسل ایکٹ سنہ ۱۸۹۲ع میں چند ہندوستانیوں کو اختیار دیا گیا کہ وہ مالی معاملات میں نکتہ چینی کریں اور بہتر تدابیر بتا دیں کہ گورنمنٹ آف انڈیا کا کام مفصلہ ذیل محکموں میں منقسم ہے - محکمہ مال و تجارت - معاملات متعلق انگلستان - محکمہ زراعت و مالگذاری - محکمہ وضع قوانین - محکمہ تعمیرات - محکمہ معاملات متعلق ممالک غیر

ہر ایک محکمہ ایک سکرٹری کے سپرد ہے نیز سپریم کونسل کا ایک ممبر خاص طور پر اسکا نگران ہے جو چھوٹے چھوٹے روزمرہ کے معاملات کو طے کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور جو معاملات کہ گورنر جنرل اور ان کی کونسل کے غور کے قابل ہیں اُن کا اقتباس کرتا ہے - گورنر جنرل خصوصیت سے ممالک غیر کے پولیٹکل معاملات پر غور کرتا ہے - محکمہ تجارت و مال کے متعلق مفصلہ ذیل امورات ہیں - مال - اسٹامپ - آبکاری - چنگی - اور ایسے معاملات جن کا خرچ بقید دوام سلطنت کے ذمہ ہے - نیز وہ معاملات جو ملک کی تجارت سے متعلق ہیں - نہایت ضروری امورات جو محکمہ کاشت و مالگذاری سے متعلق ہیں یہ ہیں مالگذاری - جنگلات و زراعتی ترقیاں - ہوم ڈپارٹمنٹ سے یہ محکمے تعلق رکھتے ہیں - تعلیم - ڈاکٹری - حفظان صحت - معاملات متعلق گرجا و عدالت میونسپلٹی - لوکل بورڈ - جیلخانجات - پولیس و دیگر معاملات - فارن ڈپارٹمنٹ میں سرکاری تعلقات افغانستان - نیپال اور دیگر ممالک سے جن کی سرحد ہندوستان سے ملتی ہے طے پاتے ہیں - نیز یہ محکمہ اپنے پولیٹکل رزیڈنٹ اور ایجنٹوں کی معرفت دیسی ریاستوں کے انتظام کی نگرانی کرتا ہے - اور اُن کے تعلقات گورنمنٹ سے مضبوط کرتا ہے اسکے ایجنٹ خلیج فارس مسقط اور عرب میں ہندوستانی تجارت کی ترقی کو زیر نظر رکھتے ہیں - محکمہ تعمیرات میں - ریل - تار - سڑک نہریں عمارات وغیرہ ہیں - بحری و بری فوجی خدمت جنگی محکمہ کے متعلق ہے لیگل ممبر کے چارج میں وہ بل رہتے ہیں جو کونسل وضع قانون میں پاس ہوتے ہیں - مدراس و بمبئی پریذیڈنسی اور بنگال کی لفٹننٹی کے لیئے (جس میں آسام بھی شامل ہے) اور ممالک متحدہ آگرہ کے لیئے علیحدہ علیحدہ ہائیکورٹ قایم ہیں - اور برہما اور پنجاب میں چیف کورٹ ہے -

ممالک متوسط اودھ برار - سندھ اور برہما میں ایک ایک جوڈیشل کمشنر ہے اور رنگون میں ایک ریکارڈر ہے - ہندوستان کی تقسیم پریزیڈنسی آج کل غلطی میں ڈالنے والی ہے - یہ فقرہ اُس وقت



حضور لارڈ کرزن بہادر

[ل]فٹنٹ چارج اور بمبئی کی نہیں۔ اور ہر ایک میں ایک پریزیڈنٹ
اور ایک کونسل کا انتظام تھا۔ آج کل برٹش انڈیا فی الواقع تیرہ
لوکل گورنمنٹ اور ایڈمنسٹریشن میں منقسم ہے یعنے صاحبان
گورنر کے ماتحت مدراس۔ بمبئی جن کو پریزیڈنسی بھی کہتے ہیں
لفٹنٹ گورنر کے ماتحت بنگال۔ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ (جہاں
کا لفٹنٹ گورنر چیف کمشنر ہے) پنجاب اپر برہما۔ چیف کمشنر کے
ماتحت میں آسام ممالک متوسط جس میں برار شامل ہے۔
اجمیر مارواڑ (جہاں گورنر جنرل کا ایجنٹ راجپوتانہ چیف
کمشنر ہے) کورگ (جہاں کا چیف کمشنر میسور میں بطور رزیڈنٹ
تعینات ہے) برٹش بلوچستان (جہاں کا چیف کمشنر گورنر
جنرل کا ایجنٹ ہے جو بلوچستان میں مقرر ہے۔ نیا شمالی
مغربی سرحدی صوبہ (جہاں کا چیف کمشنر گورنر جنرل کا ایجنٹ

نہیں ہیں ہاں ہر جداگانہ اضلاع ان میں سے خاص لوکل گورنمنٹ
کو مالی و انتظامی آزادی حاصل ہے۔ گورنران مدراس اور
بمبئی کو اوروں کی نسبت زیادہ آزادی حاصل ہے چنانچہ
انہیں اختیار حاصل ہے کہ بعض جزوی معاملات کے متعلق
براہ راست سکرٹری آف اسٹیٹ سے خط و کتابت کر
سکتے ہیں۔ کل برٹش انڈیا اضلاع میں منقسم ہے جنکا انتظام
علیحدہ علیحدہ ایک ایگزیکیوٹو افسر کے متعلق ہے۔ جو کلکٹر
مجسٹریٹ یا ڈپٹی کمشنر کہلاتا ہے (اکثر صوبجات میں یہ
کمشنروں کی ماتحتی میں ہیں) انہیں کو کلی اختیار حاصل ہے
اور صوبہ کے گورنر کو اپنے انتظام کی جواب دہی کا خود اقتدار
ہے۔ برٹش انڈیا میں کل ۲۵۹ اضلاع ہیں۔

سپریم گورنمنٹ

وائسرائے و گورنر جنرل ہز اکسلنسی دی رائٹ آنریبل جی۔ این **کرزن**۔ بیرن آف کڈلسٹون۔ پی۔ سی۔ جی۔ ایم۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ ایم۔ آئی۔ ای۔
پیدائش ۱۸۵۹ء۔ (شادی لیڈی میری) وکٹوریا لیٹر۔ تقرر ۶ جنوری ۱۸۹۹ء۔ تنخواہ ۲۰۸۳۳ روپیہ۔

پرائیویٹ سکرٹری۔ آر نیتھن۔ سی۔ آئی۔ ای۔ تنخواہ ۲۰۰۰ ماہوار | **ملٹری سکرٹری** میجر ڈبلو میکو ڈکیبل رائل ہائی لینڈرس تنخواہ ۱۵۰۰ ماہوار

ایڈ ڈی کیمپ

کپتان آر۔ جی۔ ٹی۔ بیکر کار۔ رائفل بریگیڈ
لفٹنٹ سی۔ وگرام۔ اٹھارویں ترا ونا لینسرز

کپتان آنریبل۔ آر۔ ایچ لینڈ سے۔ ۲۰ ڈویژن۔
لفٹنٹ۔ ڈی۔ اے۔ ایس۔ کیلی۔ اٹھارویں ترا ونا لینسرز

نیٹو ایڈ ڈی کیمپ (دیسی مصاحب)

رسالدار میجر حکم سنگھ سردار بہادر۔ سولہویں کیولری
رسالدار میجر دیبی دیال سنگھ۔ سردار بہادر۔ گورنر جنرل کے باڈی گارڈ۔

سرجن۔ کپتان۔ ڈبلیو۔ ای۔ اے۔ آرمسٹرانگ۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔

کونسل گورنر جنرل

اکسٹرا اورڈنری ممبر ہز اکسلنسی جنرل وائیکونٹ کچنر۔ جی۔ سی۔ بی۔ او۔ ایم۔ جی۔ سی۔ ایم۔ جی۔ کمانڈر انچیف ہند ۱۹۰۲ء تنخواہ ۸۳۳۳
آرڈنیری ممبر۔ (۱) سر ای۔ فٹز جیرلڈ لا۔ کے۔ سی۔ ایم۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی
(۲) میجر جنرل سر ای۔ ایچ۔ ایس کے۔ سی۔ بی۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔
(۳) سر ڈنزل۔ سی۔ جے۔ ایٹسن۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی (۴)
سر ارنڈل ٹی ارنڈل۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ (۵)۔ ایچ۔
ارل رچرڈس۔ ہر ایک کی تنخواہ ۶۶۶۷ روپیہ ماہوار۔
● **اکسٹرا آرڈنیری**۔ دیگر پریزیڈنسیوں کے گورنروں کی جبکہ اونکے صوبہ میں کونسل بیٹھے
اڈیشنل ممبر بغرض وضع قانون (سرکاری) اے۔ ڈبلو کرکشنگ سی۔ ایس۔ آئی

اڈیشنل ممبر بغرض وضع قانون سرکاری۔ ایف۔ ایس۔ پی لیلی سی۔ ایس۔ آئی۔
جے۔ بی۔ بلڈریک۔
" غیر سرکاری۔ ایم۔ آر۔ اے۔ پی۔ انند اچارلو دیا ونودہ اور گل سی۔ آئی
رائے بہادر بی کے بوس۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سید آئے سر
بہادر۔ گوپال کرشن گوکھلے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایل۔ پی۔ پگ
سر ایم۔ سی۔ ٹرنر۔ سید حسین بلگرامی۔ ایم۔ سر آر۔
رامیشور سنگھ بہادر۔ دربھنگہ۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔
راجہ سر سرندر بکرم پرکاش بہادر۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی
آغا سر سلطان محمد شاہ آغا خان۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔

سکرٹری کونسل۔ جے۔ ایم۔ میکفرسن۔ سی۔ ایس۔ آئی۔

" ہربرٹ وم کارنڈٹ - سی-آئی-ای - ۲۰۰۰

کرٹری - ایچ-ایچ-رسلی-سی-آئی-ای، سی-ایس-آئی - ۴۰۰۰

ڈبلو-ایس میرس - ۳۰۰۰

ریکلچر سکرٹری - جے-ولسن-سی-ایس-آئی (قائم مقام) ۴۰۰۰

" ایل-رابرٹسن ۱۳۰۰

وکمرس سکرٹری - ای-این بیکر-سی-ایس-آئی - ۴۰۰۰

" ار-اے-مینٹ - ۲۲۵۰

سکرٹری میجر جنرل ای-ڈی-براتھ-سی-آئی-ای+آئی اے ۴۰۰۰

کرٹری - کرنل-ایچ-پی-واکس ۲۰۰۰

" لفٹنٹ کرنل-ایچ-ٹی-کنی - ۲۰۰۰

ن سکرٹری ریلوے برانچ - سی-ڈبلو-ہاڈسن ۳۰۰۰

" آبپاشی " سڈنی پرسٹن سی-آئی-ای ۳۰۰۰

رٹری وڈائرکٹر ریلوے ٹرافک کرنل جی-ایف ولسن رائل انجنیر ۲۵۰

میر ریلوے - ای-ایل-تیڈبولٹ - ۲۵۰۰

ٹ جنرل - آر-این-برن - ۲۵۰۰

ٹ آرکیٹکٹ - جے - رنسم -

راڈیٹر جنرل - اے-ایف کاکس-سی-ایس آئی - ۲۵۰۰

ٹ ٹھگی وڈکیتی - ڈی-ای-میک کریکن - ۲۲۵۰

نرل ڈاکخانجات ہند سر آر یوفینشا-کے سی آئی ای، سی-ایس آئی ۲۵۰۰

نرل ٹیلیگراف - ایس-ایچ-سی ہچنسن - ۳۰۰۰

سال) ماسٹر کلکتہ - کرنل سر-بی-اسکاٹ-آر-ای کے سی آئی ای ۳۰۰

سٹر بمبئی - میجر ڈبلو کارڈیو-آر-ای - ۲۰۰۰

ل آف انڈیا - لفٹنٹ کرنل ایف بی - ٹنگ آر-ای ۳۰۰۰

نرل اسٹیٹس ٹکس - جے-اے-رابرٹسن - ۱۷۵۰

نرل سروے - ٹی-ایچ ہالینڈ-ایف-آر-ایس - ۱۵۶۰

یکل سروے - میجر ڈی پرین-ایم بی+آئی-ایم-ایس+ایل ایل ڈی ۱۸۵۰

نرل تعلیم - ایچ-ڈبلو-آرینج ۱۸۰۰

نرل آرکیولاجی - جے-ایچ-مارشل ۱۶۰۰

جنرل ایگریکلچر - جے ڈبلو مالین ۱۵۰۰

ایگریکلچرل انسٹیٹیوٹ پوسا - بی کاوِنٹری - ۱۲۵۰

سنیٹری کمشنر - میجر جے ٹی ڈبلیو لسلی-آئی-ایم-ایس

مسٹرالاجکل رپورٹر - جی-ٹی-واکر -

رپورٹر اکانومک پراڈکٹس - جے-ایچ-برکل

سپرنٹنڈنٹ نیشنل ہسٹری - مینوریم - میجر اے ڈبلو الکاک-سی-آ

الیف-آر-ایس -

انسپکٹر جنرل سول وٹرنری ڈپارٹمنٹ - وٹرنری لفٹنٹ کرنل

ڈنا ڈبلو-اے مارگن ۰۰

چیف انسپکٹر مائنیس (کان) ڈبلو-ایچ-پکرنگ - ۰۰۰

ایڈیٹر امپیرل گزیٹر ہند - ڈبلو-ایس-میر - ۳۳

سپرنٹنڈنٹ لنگوئسٹک سروے - ڈاکٹر جی-اے گریرسن-سی-آئی-ای

لائبریرین امپیرل کلکتہ - جے-میکفارلین - ۵۰

ایڈوکیٹ جنرل - جے-ٹی-اوڈوارڈ - ۱۳۵

گورنمنٹ سالیسٹر - ایچ-سی-اگار ۰۰۰

ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا میجر ایچ - ڈیلی-سی-آئی-ای سی-ایس آئی

راجپوتانہ - سر ایچ ٹی مارٹنڈیل - کے-سی-ایس آئی ۵۰

بلوچستان

رزیڈنٹ حیدرآباد - لفٹنٹ کرنل سر-ڈی-ڈبلو-کے بار-کے سی ایس آئی ۰۰

میسور - سر-جے-اے-بورڈیلن-کے-سی-ایس آئی - ۰

کشمیر - ای-جی-کالون ۰۰۰

برودہ - لفٹنٹ کرنل-ایم جے میڈ-سی-آئی-ای ۰۰

نیپال - لفٹنٹ کرنل-سی-ڈبلو-ریونشا ۵۰۰

گوالیار - لفٹنٹ کرنل - سی بربرٹ ۲۵۰

جے پور - لفٹنٹ کرنل-ٹی-سی-پیرس - ۱۰۰

اندور - او دی بوزنکویٹ ۰۰۰

پولیٹیکل رزیڈنٹ خلیج فارس لفٹنٹ کرنل سی-اے کمبل-سی-آئی ی

عدن - برگیڈیر جنرل-ایچ-ایم-میسن-آئی-اے ۰۰

پولیٹیکل ایجنٹ وکانسل جنرل بغداد میجر-ایل-ایس-نیومارچ ۰

مسقط - کپتان-ڈبلو-جی گرے - ۰۰

انسپکٹر جنرل امپیرل سروس ٹروپس - کرنل-سی-ایس-بٹین-سی

گیارہویں بنگال لینسرز - ۰۰۰۰

[illegible] ۵۰۰





گورنر صاحب بہادر بمبئی

سندھی اور کچھی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ سندھ کی حکومت بمبئی کا چوتھا حصہ ہے۔ چند باتوں کے لحاظ سے بالکل جداگانہ ہے۔ باجرہ اور دیگر اشیاء خوردنی وتلین کی کاشت ہوتی ہے۔ روئی دیگر ممالک میں بھیجنے کے لئے پیدا کی جاتی ہے۔ اور احمدآباد و بمبئی کی ملوں میں کام آتی ہے۔

خاص ریلیں بمبئی۔ برودہ سنٹرل انڈیا اور گریٹ انڈیا پینن سولا جواب انڈین مڈلینڈ ریلوے سے مل گئی ہے۔ سدرن مرہٹہ اور نارتھ ویسٹرن ہیں گورنر کی اعانت کو ایک کونسل مثل مدراس کے ہے۔ باستثناء شرع کے سات ممبروں کے جو حسب ذیل منتخب کئے جاتے ہیں۔

بمبئی کارپوریشن ایک ممبر۔ دیگر میونسپل کارپوریشن ایک ممبر۔ ڈسٹرکٹ بورڈ ایک ممبر۔ سرداران دکن ایک ممبر۔ جاگیردار۔ و زمیندار ایک ممبر۔ چیمبر آف کامرس بمبئی و کراچی ہر یک ایک ممبر۔ اور بمبئی یونیورسٹی ایک ممبر۔ احمدآباد۔ پونا اور سورت خاص شہر ہیں۔ اور کراچی دارالسلطنت اور سندھ کا خاص بندر ہے۔

دارالخلافہ شہر بمبئی۔ آبادی ۷۶۰۰۶ ۔

گورنر۔ لارڈ ولینگڈن۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ جی۔ سی۔ ایم جی ۔۔۔ ۱۰۰۰۰ روپیہ
پرائیویٹ سکرٹری۔ جے۔ ایچ۔ ڈیوبولے۔ ۔۔۔ ۱۵۰۰ "
ملٹری سکرٹری۔ لفٹنٹ کرنیل ریچرڈ۔ ادین ۲۱ لانسرز
ایڈز ڈی کیمپ۔ کیپٹن جے۔ جی گریگ دسوین پاونیر
لفٹنٹ۔ اے۔ ایچ۔ بیفورٹ۔ ڈی۔ ایس او ۱۹ وین حصار
" ہندوستانی۔ رسالدار بہادر شیخ عبدالحمید ۳۵ وین سندھ ہارس
میڈیکل افسر۔ میجر۔ ایچ۔ ڈی۔ بار۔ آر۔ اے۔ ایم۔ سی ۔۔۔ ۱۰۰۰ "

کونسل گورنر بمبئی۔

سر جیمس مانٹیتھ۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ ایچ فلتن سی۔ ایس۔ آئی ۔۔۔ ۵۳۳۰ "

سکرٹری۔

چیف سکرٹری۔ آر۔ اے۔ لیمب ۔۔۔ ۳۷۵۰ "
پولیٹکل جوڈیشل لیجسلیٹیو سکرٹری۔ ایس۔ آر۔ ارگری سی۔ آئی۔ ای ۔۔۔ ۳۱۲۵ "
جنرل۔ ایجوکیشنل وغیرہ۔ جے۔ سلاڈن ۔۔۔ ۲۵۰۰ "
پبلک ورکس۔ ڈبلیو۔ ایچ ہوایٹ ۔۔۔ ۲۵۰۰ "

ہائیکورٹ

چیف جسٹس۔ سر لارنس ایچ جنکنس کے۔ سی۔ آئی۔ ای ۔۔۔ ۵۰۰۰
جج۔ بدرالدین نائب جی۔ ایل۔ پی۔ سیل ہنراین گنیش
چندورکار۔ ایچ بیٹی۔ ایچ۔ ایف۔ اسٹن۔ ایس۔ این بچلیر ۔۔۔ ۴۰۰۰
جج سندھ (کراچی) جی۔ جیکب ۔۔۔ ۴۰۰۰

(۳) بنگال

۸۵۱۱۸۵ میل مربع۔ آبادی بموجب مردم شماری ۱۹۰۱ء ۴۴۴۷۴۷ ہے۔

۱۸۵۴ء میں صوبہ بنگال بجائے خود لفٹننٹ گورنری ہو گیا۔ اس سے پہلے گورنر جنرل کے چارج میں تھا۔ بنگال پریذیڈنسی میں تمام شمالی اور وسطی ہندوستان میں شامل ہے۔ لیکن خاص کر اس میں بنگال۔ بہار۔ اوڑیسہ۔ اور چھوٹا ناگپور شمار ہوتے ہیں۔ پانچ فی صدی لوگ قصبات میں رہتے ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے یہ ممالک متحدہ امریکہ کے برابر ہے۔ لیکن جس رقبہ میں آباد ہے وہ امریکہ کا بیسواں حصہ ہے۔ یعنے بہت گنجان آباد ہے۔ بنارس کو مشرق جانب گنگا کی وادی سے لیکر ہمالیہ کے سلسلہ کے ساتھ دہانہ مہاندی تک برابر چلا گیا ہے۔ ۶۲ فیصدی ہندو اور ۳۴ فیصدی مسلمان آباد ہیں۔ خاص زبانیں بنگالی اور ہندی ہیں۔ زیادہ تر حصہ زمین زرخیز ہے۔ جس میں چاول خوب پیدا ہوتا ہے اور تمام برٹش انڈیا میں یہ صوبہ زیادہ آباد اور زرخیز ہے۔ اوڑیسہ اور چھوٹا ناگپور کو بوجہ قلت سامان آبپاشی خشک سالی سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ مشرقی بنگال باوجود گنجان آباد ہونے کے زیادہ تر آرام دہ مقام ہے۔ خاص پیداوار علاوہ چاول کے یہ ہیں۔ افیون۔ نیل۔ تلہن۔ شکر۔ تمباکو۔ ریشم۔ چائے اور سن۔

صوبہ کے اس میدان کی حد پر جو پہاڑیاں ہیں۔ ان میں کوئلہ بڑی مقدار میں کانوں سے نکالا جاتا ہے۔ وادی گنگ کے لئے ایسٹ انڈیا ریلوے بڑی لائن ہے۔ ایسٹرن بنگال ریلوے بھی اہم لائن ہے جس کی انتہائی حد کلکتہ ہے۔ دوسری لائنیں بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے شامل ہیں۔ اور بنگال ناگپور جنوب میں ہیں۔ آسام بنگال لین کی وجہ سے چٹاگانگ آسام کا بندر ہو گیا ہے۔ لفٹننٹ گورنر کی اعانت کے لئے ایک کونسل بغرض وضع قانون مقرر ہے جس میں ۲۰ ممبر سے زیادہ نہیں ہوتے۔ ۷ ممبروں کا انتخاب ذیل کی کمیٹیاں کرتی ہیں۔

کلکتہ کارپوریشن ایک ممبر۔ دیگر میونسپل کارپوریشن ۲ ممبر ڈسٹرکٹ بورڈس ۲ ممبر۔ بنگال چیمبر آف کامرس ایک اور کلکتہ یونیورسٹی ایک۔

مشہور شہر پٹنہ (آبادی ۱۳۴۷۸۵)۔ اور ہوڑہ (آبادی ۱۵۷۵۹۴) میں۔ ہوڑہ میں سن وغیرہ کا بہت کام ہوتا ہے

دارالسلطنت کلکتہ۔ آبادی گرد و نواح معہ ہوڑا کے ۸۳۷۰۶۷۱۱ ہے۔



بورڈ آف ایڈمنسٹریشن سے متعلق رہا۔ اس بورڈ کی جگہ ایک چیف کمشنر مقرر ہوا اور ۱۸۵۹ء میں وہ ترقی پاکر لفٹنٹ گورنر مشہور ہوا۔ دہلی ڈویژن ممالک متحدہ آگرہ سے علیحدہ کرکے اسی وقت پنجاب میں شامل کردیا گیا تھا۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں انڈین کونسل ایکٹ پنجاب میں مشتہر ہوا اور ایک لیجسلیٹیو کونسل مقرر کی گئی جس میں ۹ ممبر تھے۔ پانچ افیشل سرکاری اور چار نان افیشل (غیر سرکاری) علاوہ اس ملک کے جو برٹش حکومت میں ہے اور جو بلحاظ وسعت سلطنت اٹلی کے برابر ہے۔ تہائی حصہ میں ریاستیں ہیں۔ جنہیں ۴½ ملین کے قریب آبادی ہے۔ علاوہ ان کے سرحدی فرقہ ہیں جو کئی خاندانوں میں منقسم ہیں۔ جس میں قریب ایک لاکھ تیس ہزار کے جنگجو قومیں ہیں۔

اس صوبہ میں کاشتکاری زیادہ ہوتی ہے اور بیشتر نہروں سے آبپاشی کی جاتی ہے۔ اس صوبہ کی پنجابی اور ہندی خاص زبانیں ہیں۔ یہاں نمک کا ذخیرہ بہت ہے خاص اجناس یہ ہیں۔ باجرا۔ جو مکا۔ گنا۔ روئی۔ لاہوری نمک۔ گیہوں۔ روئی۔ دیگر ملکوں کو روانہ ہوتے ہیں۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کی مختلف شاخیں اس صوبہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ قدیم شہر دہلی کی آبادی ۲۰۸۵۷۰ ہے اور سکھوں کے متبرک مقام امرتسر کی آبادی ۱۶۲۴۲۹ ہے دارالسلطنت لاہور ہے۔ جس کی آبادی ۲۰۲۹۶۴ ہے۔

لفٹنٹ گورنر۔ سر چارلس ایم ریواز کے۔ سی۔ ایس آئی۔ مارچ ۱۹۰۲ء تنخواہ ۸۳۳۳ ماہوار
پرائیویٹ سکرٹری و مصاحب میجر۔ جی۔ اے۔ رابرٹسن ” ۹۰۰ ”
چیف سکرٹری۔ جے۔ میک ڈونی ” ۲۷۵۰ ”
ریونیو و فنانشل سکرٹری۔ اے۔ ایچ ڈایک ” ۳۰۰۰ ”
سکرٹری پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ (آبپاشی) جے بنٹن سی آئی ای جی کینیڈی ۲۵۰۰ ”
جوڈیشل و جنرل سکرٹری۔ اے۔ بی۔ کنٹلول اسمتھ ۱۵۰۰ ”
سکرٹری پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ (سڑک) ای۔ ڈی۔ ۱۹۰۰ ”
فنانشل کمشنر۔ ڈیل بیٹرکے۔ سی۔ آئی۔ ای سی ایس آئی ۳۵۰۰ ”
سٹلمنٹ کمشنر۔ جے۔ ولسن۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ۳۰۰۰ ”

چیف کورٹ

چیف جج۔ سر ڈبلو اور کلارک تنخواہ ۴۰۰۰ ماہوار
جج۔ اے۔ ایس۔ ریڈ۔ پروتل چندر چیٹرجی رائے بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ ایف۔ اے۔ رابرٹس (ہر ایک) ۳۵۰۰ ”

(۶) برہما

حدود اربعہ برہما کے چین فرنچ انڈوچین اور مشرق میں سیام اور شمال میں صوبجات بنگال۔ اور آسام اور خلیج بنگال ہیں۔ یہ ہند کے صوبجات میں سب سے بڑا ہے۔ جس کا رقبہ ۲۳۶۷۳۸ میل مربع ہے۔ اور آبادی ۱۰۴۹۰۶۲۴ ہے ان اعداد میں ریاستہائے شان اور چن ملہس شامل ہیں۔ بہت سے باشندگان مدراس۔ بنگال اور چین یہاں آباد ہونے کو آتے ہیں۔ ٹناسرم اور ارکان برہما اور شان اسٹیٹس تیسری لڑائی ۱۸۸۵ء کے بعد یہ صوبہ آباد کم ہے۔ لیکن زرریزی کے باعث آبادی بڑھتی جاتی ہے۔

باشندگان انڈوچین بے شمار مختلف فرقوں میں تقسیم ہیں۔ اور ہر فرقہ میں امتیاز مذہب زبان اور رسوم سے ہوتا ہے۔ مذہب بودھ جو اب صرف برہما میں محدود ہے۔ قریب قریب ۹۰ فیصدی لوگوں کا مذہب ہے۔ ۷۵ فی صدی لوگ برہمی زبان بولتے ہیں۔ برہمی لوگوں کی تعلیم بہ نسبت ہندوستانیوں کے معقول ہوتی ہے۔ یہ تعلیم ان کو بدھ مذہب کے پیشواؤں سے ملتی ہے زیرین برہمائی زمین نیچی ہے لیکن پروم کی زمین اونچی اور پہاڑی ہے نیچی زمین کی پیداوار چاول رنگون کی کلوں میں صاف ہوکر باہر جاتا ہے۔ اسی طرح پرساگون جو برہما۔ شان اسٹیٹ اور سیام کے جنگلوں میں بکثرت ہوتا ہے باہر بھی جاتا ہے۔ برہما میں مختلف چیزیں ہیں مثلاً پٹرولیم۔ چاندی۔ سونا وغیرہ۔ ایراوڈی اور سالون کے پایاب دریاؤں سے دریائی آمدورفت میں آسانی ہوتی ہے۔ جو اشیاء یہاں تیار ہوتی ہیں۔ وہ خشکی کی راہ سے مغربی چین کو جاتی ہیں۔

برہما ریلوے اور دریا کے راستہ سے تجارتی مال کی آمدورفت زیادہ ہے۔ ریلوے کی ایک شاخ شان اسٹیٹ سے جاکر ملی ہے اور لائن کا خاتمہ مشکنا پر ہوا ہے۔ ۹ اپریل ۱۸۹۷ء سے برہما بذریعہ اعلان انڈیا میں شامل کرلیا گیا ہے۔ اور وہاں کا چیف کمشنر لفٹنٹ گورنر بنایا گیا ہے۔ لفٹنٹ گورنر برہما کے یہاں بھی ایک لیجسلیٹیو کونسل ۹ منتخب شدہ ممبروں کی ہے۔ جن میں سے پانچ سرکاری اور ۴ غیر سرکاری ممبر ہیں۔ موجودہ دارالسلطنت رنگون بوجہ تجارتی ترقی کے روز افزوں آباد ہوتا جاتا ہے۔ اور قدیم دارالسلطنت منڈالی روز بروز زوال پذیر ہے۔

اور برہما کا دارالسلطنت رنگون۔ آبادی ۲۳۴۸۱-۱

اپر برھما کا منڈالے ہے۔ آبادی ۱۸۳۸۱۶

لفٹنٹ گورنر۔ سر ہیو۔ شیکسپیر۔ بارنیز۔ کے سی ایس آئی کے سی وی او۔ (اپریل سنہ ۱۹۰۳ء) تنخواہ ۸۳۳۳ ماہوار

پرائیویٹ سکرٹری۔ جی۔ بی۔ ایچ تل ،، ۸۳۳ ،،

اے ڈی کیمپ۔ کپتان ڈبلیو ایچ۔ ایف بسیوی ۱۰۹ ویں پنجابی

چیف سکرٹری۔ سی۔ سی بوڈس۔ (قایم مقام) تنخواہ ۳۰۰۰ ،،

ریونیو سکرٹری۔ ایچ۔ ٹامسن (قایم مقام) ،، ۲۰۰۰ ،،

سکرٹری جے۔ پی۔ ونیکیٹ ،، ۱۵۰۰ ،،

سکرٹری پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ۔ ایچ ایم چیکب ۲۰۰۰ ،،

فنانشل کمشنر۔ ڈبلیو۔ ٹی۔ ہال۔ سی۔ ایس۔ آئی تنخواہ ۳۵۰۰ ،،

سپرنٹنڈنٹ و جوڈیشل افسر ریاستہائے شان جے۔ جی۔ اسکاٹ کے سی آئی۔ ای ،، ۲۰۰۰ ،،

(**چیف کورٹ اپر برہما**)

چیف جج۔ سر ہیچ۔ تھرکل۔ ہوایٹ کے۔ سی۔ آئی۔ ای ۳۷۵۰ ،،

ججان۔ سی۔ ای۔ فاکس۔ دم بگی۔ اے۔ آر۔ برکس ہر ایک ۳۵۰۰ ،،

جوڈیشل کمشنر۔ اپر برہما۔ ایچ۔ آڈمسن سی ایس آئی ۳۵۰۰ ،،

(۷) ممالک متوسط

اس کا رقبہ ۹۵۴۶۶ مربع میل۔ آبادی بموجب مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء ۹۸۷۶۶۴۶ ہے۔ آبادی کے لحاظ سے ہالینڈ اور بلجیم دونوں کے برابر اور بلحاظ رقبہ چار حصے زیادہ ہے یہ صوبہ سنہ ۱۸۶۱ء میں قایم ہوا کچھ ملک صوبہ مغربی و شمالی اور کچھ مدراس سے لیا گیا۔ لیکن دراصل یہ ناگپور کی سلطنت مرہٹہ کے پاس تھی۔ یہ صوبجات پہاڑی اور بیابانی ہیں اور اکثر یہ تمدن سے بالکل وحشی ہیں۔ زیادہ تر ہندو لوگ ہیں۔ اور ہندی اور مرہٹی بولتے ہیں۔ ریلوں اور سڑکوں کے بنجانے سے تجارت میں فروغ ہوتا جاتا ہے۔ کوئلہ کی کانیں بہت ہیں۔ اور چاول۔ گیہوں باجرا۔ مٹر۔ تلہن اور کپاس پیدا ہوتی ہے۔

انڈین مڈلینڈ۔ گریٹ انڈین پننسولا۔ بنگلور ناگپور لائنوں کے ذریعہ سے تجارت رہتی ہے ٭

یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء سے برار بھی اس میں ملا لیا گیا ہے جس کا رقبہ ۱۷۷۱۰ مربع میل اور آبادی ۲۷۵۴۰۱۶ ہے۔ برار حیدر آباد کے شمال میں واقع ہے۔ اسکو نظام نے سنہ ۱۸۵۳ء میں سرکار انگلشیہ کو بقایا کے عیوض میں دیا تھا۔ اس کی مالگذاری حیدر آباد کنٹنجنٹ میں صرف ہوتی۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں گورنمنٹ انڈیا نے برار کا دوامی پٹہ ایک لاکھ ستر سٹھ ہزار پونڈ سالانہ پر نظام سے لیا۔ جس سے ایک مقررہ آمدنی آتی ہے۔ اور مثل پہلے کے کمی و بیشی نہیں ہوتی۔ اس نئے عہد نامے کی روسے حیدر آباد کنٹنجنٹ میں نئی ترتیب دینی پڑی۔ اور رفتہ رفتہ نظام کی بے قاعدہ فوج میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ برار بالکل زراعتی ملک ہے اور بہت زرخیز ہے۔ ہندوستان بھر سے زیادہ عمدہ کپاس یہاں پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ باجرہ اور تلہن کی بھی پیداوار اچھی ہوتی ہے۔ خاص زبان مرہٹی ہے اور زیادہ تر ہندو بستے ہیں۔ مشہور قصبہ برار کا ایلچپور ہے۔ جس کی آبادی ۲۶۰۸۲ ہے ٭

دارالخلافہ ناگپور۔ آبادی ۱۲۷۷۳۴۔

چیف کمشنر جے پی۔ ہیوٹ۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی ایس آئی سی آئی۔ ای ۴۱۶۷ ،،

چیف سکرٹری۔ سول ڈپارٹمنٹ بی۔ ابرٹس سی آئی ای ۲۵۰۰ ،،

جوڈیشل کمشنر۔ سی۔ ایمے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ۲۷۵۰۰ ،،

برار

کمشنر۔ لفٹنٹ کرنل ڈبلیو ہیسٹینگز۔ آئی۔ اے ۲۷۵۰ ،،

جوڈیشل کمشنر جے کے۔ بٹن۔ تنخواہ ۲۷۵۰ ماہوار

(۸) آسام

رقبہ ۵۶۲۴۳ مربع میل ہے اور آبادی بموجب مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء ۶۱۲۶۳۴۳ ہے۔ یہہ صوبہ سنہ ۱۸۲۵ء میں برھما سے علیحدہ ہوا۔ اور سنہ ۱۸۷۴ء تک بنگال سے علیحدہ رہا۔ اس صوبہ کو ایک پہاڑیوں کا سلسلہ وادیٔ سرما اور وادی برہمپتر میں تقسیم کرتا ہے۔ وادی برہمپتر کا خاص شہر گوہاٹی ہے۔ جسکی آبادی ۱۱۶۶۱ ہے۔ اور وادی سرما کا خاص شہر سلہٹ ہے۔ اسکی آبادی ۱۳۸۹۳ ہے۔ آسام کی آمدنی نسبتاً بہت کم ہے۔ یہاں زیادہ تر چاول پیدا ہوتا ہے۔ لیکن تلہن کی بھی پیداوار ہوتی ہے۔ کچھار۔ سلہٹ۔ شب ساگر اور لکھیم پور کے ضلعوں میں ہندوستان کے سب ضلعوں سے زیادہ چاء پیدا ہوتی ہے۔ سنہ ۱۸۹۳ء اور سنہ ۱۸۹۴ء میں چاء کی پیداوار ستاون ملین پونڈ تھی۔ دو قومیں ہندو اور مسلمان زیادہ تر پائی جاتی ہیں۔ زبانیں بہت ہیں۔ مگر خاص زبانیں بنگالی اور آسامی ہیں۔ کانی چیزیں یعنے کوئلہ۔ مٹی کا تیل۔ لوہا اور چونا وغیرہ ہیں۔ آسام بنگال لاین۔ ترقئ آسام کے لیئے بنائی گئی ہے۔ سنہ ۱۸۹۷ء میں لوشائی پہاڑیاں بنگال سے علیحدہ کر کے آسام میں شامل کی گئیں۔ آسام میں ۴۴۵۸۷۷ قلی ہندوستان سے جلاوطن ہو کر آئے۔ فی صدی ۶۵ صرف بنگال کے تھے یہ سب چائے کے باغات میں کام کرنے

کو آئے ۹۰ فیصدی لوگ دیہات میں رہتے ہیں۔
صدر مقام گورنمنٹ آسام۔ شلانگ میں ہے جسکی آبادی ۸۳۸۴۷ ہے۔

چیف کمشنر۔ جے بی فلر۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی	۴۱۶۷	"	"
سکرٹری چیف کمشنر۔ فرنیس جان موناہن	۲۲۵۰	"	"
کمشنر۔ پی۔ جی ملیس۔ سی۔ آئی۔ اے	۲۵۰۰	"	"

(۹) اجمیر مارواڑ

رقبہ اس کا دو ہزار سات سو گیارہ میل ہے اور آبادی بموجب مردم شماری ۱۹۰۱ء ۴۷۶۹۱۱ ہے۔ یہ ۱۸۱۸ء میں برٹش گورنمنٹ میں شامل ہوا۔ راجپوتانہ میں جو ایجنٹ گورنر جنرل ہے وہی اجمیر۔ مارواڑ کی چیف کمشنری کے عہدہ کی خدمات انجام دیتا ہے۔ او رایگزیکیوٹو اور جوڈیشل افسر بھی ہے۔ جسکو ۴ ہزار مشاہرہ ملتا ہے۔

خاص شہر اجمیر۔ آبادی ۷۳۸۳۹ ہے۔

چیف کمشنر۔ سر ایچ۔ ٹی۔ مارٹنڈیل کے سی۔ آئی " ۴۲۵۰ "

(۱۰) کورگ

رقبہ اسکا ۱۵۸۲ مربع میل ہے اور آبادی بموجب مردم شماری ۱۹۰۱ء ۱۸۰۶۰۷ ہے۔ کورگ ۱۸۳۴ء میں شامل ہوا۔ میسور کا رزیڈنٹ کورگ کا چیف کمشنر اور چیف ایگزیکیوٹو اور جوڈیشل افسر ہے اور ۴ ہزار تنخواہ ہوتی ہے۔

چیف کمشنر۔ سر جے۔ اے بورڈین کے سی۔ آئی " ۴۵۰۰ "

(۱۱) برٹش بلوچستان

۱۸۸۷ء میں بلوچستان کی علیحدہ کمشنری بنائی گئی۔ اور اس میں گورنر جنرل کا ایجنٹ مقرر کیا گیا۔ وہی برٹش بلوچستان کا چیف کمشنر ہے۔ چند اضلاع جو اس کمشنری میں شامل ہیں۔ افغانستان کے عہدنامہ گنڈمک سے ۱۸۷۹ء میں تلے اور کچھ خان قلات کے انتظام میں ہاتھ لگے۔ یہاں گورنر جنرل کا ایجنٹ رہتا ہے اور وہی کل انتظام کی نگہداشت کرتا ہے اور ایرانی سرحدی معاملات بھی اسی سے متعلق ہیں۔ برٹش بلوچستان کا رقبہ ۴۵۸۰۴ مربع میل ہے۔ اور آبادی بموجب مردم شماری ۱۹۰۱ء ۳۰۸۲۴۶ ہے۔ بلوچستان کے ایجنٹ اور برٹش بلوچستان کی چیف کمشنری کا عہدہ ایک ہی شخص کی ذات سے متعلق ہے اور تنخواہ چار ہزار سات سو پچاس روپیہ مقرر ہے۔ آبادی صرف بحساب ۱۱ فی مربع میل ہے۔ اور ۴۴ فیصدی لوگ خانہ بدوشی کی حالت میں چراگاہوں میں بسر کرتے ہیں۔ سنی المذہب مسلمان ہیں۔

بلوچستان میں زیادہ تر پہاڑ اور ریگستان ہیں۔ افغانی و بلوچی سرحد کی حد بندی ۱۸۹۵-۹۶ء میں کی گئی تھی۔ اس سرحد پر ایک ریل بلوچستان کوئٹہ ہوتی ہوئی چمن جاتی ہے ایک تجارتی سڑک ہندوستان اور سیستان کے درمیان کھلی گئی ہے۔ اور کوئٹہ سے نشکی تک ایک اور ریل بن رہی ہے۔ خان قلات سرغنہ سرداران ہیں اور گورنمنٹ کے ایجنٹ کو ان سے تمام اہم معاملات میں مدد ملتی ہے۔

خان مذکور کو قریب ۱۱۰۰۰ پونڈ کے روپیہ ملتا ہے سرکاری فوجیں کوئٹہ پر قابض ہیں۔ اور درہ بولن پر حکمرانی کرتے ہیں۔ اور عہدنامہ کے بموجب دوسرے مقام پر قابض ہو جانے کا استحقاق حاصل ہے۔

چیف کمشنری۔ برٹش بلوچستان کی خالی ہے۔

(۱۲) شمالی۔ مغربی۔ سرحدی صوبہ

یہ صوبہ ۹۔ نومبر ۱۹۰۱ء میں قائم ہوا۔ اس میں اضلاع ہزارا پشاور۔ کوہاٹ۔ بنوں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے کچھ حصے قوم مالاکنڈ ڈویژن۔ سوات اور چترال۔ خیبر۔ ٹاچی۔ گومل اور شیرانی سے ملکر پورا صوبہ نامزد ہوا۔ اس کا رقبہ ۱۶۴۶۶ میل ہے۔ اور آبادی ۲۱۲۵۴۸۰ ہے۔ کل مسلمان آباد ہیں افسر انچارج گورنمنٹ انڈیا کا براہ راست ماتحت ہے۔ حاکم شہر پشاور ہے۔ جس کی آبادی بموجب مردم شماری ۱۹۰۱ء ۹۵۱۴۷ ہے۔

دار السلطنت پشاور۔

ایجنٹ گورنر جنرل و چیف کمشنر۔ لفٹننٹ کرنل۔ ایچ۔ اے ڈین۔ سی۔ ایس۔ آئی	۴۷۵۰ ماہوار
جوڈیشل کمشنر۔ سی۔ ای۔ ایف۔ بنبری۔	۲۷۵۰ "
ریونیو کمشنر۔ ایم۔ ایف۔ اوڈوایر	۲۷۵۰ "

(۱۳) جزایر انڈمن و نکوبار

رقبہ اس کا ۳۲۴۳ مربع میل اور آبادی ۲۴۶۴۹ ہے۔ یہ خلیج
بنگال کے شرقی حصے میں چھوٹے چھوٹے جزیروں کا سلسلہ ہے
یہ سلسلہ دو حصوں میں منقسم ہے ایک بڑا انڈمن۔ اور دوسرے
کو چھوٹا انڈمن کہتے ہیں۔ ان میں نباتات بکثرت ہوتے ہیں۔
اور نگریٹس قوم آباد ہے۔ اور دن بدن نابود ہوتی جاتی ہے
۱۸۵۸ء سے برٹش گورنمنٹ آف انڈیا کے سزایافتہ قیدی
یہاں بھیجے جاتے ہیں۔ گویا کالا پانی ہے۔

پورٹ بلیر کا بندرگاہ بہت وسیع اور محفوظ ہے۔ اور جنوبی
انڈمن میں واقع ہے جہاں مجرم رکھے جاتے ہیں۔
۱۹۰۳ء میں مجرموں کی تعداد ۱۲۷۲۴ تھی۔ جزایر انڈمن کے
جنگلوں میں بہت قیمتی لکڑی پیدا ہوتی ہے۔ چاء۔ چنا۔
ہندوستانی اناج یعنے مکئی، الو۔ وغیرہ کی بھی خوب کاشت
ہوتی ہے۔ کافی کوکونٹ وغیرہ بھی بویا جاتا ہے۔ کل آبادی کا
۵/۶ حصہ جو قریب ۱۵ ہزار کے ہے مجرم ہیں۔ مجرموں کا فی الحال
کام ہے کہ وہ آیندہ آنیوالے قیدیوں اور بدچلنوں کے لئے
خانہ دار جیل بنائیں۔

جزایر نکوبار۔ انڈمن سے ٹھیک جنوب اور جزیرہ سماترا کے شمال
و مغرب میں واقع ہیں۔ ان کا تعلق پہلے ڈنمارک سے تھا لیکن
۱۸۶۹ء میں انگریزوں کے ہاتھ آئے۔ اور اُسی وقت سے
جزایر انڈمن کے چیف کمشنر کے ماتحت ہیں۔ ان میں ۱۲۔ آباد
و سات غیر آباد جزیرے ہیں۔ ان میں سب سے مشہور
کار نکوبار ہے اور انتہائے شمال میں واقع ہے۔ اور کل
جزیروں کی نصف آبادی اس میں شامل ہے۔ یہاں سے
باہر کو بہت سامان جاتا ہے۔ قریب نصف کے یہاں سے
روانہ ہوتا ہے۔ گریٹ نکوبار میں جو انتہائے جنوب میں
واقع ہے آدھے سے زیادہ رقبہ ہے۔ یہاں کی زمین
عمدہ ہے۔ اور اخروٹ بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ یہاں کی
آبادی قریب سات ہزار کے ہے۔ باشندے یہاں کے
ملایا نسل کے ہیں اور طاقتور ہوتے ہیں۔ لیکن سست اور کاہل بہت
ہوتے ہیں۔ ان کی نسل وسطی اور جنوبی جزیرے میں کم
ہوتی جارہی ہے۔ ڈین کے باشندوں نے ۱۷۵۶ء
اور ۱۸۳۶ء میں ان جزیروں کو آباد کرنے کی کوشش کی
تھی۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

ہندوستانی۔ پرتگالی۔ نوا گوا کا شہر مالا بار کوسٹ پر واقع
ہے اور یہ گوا کا دارالسلطنت ہے۔ اور حقیقتاً پرتگال
والوں کے جسقدر رقبے راس امید کے مشرق ہیں۔
سب کا پایہ تخت ہے۔

گوا۔ بمبئی سے جنوب و مشرق کی طرف قریب ۲۶۵
میل کے ہے۔ اور اولڈ گوا جو پانچ یا چھ میل ہیں ہے دن
بدن غیر آباد ہوتا جاتا ہے۔ لیکن نیو گوا یا جو بندرگاہ کے
قریب ہے۔ ایک بہت ہی اچھا شہر ہے۔ جس کے
چاروں طرف فصیل ہے اور آجکل تجارت اور گورنمنٹ
کا مرکز ہے۔ غیر ملکوں سے ہاتھی دانت۔ کچا ریشم و شکر
اور اون وغیرہ بہت آتی ہے۔ سن۔ چھالیہ۔ اور
وغیرہ باہر کو جاتے ہیں۔ گوا کا کل ملک ۶۰ میل طولاً۔
اور ۴۰ میل عرضاً ہے۔ رقبہ قریب ایک ہزار اسی مربع
میل ہے۔ اور آبادی اکسٹھ ہزار تین سو چوراسی ۱۹۰۱ء
میں تھی۔

مغربی ہندوستان میں پرتگال والوں اور قبضے ڈامن
میں ہیں۔ خاص شہر کی آبادی ۲۶۹۶۴ ہے۔ اور کل
حصہ کی ترلیسٹھ ہزار دوسو چوراسی ہے۔ یہ بمبئی کے
شمال میں واقع ہیں۔

ڈیو۔ ایک شہر اور قلعہ ساحل گجرات سے کچھ دور
واقع ہے۔ اس کی آبادی بارہ ہزار سات سو اٹھاون
رقبہ ۵۲ مربع میل ہے۔ پرتگال والوں کے مقبوضات
کی آمدنی بہت کم ہے۔ اور خرچ دولت کی نسبت زیادہ ہے
بہ نسبت پہلے کے اب فسادات میں بہت کمی ہے۔
اور رعایائے گورنمنٹ کا ہر ایک انسان اپنی زندگی
امن و امان کے ساتھ بسر کر رہا ہے۔

گورنمنٹ کی جملہ مقبوضات ہندمین سے دہلی جس میں
شہنشاہی دربار منعقد ہوا۔ اپنی آبادی۔ فنون۔ وضع۔
اور تجارت سے خصوصاً دارالسلطنت ہونے کے اعتبار
سے زیادہ ممتاز ہے۔ باوجودیکہ چند مرتبہ اجڑا اور ویران

ضلع دہلی

اس شہر کا نام پیشتر اندر پرست تھا - یہ دریائے جمنا کے گوشۂ جنوب مشرق میں لاہور سے ڈھائی سو میل پر واقع ہے + چونکہ راجہ دہلو نے اسکے متصل ایک اور شہر آباد کیا تھا اسواسطے اسکا نام دہلی رکھا گیا - کچھ روز بعد یہ شہر ویران ہوگیا - پھر شاہ جہاں بادشاہ نے اسکے قریب ایک نیا شہر بسایا اُسکا نام شاہجہان آباد رکھا - رفتہ رفتہ دہلی بھی شاہجہان آباد کے نام سے موسوم ہوگیا - اسواسطے اسکا اصلی نام شاہجہان آباد ہے - اسکے تین طرف پتھر کی اونچی فصیل ہے اور ایک طرف لال قلعہ - یہاں کے پانچ بازار نہایت مشہور ہیں دریبہ - جوہری بازار - چاندنی چوک - چاوڑی - لال کنواں - صدر بازار - یہی بڑی رونق کی جگہ ہے - ۱۸۵۷ء میں شہر کی آبادی ۱۴۰۱۸۷ تھی ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۲۰۸۵۷۵ ہے

باشندے - اس ضلع میں زیادہ تر ہندو اور مسلمان آباد ہیں قوم ہنود میں سراوگی - ویشنوں - برہمن - کھتری - کالیستھ - جاٹ بنئے - گوجر - گورے راجپوت اور میر + ہمارے معززین شاید ان چار قوموں سے واقفیت نہ رکھتے ہونگے - جاٹ یہ قوم بہت مضبوط اور قدآور ہوتے ہیں - لڑائی کے وقت بہت استقلال سے حریف کا مقابلہ کرتے ہیں - گوجر یہ بھی بعینہ جاٹوں کی طرح طاقتور اور مضبوط ہوتے ہیں - گورے ویسے - یہ لوگ کاشتکاری کرتے ہیں - اور سادہ زندگی بسر کرتے ہیں - قصبوں اور دیہاتوں میں رہتے ہیں - اہل اسلام میں - شیخ سید - مغل - پٹھان بلوچی اور مختلف رذیل قومیں بھی ملتی ہیں جو قریب ہر شہر میں پائی جاتی ہیں

تجارت - شہر میں ہر قسم کی ہوتی ہے - خصوصاً گوٹے کناری - کپڑے جواہرات - لوہے - کاغذ اور انگریزی اسباب کی بہت بڑی خرید و فروخت ہوتی ہے - چند سال کے عرصہ میں کئی کارخانہ تیار ہوگئے ہیں جن میں کلوں کے ذریعہ سے کپڑا - بسکٹ - ڈبل روٹی - برتن - تانبے پیتل وغیرہ کے برتن بنتے ہیں - ان کارخانوں کی بہت ترقی ہے اور ہر روز انکی تعداد بڑھتی جاتی ہے +

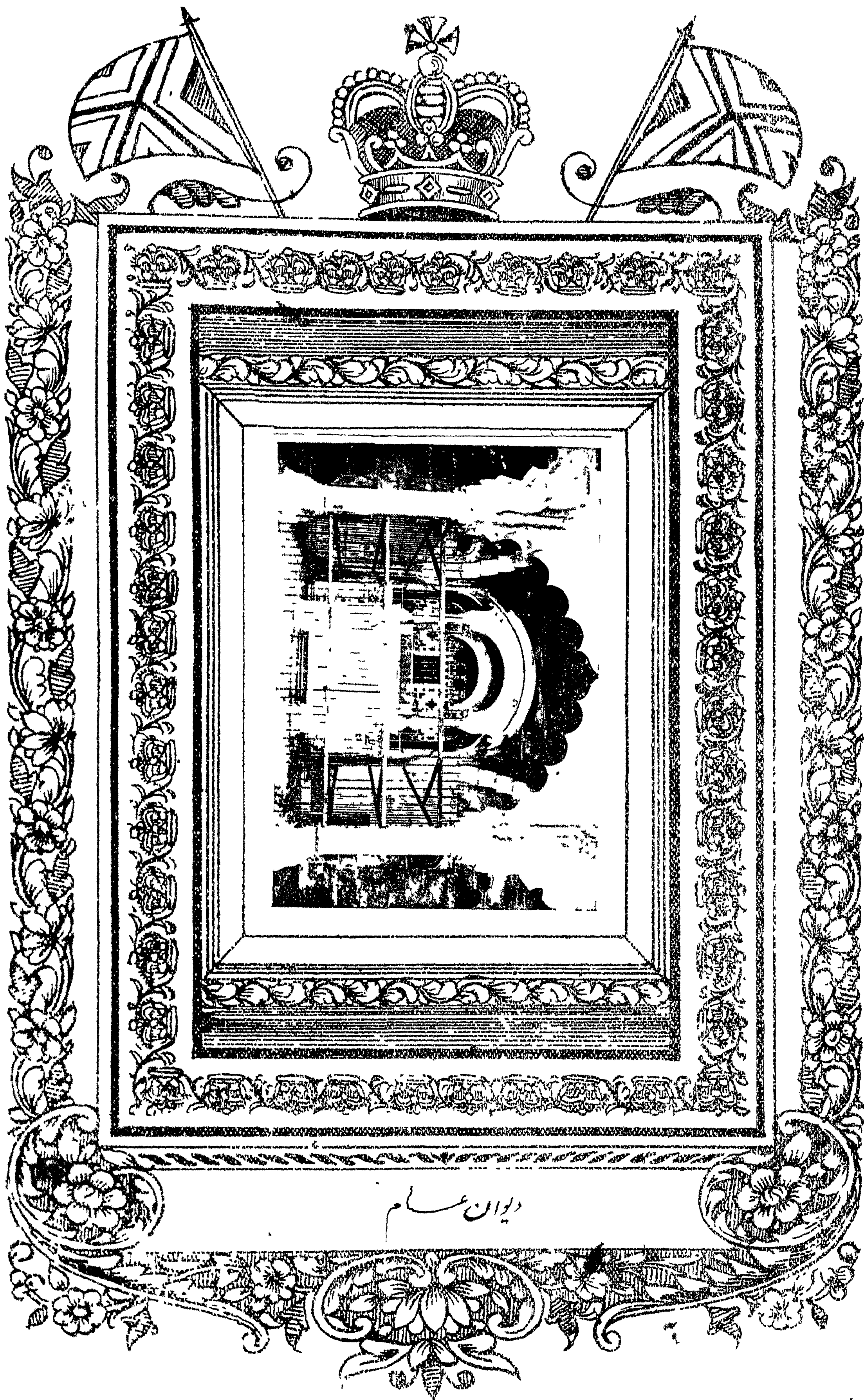
میلے - یہاں سات میلے نہایت مشہور ہیں - قطب صاحب کا میلہ - رام لیلا - کالکاجی کا میلہ - نظام الدین اولیا کی سترھویں اور میلے ہر عید کے مع شہر - رتھ جاترا - ان میں سے تین میلے نہایت بارونق اور پرتکلف ہوتے ہیں - قطب صاحب کا میلہ جو پھول والوں کی سیر کے نام سے مشہور ہے دہلی سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر قطب صاحب کی درگاہ میں ہوتا ہے - یہ میلہ سال بھر میں ایک مرتبہ ہوتا ہے اور تین روز تک رہتا ہے - دہلی کے مالی خاصکر اس میلے کے بانی ہیں - ہر قسم کے دوکاندار یہاں جمع ہوتے ہیں اور تین روز بڑا جشن رہتا ہے - رام لیلا یہ میلہ گیارہ روز تک رہتا ہے - دسہرے کے دن اس میلے میں بڑی رونق ہوتی ہے کالکاجی کا میلہ یہ میلہ دہلی سے چھ میل کے فاصلہ پر کالکا کے مندر میں سال میں دو مرتبہ ہوتا ہے ایک چیت میں اور دوسرا اسوج میں - زیادہ تر رذیل اقوام کے لوگ شریک ہوکر جشن کرتے ہیں اور ہر قسم کی چیزیں بطور چڑھاوا چڑھاتے ہیں - اس شہر میں یہ مثل مشہور ہے کہ آٹھ بار نو تہوار یعنے اس شہر میں ہمیشہ میلے ہوا کرتے ہیں - اور لوگوں کا اژدہام لگا رہتا ہے +

ریلوے - اس شہر سے چھ لینیں مختلف سمت کو جاتی ہیں جن میں مسافر رات دن سفر کرتے - خطوط اور پارسل وغیرہ آتے جاتے ہیں اشیاء کی درآمد برآمد سے تجارت کو از حد نفع پہونچتا ہے جو بہبودی کا باعث ہے

عمارات یہاں کی اکثر قابل اور لائق سیر ہیں مگر بوجہ طوالت صرف مندرجہ ذیل عمارت کا حال لکھا جاتا ہے -

لال قلعہ

اس قصر عالی کو شاہجہان بادشاہ دہلی نے تیار کرایا ۱۶۴۸ء میں جبکہ یہ عمارت تکمیل کو پہونچی تھی یہ قصر ہندوستان میں آپ ہی اپنی نظیر تھا - اسکے صناعوں کی نازک خیالی اور صنعتیں دیکھکر خدا کی شان نظر آتی ہے پتھر کی پچی کاری کا کام سونے اور چاندی کے گنگاجمنی کام کا لطف دکھاتی تھی - مگر افسوس کہ سرکار کی عملداری کے بعض انگریزی حکام نے اس عمارت کے بہت اجزا مسمار کردیئے اور وہ مکانات جنمیں چلتے ہوئے انسان کے پاؤں پھسلتے تھے گوروں کی خوابگاہ اور گھوڑوں کے اصطبل بنائے گئے چونہ کاری کرکے صنعت کو بالکل پوشیدہ اور نامعلوم کردیا گیا تھا - مگر بعض منصف مزاج حکام نے توجہ فرماکر اس ٹوٹی پھوٹی عمارت کو جو زمانہ کی دست ظلم سے بچ رہی تھی قائم رکھا ہے اور اسکا نظارہ بھی خدا کی قدرت کا تماشا دکھاتا ہے یورپین سیاحوں نے بھی اسکی بہت کچھ تعریف تحریر کی ہے - تخت طاؤس بھی اس قلعہ میں رکھا تھا اُسکی قیمت کا اندازہ ایک یورپین جوہری سیاح نے سولہ کروڑ پانچ لاکھ روپیہ کیا ہے اور بھی اُس مورخ نے بہت کچھ حالات اسکے درج کئے ہیں جو بخیال طوالت قلم انداز کئے گئے +


دیوان عام

جامع مسجد

یہ متبرک عمارت آپ اپنا نظیر ہے خوبی میں دوسری مسجد اس کے برابر نہیں۔ ایک بلند پہاڑی پر واقع ہے۔ سنہ ۱۰۶۰ھ میں شاہجہان بادشاہ نے اس کی تعمیر کے واسطے حکم صادر فرمایا اور پانچ ماہ تک جعفر خان نے اس کی مرمت کا انتظام کیا دو سال تک خلیل اللہ خان مہتم تعمیر رہے ان کے بعد سعد اللہ خان وزیر نے تین برس پانچ ماہ بندوبست کیا پھر روح اللہ خان نے اندر چھ سال کے اس کار اہم کو بکمال خوش سلیقگی انجام دیا اس مسجد کی تعمیر میں پانچ ہزار مزدور روزمرہ تمام دن کام کرتا تھا دس لاکھ روپیہ اس کی تعمیر میں صرف ہوا۔ ۳۴ سیڑھیاں طے کرنے کے بعد آدمی مسجد میں داخل ہوتا ہے اور اس میں تین دروازے بہت ہی عالیشان ہیں مشرقی دروازہ بہ نسبت جنوبی اور شمالی دروازہ کے رفیع اور خوبصورت بنا ہے بیرونی حصہ میں سنگ سرخ لگایا گیا ہے اور اندر سنگ مرمر کا فرش ہے اور موصلی کی شکل خوبصورت سنگ موسے سے محراب دار بنائی گئی ہے اور صحن میں سنگ سرخ کا فرش ہے وسط میں ایک مربع حوض ہے جسکے کنارے سنگ موسے و سنگ مرمر کے ہیں اور حوض کے بیچ میں ایک فوارہ ہے جسکے گرد لالٹین ہیں اسی حوض کے غربی کنارے پر ایک مختصر کٹہرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جو کچھ محمد بخش بادشاہی محلی نے تعمیر کرایا تھا اوس پر یہ کتبہ ہے۔ (کوثر محمد رسول اللہ سنہ ۱۲۱۱ھ) اور اس کے آگے یہ شعر ہیں

رسول دیدہ اند آنجا دلی اہل اللہ بجاست گر شود این سنگ ہم پایہ نگار
بنائے سال بہ تحسین آفرین ہاتف ؛ بگفت احاطہ جائے نشست رسول اللہ

مسجد کے چار جانب تعمیر ایسی ہے جو نہایت خوشنما ہے دالان میری اور فرحت خیز مقامات بنائے گئے ہیں۔ ۱۸۰ اگز اس مسجد کا طول اور ۔۔ اگز عرض ہے مسجد کے رفیع گنبدوں کے پہلووں میں [illegible] اونچی منار سنگ مرمر اور سنگ سرخ کے بنے ہوتے ہیں یہ منار ۱۳۰ فٹ اونچی ہیں اور ان میناروں کے اوپر جانے کو سیڑھیاں بہت ہی چوڑی بنی ہوئی ہیں اس مسجد کی تاریخ اس مصرعہ سے نکلتی ہے۔

مسجد شاہ جہاں قبلۂ حاجات آمد

اس مسجد کے گیارہ در ہیں اور وسط میں ایک بہت رفیع در ہے اسی در کے سامنے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں اور ہر ایک در پر عبارت ذیل لکھی ہوئی ہے۔

کتبہ اول

بفرمان شہنشاہ جہان بادشاہ زمین و زمان گیہان خدیو کشورستان گیتی خداوند گردون توان موسس قوانین عدل و سیاست مشید ارکان ملک و دولت بیاردان عالی فطرت قضا فرمان قدر قدرت فرخندہ رائے خجستہ منظر فرخ طالع بلند اختر آسمان حشمت انجم سپاہ خورشید عظمت فلک بارگاہ۔

کتبہ آخر

صدائے تسبیح سبحانش راہنگامہ آرائے ذاکران مجامع ملکوت و زمزمہ تہلیل مہلیلانش رانشاط افزائے بر معتکفان جوامع جبروت دارا دور روشن منابر معمورہ جہان راخطبہ دولت جاوید طراز این بادشاہ دادگر۔ دین پرور کہ بیامن ذات مقدس مبارکش ابواب امن و امان بر روئے روزگار کشادہ است آراستہ وارہ دیحق الحق و اہلہ۔ کتبہ نور اللہ احمد۔

مگر افسوس کہ زمانے کی دست برد سے یہ اللہ کا گھر بھی نہ بچا اس کی حالت بہت کچھ قابل مرمت ہو گئی تھی۔ چنانچہ نواب صاحب بہادر رامپور نے ایک لاکھ روپیہ اس کی مرمت کے واسطے عطا کیا لیکن مرمت ایسی بے عنوانی سے ہوئی جسنے اوس کے پیش طاق کو بالکل خراب اور بدنما کر دیا ہے جو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے سنگ سرخ کے لگائے گئے ہیں وہ ایسی بری طرح جمائے ہیں کہ بالکل جوڑ علیحدہ معلوم ہوتا ہے اس سے اور بھی بدنمائی معلوم ہوتی ہے مرمت کی یہ تعریف ہے کہ جوڑ نہیں جوڑ ملجاتا اور تمام عمارت میں میل کھا جاتا یہ مرمت جہاں جہاں ہوئی صاف معلوم ہوتی ہے اور وہ بھی بدنمائی کیساتھ رقم مرمت کی کوئی ایسی معتدبہ گو نہ تھی مگر بہت کم بھی نہ تھی اگر قاعدے سے خرچ کی جاتی تو معقول طریقہ سے مرمت شکست و ریخت ہو سکتی تھی اور ایک مدت کے واسطے کافی ہو جاتی۔ اس کے شمالی اور جنوبی مینار بجلی کے صدمے سے منہدم ہو گئے تھے چنانچہ شمالی مینار کی مرمت تو سرکار انگلشیہ نے کر دی تھی اور جنوبی مینار نواب صاحب بہاولپور کے روپیہ سے طیار کرایا گیا ہے اور ابھی حال میں یہ مرمت ہوئی ہے اس احتیاط کیواسطے کہ آیندہ بجلی سے نقصان نہ پہونچے بجلی کا تار لگا دیا گیا ہے۔ اس مسجد میں نمازیوں کی کثرت بھی ایسی ہوتی ہے کہ یہ وسیع مسجد بھر جاتی ہے اور پیش نماز کی آواز کل نمازیوں تک نہ پہونچنے کیوجہ سے شاہزادہ سلیم ابن بادشاہ عرش آرامگاہ نے

بیچ کے درمیان ایک مکبر سنگ باسی کا بہت ہی خوش قطع بنوا دیا ہے تاکہ مکبّر اس پر کھڑا ہو کر باآواز بلند تکبیر کہتا اور اوس کی آواز نمازیوں کے کان تک پہونچ جاتی ہے اس مسجد کے شمالمغرب کی طرف تخمیناً دو سو گز کے فاصلے پر ایک مندر سراوگیان کا ہے یہ عمارت بھی نہایت عمدہ ہے علی الخصوص اس کا دروازہ قابل دید ضرور ہے ۔ سنہ [illegible]ء میں مندر کی تعمیر شروع ہوی ۔ اور سات برس میں بکمال کوشش اختتام کو پہونچی پانچ لاکھ کا تخمینہ اس کی تعمیر میں کیا جاتا ہے ۔ لالہ ہرسکھ راے اور لالہ موہن لال اس کے بانی ہیں ۔ ایک مختصر مندر جو اس کے قریب ہے اوسکو بھی بہت سے سراوگیوں نے متفق الرائے ہو کر تعمیر کرایا ہے اور شمال و مشرق کی سمت لارڈ ڈفرن کا مشہور ہسپتال تعمیر ہوا ہے اور اوسکے سامنے دریبہ کا وسیع بازار ہے اسی بازار کی حد پر خونی دروازہ تھا جہاں زمانہ نادرشاہ میں قتل عام ہوا تھا اس دروازہ کے روبرو شرق و شمال میں شمرو کی بیگم کی کوٹھی اور باغ ہے اس میں لندن بنک بھی ہے خونی دروازہ سے کوتوالی تک پھول کی منڈی کہلاتی تھی اس کے ختم پر جوہری محلہ شروع ہوتا ہے اور جوہری محلہ کے بعد وہی بے نظیر چاندنی چوک جسکی آرایش و زیبایش کے بیان سے چند کتابیں مزین ہیں واقع ہے اسی چاندنی چوک کے فوارے کے سامنے مغرب کی جانب محمد شاہ بادشاہ کے بخشی روشن الدولہ کی سنہری مسجد جسپر اشعار مندرجہ ذیل کندہ ہیں

در زمان شہ خورشید سریر	ظل حق ماہ زمین شاہ زمان
ناصر الدین کہ محمد شاہ است	تیغ او کفر شکن در دوران
شرف الدولہ بنا فرمودہ	مسجد و مدرسہ عالی شان
این دو بیت الشرف علم و عمل	ہمچوں سعدین فلک کرد قران
سال تاریخ بنا گفت خسرو	قبلہ حج ارادت کیشان

یہ وہی تو مسجد ہے جسمیں سنہ ۱۷۳۹ء میں نادرشاہ نے بیٹھکر قتل عام کا حکم دیا تھا اور ملک الموت کو تھوڑے زمانہ میں اس کے ٹھکانے پر بہت سی روحیں قبض کرنیکا اتفاق ہوا تھا اور بہت سے رفیع مکانات جلائے گئے تھے اور قلعہ تمام شاہی خزانے اور زیورات فرمانرواے ایران کے قبضہ میں پہونچگئے تھے ۳۴۸ برس کی جمع شدہ دولت کی قسمت کا ایک دم میں فیصلہ ہو گیا تھا ۔ کوتوالی کے سامنے عین بازار میں پھانسیاں گڑی ہوی تھیں جہاں ملزمان غدر ۱۸۵۷ء کو پھانسی دی گئی تھی نواب جھجر عبدالرحمان خان اور راجہ بلب گڈہ کو غدر کے بعد اسی جگہ پھانسی دی گئی تھی ۔ اس عبرت خیز مقام پر تین معزز شاہزادوں کو گولیاں ماری گئی تھیں ۔ جہاں آرا بیگم دختر شاہجہان جنکا لقب شاہ بیگم بھی ہے ۔ اون کی کاروان سرا منہدم ہو گئی ہے ۔ بلکہ اوسی جگہ اب گھنٹہ گھر بنایا گیا ہے ۔ اس سرا کی بہت کچھ تعریف اکثر سیاحوں نے کی ہے جنمیں سے ایک کا یہ بھی قول ہے کہ پارس دارالامارۃ شاہی کے ہم پلہ یہ سرا تھی اس کی شمال کی جانب بیگم صاحب کا باغ بھی تھا جو نو سو ستر گز طویل اور دو سو چالیس گز عریض تھا ۔ اس باغ کی خوش قطع اور عالیشان عمارتیں اب باقی نہیں ہیں بلکہ اب بجاے اسکے اوس میں کچھ زمین بڑھا کر ایک انگریزی طریقہ کا باغ تیار ہوا ہے جو ملکہ معظمہ کے نام نامی سے منسوب کیا جاتا ہے ۔ اور ملکہ معظمہ کی تصویر سنگ مرمر کے چبوترے پر نصب ہے اس کے عقب میں ٹون ہال کی رفیع عمارت ہے جسکو میونسپل کمیٹی نے ایک لاکھ تیس ہزار چار سو تراسی روپیہ صرف کر کے بنایا ہے ۔ ملکہ کی باغ کی حد اسٹیشن ریلوے تک ہے اس باغ میں ایک سنگ مرمر کا ہاتھی بھی رکھا ہوا ہے اس ہاتھی کی کیفیت یہ ہے کہ کسی زمانہ میں قلعہ کے دلی دروازہ پر دو ہاتھی سنگ مرمر کے بنا کر کھڑے کئے گئے تھے ایک کا تو پتہ نہیں ملتا اور ایک موجود ہے اسکو بکمال حفاظت یہاں رکھا ہے اور اس کی مضبوطی کیواسطے بڑے بڑے بندوبست کر دئے گئے ہیں بلکہ اتبک وقتاً فوقتاً اس کے استحکام کے واسطے انتظامات کئے جاتے ہیں گھنٹہ گھر کے روبرو فتح پوری کا بازار ہے اور اسی بازار میں مسجد فتحپوری تعمیر ہے ۔ یہ مسجد شاہجہاں کی بیوی نواب فتحپوری بیگم نے تعمیر کرای ہے اس مسجد کا طول ۵۴ گز کا اور عرض بائیس گز کا ہے یہ بھی سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اس کی چوٹی کا برج چودہ ہاری دار بنا ہوا ہے اور دو مینارے ہیں جو ۲۳ گز بلند ہیں مسجد کے سامنے صحن ۴۵ گز لمبا اور ۳۵ گز چوڑا سنگ سرخ کا ہے صحن کے آگے سولہ گز سے چودہ گز کا حوض ہے اس مسجد کے چاروں طرف طلبا کے رہنے کے واسطے مکانات بنے ہوئے ہیں ۔ اس مسجد کے تین دروازے ہیں یہ مسجد شاہجہان آباد کی آبادی سے پیشتر کی بنی ہوئی ہے سنہ ۱۰۶۰ ہجری میں تیار ہوئی چھ سال میں کام ختم ہوا ۔ لب سڑک کشمیری دروازہ کے پاس فخر المساجد بنی ہوئی

ہے یہ ایک چھوٹی سی نہایت خوش نما مسجد تعمیر ہوئی ہے کرسی
میں کئی دوکانیں ہیں۔ مسجد کی روکار سنگ مرمر کی ہے اوس میں
سنگ موسی کی دھاریاں بنی ہوئی ہیں۔ برجوں پر سنہری کلس
چڑھے ہوتے ہیں اندر کا فرش سنگ مرمر کا اور باہر سنگ سرخ
کا بنا ہوا ہے اور دالان بھی سنگ سرخ کے بنے ہوتے ہیں مسجد
فاطمہ فخر النسا بیگم زوجہ شجاعت خان نے اپنے نام کی یادگار
میں بنائی ہے سنہ [illegible] ھ میں بنائی گئی ہے۔ کتبہ اس مسجد کا یہ ہے

خان دین پرور شجاعت خان بجنت یافت جا
بارضائے حق تعالے از طفیل مرتضے
مسند خاتونان کنیز فاطمہ فخر جہان
یادگارش ساخت این مسجد بفضل مصطفے

اسکے سامنے کرنیل جیمس اسکنر کا گرجا گھر ہے اس کی تعمیر میں [illegible] ہزار
روپیہ صرف ہوا تھا اور اسی کے سامنے کرنیل جیمس اور فریزر کی
قبریں بنی ہوئی ہیں جو سنہ ۱۸۳۶ء میں بمقام دہلی قتل ہوا تھا اسی مقام
پر [illegible] کی بھی قبر ہے جنہوں نے کیس کی عمارت بنائی تھی۔

محل مردان علی خان

جو سڑک یہاں سے لال قلعہ اور جامع مسجد کی جانب گئی ہے
اوس کے ایک جانب کنارے پر محل مردان علیخاں کا تھا جہاں
اب ہائی سکول ہے سنہ ۱۸۵۷ء کے بعد ریزیڈنٹ دہلی ایک مدت
تک مقیم رہے تھے اور دہلی کالج بھی قایم تھا سنہ ۱۸۷۷ء میں بند کر دیا گیا

سرکاری ڈاک خانہ

اس کے بعد سرکاری پوسٹ اوفیس کی عمارت ہے اس مقام
پر غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں بہت اہلکار سرکار نہایت بہادری سے آخر
وقت تک کام کرتے رہے اون کی یادگار اسی مقام پر
بنائی گئی ہے یہاں سے سڑک ریل کے پل سے گذرتی ہوئی قلعہ
کے نیچے ہو کر لاہوری دروازہ اور وہاں سے فیض بازار میں
جاملی ہے اسی جگہ دہلی دروازہ کے سامنے دو ہاتھی آگرہ سے
لاکر کھڑے کئے گئے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ چتوڑ کے جت جانے
کے بت اون پر سوار کئے جاتے تھے ان ہاتھیوں کے کچھ اجزا
قدیم سلے تھے اوس سے ایک ہاتھی بنا کر ملکہ معظمہ کے باغ
میں کھڑا کیا گیا ہے۔

جواد خاں کی سنہری مسجد

دہلی دروازہ کے سامنے تھوڑی دور پر جواد خان کی سنہری مسجد

واقع ہے یہ شخص قدسیہ بیگم والدہ احمد شاہ کا مشیر کار رہا اس نے
یہ مسجد سنگ باسی کی تیار کرائی تھی اس کے دو مینار سنگ باسی کو
بنے ہوتے ہیں اور ستون و برج کا تھ گے ہیں تانبے کے پتروں
پر سونا چڑھایا گیا ہے مسجد کی بائیں جانب کچھ تبرکات رکھے ہوے
ہیں اوس پر یہ کتبہ کندہ ہے ؎

شکر حق در عہد احمد شاہ غازی بادشاہ ۔ خلق پرور داد گر شاہان عالم را پناہ
مسجدے کردہ بنا نواب قدسی عز و جاہ ۔ باد دایم فیض عام آن ملایک سجدہ گاہ
سعی نواب بہادر صاحب لطف و کرم ۔ ساخت تعمیر چنین جاوید عالی سجدہ گاہ
سال تاریخش چو خرم یافت از الہام غیب ۔ مسجد بیت مقدس مطلع نور اللہ

زینت المساجد

خیراتی دروازے کے قریب زینت المساجد ہے جسکو زیب النسا بیگم دختر
اورنگ زیب نے تعمیر کیا تھا انکا مدفن بھی اسی مسجد کے شمالی جانب ہے
اس کے سات در ہیں بیچ کا در بڑا اور اور چھوٹے ہیں یہ مسجد تمام و
کمال سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے مینارے بہت بلند اور نہایت
خوشنما ہیں اور یہ کتبہ اس پر کندہ ہے ؎

مونس ما در لحد فضل خدا تنہا بس است
سایہ از ابر رحمت قبر پوش ما بس است

روشن الدولہ کی سنہری مسجد

فیض بازار میں قاضی واڑے کے پاس روشن الدولہ کی سنہری مسجد
ہے۔ جسکے تین سنہرے برج اسی کا مال مصالحہ لیکر روشن الدولہ نے
کوتوالی کے پاس سنہری مسجد تعمیر کرائی تھی اسپر یہ کتبہ کندہ ہے ؎
سال تاریخش رسائی یافت از الہام غیب ؛ مسجد چون بیت اقصے بہت نور اللہ
فیض بازار میں جسکے بیچ میں چاندنی چوک کی نہر تھی ہے اسکا نام فیض
نہر ہے اس راستہ میں اولیا مسجد واقع ہے جو سنہ [illegible] ھ کی بنی ہوئی ہے
اس کے آگے ورے کی مسجد ایک برج کی سنہ ۱۰۹۴ھ میں بنائی گئی تھی
اسی کے قریب ترکمان دروازہ ہے چلی قبر ہے جو سید روشن کی کہلاتی
ہے اور میر محمدی صاحب مرزا سلیم ابن اکبر شاہ کی قبر بھی ہیں۔
اس سے تھوڑے ہی فاصلہ پر غلام علی شاہ کی خانقاہ ہے یہاں
مرزا مظہر جانجاناں کی قبر ہے اس کے آگے ترکمان دروازہ ہے
جہاں ترکمان شاہ کا مزار ہے پھر بیا بانی کے مزار [illegible] ہے ایک احاطہ
میں آپکا مزار ہے جسکے گرد سنگ مرمر کا کٹہرا لگا ہوا ہے تھوڑی دور
سنگ مرمر کا فرش ہے باقی سنگ سرخ بچھا ہوا ہے۔

مسجد سید رفاعی صاحب

اسی رستہ میں سید رفاعی صاحب کی مسجد ہے جو بہت عرصہ کی بنی ہوی ہے چونکہ غدر سے پہلے یہاں سید صاحب مقیم تھے اونکے نام سے مشہور ہوگئی۔ سید صاحب کے ہاں حضرات میں مریدوں میں بحالت وجد چہرے چلا کرتے تھے پر کوی زخمی نہ ہوتا تھا اگر ہوجاتا تھا تو سید صاحب لب لگا کر اچھا کر لیتے تھے مجلس میں عورت کا حکم نہ تھا۔

رضیہ سلطانہ کا مزار

بلبلی خانہ کے پاس رضیہ بیگم سلطانہ کا مزار ہے اس کے گرد ایک مختصر سا احاطہ ہے جو بہت خراب حالت میں ہے قبر کا تعویذ بھی باقی نہیں رہا۔ دوسری قبر شجیعہ بیگم کی ہے۔ برجی چھپی کی کہلاتی ہے

کالی مسجد

بلبلی خانہ اور ترکمان دروازہ کے درمیان کالی مسجد ہے شاید اصل میں کلان مسجد اس کا نام ہو اور شہر فیروز آباد کی یہ جامع مسجد بنی ہوی ہے۔ یہ مسجد تگہی ہر گہ میں پانچ پانچ در کی تانشہ جہان جہان ابن خان جہاں نے بعہد فیروز شاہ سنہ ۷۸۹ ہجری میں تعمیر کرائی۔ اس کی کرسی بہت بلند ہے اور ۳۳ سیڑھیاں اسکی ہیں طول ۱۷ فٹ اور عرض ۱۴ فٹ کا ہے نقش و نگار اس پر خوبصورت بنے ہوتے ہیں کتبہ پر جو عبارت نثر میں کندہ ہے۔ اوسکا تاریخ و سن یہ ہے۔ دہم ماہ جمادی الآخر سنہ تسع و ثمانین و سبع مائۃ ہجری۔

تعمیرات بیرون شہر

کشمیری دروازہ کے باہر قدسیہ باغ ہے۔ چار دیواری پختہ اس کی توڑ ڈالی گئی ہے۔ پہلے بہت خوبصورت اور بڑی تیاری کا باغ تھا مگر اب صرف ٹوٹا ہوا پھاٹک باقی رہگیا ہے اس کے ایک گوشہ میں سنگ سرخ کی بہت خوشنما مسجد ہے جسپر غدر کی گولیاں کے نشان موجود ہیں اور جنوبی گوشہ میں جنرل نکلسن کی قبر بنی ہوتی ہے۔ قدسیہ باغ سے آگے پہاڑی ہے جہاں غدر میں بہت بڑی لڑائی ہوئی تھی۔ اس پہاڑی پر زمانہ غدر کی یادگار بنی ہوئی ہے جس جگہ جو انگریز ہلاک ہوا ہے وہاں پر مینارہ بنا ہوا ہے اسی مقام پر فیروز شاہ کی شکار گاہ بھی ہے جسکو کوشک شکار کہتے ہیں اب اس کی علامات و نشانات بہت کم باقی ہیں اس کے باہر ایک چوبرجی مسجد ہے جو اب بھی شکستہ حالت میں موجود ہے

ایک باولی بھی یہاں بنی ہوی تھی جو اس کے قریب ہے شمال و مغرب کی طرف ایک میل پر شالا مار باغ واقع ہے اس باغ کو شاہ جہان بادشاہ نے سنہ ۱۰۶۳ھ میں تعمیر کرایا تھا یہ بھی ویران ہو گیا ہے اسکا نام بادشاہ نے خانہ عیش و عشرت رکھا تھا جو اب بالکل نامعلوم ہوتا ہے۔ شالا مار سے شہر کی طرف آتے ہوے ایک باغ ہے جسکا نام مبارک باغ تھا۔ اوس کے آگے روشن آرا باغ ہے یہاں سے ایک راستہ سبزی منڈی ہوتا ہوا کشن گنج کو آیا ہے جہاں ۱۸۵۷ء کی بڑی سخت لڑائی میں کپتان بارنٹ مارے گئے تھے اسی مقام سے کچھ فاصلہ پر سرہندی مسجد سنگ سرخ کی بنی ہوی ہے یہاں ایک سرائے بھی تھی جو منہدم ہو گئی اس کی تاریخ کسی نے خوب کہی ہے۔ ؎

امشب کرے کن لبسرائے کرام

لاہوری دروازہ سے جنوب و مغرب میں عیدگاہ ہے یہاں بھی ایک سرائے بنی ہوی ہے جو قابل دید ہے جسکے جنوب میں عیدگاہ بنی ہوئی ہے اس سے تھوڑے فاصلہ پر سید حسن رسول نما کی درگاہ ہے آپ کا مزار کھلا ہوا ہے جسپر یہ شعر کندہ ہے ؎

حسن رسول نما افتخار آل حسن ۔ چو اوبشد قربی ثانی و ثالث حسین

اس کے پہلو میں قدم شریف ہے قدم شریف کے پاس خواجہ باقی باللہ کی درگاہ ہے اس درگاہ کے ستون سنگ ابری کے ہیں اوسپر یہ کتبہ کندہ ہے ؎

خواجہ باقی آن امام اولیا	عارف باللہ اسرار نہفت
سال تاریخش وصال خسروی	باقی باللہ نقش بند وقت گفت

اس کے تھوڑے فاصلہ پر غازی الدین خان کا مدرسہ ہے جس میں [illegible] اور اون کی قبر بھی ہے۔

پرانا قلعہ

شروع میں ہمایوں بادشاہ نے اور آخر میں شیر شاہ نے ہندوؤں کی قدیم اندرپرست کی جگہ تعمیر کیا تھا۔ اندرپت موضع ان پانچ موضع میں ہے جہاں مشہور جنگ مہابھارت کی ہوئی تھی اس قلعہ کا نام دین پناہ رکھا گیا تھا اسی مقام پر شیر شاہ کی ایک بنائی ہوی مسجد بھی ہے اس کے گوشوں پر آیات پاک قرآنی کندہ ہیں اس مسجد کی بہت نادر تعمیر ہے اور ایک بیش قیمت حوض بھی بنا ہوا ہے۔

نیلی چھتری

نیلی چھتری نواب نوبت خان کا مقبرہ ہے جو دربار اکبری کے مشہور امیر تھے

اسی کے پاس ایک شاہی محل بنا ہوا تھا جس پر یہ کتبہ کندہ تھا۔ ؎
اگر زسال بنائش شود سوال تراء حساب کن سبب محل خاص جواب

قلعہ کہنہ اور نظام الدین کے درمیان سید عابد کا مقبرہ ہے۔

ہمایوں کا مقبرہ

مقبرہ کے باغ کے دروازے کی اس قدر بلند کرسی رکھی ہے جس سے شان مقبرہ کی اور زیادہ بڑھ گئی ہے دروازے پر متعدد مکانات بھی بنے ہوئے ہیں جن پر جانیکے واسطے دو نو طرف دروازہ کے زینہ بنا ہوا ہے اس مقبرے میں یہ کمال کیا گیا ہے کہ سنگ سرخ میں دو دو یا سنگ رخام اور سنگ مرمر کا کام بنایا گیا ہے ایک دروازہ جانب دکھن ہے جو اس سے بہت چھوٹا ہے چار ہشت پہل برجیاں ہیں وسط میں ایک بڑا برج ہے اس عمارت کی نسبت بھی مثل عمارت تاج محل کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اپنا مثل نہیں رکھتی ہے واقعی بینظیر ہی ہے اس مقبرے میں شاہی خاندان کا قبرستان بھی ہے اکبر بادشاہ نے پندرہ لاکھ روپیہ کی لاگت سے سولہ برس میں اس عمارت کو بنوایا تھا۔

خانخانان کا مقبرہ

بارہ پلہ کے پاس یہ عمارت واقع ہے کہتے ہیں کہ یہ مقبرہ اپنی بیوی کے واسطے بنوایا تھا سنہ ۱۰۳۶ھ میں خانخانان ۷۲ برس کی عمر میں قضا کر گئے اور اسی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ کل سنگ مرمر جو اس میں لگا ہوا تھا سب نواب آصف الدولہ بہادر وزیر اودہ نے اوکھڑوا کر لکھنو منگوالیا تھا اس کی عمارت دروازہ اب بھی قابل دید ہے۔

بارہ پلہ

یہ پل بھی قابل دید ہے اس کی عمارت کی صنعت دیکھکر انسان کی عقل حیران ہوتی ہے یہ پل آغا جان نے سنہ ۱۰۳۲ھ میں بنایا تھا اور وہ زمانہ جہانگیر کی سلطنت کا تھا اس پر بطور مُہر کے نمونہ کی ایک کتبہ کندہ ہے جسکے آخری شعر کو ہمنے لکھدیا ہے۔ وہو ہذا
گفت بردہ خامہ وبنویس ؛ بستہ ازراہ مہر بانی پل ؛

عرب سرائے

مقبرے ہمایوں کے دروازے کے پاس عرب سرائے بنی ہوئی ہے اسکو حاجی بیگم ہمایوں بادشاہ کی چاہتی بیگم نے تعمیر کیا تھا اور تین سو عرب حرمین الشریفین سے لاکر یہاں آباد کئے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان میں سو آدمی نسل سادات اور سو مشایخ کبار اور ایک سو عوام الناس تھے

اس میں شمالی دروازہ بہت ہی عمدہ ہے اور اوپر کی آغنالی قابل دید ہے اس میں ایک قبر افسر الدولہ اور ایک مسجد بھی ہے۔

عیسے خان کا کوٹلہ

یہ ایک مسجد ہے جو عیسے خاں کا کوٹلہ کہلاتا ہے جسکو عیسے خاں حجاب نے بعہد سلیم شاہ سنہ ۹۵۴ھ میں تعمیر کیا تھا۔ یہ مسجد پتھر اور چونے کی بنی ہوئی ہے اور محراب میں سنگ سرخ لگا ہوا ہے اسی کے سامنے عیسے خان کا مقبرہ ہے یہ مقبرہ بطور ایک برج کے بنا ہوا ہے اور اطراف و جوانب میں مکانات بھی تعمیر ہیں عمارت کی ساخت ہشت پہل ہے خود عیسے خاں نے اپنے واسطے تعمیر کرایا تھا۔ مقبرے پر یہ عبارت کندہ ہے۔ ؎
بنا کرد این روضہ جنت بنا دو در عہد دولت اسلام شاہ بن شیر شاہ خلد اللہ ملکہ وسلطانہ مسند عالی عیسے خان ابن میان اغوان حجاب خاص بتاریخ نہصد و پنجاہ و چہار از ہجرت سنہ ۹۵۴ھ

لال محل

اس کے پیچھے لال محل ہے جو خلجی بادشاہوں کے وقت کی عمارت ہے اب محل کی عمارت کا تو نام و نشان نہیں ہے مگر موجودہ عمارت کو جس میں چند قبور ہیں لوگ لال محل کہتے ہیں یہ بھی خیال ہے کہ یہ عمارت علاء الدین بادشاہ نے شاہ نظام الدین کے فروکش ہونے کے واسطے بنوائی ہو کیونکہ جناب موصوف گاہے گاہے آیا کرتے تھے اس کے جنوب میں ایک سنگی مسجد ہے جسکو کلاں مسجد یا کالی مسجد کہتے ہیں۔

تگہ خان کا مقبرہ

درگاہ کے مغربی دیوار کے باہر تگہ خان کا مقبرہ ہے انکا اصلی نام شمس الدین محمد خان غزنوی ہے۔ اور لقب اعظم خاں تھا آپس میں دشمنی ہوگئی تھی اس بنا پر اعظم خان کو ادہم خاں نے آگرہ کے قلعہ میں مار ڈالا۔ اکبر شاہ نے اس خون کے قصاص میں ادہم خان کو قلعہ سے گروا کر مار ڈالا۔ اعظم خان کے بیٹے کوکلتاش خاں نے یہ سنگی مقبرہ بنوا کر ایسی صنعت کاری کا کام کرایا کہ اوسکا جواب ہندوستان بھر میں نہ تھا اس مقبرے میں تمام سنگ سرخ و سنگ مرمر لگایا گیا ہے۔ اور یہ عبارت اوس پر کندہ ہے ؎

تَمَّتْ هٰذِهِ الْعِمَارَتُ الشَّرِيفَةُ فِي اَرْبَعِ سِتَّةَ سَبْعِيْنَ وَتِسْعَ مِأَتَه

باہتمام ساحر دہلی۔ اس احاطہ کے مغربی دیوار پر چینی کا کام کیا ہوا تھا جواب کسیقدر باقی رہگیا ہے۔

چونسٹھ کھمبا

یہاں سے جنوب و مشرق کی طرف چونسٹھ کھمبے کی عمارت ہے یہ عمارت مرزا

پاؤں تک سنگ مرمر کی ہے مرزا عزیز کوکلتاش خان نے [illegible]ھ میں تعمیر کرائی تھی - عہد جہانگیر میں بمقام احمد آباد گجرات انکا انتقال ہوا تھا یہاں لاکر دفن کئے گئے اور بھی اکثر ممبر اس خاندان کے اس مقبرے میں مدفون ہوئے -

درگاہ حضرت سلطان نظام الدین اولیا

درگاہ شریف کا بیرونی دروازہ [illegible]ء میں فیروز شاہ نے بنوایا تھا اور باولی کی دوسری جانب بھی اوسی بادشاہ کا بنوایا ہوا دروازہ موجود ہے اکبر بادشاہ کے عہد میں [illegible]ھ میں فریدون خان نے مزار مبارک کے گرد بارہ ستون ایستادہ کئے اور گنبد بھی بنوایا اور دروں میں سنگ مرمر کی جالیاں بنائیں اور آپ کے سرہانے ایک پتھر پر چند اشعار کندہ ہیں - اس کے بعد [illegible]ھ میں یعنے عہد جہانگیر بادشاہ میں فریدون خان نے جنہوں نے فرید آباد بسایا ہے نہایت عمدہ سیپ کی پچیکاری کا کام بنوایا اور اوسی صنعت میں یہ اشعار تحریر کئے ہیں وہو ہذا -

شیخ وصلی نظام را دو فرید　　کار دنیا و دین مہیا کرد
یک فریدش مقام فانی داد　　یک فریدش مقام احیا کرد
مرتضے خان مزار مرقد او　　قبہ چون سپہر برپا کرد
ابر فیروزی از جہان برخاست　　دریک دانہ در صدف جا کرد
ہر جہان کعبہ مربع او　　چادر از چہار حد وا کرد
عرشہ مرقد مبارک او　　بر زمین کار عرش اعلے کرد
عرش در پاے چار قایمہ اش　　چار تکبیر بے محابا کرد
سال تاریخ این بنا جستم　　قبہ شیخ عقل القا کرد
قدر بانے او رفیع کشاد　　آنکہ این ہفت سقف خضرا کرد

مولانا فخر الدین نے غلام گردش کے ستونوں کو سنگ مرمر کا بنوا دینا چاہا مگر اونکا انتقال ہوگیا اس کام کو نواب احمد بخش خان والی فیروزآباد نے انجام دیا - فیض اللہ خان بنگش نے چھت تانبے کی بنوادی جسپر سنہرا لاجوردی کام تھا - اکبر شاہ ثانی نے بجائے چونے کے برج کے سنگ مرمر کا برج بنوادیا - کلارک صاحب نے غلام گردش کی چھت بنوادی - سلطان علاء الدین خلجی کے بیٹے خضر خان نے مسجد کا بیچ کا دروازہ معہ بڑے گنبد کے طیار کرایا یہاں تک کہ ایک سنہرا کٹورہ لٹکا ہوا ہے - سلطان محمد تغلق خونی نے اس درجہ کے ادہر اودہر دو درجے اور بنوا دیئے بلکہ چاروں برج بھی - درگاہ کا صحن سنگ مرمر کا محمد شاہ کا بنوایا ہوا ہے - اس مقام پر تین مسجدیں ہیں - ایک میں جہاں آرا بیگم دختر شاہجہان مدفون ہیں اس میں سنگ مرمر کی جالی بہت خوشنمائی ہوئی ہے لوح مزار پر یہ شعر کندہ ہے -

بغیر سبزہ نپوشد کسے مزار مرا ✽ کہ قبرپوش غریبان ہمیں گیاہ بس است
الفقیرۃ الفانیہ جہاں آرا مرید ✽ خواجگان چشت بنت شاہجہان

اس مسجد کے پاس محمد شاہ کا حجرہ ہے یہ بھی نہایت عمدہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اور دروازہ معہ پٹ سنگ مرمر کا ہے اس میں بادشاہ کی قبر کے پاس صاحبہ محل اونکی بیوی اور اونکی پوتی کی قبر ہے اور ایک قبر اس شاہزادی کی ہے جسکا عقد نادر شاہ کے ساتھ ہوا تھا - محمد شاہ کا انتقال [illegible]ھ میں ہوا تھا - اس کے قریب مرزا جہانگیر خلف اکبر شاہ ثانی کا حجرہ ہے درگاہ کے صحن کی جانب جنوب جہاں آپ معہ مریدان رونق افروز ہوتے تھے اوس جگہ امیر خسرو کا مزار ہے - محمد عماد الدین سبزواری نے [illegible]ھ میں حجرہ اور گنبد سنگ مرمر کا طیار کردیا تھا اور سنگ سرخ کی جالی لگائی گئی تھی بابر شاہ کے عہد میں مہدی خواجہ نے ایک سنگ مرمر کی لوح پر یہ تاریخ کندہ کراکر لگادی تھی جسکے مادہ تاریخ کا مصرعہ یہ ہے -

شد عدیم المثل یک تاریخ او ✽ دیگرے شد طوطی شکر مقال

ایک باولی نہایت خوشنمائی ہوئی ہے جسکو محمد شاہ نے پٹوا کر چھت بنوا دیا ہے باولی آپ کی حیات ہی میں طیار ہوگئی تھی واللہ اعلم

موضع مبارک پور

شہر سے نصف میل مبارک شاہ کا مقبرہ اور مسجد ہے مقبرہ ہشت پہل ہے اور گرد میں محراب دار غلام گردش اور مقبرہ سنگ خارا کا بنا ہوا ہے احاطہ کے باہر ایک تین گنبد کی مسجد ہے گاؤں کے باہر سرخ کی عمارت ہے اوسکے بڑے برج کو لوگ خضر خان کا مقبرہ بتاتے ہیں اس سے میل بھر فاصلہ پر موٹھ کی مسجد ہے یہ مسجد سکندر شاہ لودی نے [illegible]ھ میں طیار کرائی تھی -

موضع شاہ پور

اس مسجد سے جانب جنوب نصف میل پر قلعہ سیری کے کھنڈرات کی راہ میں ایک بہت عمدہ باولی ہے جسکو سکندر لودی نے بنوایا تھا اور اوسی کے پاس ایک بڑی مسجد ہے قلعہ سیری کے قریب ایک احاطہ ہے اس کا دروازہ ہندوانی وضع کا ہے اس میں ایک چھوٹی مسجد ہے - یہاں سے کچھ فاصلہ پر منصور کا مقبرہ ہے اور تاریخ مقبرہ پر کندہ ہے -

چنین سال تاریخ او شد رقم * کہ یادا مقیم بہشت برین
یہ مقبرہ تین لاکھ روپیہ میں طیار ہوا ہے اور مسلمانوں کی بہت سی آخری عمارتیں ہیں معماروں نے آگرہ کے تاج محل کی نقل اوتاری ہے مگر بہت کچھ اختلاف ہے اسیکے شمال میں سنگ سرخ کی مسجد ہے احاطہ میں ایک مکان بنا ہوا ہے جسکو موتی محل کہتے ہیں اور جانب غرب دوسرا مکان ہے اوسکو جنگلی محل - مقبرہ کے چار طرف چار نہرین ہیں فی الحال یہ باغ بہت آراستہ شرفاے دہلی کی سیرگاہ ہے

جنتر منتر

منصور کے مقبرہ سے تھوڑی دور پر جنتر منتر کی عمارت قابل دید ہے یہ رسدگاہ راجہ جے سنگہ والی جے پور کی بنای ہوی ہے ۱۷۲۴ء میں بنای گی ہے - اور سب تو خراب ہوگیا مگر مقیاس یعنے قوس معدن النہار اب تک باقی ہے یہان سے جانب شرق ½ میل پر اوگرسین کی باولی نہایت عمدہ بنی ہوی ہے -

کربلا

منصور کے مقبرے سے جانب جیب علی گنج کا احاطہ ہے جہان نجف خان کا مقبرہ ہے تربت نجف مادہ تاریخ ہے تعزیے بھی یہین دفن ہوتے ہیں اس میں ایک سنگ مرمر کا حجرہ ہے جسکا فرش بھی سنگ مرمر کا ہے اور بیچ میں ایک حوض بھی سنگ مرمر کا ہے حوض میں ایک پتھر لگا ہوا ہے جسپر حضرت علیؓ کا نقش قدم بیان کرتے ہیں اور یہ شعر کندہ ہے ــ

برزمینیکہ نشان کف پاے تو بود * سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

اسی سبب اس مقام کو علی جی کہتے ہیں اس حجرہ کے پاس ایک برج ہے جسمیں کسی مرد کو نہیں جانے دیتے اور وہ برج کم لحجہ حضرت فاطمہ کہلاتا ہے اس کے پاس ایک دالان ہے جسکا نام چہارہ ہے اوس کے بعد اور دالان در دالان ہے جو مجلس خانہ کہلاتا ہے یہ عشرت علیخاں کا بنوایا ہوا ہے سنگ مرمر کی لوح پر یہ تاریخ کندہ ہے قال محمد حبیب اللہ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا - ۱۲۲۲ ہجری در عہد مبارک اکبرشاہ بہادر بادشاہ غازی بموجب ارشاد نواب قدسیہ صاحبہ زمانیہ باہتمام نواب بہادر جاوید خان بہ سربراہی خاکسار لطف علیخان تعمیر قلعہ و مجلس خانہ و مسجد و حوض در یک سال مرتب شد -

بدیع منزل

سڑک کے پاس ایک مقبرہ ہے بائیں ہاتھ بدیع منزل کی بلند تعمیر نظر آتی ہے اوس کے پاس بیگم پور کی مسجد ہے اوسکی سیاہ دیواریں نظر آتی ہیں - بدیع منزل نہایت بلند ہے - کیا عجب ہے کہ یہ مکان محمد تغلق کے قصر ہزار ستون کا ایک حصہ ہو ایک بلند برج پر چار دروازہ کا کمرہ بنا ہوا ہے اوسکی دیواریں سے اوپر جانے کا رستہ ہے جہان ایک سنگین بارہ دری کے کچھ نشان باقی ہیں یہ بارہ دری فیروز شاہ کی بنای ہوی ہے کہتے ہیں کہ اس مکان سے حوض خاص تک ایک نقب گئی تھی -

بیگم پور کی مسجد

یہ مسجد دہلی کی سب مساجد سے سواے جامع مسجد کے بڑی ہے ۱۳۸۰ء کی تعمیر ہے جو خانجہان خاں کی کل مسجدوں کی تعمیر سے بہترین مسجد اور قابل دید ہے باہر سے تین سو فیٹ مربع اندر سے ۲۴۷ فیٹ طویل اور ۲۲۳ فیٹ عریض ہے اسی جگہ ایک عیدگاہ بھی ہے سڑک کے داہنی طرف ایک میل پر فیروز شاہ کے مقبرہ کا برج دکھائی دیتا ہے جو حوض خاص مشرقی جنوبی گوشہ پر واقع ہے وہ بھی فیروز شاہ ہی کا تعمیر کیا ہوا ہے کتبہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے جو کسیقدر باقی ہے اور کچھ مٹ بھی گیا ہے - صرف اتنا پڑھا جاتا ہے - مرتب گردانیدہ سلطان السلاطین سلطان فیروز شاہ خلد اللہ ملکہ - بن سلطان فیروز شاہ طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ - قطب کی لاٹ سے ایک میل آگے راے پتھورا کے قلعہ کے شمالی فصیل اور پھر سڑک کی چڑہای پر لال کوٹ کی جنوبی فصیل ملی ہے - پھر بائیں طرف جمالی کمالی کی درگاہ کی سرخ دیواریں نظر آتی ہیں - جانب شرق سلطان بلبن کا مقبرہ ہے پھر آدہ میل پر لال کوٹ کی مشرقی فصیل آجاتی ہے اوسی سے ملا ہوا قطب صاحب کا احاطہ ہے اس سے دو سو گز کے فاصلہ پر ادہم خان کا مقبرہ لال کوٹ کی جنوبی فصیل پر واقع ہے دہلی کا سب سے پرانا قلعہ لال کوٹ ہے - قطب صاحب کی مسجد ہے جسمیں ایک لوہے کی لاٹ ہے جو کہیں سے لاکر استادہ کی گئی ہے - اس کے گرد کی عمارتیں [illegible] بادشاہوں کی بنوای ہوی ہیں سب سے پہلے ایک مسجد قطب الدین ایبک کی ہے - جو سلطان معز الدین محمد بن سام کا سپہ سالار تھا اور اوسکا نام مسجد قوۃ الاسلام رکھا اس میں قبلہ کیطرف پانچ در ہیں بیچ میں بہت بڑا در دونو طرف چھوٹے چھوٹے در ہیں اس کے پہول اور بیل ہیں آیات قرآنی جتنی اور [illegible] کھودی ہوی ہیں [illegible] خدا کی قدرت نظر آتی ہے بیچ کے در میں ماہ ذیقعدہ ۵۹۴ھ [illegible] - پھر اسکے [illegible] راے پتھورا کے بت خانہ کے ستون [illegible] یہ مسجد ایک [illegible] فٹ عریض ہے محرابین ۱۱۵ فٹ [illegible] بیچ کا صحن ایک [illegible]

چوڑا اور ایک سو بیالیس فٹ لانبا ہے اس کے مشرقی اور شمالی دروازے اب بھی موجود ہیں باقی اور منہدم ہوگئے۔ شرقی ستونوں کے پیچھے کے دروازے پر پہلے تو بسم اللہ ہے اوس کے بعد آیۃ القرآن الکریم یہ ہے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا عَنِ الْعٰلَمِیْنَ نیچے کی سطر میں منارۃ فی شہور سنۃ سبع و ثمان و خمس مائۃ دروازے کے آگے بڑی محراب پر سلطان قطب الدین ایبک کا نام لکھا ہوا ہے اور یہ عبارت کندہ ہے خیرت ہذہ العمارت العالی امر السلطان المعظم معز الدین والدین محمد بن سام ناصر امیر المومنین فی شہور سنۃ اثنے و تسعین لکھا ہے اس مسجد کے صحن کے وسط میں لاٹ لوہے کی گڑی ہے یہ لاٹ زمین سے ۲۲ فیٹ بلند ہے اور صرف تین فیٹ زمین سے نیچے ہے چھ سنسکرت کی سطریں اوسپر کھودی ہوئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راجہ دھاوایا راجہ بھاوا کے عہد حکومت میں بنی ہے۔ پھر اس مسجد کی سلطان التمش نے تین تین در اور بڑھاتے اسی طرح سے اور سلاطین مثل علاء الدین خلجی وغیرہ اس مسجد میں عمارت زیادہ کرتے گئے مگر باوجود اس کے اب تک تکمیل اور طیاری کو نہیں پہونچے اس کی بابت متفق رائے ہے کہ جب یہ طیار ہو گی تو دنیا میں لاجواب ہو گی۔ قطب الدین اور التمش نے جو محرابیں قبلہ کی طرف بنائیں اونکا دنیا میں نظیر نہیں ہے۔ اسی طرح سلطان علاء الدین خلجی نے التمش کے مسجد کو اور بھی بڑھا دیا اوسنے ستونوں کو لاٹ سے آگے بڑھا کر ایک بہت ہی خوبصورت اور شاندار دروازہ بنایا جو بہت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے اسی علاء الدین نے ایک اور مینار بنانا شروع کیا تھا مگر وہ ناتمام رہگیا۔ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ یہ مسجد خوبصورتی میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ہے۔ جس بت خانے کی یہ مسجد بنائی گئی ہے اوسکے چوشتھ ستون تھے انگریزی گورنمنٹ نے بھی اس کی مرمت کرائی ہے۔ کپتان سمتھ انجنیر نے ایک برجی بنائی جواب بھی لاٹ کے نیچے رکھی ہوئی ہے۔ فیروز شاہ کے عہد میں بجلی سے دو کھنڈ گر پڑے تھے جنکو از سر نو بادشاہ نے بنوا دیا۔ چوتھا کھنڈ سنگ مرمر کا ہے نیچے کے کھنڈ سب سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہیں نیچے کا کھنڈ چوالوے فیٹ بارہ انچہ کا ہے۔ دوسرا کھنڈ پچاس فیٹ چار انچہ کا ہے اسکی فصیل کے سرے پر پرانی دہلی کی عیدگاہ کی سیاہ دیوار نظر آتی ہے۔ بیگم پور کی بڑی مسجد کی سلسلہ دیوار نظر آتی ہے۔ اس مقام سے صفدر جنگ کے مقبرہ کا چمکتا ہوا برج نظر آتا ہے اور اسی سیدہ پر جامع مسجد کے بروج اور مینارہ دکھائی دیتے ہیں۔

اسی مقام سے شاہ نظام الدین اولیا کی درگاہ اور ہمایوں کا مقبرہ اور جنوب میں کالکا کا مندر اور قطب سے ٹھیک مشرق کی طرف تغلق آباد اور عادل آباد معلوم ہوتے ہیں مسجد قوت الاسلام کے شمال اور مغرب میں سلطان شمس الدین التمش کا مقبرہ سنگ سرخ کا معلوم ہوتا ہے۔ یہ مقبرہ رضیہ سلطانہ نے اپنے باپ کے واسطے بنایا تھا مگر پورا نہ بن سکا جو دروازہ سلطان علاء الدین نے اپنی مسجد کا بنوایا ہے وہ بھی لاجواب اور بے نظیر ہے علاوہ دروازے سے مشرق کی طرف امام ضامن کی قبر ہے جو سنگ مرمر اور سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے۔ یہ مقبرہ سنہ ۹۴۴ ہجری میں طیار ہوا تھا۔ فیروز شاہ تحریر کرتے ہیں کہ منجملہ اور نعمات کے جو خدا و ند کریم نے مجھے عطا فرمائیں ایک یہ بھی نعمت ہے کہ میں نے بہت سے مقبرے اور مساجد بنوائی ہیں تاکہ علما اور درویش اون میں خدائے وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کریں جنکے اون لوگوں کے اخراجات کے واسطے رقمیں معین کیں کہ اون کو روزمرہ کی تکلیف نہو علاوہ اس کے اس بادشاہ نے پچھلے بادشاہوں کی پرانی عمارتیں جو زمانے کی دست برد سے منہدم ہوگئیں تھیں اونکی مرمت کرائی بلکہ از سر نو زندہ کر دیا۔ معز الدین سام کے مقبرے کی دیوار ٹوٹ گئی تھی دروازہ بھی گل گیا تھا اس نیک نہاد شاہ نے اوس دیوار کو از سر نو بنوا دیا اور دروازے میں صندل کے تختے لگا کر طیار کیا۔ قطب صاحب کا مینار بجلی کے صدمہ سے گر گیا تھا اوسکو طیار کرایا غرضکہ صدہا پرانی عمارتیں اس بادشاہ نے نہایت عمدہ طور پر بہت روپیہ صرف کر کے طیار کرائیں جو اوسکی یادگار ہیں۔

درگاہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

ادہم خان کے مقبرے سے جنوب و مشرق میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمت اللہ کی درگاہ ہے۔ درگاہ کے مغربی دروازہ کے پاس احسن اللہ خان کی مسجد ہے اوس کے پاس شاہی محلسرا کا نہایت عمدہ دروازہ ہے درگاہ کے مغربی دروازہ کے اندر داخل ہو کر صحن میں پہونچتے ہیں جس میں ایک مسجد اور مزار بخت شاہ عالم ثانی کی بائیں جانب قبر ہے اور داہنی طرف موتی مسجد اور دیگر شاہان دہلی کی مقابر ہیں اوس کے قریب ہی بہادر شاہ آخر شاہ دہلی کے ولیعہد مرزا فخرو کی قبر ہے جس پر سبزہ اوگا ہوا ہے صحن کے آگے اندرونی دروازہ درگاہ کا ہے اس کے آگے پھر صحن ہے جسکے جنوب میں جناب خواجہ صاحب کا مزار مقدس ہے۔ اسی صحن میں بائیں ہاتھ معتمد خان کی قبر اور مسجد ہے۔ صحن کے دست راست کی طرف گلی ہے

جسکی دونو جانب سنگ مرمر کی دیواریں اور فرش ہے مزار شریف کے گرد سنگ مرمر کی جالیاں اور دروازہ فرخ سیر بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے وہاں یہ اشعار کندہ ہیں

ز سعی کمترین غلامان شہریار ٭ باعتقاد معتکف کامل الاعیار
رفتند قدسیان بدیار بہشت عدن ٭ تاریخ یافتند حصار بہشت عدن

مزار شریف خام ہے اوسکے گرد سنگ مرمر کا کٹہرہ ہے چار سنگ مرمر کے ستونوں پر شامیانہ تنا ہوا ہے اطراف میں اور بزرگان دین کی مقابر ہیں مزار شریف کے مغربی دیوار پر زر و سنہری چینی کا کام کیا ہوا ہے کہتے ہیں کہ اسے حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر نے بنوایا ہے بعض کا قول ہے کہ اورنگ زیب نے طیار کرایا ہے واللہ اعلم۔ اور دروازہ غربی پر یہ کتبہ ہے جسکا آخر شعر یہ ہے ؎

گفتم چہ نویسم رقم تاریخش ٭ رضوان بدر و سرا در جنت گفت

احاطہ [illegible] کی جانب جو دروازہ ہے اوس پر جو کتبہ ہے اوسکا آخری شعر یہ ہے ؎

چون ز تاریخ نام کردم عرض ٭ گفت درگاہ خواجہ اقطاب

احاطہ کے جنوب مشرق کے گوشہ میں حضرت کی مسجد ہے جسکی مرمت وقتاً فوقتاً بہت لوگوں نے کی ہے اس مسجد کا درجہ اول خام جسکو حضرت قطب الاقطاب نے اپنے دست مبارک سے معہ مریدان کے بنایا تھا اس کے بعد اسلام شاہ نے دوسرا درجہ پختہ بنوایا اور چار دیواری پختہ تعمیر کی پھر فرخ سیر نے جب سنگ مرمر کی جالیاں بنوائیں تو ایک درجہ اور اضافہ کیا اوس پر یہ کتبہ ہے جسکا آخری شعر یہ ہے ؎

بامر دش غیب ہاتف گفت در گوش خرد ٭ سال تاریخ بنائش بیت رب مستجاب

مسجد کے آگے حافظ داؤد کی بنوائی ہوئی باولی ہے جسکی تعمیر سنہ ۱۲۶۳ ہجری میں ختم ہوئی مسجد کے پیچھے مولانا فخرالدین کی سنگ مرمر کی بنی ہوئی قبر ہے جس پر یہ کتبہ کندہ ہے ؎

سال وصال آن مہ از غیب چون جستم ٭ تاریخ گفت ہاتف شمشیر دو جہانی

مسجد کے سامنے باولی کے کنارے پر ایک قبر سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے جسکو دائی جی کی قبر کہتے ہیں یہ باولی بہت عمدہ بنی ہوئی ہے مگر افسوس ہے کہ اسمیں پانی نہیں ٹھیرتا ہے باولی کے سرے پر ضابطہ رو ہیلے کی قبر ہے جسکے سامنے اوسکا بنایا ہوا مجلسخانہ ہے درگاہ شریف سے مشرق کیطرف ایک پرانا مقبرہ ہے جسکو مسکلف صاحب نے اپنے رہنے کیلئے درست کر لیا تھا یہ مقبرہ لال کوٹ کی فصیل پر واقع ہے یہ علی قلی خاں برادر ادہم خاں کا ہے جو اکبر بادشاہ کے کوکا تھے اسکی رنگ آمیزی قابل تعریف ہے اس مقبرے سے پانسو گز کے فاصلہ پر جمالی کمالی کی درگاہ و مسجد ہے یہ خوبصورت عمارت سنہ ۱۵۲۸ع کی تعمیر ہے گورنمنٹ انگریزی نے اسکی عمدہ مرمت کردی ہے مولانا شیخ فضل اللہ جمالی کی قبر مسجد کے صحن میں شمالی طرف واقع ہے اس عمارت میں چینی کا عمدہ کام کیا ہوا ہے اور اشعار کندہ ہیں اسی مقام سے تھوڑے فاصلہ پر ناظر کا باغ ہے جسکو ناظر روز افزون نے محمد شاہ کے عہد میں تعمیر کیا تھا جسکے کا آخری شعر مادہ تاریخ یہ ہے ؎

پئے تاریخ سالش گفت ہاتف ٭ خدایا رسے بود۔ باغ مبارک

اس باغ کی بارہ دری سنگ سرخ کی ہے درگاہ سے ملا ہوا جنوب کی طرف حولی کا بازار ہے اور اوسکے مغربی کنارہ پر حوض شمسی ہے جسکو سلطان شمس الدین التمش نے بنوایا تھا یہ حوض کسی وقت میں بہت خوبصورت ہوگا مگر اب اوسکا بڑا حصہ مٹی سے پٹ گیا ہے صرف تھوڑے سے حصہ میں پانی رہتا ہے یہ حوض بھی سنگ سرخ کا بنا ہوا تھا اور اوسکے بیچ میں ایک برجی ہے اس کے گرد بہت سی عمارتیں بنی ہوئی ہیں ایلچی شہزادے کا باغ زین الدین زمردین کا مزار شیخ وجیہ الدین کا مزار شادی کا باغ چاندنی۔ چبوترہ ساخت محمد شاہ اندھیریا باغ۔ مزار خواجہ سماء الدین جو مولانا جمالی کے پیر تھے۔ چہل تن چہل من یارانی چبوترہ تکیہ دین علی شاہ۔ خانقاہ عنایت اللہ خان یہ کل عمارت سنگ سرخ کی بنی ہوئی تھیں اس نے اوسکو لال محل بھی کہتے ہیں۔ دوسرے اسی تالاب کے کنارے اولیا مسجد ہے ماہ بہادون کی نوچندی کو قطب صاحب میں بڑا میلہ ہوتا ہے یہیں سلطان غازی کا مقبرہ ہے یہ مقبرہ نصیرالدین محمود شاہ ابوالفتح محمد کا ہے سلطان التمش کے بڑے بیٹے تھے یہ اپنے باپ ہی کے سامنے مر گئے تھے جس زمانے میں انتقال کیا تھا اوسوقت میں آپ ڈھاکہ کے صوبہ دار تھے اور اسی سبب سے مقبرے کے دروازہ پر یہ لفظ کندہ ہے کہ ملک ملوک الشرق، اوس مقبرہ کا احاطہ سنگ خارا کا ہے کیا عجب ہے کہ فیروز شاہ نے اپنے وقت میں اسکی مرمت کی ہو دروازہ اسکا نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے درگاہ کے دروازہ پر یہ کتبہ ہے ہذا القبۃ المبارکۃ السلطان المعظم شاہنشاہ الاعظم المالک رقاب الامم فی العالمین سلطان السلاطین الشمس الدنیا والدین المخصوص لعنایت رب العالمین ابوالمظفر التمش السلطان الناصر امیر المومنین خلد اللہ ملکہ فی سنہ تسع و عشرین وستمائۃ

غرضکہ یہ درگاہ بھی بہت نادر اور نفیس ہے سلطان رکن الدین اور سلطان معزالدین [illegible] کی قبور پر دو برجیاں بنی ہوئی ہیں مقبرے کے سامنے بہت سی عمارتیں پٹھانوں کی بنوائی ہوئی ہیں جنمیں سے ایک مسجد نہایت ہی خوبصورت ہے قطب صاحب سے مشرق کی طرف پانچ میل پر تغلق آباد کا قلعہ اور شہر ہے اور وہاں اوسکا عمدہ مقبرہ جسمیں تغلق شاہ اور اوسکا قاتل بیٹا دونوں مدفون ہیں اسیطرف سے آدہے میل کے فاصلہ پر آدینہ کے درختوں کے باغیچے ہیں اس کے پاس موضع لہرکی ہے جسکی کالی دیواریں درختوں میں سے دکھلائی دیتی ہیں یہ مسجد دو منزلہ ہے نیچے کی منزل پر ایک سو آٹھ کوٹھریاں ہیں جنکی چھتوں میں ڈاٹ لگی ہوئی ہیں ہر کوٹھری نو فٹ مربع ہے علاوہ ان کوٹھریوں کے ہر دروازہ میں بیچ ایک کوٹھری ہے اور چاروں کونوں کی برجوں کے نیچے چار کوٹھریاں ہیں یہ سب ملکر ایک سو بارہ کوٹھریاں بیچ کی درجہ میں ہیں اوپر کی منزل میں جانے کے واسطے تین دروازے ہیں چاروں کونوں کے برج زمین سے پچاس فیٹ بلند ہیں سارے مسجد پتھر اور چونے سے تعمیر ہوئی ہے اور سیاہ استرکاری ہے

ہندوستان کے اعلیٰ عہدوں کی تقرریاں

برٹش انڈیا کی ملکی حکومت چار ذرائع سے ہوتی ہے - اول امتحان مقابلہ جو انگلستان میں ہوتا ہے - دوم ہندوستانی افواج - سوم سکریٹری آف اسٹیٹ کی سرپرستی - چہارم لوکل گورنمنٹوں کی سرپرستی

سول سروس

سول سروس انڈیا کا امتحان آیندہ یکم اگست ۱۹۰۶ء کو لندن میں ہوگا - اسامیوں کی تعداد (عموماً ۵۰) لوکل گورنمنٹوں کی ضرورت پر موقوف ہے - امیدواران کی عمر جنوری تک ۲۱ سال سے اوپر ۲۳ سال سے کم ہونا چاہئے اور صحت اور چال چلن بے نقص ہو ۱۹۰۶ء کے امتحان میں عمر کی قید یکم اگست تک ۲۲ سے ۲۴ سال تک ہوگی - ۱۹۰۶ء میں کئی اہم تبدیلیاں ہوں گی جس میں مضامین امتحان کا انتخاب حسب پسند امیدوار ہوگا - داخلہ امتحان کے لئے درخواستیں یکم جولائی تک یا اوس سے پیشتر دینا چاہئے - یہ درخواستیں اون فارموں پر ہوں گی جو یکم دسمبر کے بعد ہر وقت سکریٹری سول سروس کمیشن لندن سے ملسکتے ہیں - فیس امتحان ۶ پونڈ مقرر ہے منتخب شدہ امیدوار انگلینڈ میں ایک سال تک پروبیشن کے طور رکھا جاینگا اور ۱۰۰ پونڈ الاونس اوس حالت میں ملیگا جبکہ وہ اوس عرصے بعد کسی یونیورسٹی یا کلج مقررہ سکریٹری آف اسٹیٹ ہند میں کامیاب ہو اور لیاقت کا ثبوت دے - آخری امتحان ہندوستان کے قانون زبانوں وغیرہ میں ہوتا ہے - ملازمت میں چھوٹائی بڑائی کا خیال اوس فہرست کے لحاظ سے ہوگا جس میں امیدوار کے امتحان مقابلہ و آخری کے نمبر درج ہوں گے - منتخب شدہ امیدوار کو سواری جاننا لازمی ہے - اسامیاں اس طرح پر تقسیم ہوتی ہیں (۱) ممالک متحدہ پنجاب و ممالک متوسط میں (۲) بنگال اور آسام میں (۳) مدراس (۴) بمبئی (۵) برہما -

پاس شدہ امیدواران ان صوبجات میں مختلف حالات کے لحاظ و نیز اونکی پسندیدگی سے مقرر ہوتے ہیں لیکن زیادہ تر سرکاری ضرورتیات مدنظر رہتی ہیں - جسوقت امیدوار ہندوستان پہونچے تو اوسکو بتانا چاہئے کہ آیا وہ اگزیکٹو سول لاین میں رہنا پسند کرتا ہے یا جوڈیشل لاین میں - اول الذکر لاین میں صوبہ کے لفٹنٹ گورنری تک اور آخری میں ہائی کورٹ کی ججی تک ترقی ممکن ہے - سول عہدہ دار کی تنخواہ ۴۸۰۰ روپیہ سالانہ سے شروع ہوتی ہے - ہندوستان میں آجکل قریب ۱۱۰۰ سویلین ہیں -

ہندوستانی افواج

زیادہ تر افسروں کی کھپت ہندوستانی افواج میں ہوتی ہے لیکن کل ۳۴۰۰ - افسروں میں سے پانچسو ملکی صیغہ میں ملازم ہیں - ہندوستانی فوجوں میں کچھ اسامیاں شاہی فوجی کالج کے پاس شدہ کی نذر ہوتی ہیں - کنگز کیڈٹ (جنکی نامزدگی سکریٹری آف سٹیٹ جنگ کرتے ہیں) کنگز انڈیا کیڈٹ اور آنریری کنگز کیڈٹ (جنکو سکریٹری آف سٹیٹ ہند نامزد کرتے ہیں) کو اختیار ہے چاہے وہ شاہی فوجی کالج میں تعلیم حاصل کریں تاکہ افواج ہندوستانی میں مقرر ہوں - یا برٹش کیولری یا انفنٹری کمیشن لیں ملٹری ڈیپارٹمنٹ انڈیا آفس سے ان کے قواعد درخواست کرنے پر ملسکتے ہیں -

جب ان کیڈٹ کو جگہہ مل لیتی ہے تو باقی اسامیاں ہندوستانی فوج میں ان کامیاب امیدواروں سے پر کیجاتی ہیں جو سینڈہرسٹ کے فائنل امتحان میں پاس ہوئے ہوں - تقرری کا انتخاب قطعی ہوتا ہے بعد کو تبدیلی غیر ممکن ہے سوائے اسکے کہ آپس میں دو شخص اپنا تبادلہ کرلیویں - جب پاس شدہ امیدوار کو کمیشن ملجاتا ہے تو اوسکو ہندوستان آنیکے لئے زادراہ وغیرہ ملتا ہے ایک سال تک کسی برٹش رجمنٹ میں رکھکر اوسکا تبادلہ نیٹیو رجمنٹ میں بطور دوسرے درجہ کے کپتان کے ہوتا ہے ہندوستانی فوج میں تقرری کے تین سال بعد اگر وہ خاص زبان یا اپنے پیشہ کے امتحان میں کامیاب نہو تو موقوف کردیا جائیگا - وقتاً فوقتاً اگر سینڈہرسٹ کے افسروں کی ضرورت ہوی تو وہ کیولری یا انفنٹری لاین سے چند شرایط پر لئے جاینگے - لفٹنٹ کی تنخواہ ۲۷۰۰ روپیہ سالانہ سے شروع ہوتی ہے -

پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ

اس محکمہ میں کوپرہل کالج اور رائل انجینئر کے یوروپین اور انجینرنگ کالج ہند کے ہندوستانی لوگ داخل ہیں - اکتوبر ۱۹۰۶ء سے کوپرہل کالج ہمیشہ کیلئے توڑدیا جائیگا اس کے بعد انجینروں کا انتخاب ملک سے ہوا کریگا جسکی نسبت ابھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا - امیدواروں کو چاہیے کہ سکریٹری جوڈیشل و پبلک ڈیپارٹمنٹ انڈیا آفس کے پاس اپنی درخواستیں بھیجیں ہندوستان کے اسسٹنٹ انجینروں کی تنخواہ ۴۲۰۰ روپیہ سالانہ سے شروع ہوتی ہے - ۱۹۰۶ء میں ۲۵ - اسامیاں ہوں گی ان میں وہ بھی شامل ہیں جنکا


مطبوعہ نصرت المطابع دہلی

[illegible] متوسط اور [illegible]

[illegible] (۳) [illegible] پہاڑی ریاستیں نیپال کے مغرب میں
کشمیر کے شمال [illegible] (۴) بہت سے افغانی اور بلوچی فرقے [illegible]
[illegible] کے شمال سے آٹھ سو میل تک کوہ سلیمان کے
[illegible] میں بہت سے جرگوں کے نام مثلاً وزیری آفریدی
[illegible] ہوگئے ہیں کیونکہ زمانہ حال میں اون سے اکثر [illegible]
[illegible] میں (۵) قلات جسمیں مکران اور کہران بھی شامل ہیں، اور [illegible]
[illegible] کے جو مری اور بگٹی فرقوں کے پاس ہے (۶)
سکھوں کی ریاستیں جو سرہند کے میدان میں ستلج کے جنوب میں واقع
ہیں (۷) [illegible] شمالی اسلامی ریاستیں یعنی خیرپور سندھ میں ۔ بہاولپور
[illegible] کے شمال و مشرق میں اور رامپور جہاں سے وارن ہیسٹنگ گورنر
جنرل نے روہیلوں کو ۱۷۷۴ء میں نکال دیا تھا (۸) قدیمی راجپوتانہ
کی ریاستیں جو پنجاب کے جنوب میں واقع ہیں اور سندھ اور صوبہ
ممالک متحدہ کے درمیان واقع ہیں (۹) ممالک متوسط کی ریاستیں
جو نربدا کے شمال اور راجپوتانہ کے جنوب اور مشرق میں واقع ہیں
(۱۰) گجرات جسمیں کچھ اور کاٹھیاواڑ کے بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں
شامل ہیں (۱۱) جنوبی ریاستیں مرہٹوں کی (۱۲) بڑودہ (۱۳) حیدرآباد
(۱۴) میسور (۱۵) ٹراونکور اور کوچین کی طاین ریاستیں جو بہت دور
جنوب میں واقع ہیں ۔ حیدرآباد ۔ میسور ۔ بڑودہ ۔ کشمیر ۔ قلات
راجپوتانہ اور وسطی ہند کی ایجنسی یہ سب براہ راست گورنر جنرل اجلاس
کونسل کے زیر نگرانی ہیں ۔ دوسری ریاستیں پراونشل گورنمنٹ کے ماتحت
ہیں ۔ ان ریاستوں میں ذیل کی ریاستیں چونکہ بڑی ہیں ان میں رزیڈنٹ
رہتا ہے وہ ریاستیں یہ ہیں ۔ حیدرآباد ۔ میسور ۔ ٹراونکور کوچین
جے پور ۔ اودے پور ۔ گوالیار ۔ اندور ۔ بڑودہ ۔ کشمیر ۔
ریاست حیدرآباد ۔ ہندوستان میں سب سے بڑی ریاست ہے موجودہ
نظام ۱۸۸۴ء میں تخت نشین ہوئے خاص شہر کی آبادی ۴۴۸۴۶۶
ہے جسکا باعتبار مردم شماری ہندوستان کے شہروں میں چوتھا نمبر ہے
ریاست کشمیر جسکا دارالسلطنت سرینگر اور آبادی ۱۲۲۶۱۸ ہے راجہ
گلاب سنگھ کو لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل نے ۱۸۴۶ء بعد انقضائے جنگ پنجاب
تفویض کی کشمیر سرحدی ریاست ہونیکی وجہ سے زیادہ مشہور اور
سلطنت ایشیا کے مقابل ہونے کے سبب اور آب و ہوا کے اعتبار سے
ضرب المثل ہے ۔ برٹش اختیارات حال میں اسوجہ سے زیادہ مستحکم ہوئی ہیں کہ
اس کی شمالی صوبہ گلگت اور ریاست چترال میں ہندوستانی فوج رکھی گئی ہے

مہاراجہ صاحب بہادر [illegible]
[illegible] برٹش گورنمنٹ کے [illegible]
سکھوں کی مشہور ریاست پٹیالہ ہے ۔ [illegible]
(۲۴۴) میل ہے اور پانسو [illegible] میل چوڑا ہے تقریباً [illegible]
آبادی ہے اس میں انیس (۱۹) ریاستیں شامل ہیں ۱۷ ریاستوں میں
راجپوت سردار (۲) میں جاٹ اور ایک میں مسلمان سردار ہیں مشہور
ریاستیں جودھپور (مارواڑ) اودے پور (میواڑ) اور جے پور ہیں ۔
۱۸۵۸ء میں جھالاوار کی ریاست کا کوئی وارث نہ تھا اسکا زیادہ حصہ [illegible]
میں شامل کر دیا گیا ۔ راجپوت خاندان بہت ہی پرانے ہیں ۔
جودھپور ۔ بیکانیر اور جیسلمیر کا بڑا رقبہ ویران ہے ۔ ایجنٹ گورنر جنرل
کا صدر مقام اجمیر ہے اونکی ماتحتی میں ہتیل افسروں کا ایک اسٹاف
ہے حفاظت کے لئے یہ اسٹاف ریاستوں میں منقسم ہے اور جب
کوئی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو ریاست ان سے مشورہ لیتی ہے
متوسط ہند کی ریاستیں جو بلحاظ وسعت کے راجپوتانہ سے [illegible] ہیں
لیکن راجپوتانہ سے چوگنی ریاستیں ہیں ان میں کی دو مشہور گوالیار
اور اندور ہیں ۔ جسمیں کل متوسط ہند کا نصف رقبہ شامل ہے ۔
مالوہ کی افیوں سے بہت مالی نفع ہوتا ہے ۔ جنوری ۱۹۰۳ء میں
اندور کے مہاراجہ ہلکر نے اپنی بارہ سالہ بیٹے کو گدی سپرد کرکے
کنارہ کشی اختیار کی ۔
بندیلکھنڈ کی ۳۱ چھوٹی ریاستیں (جن میں سب سے بڑا ریوان ہے)
سنٹرل انڈیا ایجنسی کے متعلق ہیں ۔ بھوپال کی اسلامی ریاست جو تھی
بیگمات ہی میں سے حکمران ہوئیں ۱۸۷۵ء میں بڑودہ کا راجہ گیکواڑ
معزول کیا گیا ۔ اونکی جگہ اون کے متبنی وارث قرار پائے ۔
۱۸۸۱ء میں صوبہ میسور جہاں ۱۸۳۱ء تک انگریزی حکومت تھی ایک [illegible]
راجہ کے قبضہ و تصرف میں آیا ۔ ریاست کی مالی حالت ترقی پذیر ہے
مہاراجہ حال ۱۸۹۴ء میں بالغ ہوئے اور روایت ہے نے اونکو باضابطہ
مسند نشین کیا ۔
چھوٹی ریاستیں بنگال ۔ آسام ۔ پنجاب ۔ ممالک متحدہ ممالک متوسط
بمبئی و مدراس کے صوبوں کی نگرانی میں ہیں ۔ ٹراونکور دیسی ریاستوں میں
بلحاظ آبادی تیسرے نمبر پر ہے ۔ سکم سرحدی ریاست تبت کے کنارے پر ہے
۱۸۹۰ء سے گورنمنٹ انگریزی کے زیر اقتدار ہے ۔
ان نواب و مہاراجگان کی سلامی اتوپ مقرر ہے جنکی تعداد نو فیر سے ۲۱
تک ہے ۔ فہرست سلامی معہ اسمائے والیان حسب ذیل ہے ۔

